عمران سیریز

جلد نمبر
29

ہلاکت خیز

100 - ہلاکت خیز

101 - زیبرا مین

102 - جنگل کی شہریت

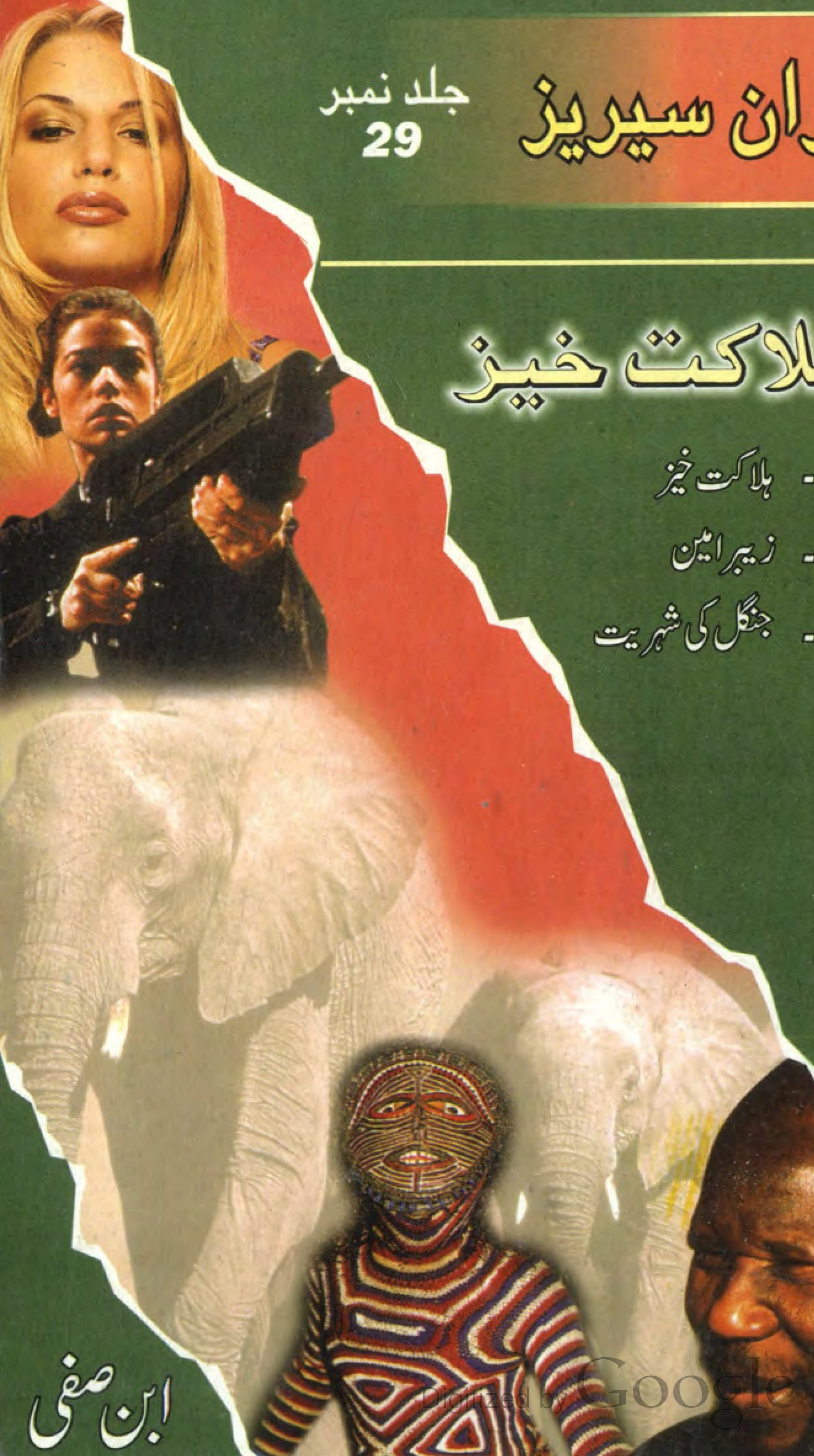

ابن صفی

Digitized by Google

ابن صفی کی شخصیت اور فن پر ان کے فرزند ڈاکٹر ایثار احمد صفی اظہار خیال کرتے ہیں۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان کا مضمون پیش خدمت ہے۔

ابن صفی ———

منظر نگاری اور تجسس کا امام

ڈاکٹر ایثار احمد صفی

اردو میں جاسوسی ادب کا طبع زاد ناول نگار ابن صفی کو مانا جاتا ہے۔ ابن صفی نے اس دور میں جاسوسی ادب کے اندر جدت طرازی کے اسلوب کو اپنایا جبکہ اردو میں صرف چند تراجم ہی ملتے ہیں۔

ابن صفی اپریل ۱۹۲۸ء میں الہ آباد کے قصبہ نارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم الہ آباد میں ہی حاصل کی۔ وہیں پلے بڑھے اور اپنی جدت پسند طبیعت کے باعث اردو کے جاسوسی ادب پر طبع آزمائی کی۔ چونکہ بنیادی طور پر شاعر تھے اور اسرار ناروی کے نام سے شاعری بھی کی اس لئے شاعرانہ مزاج نے اس میں چاشنی پیدا کردی اور جاسوسی ادب جیسا خشک مضمون بھی دلکش اور پر تجسس بن گیا۔ ان کے قلم سے نکلنے والی کہانی میں جو روانی ہوتی تھی اس میں وہ منظر کشی اور تجسس کے رنگ بھرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قاری ان کی کہانیوں میں گم ہو جاتا تھا اسی لئے کچھ نقادوں کا خیال ہے کہ وہ واحد مصنف تھے جن کے ناول ایک نشست میں ختم کیے جاتے ہیں۔

کسی بھی ادیب کو اپنی تحریر میں رنگ بھرنے کے لئے خوبصورت مناظر کا سہارا لینا پڑتا ہے، یہ بات بھی مسلم ہے کہ ان میں رنگ بھی وہی بھر سکتا ہے جس کی سوچ شاعرانہ ہو یا خود شاعر ہو۔ ابن صفی چونکہ بنیادی طور پر شاعر تھے اور بارہ برس کی عمر میں جگر اور داغ کے انداز کی شاعری کر لیتے تھے جس کی مثال یہ قطعہ ہے۔

ہمیں تو ہے مئے گل رنگ و گل رخاں سے غرض
بنائے کفر پڑی کس طرح خدا جانے
بس اتنا یاد ہے اسرار وقت مئے نوشی
کسی کی یاد بھی آتی تھی ہم کو سمجھانے

ابن صفی جب اپنی کسی کہانی کا پلاٹ ترتیب دیتے ہیں تو وہ مناظر، حالات کا بغور اور باریک

Digitized by Google

بینی سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ جس کو پڑھنے کے بعد قاری واقعات کے پس منظر میں کھو جاتا ہے۔

منظر کشی کے اصول کے تحت ایک تخلیق کار کو اس منظر کی تمام جزویات کا علم ہونا ضروری ہے۔ وہ اس کو اس خوبصورتی سے بیان کرے کہ قاری کا ذہن اسے فوراً قبول کر لے۔ اسی طرح کسی کے مزاج اور کردار کے بارے میں بیان کرنے لگے تو اس مخصوص طبیعت کے لوگوں کے مزاج کا بغور مشاہدہ کر لے تاکہ کوئی بات متضاد نہ لگے، حتیٰ کہ اسے ان کے سوچنے کا انداز بھی پتہ ہو۔ یہ بات اس وقت زیادہ اہم ہوتی ہے جب وہ کسی ایک خاص نقطہ نگاہ کے لوگوں کا نقشہ کھینچنا چاہتا ہو، یا کسی خاص ملک کے لوگوں کا رہن سہن ظاہر کرنا چاہتا ہو۔ اس ضمن میں، میں ذاتی طور پر ایڈلاوا سیریز کا حوالہ دینا ناگزیر سمجھتا ہوں۔ جس میں عمران ایک مشن پر اٹلی جاتا ہے۔ ان ناولوں میں جس خوبصورتی سے اطالوی معاشرے، مقامات اور لوگوں کی سوچ کی عکاسی کی گئی ہے۔ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جو ان میں رہا ہو۔ راقم الحروم کو کیونکہ اٹلی میں تعلیم کے دوران خاصا وقت گزارنے کا موقع ملا۔ اس لئے وہاں کے مقامات اور معاشرتی معاملات کو بالکل ویسا ہی پایا جیسا کہ کتابوں میں لکھا ہے۔ وہ شارع ویا نومینیستانا ہو، یا تیسرے درجے کا ہوٹل، یا بازار یا کومو کی جھیل یا سسلی کے ساحل سمندر۔ کوئی بھی اس قدر عمدہ اور دلکش عکاسی کو دیکھ کر یہ یقین نہیں کر سکتا کہ اس ناول کا تخلیق کار کبھی اس ملک میں نہیں آیا! لیکن یہ حقیقت ہے کہ ابن صفی نے پاکستان بننے کے بعد سوائے ہجرت کے کوئی سفر ملک سے باہر نہیں کیا۔ یہ ان کے اپنے علم کا طلسم تھا کہ وہ نقشہ اس خوبی سے کھینچتے تھے کہ قاری کو احساس ہوتا ہے کہ جیسے وہ خود اس ماحول میں ہو۔ (چاہے وہ عمران کا لندن کا سفر ہو یا افریقہ کے جنگلوں کا یا برازیل میں دریائے ایمیزن کے کنارے)

ابن صفی کی تحریروں کی دوسری بڑی خاصیت تجسس ہے۔ وہ کہانی کا جال کچھ اس انداز میں پھیلاتے ہیں کہ پڑھنے والے کا ذہن اس میں الجھ کر رہ جاتا ہے جس کا ازالہ وہ اس کو ایک نشست میں پڑھ کر کرتا ہے۔ جس زمانے میں دوسرے ناول کے لئے پڑھنے والے کو ایک ماہ کا انتظار کرنا پڑتا تھا وہ انتہائی کرب سے گزرتا تھا۔ ابن صفی کے مداح آپس میں بیٹھ کر کرداروں اور واقعات پر بحث کرتے تھے ان کے قلم کے سحر زدہ مداحوں کا انداز بھی کچھ اس طرح ہوتا جیسا کہ آج کل بیٹھ کر سیاست یا حالات حاضرہ پر بحث ہوتی ہے۔ کسی بھی ادیب کے لئے یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ لوگ اس کی تحریر کے منتظر رہیں۔ لوگ ان کو خطوط لکھ کر اور مل کر اپنی بے چینی کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ شائد لوگوں کے علم میں نہ ہو جو مصنف فکشن کے اعلیٰ مقام پر فائز تھا، جس کے تخیل پر بہت سی ایجادوں نے جنم لیا۔ جس کی سوچ ہمیشہ آسمانوں سے اونچی اڑتی تھی

ان کے تخیل کی پرواز طلسم ہوشربا کی ان جلدوں کے مرہون منت تھی جو سات برس کی عمر میں ان کی گھٹی میں اتر چکا تھا۔ ان کے کردار عمران، فریدی، سنگ ہی اور تھریسیا انہی کی طرح پر تجسس طور پر کام کرتے نظر آتے ہیں جیسے کہ کوئی طلسم ہوشربا کی داستان کے کردار ہوں۔ ہم بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے طلسم ہوشربا کو دور جدید کے نئے زاویے میں لکھ ڈالا۔ جس نے ان کے کرداروں کو پڑھا وہ انہی کا ہو رہا۔ پھر کچھ دوسرے نقال لکھنے والوں نے بھی انہی خطوط پر لکھنا چاہا لیکن ابن صفی کا قاری اصل اور نقل کی کسوٹی پر پرکھنے لگا، وہ چند سطریں پڑھ کر بتا سکتا تھا کہ یہ تحریر کس کی ہے۔ یہ ابن صفی کے قلم کا کمال تھا کہ انہوں نے تین نسلوں کے ذہنوں پر حکومت کی۔ ابن صفی کے ناولوں میں تجسس کا ایک ایسا جال بنتا ہے کہ قاری خود کو اس کہانی کا کردار سمجھنے لگتا ہے۔ قاری کو پتہ ہے کہ کرنل فریدی کہانی میں کب داخل ہو گیا۔ اگر فریدی مجرموں سے برسرپیکار بھی ہے اور اس نے کوئی اور روپ دھار رکھا، قاری اس روپ کو پہچانتا اور اس کے کارناموں پر متحیر ہوتا ہے اور آخر میں دوسرے کرداروں پر یہ راز کھلتا ہے کہ وہ اصل میں فریدی تھا۔ قاری اپنے دل میں خوش ہوتا ہے کہ مجھے تو پہلے ہی معلوم تھا..... یہ اپنے دام میں حصار کرنے کے لئے وہ گر تھا جو صرف ابن صفی کے یہاں ملتا ہے۔ قاری کرداروں کے ساتھ قلبی رشتہ جوڑ لیتے ہیں۔ جاسوسی ناول "زمین کے بادل" میں فریدی اور عمران کو یکجا کر کے زیرولینڈ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ فریدی پسندوں کی شکایت تھی کہ عمران نے فریدی کے مرتبے کے اعتبار سے گفتگو نہیں کی۔ عمران پسندوں کو اعتراض تھا کہ یہ کیس فریدی صاحب کا نہیں تھا۔ انہوں نے یہ کیوں کہا کہ وہ ایک دن دنیا کو بتائیں گے کہ زیرولینڈ کہاں ہے؟ یہی وجہ تھی کہ ابن صفی نے "زمین کے بادل" کے بعد ان دو کرداروں کو کبھی اکٹھا نہیں کیا۔

عمران کا کردار اپنی نوعیت کا واحد کردار ہے۔ وہ ایسے کھلنڈرے مگر تعلیم یافتہ نوجوان کا کردار ہے جس کا ظاہری رویہ لاپرواہی اور مسخرہ پن کا مظہر ہے۔ جس کو اسکے باپ جو انٹیلی جنس سروس کے ڈائریکٹر جنرل ہیں اس کی حرکتوں کے باعث گھر سے الگ کر دیتے ہیں۔ لیکن اصل روپ کچھ اور ہے۔ فارن سیکریٹری کے تحت ایک سپر سیکرٹ سروس کا انچارج اور اعلیٰ عہدیدار ہے۔ جس کو اس کے ماتحت ایکس ٹو کے نام سے جانتے ہیں۔ وہ ٹیلی فون پر ان سے رابطہ رکھتا ہے اس بات کا دعویٰ رکھتا ہے کہ اسے اسکے ماتحتوں کی پل پل کی خبر ہے اس آواز کی ہیبت سے ماتحت کانپتے ہیں۔ لیکن یہی عمران جب اپنی تمام تر حماقتوں کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے تو کوئی اسکو خاطر میں نہیں لاتا۔ بلکہ اسکو چٹکیوں میں اڑا کر محظوظ ہوتے ہیں۔

اس تمام منظر اور تذبذب کے عالم سے جو اصل میں محظوظ ہوتا ہے وہ ہے عمران کا قاری۔ جو کہ اس کی ذہانت اور باریک بینیوں پر نظر رکھتا ہے اگر عمران کسی مصلحت کے سبب اپنے اصلی روپ میں ظاہر نہیں ہوتا پھر بھی اپنی احمقانہ حرکتوں کی وجہ سے پہچان لیا جاتا ہے۔ یہ ابن صفی کا قاری ہے۔ جو غیر ارادی طور پر اس ناول کا حصہ بن جاتا ہے اور اتنی دلچسپی کا مظاہرہ کرتا ہے جیسا کہ وہ تمام واقعہ کا عینی شاہد ہو۔ ایک طرف قاری ابن صفی کا ناول پڑھ رہا ہوتا ہے دوسری طرف اپنے طور پر کیس کو حل کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ لیکن کرداروں اور واقعات کی اونچ نیچ میں اتنا غرق ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ ناول ایک نشست میں مکمل کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

Digitized by Google

ابن صفی کے ناولوں میں جہاں سچائی اور قانون کی بالا دستی دکھائی گئی ہے وہیں مجرمانہ ذہنیت رکھنے والوں کے ذہنوں میں جھانک کر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ کیسے سوچتے ہیں؟ ان کی مجرمانہ ذہنیت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟ اور وہ لوگوں کو اپنے افکار سے کیسے متاثر کرتے ہیں اور اپنے ہم خیال کس طرح بناتے ہیں؟ اور بین السطور یہ سبق بھی دیتے جاتے ہیں کہ ان لوگوں کی نشاندہی کی جائے اور ان کو قانون کے حوالے کیا جائے تاکہ معاشرہ سے جرائم اور لڑائی ختم ہو سکے۔ دوسرے الفاظ میں ابن صفی اپنے قاری کو ہر خطرے سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں اور اس کو ہوش مند شہری بنانا چاہتے ہیں۔ ابن صفی کے قارئین یقیناً "علامہ دہشتناک" کا کردار نہ بھلا سکیں گے۔ اسی طرح کے منفی کردار سنگ ہی اور تھریسیا بھی ہیں۔ سنگ ہی ایک چالاک و عیار چینی نسل کا مجرم ہے جو اپنے مارشل آرٹ کی وجہ سے بہت پھرتیلا ہے۔ اس کے مخالف کیمپ کی تھریسیا ہے جو "ٹی تھری بی" کہلاتی ہے ایک الگ دنیا رکھتی ہے۔ انہوں نے ایک جزیرہ زیرو لینڈ کے نام سے بنایا ہے جہاں وہ مجرموں اور معصوم لوگوں کو قید کر کے جرائم کی تعلیم دیتے ہیں۔ زیرو لینڈ دنیا والوں کے لئے ناقابل تسخیر ہے۔ جرائم کی دنیا میں بھی اتحاد ہو جاتا ہے کبھی کبھی سنگ ہی اور تھریسیا مل کر بھی کام کرتے ہیں۔ مگر ان کا سب سے بڑا مسئلہ عمران ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی کونے میں کسی جرم کی ابتداء کرتے ہیں وہاں عمران کو کسی نہ کسی روپ میں اپنا مدمقابل پاتے ہیں۔ کیونکہ عمران ہر لمحے ان کے ارادوں کی خبر رکھتا ہے۔ تجسس کے ان تمام مراحل میں قاری عمران کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اس کا تجسس لمحہ لمحہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی تمام ہمدردیاں عمران کے ساتھ ہوتی ہیں کیونکہ عمران ایک نصب العین کے لئے کام کر رہا ہوتا ہے۔ لیکن افسوس صرف اس وقت ہوتا ہے جبکہ تمام تر کارنامہ عمران کا ہوتا ہے اور اسی کا کوئی ماتحت بلکم ایکس ٹو اسے جل دیکر نکل جاتا ہے وہاں بھی قاری یہ سوچ کر مطمئن رہتا ہے کہ سارے ماتحت تو نکمے ہیں اگر عمران نہ ہوتا تو یہ کارنامہ انجام پذیر نہ ہوتا۔ وہ اپنے تئیں اس محکمے پر مہربانی سمجھ کر خوش ہوتا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں جہاں مصنف اپنے قاری کے اعصاب پر اس قدر سوار ہو، کیا وہ زندہ تحریریں نہیں ہیں؟ کیا یہ تجسس اور منظر نگاری کی انتہا نہیں ہے؟

اگر کوئی اہل علم یا نقاد اسے نہ مانے تو یہ اس کا انفرادی فعل ہوگا۔ انہوں نے اپنے مقام کا تعین خود ہی کر لیا تھا ان کا کہنا تھا کہ "میری کتابیں بک شیلف پر نہیں بلکہ قاری کے تکیے کے نیچے ملتی ہیں۔"

جہاں بھی اردو زبان بولنے والے یا سمجھنے والے پائے جائیں گے وہاں ابن صفی کے تذکرے کے بغیر اردو زبان کا ذکر نامکمل رہے گا۔

عمران سیریز نمبر 100

ہلاکت خیز

(پہلا حصہ)

Digitized by Google

پیشرس

غالباً دسمبر ۷۶ء کی بات ہے جب میں نے اس ناول کا اشتہار ترتیب دیا تھا اور "ہلاکت خیز" نام تجویز کرتے وقت اس کا وہم و گمان تک نہیں تھا کہ خود میری قوم کو کسی ہلاکت خیزی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اشتہار میں ہاتھی کا بھی ذکر تھا۔ سو آخر ہاتھی بھی نکل آیا۔ ہاتھی پھر ہاتھی ہے، خواہ پورس کا ہو یا ابرہہ کا.... ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں پورس کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کے بعد شاید اس بار ابرہہ کے ہاتھی کا کردار ادا کرنے کی کوشش کی تھی۔ ۱۹۶۵ء کے بعد سے اس وقت تک شاید ہم اسی کے منتظر تھے کہ دیکھیں ابرہہ کے ہاتھی کا کردار کس حسن و خوبی سے ادا کرتا ہے۔ اُوور ایکٹنگ تو نہیں کرتا... خدا کا شکر ہے کہ بروقت "کٹ" کا نعرہ لگ گیا اور قوم تباہی سے بچ گئی۔

کچھ بھی ہوا ہو لیکن میں آپ سے بے حد شرمندہ ہوں کہ یہ کتاب ویسی نہ ہو سکی جیسی میں چاہتا تھا۔ جب ہم خود ہلاکت خیزیوں سے دوچار ہو کر ذہنی انتشار میں مبتلا ہو گئے ہوں تو مار دھاڑ سے بھرپور کہانی کس طرح لکھی جا سکتی ہے۔ (خصوصیت سے نوجوان مجھے معاف کردیں)۔

اب دوسری سنئے! آج ہی کے اخبارات میں یہ خبر جلی حروف میں شائع ہوئی ہے کہ روس ایک ایسی ایٹمی شعاع بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے جو بین براعظمی میزائلوں کو فضا ہی میں تباہ کردے گی...... لیکن میں پوری سچائی سے اعلان کرتا ہوں کہ زیرولینڈ والوں نے یہ شعاع آج سے ایک ہفتہ قبل استعمال کی تھی...... اور اس کے سلسلے میں عمران کو دل کھول کر اُلو بنایا تھا لیکن میری کون سنے گا۔ کریڈٹ روس ہی کو جائے گا۔ اللہ کی مرضی۔

تیسری بات یہ ہے کہ ماشاء اللہ اس بار تنخواہوں میں ڈھیروں اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا ادھر بھی بات "چونی" کی نہیں رہے گی۔ یہ اضافہ مجھے اسی وقت کردینا چاہئے تھا جب دوسروں نے کیا تھا۔ لیکن میرا آپ سے وعدہ تھا کہ آپ کی تنخواہوں میں اضافے سے قبل قیمت میں اضافہ نہیں کروں گا۔ خواہ گوشت کسی بھاؤ بک جائے۔

ابنِ صفی

۴ر مئی ۱۹۷۷ء

Digitized by Google

جہاز پام کے درختوں سے گھرے ہوئے شہر دارالسلام پر چکر لگا رہا تھا.... ہدایت کے مطابق مسافروں نے حفاظتی پیٹیاں کس لی تھیں۔ ذرا ہی سی دیر میں جہاز دارالسلام کے ایئرپورٹ پر لینڈ کرنے والا تھا۔ جیمسن نے کنکھیوں سے ظفرالملک کی طرف دیکھا جو بظاہر اونگھ رہا تھا.... لیکن حقیقتاً وہ بھی کنکھیوں سے اپنے برابر بیٹھی ہوئی یورپین لڑکی کو دیکھے جا رہا تھا۔

جیمسن نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی تھی آخر اتنے لمبے سفر کی زحمت کیوں گوارہ کی گئی تھی۔ سیاحت کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا۔ کیونکہ ظفر کی مالی حالت اُس پر اظہر من الشمس تھی.... پھر تنزانیہ کا سفر کیوں؟

لیکن اُسے یہ ضرور معلوم تھا کہ دارالسلام کے سب سے بڑے اور مہنگے ہوٹل.... کلیمنجارو میں اُن کا قیام ہوگا۔ وہاں دو کمرے پہلے سے ریزرو کرائے جا چکے تھے۔ جن کا کرایہ دو سو ساٹھ شلنگ یومیہ تھا اور یہ بھی متوسط درجہ کی بودوباش کے لئے تھا۔ ورنہ صرف قیام اور ناشتے کے لئے اُنھیں ایک سو اکیس شلنگ فی کس یومیہ خرچ کرنا پڑتا۔ بہر حال جیمسن اچھی طرح جانتا تھا کہ ظفر کی جیب اِتنی بھاری نہیں تھی۔ لہٰذا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں سوچ سکتا تھا کہ یہ عیاشی سرکاری ہی خرچ کی مرہونِ منت ہوگی۔

اُن دنوں جیمسن بڑی خاموشی سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ زیادہ تر پڑھتا رہتا۔ زبان میں زہریلا پن بھی نہیں رہا تھا۔ خواہ مخواہ ہر ایک سے خوش اخلاقی برتنے کو جی چاہتا۔ وجہ یہ تھی کہ صوفیائے کرام کی زندگیاں زیرِ مطالعہ تھیں اور اُسے تزکیہ نفس کی سوجھی تھی.... خوبصورت عورتوں کو گھورنا ترک کر دیا تھا۔ بیئر تک نہیں پیتا تھا۔ مونگ کی دال اور لوکی غذا ٹھہری تھی۔ دنیاوی ترک و

Digitized by Google

احتشام کو حقارت سے دیکھنے لگا تھا.... کبھی کبھی ظفر کو بغور دیکھتا تو اُسے ایسا محسوس ہوتا جیسے وہ ایک بے بس چوپائے کی طرح اندھیرے میں ہاتھ پاؤں مار رہا ہو۔ کچھ دنوں پہلے آنکھوں میں ذہانت کی جو چمک نظر آتی تھی۔ اب وہی لاعلمی کی بے بصارتی محسوس ہونے لگی تھی۔ وہ سوچتا یہ شخص کیا جانتا ہے۔ کچھ بھی تو نہیں۔ سرکس کے ایک اداکار کی طرح اپنے شب و روز گذار رہا ہے۔ ہنستا ہے تو اُسے علم نہیں ہوتا کہ کیوں ہنس رہا ہے اور ایسوں کو رونا کہاں نصیب ہوتا ہے۔ روتے تو عقل والے ہیں روتے ہوئے دنیا میں آتے ہیں اور زندگی بھر روتے رہتے ہیں۔

بہر حال ظفرالملک اس سفر کے دوران میں کئی بار کوشش کر چکا تھا کہ اُس یورپین لڑکی کی توجہ کا مرکز بن سکے لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیمسن خاموش تماشائی بنا رہا تھا۔ ایک بار بھی اس مسئلے میں اظہار خیال کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ دراصل جیمسن کا خیال تھا کہ اُس کے دل کی آنکھیں کھل گئی ہیں۔ لہٰذا اُسے صرف لذت تماشا ہی تک محدود رہنا چاہئے۔ تفسیر وہ خود کر سکتا ہے۔ اُس اداکار سے کیا پوچھے جو خود بھی نہیں جانتا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں کر رہا ہے۔

تو جیمسن تصوف کی چند کتابیں پڑھ کر خود کو ایسا ہی صاحب حال سمجھنے لگا تھا جہاز کے لینڈ کرتے ہی ذہن پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا۔

یورپین لڑکی سیٹ سے اٹھی تھی اور ظفر حفاظتی پیٹیاں ہی کھولتا رہ گیا تھا۔ وہ آگے بڑھ گئی اور جیمسن نے کہا۔ "خود کو قابو میں رکھئے یور ہائی نس.... ضروری نہیں کہ اُس کی اور آپ کی منزل ایک ہی ہو....!"

"اوہ.... تم بولے تو...." ظفر نے جھینپی ہوئی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"میں نہیں.... کوئی اور بولا تھا....!"

"زبش....! چلو.... آگے بڑھو....!"

یورپین لڑکی نظروں سے اوجھل ہو چکی تھی۔

"اپنی گھڑی گرینچ مین ٹائم سے تین گھنٹے آگے بڑھا لو"! ظفر نے نکاسی کے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"زبانی یاد رکھوں گا.... گھڑی کو نہیں چھیڑ سکتا۔ کیونکہ میری پیدائش گرینچ مین ٹائم کے

مطابق ہی ہوئی تھی.... نو اُو فنس یور ہائی نس....!"

ایئرپورٹ سے وہ ٹیکسی میں سٹی ڈرائیو کی طرف روانہ ہوئے۔ کلیمنجارو کی دس منزلہ عمارت سٹی ڈرائیو ہی پر واقع تھی۔

ظفرالملک نے دو تین گہری سی سانسیں لیں اور بولا۔"عجیب سی مہک ہے فضا میں! بالکل ہی نئی دنیا معلوم ہوتی ہے....!

"اربوں سال پُرانی....!"جیمسن بُرا سا منہ بنا کر بولا"کفن اور کافور کی بو ہوگی"۔

"کیوں دماغ خراب کر رہے ہو میرا....!" ظفر جھنجھلا کر بولا۔

"میں آپ کو نجات کے راستے پر لگانا چاہتا ہوں....!"

"یہاں.... اتنی دُور.... خطِ استوا کے قریب....!"

"ماحول کی تبدیلی سے بڑی مدد ملے گی۔ گھر پر شائد ممکن نہ ہوتا۔!"

"اچھا بس.... میرے سر میں درد ہو رہا ہے....!"

"ایزیو پلیز... لیکن کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ ہم اتنے مہنگے ہوٹل میں کیوں قیام کر رہے ہیں"۔

"اپنی جیب سے نہیں کر رہے.... جو کچھ کہا گیا ہے کرنا ہے....!"

"یہاں کونسی زبان بولی جاتی ہے....؟"

"سواحلی اور انگلش....!"

"آپ کو آتی ہے سواحلی....!"

"نہیں....!"

"کاش مجھے آتی ہوتی.... یہاں کے عوام سے گفتگو کر سکتا....!"

"شکر ہے کہ وہ تمہاری بکواس سے محفوظ رہیں گے۔"

"لینگویج پلیز....!"

کلیمنجارو پہنچ کر ظفرالملک کی باچھیں کھل گئیں۔ عمارت کے سامنے ہی ایک عدد اُولمپک سائز سوئمنگ پول نظر آیا تھا۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ ساحل بھی کچھ زیادہ دور نہیں تھا۔ بڑی خوشگوار ہوا سمندر کی جانب سے چل رہی تھی اور وہ عجیب سی مہک جو اُس نے جہاز سے اُترتے ہی محسوس کی تھی۔ یہاں بھی برقرار تھی۔

سورج غروب ہونے والا تھا اور وہ پانچویں منزل پر اپنے کمروں میں پہنچے تھے۔

Digitized by Google

"الگ الگ کمروں کی کیا ضرورت تھی یور ہائی نس....!" جیمسن نے اعتراض کیا۔

"میں نہیں جانتا.... ریزرویشن میں نے نہیں کرایا تھا۔" ظفر بیزاری سے بولا۔"لیکن مجھے حیرت ہے کہ تم نے ابھی تک یہ معلوم کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ہم یہاں آئے کیوں ہیں۔!"

"دراصل مجھے آج کل دوسرے سوال نے اُلجھا رکھا ہے....؟"

"وہ کیا ہے....؟"

"ہم دنیا میں کیوں آئے ہیں....!"

"اچھا سوال ہے۔" ظفر سر ہلا کر بولا"اور اگر آئے ہی تھے تو جُمن سے جیمسن کیوں ہو گئے۔"

"نو پرسنل اٹیک پلیز....!"

"تیسرا سوال پیدا ہو گیا....!" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔"یہ پرسنل کیا چیز ہے؟"

"کیا مطلب....؟"

"تصوف میں پرسنل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں بھی پڑھتا رہتا ہوں۔ اچھا اب اپنے کمرے میں جاؤ.... میں آرام کروں گا....!"

جیمسن کچھ کہے بغیر دروازے کی طرف بڑھا.... اُس کا کمرہ مزید دو کمروں کے بعد تھا۔

جھک کر قفل میں چابی لگا ہی رہا تھا کہ قریب سے ایک مترنم سی آواز آئی۔"میں کوئی مدد کر سکتی ہوں....!"

وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ برابر والے کمرے کے دروازے پر ایک سفید فام عورت کھڑی مُسکرا رہی تھی۔ عُمر پچیس اور تیس سال کے درمیان رہی ہوگی۔ بال سنہرے تھے اور آنکھیں گہری نیلی....!

"کیا میں کوئی عجوبہ ہوں.... اس طرح کیوں دیکھ رہے ہو....!" وہ ہنس کر بولی۔ اور جیمسن نے اندازہ کر لیا کہ کسی قدر نشے میں بھی ہے....!

"یہ بات نہیں محترمہ....!" اُس نے خشک لہجے میں کہا۔

"پھر کیا بات ہے....!"

"پندرہ بیس سال بعد عورت نظر آئی ہے....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"خود مجھے بھی نہیں معلوم....!"

"ایسے ہی معصوم نظر آتے ہو....!" وہ پھر ہنس پڑی اور جیمسن نے بھی خواہ مخواہ دانت نکال دیئے۔

"آؤ کچھ دیر میرے ساتھ بیٹھو! میں اس وقت بہت اُداس ہوں....!"

"کوئی مضائقہ نہیں....!" جیمسن سنک گیا۔ کنجی دوبارہ جیب میں ڈال لی۔ عورت پیچھے ہٹ کر کھڑی ہوگئی تھی۔ وہ اُس کے کمرے میں داخل ہوا۔

سامنے ہی میز پر اسکاچ کی بوتل نظر آئی۔ جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا۔ زبان میں گُدگُدی سی ہونے لگی تھی۔ بہت دنوں سے چکھی تک نہیں تھی۔

"بیٹھو گے نہیں کیا....!" عورت بولی۔

"شکریہ....!" کہہ کر جیمسن بیٹھ گیا۔

"تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔ کہاں سے آئے ہو....!"

"ہنالولو سے....!"

"میرا نام لِسلی کارڈوبا ہے....!"

"اور میں ڈگم بگم ہوں....!"

"تمہاری ڈاڑھی سے مناسبت رکھتا ہے یہ نام....!"

"ڈاڑھی کو موضوع سخن بنانا پسند نہیں کرتا....!"

"میری کسی بات کا برامت منانا میں بہت دکھی ہوں....!"

"تنہائی کی وجہ سے....!" جیمسن نے سوال کیا۔

"خدا جانے.... کیا تم نہیں پیوٴ گے۔ اپنی مدد آپ کرو....!"

"خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں انڈیلی....!"

"تنہا ہو۔ یا کسی پارٹی کے ساتھ....!"

"نہ تنہا ہوں اور نہ کسی پارٹی کے ساتھ....!"

"میں نہیں سمجھی....!"

"میرا باس دوسرے کمرے میں مقیم ہے....!"

Digitized by Google

"اُوہ...." یک بیک وہ اور زیادہ مغموم نظر آنے لگی۔ کچھ دیر بعد بولی "میں سمجھی تھی شائد میری ہی طرح تنہا ہو....!"

"تم کیوں تنہا ہو....!"

"بس یونہی.... یہاں سکون کی تلاش میں آئی ہوں....!"

"نیلے آسمان کے نیچے سکون کہاں.... مُردے تک قبروں میں مضطرب رہتے ہیں....!"

"قبروں کی بات کیوں نکالی....!" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔ لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔

"بر سبیل تذکرہ.... گورکن یا تدفین کرنے والی کسی فرم کا نمائندہ نہیں ہوں....!"

وہ خاموشی سے اُسے دیکھتی رہی۔

"اگر میری بات سے تکلیف پہنچی ہو تو معافی چاہتا ہوں....!" جیمسن بولا۔

"مجھے کسی بات سے صدمہ نہیں پہنچا۔!" وہ اپنے لئے گلاس تیار کرتی ہوئی بولی "میں تو یہاں مرنے کے لئے آئی ہوں....!"

"کہاں سے آئی ہو....!"

"نیویارک سے....!"

"وہاں مرنے میں کیا دُشواری تھی....!"

ایک لمبا گھونٹ لے کر اُسے گھورتی ہوئی بولی "کیا تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو!"

"نہیں.... یہ ایک سادہ سا سوال تھا۔!"

"زہر پی کر مرنا گھٹیا سی بات ہے....!"

"ریوالور کیسا رہے گا....!"

"دھماکے سے میری جمالیاتی حِس کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے۔!"

"نیویارک میں کوئی تیس یا چالیس منزلہ عمارت بھی آزمائی جاسکتی تھی....!"

"ایکروفوبیا کی مریضہ ہوں....!"

"سمندر کے بارے میں کیا خیال ہے....!"

"اِس کے تصور سے بھی گھن آتی ہے کہ گندی مچھلیاں مجھے کھا جائیں....!"

"تو پھر یہاں کیا....!" یہ جیمسن جُملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگیا۔

"یہاں کی موت بے حد شاندار ہو گی....!" وہ پُر جوش لہجے میں بولی۔

"تم نے مجھے تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ ہم کچھ ہی دیر پہلے ملے ہیں....!"

"تمہیں....!" لسلی نے حیرت سے کہا "تمہیں کیا تشویش ہو سکتی ہے....!"

"یہی کہ یہاں کی موت کس تدبیر سے شاندار ہو سکے گی....!"

"تم نہیں سمجھے۔" وہ زور سے ہنس پڑی۔

جیمسن نے مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دی۔

"سنو....!" وہ مٹھیاں بھینچ کر بولی۔ "میں ہمیشہ طاقت کی پجارن رہی ہوں۔ کیا سمجھے۔!"

"سمجھ گیا....!"

"کیا سمجھ گئے....؟"

"شائد ابھی نہیں سمجھا یونہی رواداری میں کہہ گیا تھا....!"

"تم نہیں سمجھ سکو گے۔ کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا! اس انوکھے خیال نے صرف میرے ذہن میں جنم لیا ہے.... اِس لئے میں امریکہ کی عظیم ترین ہستی ہوں....!"

"اس میں کیا شک ہے....!" جیمسن نے سنجیدگی سے کہا۔

"خاموش رہو۔ تم کچھ بھی نہیں سمجھتے۔!" وہ کسی قدر تیز ہو کر بولی۔

"مجھے اس کا بھی اعتراف ہے۔!"

"مت بکواس کرو.... یہ بھی ہے! اور وہ بھی ہے....!"

"بالکل........!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "نہ اِس کی حقیقت سے اِنکار کیا جاسکتا ہے اور نہ اُس کی جو میرے تجربے میں آجائے وہی سچائی ہے۔ جس کا احاطہ میرا ذہن نہ کر سکے وہی سب سے بڑا جھوٹ....!"

"کیا تم میرا دماغ خراب کرو گے۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"نہیں! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مرنے کا وہ شاندار طریقہ کیا ہو گا۔!"

"اچھا.... اچھا!" لسلی نے قہقہہ لگایا۔ پھر سنجیدہ ہو کر کچھ سوچتی رہنے کے بعد بولی۔ "کیا میں تمہیں خوفزدہ نظر آرہی ہوں....!"

"ہرگز نہیں! تمہارے چہرے پر تو عزم واستقلال کی بارش ہو رہی ہے!"

"شکریہ۔ بس یہی معلوم کرنے کیلئے میں تمہیں یہاں لائی تھی۔ اگر جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔"

"تمہارا کام تو ہو گیا۔ لیکن ابھی میرا نہیں ہوا....!"

"کیا کہنا چاہتے ہو....!"

"شاندار موت کا طریقہ....!"

"اچھا تو سنو....! میں کسی گھنے جنگل میں جا گھسوں گی اور کوئی دھاڑتا ہوا شیر مجھے چٹ کر جائے گا.... شیر طاقت کی علامت ہے۔ اور میں ہوں طاقت کی پجارن....!"

"واقعی بہت گریٹ ہو۔ لیکن شیر کا ہاضمہ چوپٹ ہو جائے گا۔ الکوحل کے مارے ہوئے گوشت کا تجربہ اُسے ہرگز نہ ہوا ہو گا۔!"

"اب تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" اُس نے ہاتھ جھٹک کر کہا اور گلاس میں انڈیلنے لگی۔

"جنگل کی طرف روانگی کے وقت مجھے ساتھ لینا مت بھولنا....!"

"کیوں؟ تمہیں کیوں ساتھ لے جاؤں گی....!"

"تمہاری اور شیر کی تصویریں اُتاروں گا....!"

"شٹ اَپ.... اینڈ گٹ آؤٹ۔!" وہ حلق کے بل چیخی! اور جیمسن بوکھلا کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

عجیب چیز ہاتھ لگی تھی۔ اُس نے سوچا کیوں نہ ظفر الملک کو بھی اطلاع دے دی جائے۔ خاصے کی چیز معلوم ہوتی ہے یہ عورت بھی.... کچھ دلچسپی ہی رہے گی۔

وہ تیزی سے اُس کے کمرے کے سامنے پہنچا اور دروازے پر دستک دی۔

"کم اِن....!" اندر سے ظفر کی آواز آئی۔

اس نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ ظفر آرام کرسی پر نیم دراز سگریٹ پی رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا بات ہے۔!"

"خودکشی کا ارادہ رکھنے والی عورت اُردو میں کیا کہلائے گی۔" جیمسن نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"کیا بکواس ہے....!"

"بکواس نہیں عورت ہے! کمرہ نمبر ایک سو تین میں خودکشی کرنے کے لئے نیویارک سے

Digitized by Google

آئی ہے۔ اُس کے تئیں زہر پینا گھٹیا بات ہے۔ پستول کے دھاکے سے اُس کی جمالیاتی حس کو ٹھیس لگے گی۔ کسی اونچی عمارت سے چھلانگ اس لئے نہیں لگا سکتی کہ ایکروفوبیا میں مبتلا ہے۔ سمندر اس لئے ناپسند ہے کہ گندی مچھلیاں اُس کی لاش پر منہ ماریں گی....!"

"تم جانتے ہو یا....!"

"لہٰذا اُس نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی گھنے جنگل میں جا گھسے گی۔ جہاں کوئی شیر یا چیتا اُسے پھاڑ کھائے گا۔ کہتی ہے کہ وہ ایک شاندار موت ہو گی۔!"

"اُوہ....!" ظفر مضطربانہ انداز میں اٹھ کھڑا ہوا.... اور اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "کمرہ نمبر کیا بتایا تھا....!"

"ایک سو تین.... لل.... لیکن۔!" جیمسن ہکلا کر رہ گیا۔

"میرے ساتھ آؤ!" ظفر دروازے کی طرف جھپٹا! سچ مچ جیمسن بوکھلا گیا۔ اس قسم کے کسی ردِ عمل کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ بہر حال وہ ظفر کے پیچھے پیچھے کمرہ نمبر ایک سو تین تک پہنچا۔

"یہی ہے نا....!" ظفر نے مڑ کر آہستہ سے پوچھا۔

"ہے تو یہی....!" جیمسن اُسے پُر تشویش نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ اُس کا یہ رویہ سمجھ میں نہیں آیا تھا۔ وہ تو اُسے صرف ایک عجوبہ عورت کی موجودگی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ اس کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ اُس کے بارے میں سنتے ہی اِس طرح اُس کی جانب دوڑ پڑے گا۔

ظفر نے دروازے پر دستک دی۔

"کم اِن۔!" اندر سے آواز آئی۔ ظفر نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

وہ سامنے ہی کھڑی تھی۔ ظفر کے پیچھے جیمسن کو دیکھ کر دھاڑی "تم پھر آگئے....!"

"میرے باس بھی تمہاری زیارت کرنا چاہتے تھے۔" جیمسن جلدی سے بولا۔ اور ظفر نے آگے بڑھ کر کہا۔ "شیر دانتوں کو بُرش نہیں کرتا....!"

"اوہ....!" لِسلی کارڈوبا نے طویل سانس لی.... مسکرائی اور آگے بڑھ کر مصافحہ کرتی ہوئی بولی! "تم سے مل کر خوشی ہوئی.... لیکن کیا اِس ڈاڑھی والے کی موجودگی ضروری ہے....!"

"میرا اسسٹنٹ ہے....!"

"میری دانست میں اس کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔" لِسلی نے کہا۔

Digitized by Google

"تم اپنے کمرے میں جاؤ....!" ظفر مڑ کر جیمسن سے بولا۔ اور جیمسن کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی.... کیا خوب....! زیارت ہی نہیں شائد قوالی بھی ہونے والی تھی لیکن کیا بات ہوئی؟ وہ اُسی جگہ کھڑا متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا رہا۔ آخر ظفر نے اُسے باہر دھکیل کر دروازہ بند کر دیا تھا۔

ٹھیک اُسی وقت اُس نے راہداری میں کسی کو ہنستے سُنا! بھنا کر پلٹا.... یہ ایک سیاہ فام آدمی تھا.... جیسے ہی جیمسن سے نظر ملی خاموش ہو گیا۔ لیکن مسکراہٹ بدستور قائم رہی۔ پھر اُس نے اشارے سے جیمسن کو اپنی طرف بلایا تھا۔

جیمسن آہستہ آہستہ آگے بڑھا۔ یہ سیاہ فام آدمی بھی ایک کمرے ہی سے برآمد ہوا تھا۔

"میں تین دن سے دیکھ رہا ہوں" وہ آہستہ سے بولا "ہر ایک سے ایسا ہی برتاؤ کرتی ہے۔ خود ہی بُلا کر کمرے میں لے جاتی ہے اور پھر دھکے دے کر نکال دیتی ہے۔"

"تمہیں بھی تجربہ ہو چکا ہے۔" جیمسن نے پوچھا۔

"تبھی تو کہہ رہا ہوں! لیکن ابھی تک اُس نے کسی جنگل کا رخ نہیں کیا۔ یہیں دھری ہے۔"

"اُوہ.... لیکن تمہیں کیوں باہر نکال دیا تھا۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"میں سمجھ ہی نہیں سکا! میں تو اُسے یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ مایوسی وقتی چیز ہے.... بادلوں کی طرح ذہن پر چھاتی ہے۔ پھر مطلع صاف ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ بھپر گئی اور مجھے کمرے سے نکال دیا۔ تم نے کیا کہا تھا۔!"

"میں نے کہا تھا کہ شیر کا ہاضمہ خراب ہو جائے گا۔ تمہارا گوشت الکوہلک ہو گیا ہے!"

سیاہ فام آدمی نے زور سے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "ستم ظریف معلوم ہوتے ہو۔! یا پھر تم بھی نشے میں ہو....!"

"تنہا پیتی رہی تھی۔ مجھے آفر نہیں کی تھی....!"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"ہنالولو....!"

"بزنس....؟"

"نہیں تفریحاً۔!"

"میرا نام مسوما ہے....!"

"جیمسن!" کہتے ہوئے اُس نے مصافحہ کیا۔ اور مسوما نے اُسے اپنے کمرے میں آنے کی دعوت دی!۔

"شکریہ! ضرور.... مجھے دوستوں کی ضرورت ہے....!" جیمسن نے کہا۔

"لیکن میں تمہیں شراب آفر نہیں کر سکوں گا....!" مسوما کرسی کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "مسلم ہوں....!"

"میں بھی نہیں پیتا۔!" جیمسن نے کہا "میں بھی صوفی ہوں....!"

"تب تو ہم بہت اچھے دوست ثابت ہونگے۔ تمہاری ڈاڑھی بہت خوبصورت ہے۔"

"اُس عورت نے بھی یہی کہا تھا اور پھر کمرے سے نکال دیا تھا۔!"

"ارے نہیں۔!" مسوما ہنس پڑا۔

"تو وہ تین دن سے یہاں ہے۔!" جیمسن نے کہا۔

"ہاں.... میں اُس سے پہلے مقیم ہوں۔ زنجبار میں میرا بزنس ہے، آتا جاتا رہتا ہوں....!"

"تصوف سے دلچسپی ہے۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"میری چار بیویاں ہیں۔ اس لئے کسی پانچویں چیز سے دلچسپی لینے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

جیمسن نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ اس نے بھی اِسے محسوس کر لیا۔ اور ہنس کر بولا "کیوں کیا بات ہے....!"

"اکٹھی چار بیویاں کر لیں۔!"

"پھر اور کیا کرتا کوئی گیم وغیرہ بھی تو نہیں کھیلتا۔!"

"آخر بزنس کیلئے کیسے وقت نکال لیتے ہو۔"

"بزنس تو ہوتا ہی رہتا ہے!"

"کمال ہے.... ایک میں ہوں کہ اسی فکر میں مُرا جارہا ہوں کہ کہیں شادی نہ ہو جائے۔!"

"ہائیں.... تو کیا تمہاری شادی نہیں ہوئی۔"! مسوما اُچھل پڑا۔

"نہیں.... ایک بھی نہیں....!"

"یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔!" مسوما نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"میرے لئے اچھی ہے!۔"

"میں تمہاری آنکھوں میں مایوسی اور بے بسی دیکھ رہا ہوں۔ ذرا اپنا داہنا ہاتھ تو آگے بڑھانا!"

"میں پامسٹری میں یقین نہیں رکھتا....!"

"تمہیں یقین آجائے گا جب تمہیں پچھلی زندگی کے بارے میں بتاؤں گا۔!"

"تم کیسے مسلم ہو کہ پامسٹری پر یقین رکھتے ہو....!"

"او ہاں.... سچی بات تو یہی ہے۔ لیکن یہ ایک علم ہے....!"

"اسلامی نکتہ نظر سے دریا بُرد کر دیا جانے والا علم....!"

"تم اسلام کے بارے میں خاصی معلومات رکھتے ہو....!"

"کیوں نہ رکھوں.... میں بھی مسلم ہی ہوں....!"

"تو پھر یہ جیمسن....!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم بھی تو مسوما ہو.... یہ عربوں کا سا نام تو نہیں ہے۔"

"تم تو قائل ہی کر دیتے ہو.... زنجبار میں میری پامسٹری دانی کی دُھوم ہے۔ اب میں کیا کروں گا....!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسلسل اُس امریکی عورت کے بارے میں سوچے جا رہا تھا۔ اور پھر ظفر کا رویہ۔ تو.... لیکن ظفر کا رویہ ہی کیوں؟ وہ تو خود اُسی عورت نے اُسے روکا تھا۔ پوری چویشن اُسے یاد آگئی۔ ظفر نے یہی تو کہا تھا کہ شیر دانتوں میں بُرش نہیں کرتا۔ اس پر وہ بُری طرح چونکی تھی اور پھر خود جیمسن کو وہاں نہیں ٹھہرنے دیا گیا تھا۔ شیر دانتوں کو بُرش نہیں کرتا۔ کیا بات ہوئی؟

"تم کیا سوچنے لگے.... کافی منگواؤں۔!" مسوما بولا۔

"کوئی مضائقہ نہیں.... ہاں کیا وہ عورت تنہا ہی ہے۔!"

"اُس کا خیال دل سے نکال دو مجھے تو وہ پاگل ہی معلوم ہوتی ہے!"۔

"پاگل پن ہی کی وجہ سے تو اُس میں دلچسپی لے رہا ہوں۔!"

"لیکن میں تمہیں یہی مشورہ دوں گا کہ اُس سے دور رہو.... اب تک کئی آدمیوں کو اپنے کمرے میں لے جا کر باہر نکال چکی ہے....!"

مسوما نے فون پر رُوم سروس سے کافی طلب کی تھی۔

Digitized by Google

"یہاں دار السلام کی فضا میں عجیب سی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔!" جیمسن نے کہا۔

"اُوہو.... خوشبوؤں کا تجربہ کرنا ہے تو میرے ساتھ زنجبار چلو.... ہواؤں میں لونگ کی خوشبو ہر وقت رچی بسی رہتی ہے۔ بس ایسا لگتا ہے جیسے تم مسالوں کے جزیرے میں داخل ہو گئے ہو.... یہاں سے صرف بیس منٹ کی فلائٹ ہے۔! لیکن وہاں تمہیں نیم عریاں یا شیشے جیسا لباس پہننے والی عورتیں نظر نہیں آئیں گی۔ ہم لوگ اس کا سختی سے نوٹس لیتے ہیں۔ سفید فام عورتوں کو بھی اپنا پورا جسم ڈھکنا پڑتا ہے۔!"

"تب پھر وہاں جانے سے کیا فائدہ....!" جیمسن نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی تو بہت زور شور سے مسلم بن رہے تھے۔!"

"دنیا کے دوسرے مسلموں سے مختلف نہیں ہوں۔ جہاں اپنے نفس کو ذبح کرنا پڑتا ہے۔ وہاں ہم اسلام کا نام ہی نہیں لیتے۔!"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔!"

"بات ہو یا نہ ہو.... ہوتا یہی ہے....!"

"خیر.... تو ہم زنجبار کی بات کر رہے تھے....!"

"فرصت ملی تو دیکھ لیں گے زنجبار بھی....!"

"فرصت کی بات کرتے ہو!" سوما نے حیرت سے کہا۔ "ارے تفریح ہی کیلئے تو آئے ہو!"

"جہاں عورتیں پورا لباس پہنتی ہوں۔ وہاں تفریح کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا...."

"امریکی تہذیب کے مارے ہوئے لگتے ہو۔!"

"بیچارہ امریکہ مفت میں بدنام ہے! ارے اسپورٹس اور اُولمپک کے نام پر عورت کا ننگا پن عالمی تہذیب بن چکا ہے....!"

"اب شائد تم سیاست پر اُتر آؤ گے.... میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں....!"

اِتنے میں روم سروس کا ویٹر کافی لے آیا تھا اور بات خود بخود ختم ہو گئی تھی۔

وہ کافی پیتے رہے۔ پھر اچانک باہر سے شور سنائی دیا تھا۔ وہ دونوں اپنی اپنی پیالیاں میز پر چھوڑ کر اٹھ گئے۔ راہداری میں آئے۔ یہاں لسلی اپنے دروازے میں کھڑی چیخ رہی تھی۔ اور ظفر الملک لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔ جیمسن نے ظفر کی جانب سے منہ پھیر لیا۔

Digitized by Google

"احمق.... اُلو.... غیر مہذب...." لسلی چیخے جا رہی تھی "کسی میں اتنا سلیقہ نہیں ہے کہ دُکھی لوگوں کا دل رکھ سکے....!"

پھر اُس نے زور دار آواز کے ساتھ دروازہ بند کیا تھا۔ کئی اور لوگ بھی اپنے کمروں سے نکل آئے۔!

"تمہارے بعد اور کوئی بیوقوف بھی پھنسا تھا۔!" سوما نے جیمسن سے کہا۔ "چلو کافی ختم کریں....!"

"یہ عورت میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔!" جیمسن بڑبڑایا۔

وہ پھر کمرے میں واپس آ کر کافی پینے لگے تھے۔ سوما نے کہا تھا "مگر سوال یہ ہے کہ وہ کب جائے گی کسی شیر سے ملاقات کو....!"

"کسی چکر میں ہے....!"

"کیا چکر ہو سکتا ہے....!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شیر کے دانتوں میں بُرش کرنے کی کوشش نے کوئی دوسرا رخ تو نہیں اختیار کر لیا۔ وہ جلد سے جلد ظفر الملک تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کافی ختم کر کے اٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا دوست! بہت بہت شکریہ! پھر ملاقات ہو گی....!"

"زنجبار چلنے کے بارے میں سوچنا۔!" سوما نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!"

وہ سوما کے کمرے سے نکل کر تیر کی طرح ظفر کے کمرے کی طرف گیا تھا۔ دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ....!" اندر سے آواز آئی۔

ظفر اُسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔ جیمسن دروازے کے قریب ہی کھڑا اُسے عجیب نظروں سے دیکھتا رہا۔

"کیا بات ہے....؟"

"کچھ نہیں یور ہائی نس.... دیکھ رہا تھا کہ کہیں آپ نے اُسے زندہ رہنے پر تو مجبور نہیں کر دیا....!"

"کل صبح ہم دونوں مسانی ولیج جا رہے ہیں....!"

"لیکن وہ تو اس طرح چیخ رہی تھی جیسے آپ نے کوئی بد تمیزی کی ہو....!"

"دکھاوے کی بات تھی....!"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اپنے عام رویئے میں فرق نہیں آنے دینا چاہتی تھی....!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا جناب والا....!"

"ہم یہاں اسی عورت کے لئے آئے ہیں....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہم میں سے شیر کون ہے....!"

"بکواس مت کرو.... وہ ہمیں ایسی ہی گفتگو سے شناخت کر سکتی....!"

"اور اُس نے شناخت کر لیا....!"

"بالکل کر لیا۔ کیا تمہیں یاد نہیں کہ میں نے شیر کے دانتوں اور بُرش کا حوالہ دیا تھا....!"

"اِس ملاقات کیلئے یہی جگہ کیوں منتخب کی گئی۔!"

"یہاں ہمیں ایک آدمی کو تلاش کرنا ہے....!"

"وہ عورت ہے کون اور کہاں سے آئی ہے....!"

"میں نہیں جانتا اور اُسے بھی علم نہ ہونا چاہئے کہ ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں....!"

"اتنی راز داری.... لیکن میں تو اُسے بتا چکا ہوں....!"

"کیا بتا چکے ہو....؟" ظفر چونک کر بولا۔

"یہی کہ وطن مالوف ہنالولو ہے....!"

"اُوہ....!" ظفر نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے۔ صرف میں اُس کے ساتھ جاؤں گا....!"

"خدا کا شکر ہے! اُس نامعقول عورت کے ساتھ ایک منٹ بھی نہیں گذار سکتا! ویسے وہ مسانی ولیج ہے کدھر....؟"

"یہاں سے پانچ یا چھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ناہی گیروں کی بستی ہے اور کچھ قدیم عمارات

Digitized by Google

اور مقابر بھی ہیں وہاں....!"

"نہ مجھے قدیم عمارات سے دلچسپی ہے اور نہ مقبروں سے۔ لیکن کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ آپ کو مسانی ولیج جانا ہوگا....!"

"نہیں.... وہ عورت لے جائے گی۔ ہمیں صرف اُس عورت سے تعاون کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے....!"

"اور اُسی سے یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ کس آدمی کو تلاش کرنا ہے....!"

"ہاں.... یہی بات ہے....!"

"واپسی کب تک ہو گی....!"

"کام ہو یا نہ ہو....! رات یہیں بسر ہو گی....!"

"اُسی کے کمرے میں یا اپنے کمرے میں....!"

"فضول بکواس نہیں بھاگ جاؤ....!"

"اگر میں یہ جانتا کہ مجھے تمہارہ جانا پڑے گا تو ہر گز یہاں نہ آتا۔!"

"تم اپنی مرضی کے مالک ہو....!" ظفر الملک نے سخت لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا تو ہم زبردستی بھیجے گئے ہیں۔ آخر ہم ہی کیوں.... دوسرے بھی تو تھے....!"

"جاؤ.... خدا کے لئے میں بڑی تھکن محسوس کر رہا ہوں....!"

"ایک منٹ۔!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "کیا یہ ضروری ہے کہ آپ واپس ہی آجائیں۔!"

"کیا مطلب....؟"

"جس معاملے میں اتنی راز داری برتی گئی ہے وہ کوئی بہت ہی اہم معاملہ ہوگا۔ اور راز داری اُسی وقت برتی جاتی ہے جب دوسرے کی پہنچ کا بھی خدشہ موجود ہو۔!"

"ہوں.... تو پھر۔!"

"عرض ہے کہ ایسی صورت میں آپ قطعی نہیں کہہ سکتے کہ رات یہیں بسر ہو گی!"

"کہنا کیا چاہتے ہو....!"

"میرے حصے کا بجٹ میرے حوالے کیجئے! اور مجھے ہدایت فرمایئے کہ اگر آپ کی واپسی نہ ہو تو مجھے کیا کرنا ہوگا....!"

"میں اتنی دور کی بات سوچنے کے موڈ میں نہیں ہوں....!"

"اس کی بھی وجہ ہے....!" جیمسن مسکرا کر بولا "اگر شریک سفر کوئی بوڑھا بدصورت مرد ہوتا تو آپ قیامت تک کی خبر لاتے....!"

"میں کہتا ہوں چلے جاؤ....!"

"جا رہا ہوں لیکن یہ بات سنجیدگی سے کہہ رہا ہوں کہ مجھ پر صرف ہونے والی رقم میرے حوالے کر دیجئے ورنہ پردیس میں کہاں بھیک مانگتا پھروں گا....!"

"اچھی بات ہے.... لیکن تم اخراجات کے معاملے میں محتاط رہو گے....!"

"نہ میں جواری ہوں اور نہ عادی قسم کا شرابی۔ کبھی کبھار تفریحاً پی لیا کرتا تھا۔ ادھر جب سے تصوف میں پڑا ہوں بیئر تک نہیں پی۔ محض مستی وجود پر قناعت کر رہا ہوں....!"

"ٹھیک ہے جاؤ....!"

"اگر اجازت ہو تو آپ سے دور رہ کر نگرانی کرتا رہوں....!"

"ہرگز نہیں.... وہ تمہیں پہچانتی ہے....!"

"او کے یور ہائی نس....!" جیمسن نے کہا اور دروازہ کھول کر راہداری میں نکل آیا۔

سوما پر نظر پڑی وہ کہیں جانے کے لئے اپنے کمرے سے نکلا تھا۔ اُسے دیکھ کر رُک گیا۔

"تمہارا کمرہ تو شائد اُدھر ہے....!" اُس نے کہا۔

"ہاں.... اس کمرے میں میرا باس ہے....!" جیمسن بولا۔

"باس.... اُس نے حیرت سے کہا۔ "لیکن تم نے پہلے تو نہیں بتایا تھا....!"

"اُس کی بات ہی نہیں نکلی تھی....!"

"اور میرا خیال ہے کہ وہ آدمی اسی کمرے میں داخل ہوا تھا جسے کچھ دیر پہلے اُس عورت نے اپنے کمرے سے نکالا تھا۔!"

"ہاں وہ میرا باس ہی تھا! بہت رحم دل آدمی ہے۔ اُسے خودکشی سے باز رکھنے کی کوشش اُس نے بھی کی ہوگی....!"

"یہ عورت میرے لئے دردِ سر بن گئی ہے....!" سوما نے کہا۔

"کیوں؟ تمہارے لئے کیوں....؟"

Digitized by Google

"اسی انتظار میں یہاں مقیم ہوں کہ اس کا حشر دیکھ لوں.... ورنہ بے حد مصروف آدمی ہوں....!"

"اچھا تو چلو.... کہیں بیٹھ کر کوئی تدبیر سوچیں....!"

"تمہارا باس ہنالولو میں کیا کرتا ہے....!"

"ایک شپنگ کمپنی کا پریذیڈنٹ ہے....!"

"اُوہ اچھا...."

"اور ایک تجارتی معاہدے کے سلسلے میں یہاں آیا ہے۔ لیکن میں آزاد ہوں۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے.... تب تو تم زنجبار چل سکو گے....!"

"ہو سکتا ہے.... میں بھی ذرا آسمان دیکھنا چاہتا ہوں لیکن کہاں جاؤں....!"

"میرے ساتھ چلو.... میں باہر ہی جا رہا تھا...." سوما نے کہا۔

جیمسن نے سوچا موقع اچھا ہے نکل بھاگے۔

وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تھے.... سوما بہت خوش معلوم ہوتا تھا جیمسن نے محسوس کیا جیسے ساری خوشی اِس طرح مل بیٹھنے ہی کی ہو۔ سوما کے انداز سے یہی مترشح ہوتا تھا۔

"آج کی رات کو ہم یادگار بنا دیں گے۔" سوما نے کہا "تم میرے مہمان ہو....!"

"بہت بہت شکریہ!" جیمسن بولا.... "میں خوش قسمت ہوں کہ ایک اجنبی دیس میں اچانک اتنی ڈھیر ساری محبت مل گئی۔!"

"زانا کی اسٹریٹ میں زنجبار گیسٹ ہاؤز ہے۔ پہلے وہیں چلتے ہیں۔ وہاں مرغ بہت شاندار پکتا ہے.... پھر وہاں سے کہیں اور چلیں گے۔ میری گاڑی بھی وہیں ہے۔"

"جہاں دل چاہے لے چلو.... میں تو دنیا دیکھنے نکلا ہوں....!"

اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اور دارالسلام رنگا رنگ روشنیوں سے جگمگانے لگا تھا۔ وہ ایک ٹیکسی میں زانا کی اسٹریٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔

دروازے پر دستک ہوئی اور ظفر الملک چونک پڑا۔ اندر سے دروازے کو مقفل کر چکا تھا۔ اس لئے اٹھنا پڑا۔ اُس کی دانست میں جیمسن کے علاوہ اور کون ہوتا۔ اِس لئے جھنجلاہٹ میں مبتلا ہونا

لازمی ٹھہرا۔ سختی سے دانت بھینچ کر قفل کے سوراخ میں کنجی گھمائی تھی۔ لیکن دروازہ کھلتے ہی جبڑے ڈھیلے چھوڑ دینے پڑے تھے۔ وہ جیمسن نہیں لسلی کارڈوبا تھی۔

"تت.... تم....!"

"ہاں مجھے اندر آنے دو...." وہ اُسے دھکیلتی ہوئی بولی۔ پھر کمرے میں داخل ہو کر اُس نے دروازہ بند کیا تھا اور قفل میں کنجی گھمائی تھی۔

"تم کچھ پریشان سی نظر آرہی ہو۔" ظفر نے کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا۔

"ہاں۔ ایک نئی بات ہوئی ہے۔" وہ کرسی پر بیٹھ کر ہانپتی ہوئی بولی "ابھی ابھی میں نے ایک گمنام کال ریسیو کی ہے....!"

ظفرالملک خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔

"گمنام آدمی نے فون پر کہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک ایسے شیر کا انتظام کر سکتا ہے جو بے حد شائستہ ہے اور نوکیلے دانت رکھتا ہے! جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں اگر کہو تو شیر کو تمہارے کمرے ہی میں پہنچا دیا جائے....!"

"پھر تم نے کیا کہا۔؟"

"میں کیا کہتی! خود اُسی نے کہا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد پھر رنگ کرے گا۔ اِس دوران میں مجھے فیصلہ کر لینا چاہئے....!"

"کس بات کا فیصلہ....!"

"ظاہر ہے کہ جنگل کا رخ کرنا پسند کروں گی یا اُس کی پیشکش کے مطابق کمرے میں شیر....!"

"بس....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم جس قسم کی باتیں لوگوں سے کرتی رہتی ہو۔ اُس کا یہی انجام ہونا چاہئے۔ اَب کوئی چھیڑنے پر تُل گیا ہے۔!"

"لیکن آج ہی کیوں! میں تو کئی دنوں سے ایسی باتیں کرتی رہی ہوں....!"

"ہاں.... اسے سوچنا پڑے گا!"

"تم سے ملاقات کے بعد ہی ایسا کیوں ہوا۔ اور پھر میں جب کسی سے اس قسم کی باتیں کرتی تھی تو ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کرتی تھی جیسے میں بہت زیادہ نشے میں ہوں....!"

"عجیب طریقہ کار تھا۔!" ظفر بولا۔ "اس طرح تو تم نے اپنی اچھی خاصی پبلسٹی کر ڈالی...."

"مجھے کب اچھا لگتا تھا لیکن اگر میں یہ نہ کرتی تو تم سے کیسے ملاقات ہو سکتی....!"

"جن لوگوں سے تمہیں ہدایات ملتی ہیں وہ بھی اِتنے احمق تو نہیں ہو سکتے....!"

"یہی میں بھی سوچتی رہی ہوں....!"

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں........!"

"کیا سوچ رہے ہو....!"

"مجھے افسوس ہے کہ میں غیر متعلق باتیں نہیں کر سکتا...."

"لیکن میں غیر متعلق باتیں ضرور کروں گی۔ جو کچھ میرے ذہن میں ہے۔ اُسے کسی طرح بھی نہیں روکے رکھ سکتی۔ کیونکہ تم بہر حال اپنے ہی کیمپ کے آدمی ہو ورنہ ہماری ملاقات کیوں ہوتی....!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ اُس نے چاروں طرف دیکھ کر کہا "کیا تم مجھے کچھ پلاؤ گے بھی نہیں....!"

"میں خود بھی نہیں پیتا....!"

"کمال کرتے ہو.... خیر مجھے تو پلواؤ....!"

ظفر نے فون پر روم سروس سے رابطہ قائم کر کے لسلی ہی کے مشورے پر کونیاک طلب کی تھی۔ لسلی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"اُس آدمی کی نشاندہی ہو جانے کے بعد میں تنہا بھی اُسے تلاش کر سکتی تھی۔ آخر تم اتنی دور سے میرا ساتھ دینے کیوں آئے ہو۔!"

"ہاں یہ بات بھی غور طلب ہے۔!"

"کیا یہ ممکن نہیں کہ ہمارا کیمپ کچھ نامعلوم لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہو۔"

"ممکن ہے....!"

"مجھے یہی ہدایت ملی تھیں کہ میں کلیمنجارو میں قیام کرنے والوں سے اس قسم کی باتیں کروں اور انہی باتوں کے توسط سے تم سے اچانک ملاقات ہو جائے گی۔"

"اور مجھ سے کہا گیا تھا کہ دانتوں اور برش کا حوالہ دینے والا ہی وہ آدمی ہو گا جس سے مجھے مل بیٹھنا ہے....!"

Digitized by Google

"اب تم خود سوچو کہ مجھے صرف تمہارے کمرے کا نمبر نہیں بتایا جاسکتا تھا۔"

کسی نے دروازے پر دستک دی۔ غالباً روم سروس کا آدمی تھا۔ ظفر نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ویٹر سے شراب اور اس کے لوازمات لے کر دروازہ بند کیا اور لسلی سے بولا "کیوں نہ اِس سامان سمیت تمہارے کمرے میں چلیں....!"

"کیوں یہاں بیٹھنے میں کیا خرابی ہے....!"

"آدھے گھنٹے بعد اُس نامعلوم آدمی کی کال آئے گی نا....!"

"اُسی سے بچنے کے لئے تو میں یہاں آئی ہوں....!" لسلی نے کہا اور اُس کے ہاتھ سے بوتل لے کر اُس کی سیل توڑنے لگی۔

"تو پھر تم یہیں بیٹھو میں تمہارے کمرے میں اُس کی کال کا انتظار کروں گا۔!"

"یہ کیسے ممکن ہے.... ایسے حالات میں ہم دونوں میں سے کسی کا بھی تنہا رہنا مناسب نہیں ہے....!"

"سوال یہ ہے کہ تمہارے آدمیوں نے تمہیں تنہا کیوں بھیج دیا....!"

"تم اس قدر سوالات قائم کرتے ہو کہ مجھے اُلجھن ہونے لگتی ہے۔!"

"حالانکہ یہ صرف دوسری ملاقات ہے۔!"

"تم سے زیادہ دلچسپ تمہارا اسسٹنٹ ثابت ہوا تھا۔ پہلا آدمی تھا جس نے ہمدردی ظاہر کرنے کی بجائے پوچھا تھا کہ نیویارک ہی میں کیوں نہیں مرگئی تھیں یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ عورتوں کے معاملے میں کبھی بھی سنجیدہ نہیں رہا۔"

لسلی نے اپنے لئے شراب انڈیلی تھی اور چسکیاں لینے لگی تھی۔

"یہ تو ذرا اچھا نہیں لگتا کہ تنہا پیوں....!" اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"مجبوری ہے۔!" ظفر الملک نے کہا۔ اور آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اٹھایا۔ ہوٹل کے ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے ماؤتھ پیس میں کہا۔ "کاشن پلیز نوٹ اِٹ ڈاؤن.... روم نمبر ایک سو تین کی کال روم نمبر ننانوے میں ڈائرکٹ کر دینا.... شکریہ.... نہیں صرف تا اطلاع ثانی....!"

"تم باز نہیں آؤ گے....!" وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"یہ دیکھنا ضروری ہے۔" ظفر نے کہا۔ "اگر ہم نے اپنے رویئے سے کسی کی توجہ ہی اپنی جانب مبذول کروانی ہے تو وہ اتنا احمق نہیں ہو سکتا کہ براہِ راست چھیڑ چھاڑ کر بیٹھے....!"

وہ کچھ نہ بولی.... پھر وہ پیتی رہی تھی اور اِدھر اُدھر کی باتیں ہوتی رہی تھیں.... آدھے گھنٹے سے زیادہ گذر گیا لیکن فون کی گھنٹی نہ بجی۔

ظفر الملک گھڑی دیکھتا ہوا بولا "میرا پہلا ہی خیال درست تھا۔ کسی نے چھیڑا تھا تمہیں.... تم خواہ مخواہ سنجیدہ ہو گئیں....!"

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں واپس جاؤں....!"

"ظاہر ہے....!"

"تم اخلاقاً بھی رکنے کو نہ کہو گے....!"

"اگر ڈیوٹی پر نہ ہوتا تو ضرور درخواست کرتا....!"

"عجیب آدمی ہو....!"

"عجیب نہیں! صرف بااصول.... کبھی اُس وقت مل کر دیکھنا جب ڈیوٹی پر نہ ہوں۔"

وہ بُرا سا منہ بنا کر اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھی۔

"یہ بوتل بھی لیتی جاؤ.... میرے لئے بیکار ہے....!" ظفر نے کہا۔

"رکھو.... میں دوسری بار آؤں گی تو تمہیں منگوانی نہیں پڑے گی۔" اُس نے کہا اور کمرے سے نکل گئی۔!

ظفر نے ہوٹل کے ایکسچینج کو مطلع کر دیا کہ اب کمرہ نمبر ایک سو تین کی کالیں براہِ راست وہیں جائیں گی۔

پھر سونے کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ کسی نے دروازہ پیٹ کر رکھ دیا۔ بھنا کر دروازے کی طرف بڑھا۔! اس بار اُسے یقین تھا کہ جیمسن ہی ہو گا۔ لیکن دروازہ کھولنے پر پھر لسلی کارڈ با نظر آئی۔ ظفر نے طویل سانس لی اور ہونٹ بھینچے اُسے دیکھتا رہا۔

"کسی نے میرا کمرہ اُلٹ پلٹ کر رکھ دیا ہے....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

"اندر آ جاؤ....!" ظفر ہنستا ہوا بولا۔

Digitized by Google

"لل.... لیکن....!"

"اب آ ہی جاؤ ورنہ کہیں کوئی تمہیں بھی الٹ پلٹ کر نہ رکھ دے....!"

"کک.... کیا مطلب....؟" وہ بوکھلائی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

ظفر دروازہ بند کر کے اُس کی طرف مڑا اور بولا "پتا نہیں اُن لوگوں نے کیا سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا تھا....!"

"مم.... میں نہیں سمجھی....!"

"تم مجھے فیلڈ ورکر نہیں معلوم ہوتیں....!"

"تمہارا خیال درست ہے....!" وہ طویل سانس لے کر بولی اور بیٹھ گئی۔

"تمہارے کاغذات کہاں ہیں....؟"

"وہ تو ہر وقت میرے ساتھ ہی رہتے ہیں! اُس وقت بھی تھے جب میں یہاں تمہارے پاس تھی۔ اور اَب بھی ہیں....!"

"شاید کسی کو تمہارے کاغذات ہی کی تلاش تھی۔!"

"ہوسکتا ہے....!"

"اَب مجھے سچی بات بتادو....!"

"کیا مطلب....؟"

"کیا ہمیں سچ مچ مسانی ویلیج میں کسی کو تلاش کرنا ہے....!"

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی اور ظفر اُسے جواب طلب نظروں سے دیکھتا رہا۔

"تمہیں اِس قسم کے سوالات کرنے کا اختیار نہیں....!" وہ کسی قدر طیش میں آ کر بولی۔

"کام کی نوعیت مجھے نہیں بتائی گئی تھی! اِس لئے ایسے سوالات کرنے کا حق پہنچتا ہے....!"

"میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتی کہ مجھے تم کو مسانی ویلیج تک لے جانا ہے....!"

"اور کسی آدمی کی تلاش....!"

"وہ میرا اپنا اضافہ تھا۔!"

"بس اَب کچھ نہیں پوچھوں گا....!"

"اُوہ.... تو کیا میرا جواب اتنا ہی واضح تھا....!"

Digitized by Google

"ہاں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کر چکا۔ نہ تم فیلڈ ورکر ہو۔ اور نہ کوئی اہم کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے....!"

"اپنے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے....!"

"میں ایک تجربہ کار فیلڈ ورکر ہوں اس لئے مجھے اپنی آنکھیں کھلی رکھنی پڑیں گی!"

"تم نے کس بات سے اندازہ لگایا کہ میں فیلڈ ورکر نہیں ہوں!"

"فیلڈ ورکر ہوتیں تو محض اتنی بات پر دہشت زدہ نہ ہو جاتیں کہ کسی نے تمہارا کمرہ اُلٹ پلٹ کر دیا ہے! تم زیادہ سے زیادہ ایک معمولی کاپی ٹائپسٹ ہوسکتی ہو....!"

"واقعی بہت تجربہ کار ہو۔!" وہ مسکرا کر بولی۔

"اس طرح تمہارا سیاحت کا شوق بھی پورا ہو گیا اور شائد اُن لوگوں کا کام بھی بن جائے گا!"

"میں نہیں سمجھی۔"

"اَب شائد مسانی ویلیج تک لے جانے کی بھی ضرورت باقی نہ رہے۔ میری یا تمہاری طرف کے فیلڈ ورکرز اُس کے پیچھے لگ گئے ہوں گے۔ جس نے تمہارے کمرے کی تلاشی لی تھی....!"

"مجھے اس قسم کے نتائج اخذ کرنے کو نہیں کہا گیا تھا....!"

"تمہیں تو اس کا خیال بھی نہیں آسکتا۔ نتائج کیا اخذ کرو گی۔!"

"سنو.... مجھے واقعی خوف محسوس ہو رہا ہے اِس لئے اب میں اُس کمرے میں واپس نہیں جاؤں گی....!"

"تو جاؤ.... بیڈ روم میں سو جاؤ....!" ظفر سامنے والے دروازے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا

لسلی نے میز پر سے بوتل اٹھائی اور بیڈ روم میں چلی گئی۔ ظفر صوفے پر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ پھر بیڈ روم کے دروازے میں نظر آئی اور ظفر سے بولی "تم بھی یہیں آجاؤ نا....!"

"کہہ دیا میں ڈیوٹی پر ہوں۔!"

وہ "ڈیوٹی" کی شان میں کسی قدر گستاخی کر کے واپس چلی گئی۔

ظفر دوبارہ لیٹنے ہی جارہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی.... اُس نے ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے جیمسن کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "روانگی سے قبل میری رقم ایک لفافے میں بند

کر کے کاؤنٹر کلرک کے حوالے کر دیجئے گا۔!"

"تم کہاں ہو.....!" ظفر نے پوچھا۔

"اوپنگا روڈ پر پام بیچ ہوٹل سے بول رہا ہوں۔ مرغ زنجبار گیسٹ ہاؤز میں کھایا تھا....!"

"وہاں کیسے پہنچے۔ فوراً واپس آؤ....!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ اتنی جلدی واپسی کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ صبح ہو جائیگی۔!"

"کیا بکواس ہے۔!"

"آپ کی اجازت سے باہر نکلا تھا یور ہائی نس.... ضروری نہیں کہ اب واپسی بھی آپ ہی کے حکم کے مطابق ہو جائے۔!"

"بہت بُری طرح پیش آؤں گا۔!"

"مناسب یہ ہوگا کہ آپ اپنی خوابگاہ میں تشریف لے جائیں ورنہ وہ پھر آپ کی ڈیوٹی کو کوئی گندی سی گالی دے گی....!"

"کیا مطلب.....!تم کیا جانو۔!"

"آپ کیا سمجھتے ہیں.... میں یہاں اس وقت ایک ایسے بُزرگ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ جو مجھے آپ دونوں کی آوازیں سنواتے رہے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"صاف بات ہے کہ میں اِتنے فاصلے سے آپ دونوں کی آوازیں سنتا رہا ہوں افریقہ کے کالے جادو کے بارے میں سنتا ہی رہا تھا۔ لیکن آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ عجیب و غریب بزرگ ہیں۔!"

ظفر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ریسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا تھا اور کمرے کی ایک ایک چیز اُلٹنے پلٹنے لگا تھا۔ جلد ہی تین عدد چھوٹے چھوٹے الیکٹرونک بکس دریافت کر لئے۔ لیکن انہیں جوں کا توں رہنے دیا۔

تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسی قسم کے بکس لسلی کے کمرے میں بھی موجود ہوں گے اور ان کی ساری گفتگو کہیں اور سنی گئی ہوگی۔ وہ سوچ رہا تھا لیکن یہ جیمسن آخر کن ذرائع سے کسی ایسی جگہ پہنچ گیا۔ بہر حال اس کا مطلب تھا کہ وہ گیا ہاتھ سے.... پتا نہیں کیا معاملہ تھا.... اُس نے لسلی

Digitized by Google

کو اپنے بارے میں جو کچھ بھی بتایا تھا اُس میں شمہ برابر بھی جھوٹ نہیں تھا۔

جیمسن سمیت تنزانیہ پہنچنے کے احکامات براہِ راست اپنے چیف ایکس ٹو سے ملے تھے۔ اور یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں پہنچ کر اُسے کیا کرنا ہے۔ وہ عورت بھی مل گئی تھی۔ لیکن اُس کی توقعات کے خلاف وہ خود بھی اُسی کی طرح اگلے مراحل سے لاعلم ثابت ہوئی۔ بس دار السلام سے مسانی ویلیج تک جانا تھا۔ اُس کے بعد ٹوٹل بلیک آؤٹ.... وہ بھی نہیں جانتی تھی کہ پھر کیا ہوگا اور مسانی ویلیج جانے کے بارے میں بھی اُسی نے بتایا تھا ظفر الملک کو پہلے سے علم نہیں تھا.... دفعتاً وہ چونک پڑا۔ ایک نئے خیال نے ذہن میں سر اُبھارا تھا! کیا ضروری ہے کہ یہ حقیقتاً وہی عورت ہو جس سے اُسے ملنا تھا۔ نہ اُس نے ابھی تک اس کا پاسپورٹ دیکھا ہے اور نہ دوسرے کاغذات۔ کمرے میں گڑبڑ کی خبر سُن کر اُس نے اُس کے کاغذات کے بارے میں پوچھا ضرور تھا۔ لیکن طلب کر کے دیکھے تو نہیں تھے۔ یہ اُس سے بنیادی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ پہلی ہی ملاقات پر کاغذات دیکھے بغیر مطمئن نہ ہو جانا چاہئے تھا۔ محض شناختی علامات کافی نہیں ہوتیں اور پھر ایسی صورت میں جبکہ وہ محض زبان سے ادا کئے جانے والے الفاظ ہوں۔ اگر وہ اس کا نام معلوم کرنے کا مجاز تھا تو کاغذات بھی طلب کر سکتا تھا۔ اُسے کوئی اعتراض نہ ہوتا بہر حال اگر اب وہ کاغذات دکھانے میں ہچکچاہٹ ظاہر کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا جس عورت سے انہیں ملنا تھا یہ ہرگز نہیں ہو سکتی! دوسری صورت میں یہی ہوا ہوگا کہ متعلقہ افراد نے اُسے غائب کر کے اُس کی جگہ اس عورت کو دی ہوگی۔!

ظفر نے آگے بڑھ کر بیڈ روم کے دروازے پر دستک دی۔

"آؤ.... آجاؤ....!" اندر سے آواز آئی۔ "تکلف کی کیا ضرورت ہے۔!"

ظفر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ وہ آرام کرسی پر نیم دراز نظر آئی۔ بستر پر نہیں لیٹی تھی۔!

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ اپنے کمرے میں واپس جاؤ۔ میزبانی میرے ذمے۔!"

"اس کی فکر نہیں! اپنی رقم میں ہر وقت اپنے ساتھ ہی رکھتی ہوں۔!"

"تو پھر اٹھو کہیں چلتے ہیں۔!"

لسلی نے کرسی کی پشت گاہ سے اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا اور چلنے کے لئے تیار ہو گئی۔

وہ سڑک پر آئے اور لسلی نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا تم پہلے بھی کبھی یہاں

آ چکے ہو!؟"

"نہیں.... پہلی بار آیا ہوں....!"

"میں بھی پہلی بار آئی ہوں.... کہیں اِس طرح باہر نکلنے میں پریشانی نہ ہو چلو زیبرا بار میں چل کر بیٹھیں.... ماحول بدل جائے گا۔!"

"یہ کہاں ہے۔؟"

"اسی عمارت میں.... تنزانیہ روم کے برابر....!"

"مگر سنو! ہم سے ایک غلطی ہوئی ہے! جو کچھ تمہارے کمرے میں ہوا ہے اُس کی اطلاع ہوٹل کی انتظامیہ کو دینی چاہئے تھی۔!'

"کون.... ان بکھیڑوں میں پڑے.... خواہ مخواہ پولیس کو کیوں متوجہ کیا جائے۔"

"تمہارے ملک کا سفارتخانہ شائد اسی سڑک پر ہے۔!"

"ہاں.... این بی سی بلڈنگ میں.... کیوں....؟"

"چلو اپنے کاغذات وہاں امانتاً جمع کرادو....!"

"کاغذات.... اُو.... ہاں....!" وہ اپنی جیبیں ٹٹولتی ہوئی بولی "اوہ کاغذات.... خدا کی پناہ.... انہیں میرے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہونا چاہئے تھا۔ کہیں تمہارے بیڈ روم میں تو نہیں گر گئے۔ وہیں میں نے اپنا کوٹ اتارا تھا۔

"چلو دیکھیں....!" ظفر نے بھی کسی قدر بدحواسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ پھر لفٹ کی طرف واپس آئے۔ لسلی بہت زیادہ پریشان نظر آرہی تھی چال میں لڑکھڑاہٹ بھی پیدا ہوگئی تھی۔ پانچویں منزل پر پہنچ کر وہ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ ظفر کے کمرے کی طرف بڑھی تھی۔

بیڈ روم میں اُس کے گمشدہ کاغذات نہ مل سکے! ایسا لگتا تھا جیسے وہ بیہوش ہو کر گر جائے گی۔

"اچھی طرح ذہن پر زور دو۔ کہیں وہ تمہارے ہی کمرے میں تو نہیں رہ گئے تھے۔!"

"خدا جانے! میں نے کوٹ کی جیب ہی میں رکھے تھے....!"

"اور رقم....!"

"وہ بھی نہیں ہے....!"

"تو چلو تمہارے کمرے میں دیکھیں....!"

وہ کراہ کر اٹھی اور اُس کے ساتھ چل پڑی۔ ظفر نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔ اُسے یقین سا ہو چلا تھا کہ یہ وہ عورت ہرگز نہیں ہو سکتی جس سے اُسے ملنا تھا۔!"

لسلی کے کمرے میں سچ مچ اَبتری نظر آئی۔ سارا سامان اِدھر اُدھر بکھرا ہوا تھا ایک ایک چیز اُلٹ پلٹ ڈالی گئی تھی۔ وہ دیوانہ وار اپنے کاغذات تلاش کرنے لگی۔ شائد کچھ رقم بھی کمرے میں موجود تھی جس کا حوالہ بار بار دے رہی تھی۔

"بتاؤ.... اب میں کیا کروں....!" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

ظفر سوچ رہا تھا کہ اب اس کمرے میں الیکٹرونک بکس کی موجودگی ناممکن ہے اِس ڈرامے کے ساتھ ہی انہیں بھی ہٹا لیا گیا ہوگا۔ لیکن آخر یہ لوگ چاہتے کیا ہیں....؟ غالباً یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ کہیں میں کاغذات نہ طلب کر بیٹھوں۔ یقیناً اصل عورت پر اُن نامعلوم افراد نے قابو پالیا ہے اور اُس کی جگہ یہ عورت لسلی کارڈوبا کا رول ادا کر رہی ہے۔!

"تم کیا سوچ رہے ہو۔ بتاؤ اب میں کیا کروں۔"! وہ پھر بولی۔

"سچی بات بتادو۔!" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھی۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔!"

"پہلے تم نے مسائی ولیج میں کسی کی تلاش کا ذکر کیا تھا۔ پھر کہا کہ تم نے اپنی طرف سے اضافہ کیا تھا....!"

"تو اس سے کیا ہوتا ہے! میں اَب بھی اپنے اسی بیان پر قائم ہوں! مسائی ولیج تک تو جانا ہی ہے....!" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

"اچھی بات ہے۔ اب آرام کرو.... میں اپنے کمرے میں جارہا ہوں۔!"

"تم مجھے تنہا نہیں چھوڑ سکتے....!" وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا بازو پکڑتی ہوئی بولی۔

"مجھے اِس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی...." وہ اُس سے بازو چھڑا کر نکلا چلا آیا تھا....!

جیمسن اور مسوما نے زنجبار گیسٹ ہاؤز میں مسالے دار مُرغ مُسلم اڑایا تھا۔ قہوے کی دو دو پیالیاں چڑھائی تھیں۔ اور وہاں سے بھی نکل کھڑے ہوئے تھے۔!

Digitized by Google

"دوست جیمسن۔!" سوما بولا "تمہیں بین الاقوامی سیاست سے بھی دلچسپی ہے، یا نہیں۔"

"مجھے نہ اپنی قوم کی سیاست سے دلچسپی ہے اور نہ بین الاقوامی سیاست سے دلچسپی ہے۔!"

"تب تم اس صدی کے عجوبے ہو۔!"

"نہیں میں صرف ایک ایسا آدمی ہوں جسے دو وقت کی روٹیوں کی تلاش رہتی ہے۔ اس کے علاوہ ساری مصروفیات ضمنی ہیں۔!"

"بڑی غیر مذہبی باتیں کر رہے ہو۔!"

"میرے تصوف کی ابتدا یہیں سے ہوتی ہے کہ آدمی پیٹ کا کتا ہے....!"

"خیر چھوڑو.... آؤ.... عورتوں کی باتیں کریں....!" سوما ہنس کر بولا۔

"خدا کی پناہ، چار عدد رکھنے کے باوجود بھی عورتوں کی باتیں کرنا چاہتے ہو۔"

"میں بہت دکھی ہوں.... جیمسن بھائی۔!"

"ظاہر ہے.... چار کو اگر دس ہزار سے ضرب دیں تو حاصل ضرب چالیس ہزار ہوگا....!"

"یہ بات نہیں ہے! مجھے ابھی تک ایسی عورت نہیں مل سکی جیسی میں چاہتا ہوں۔"

"اس لئے بہت دُکھی ہو....!" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"ہاں.... میرے بھائی۔!"

"یہ آفاقی دُکھ ہے بھائی سوما.... آج تک نہ کسی مرد کو اُس کی پسند کی عورت ملی ہے اور نہ کسی عورت کو اُس کی پسند کا مرد ملا ہے۔!"

"نہیں ایسا تو نہیں ہے۔!"

"ایسا ہی ہے بھائی سوما۔!" جیمسن اپنی آواز میں بلا کا درد گھولتا ہوا بولا "اگر پسند کی کوئی لڑکی مل بھی جاتی ہے تو کچھ ہی دنوں کے بعد اُس میں سے بھی کیڑے نکلنے لگتے ہیں۔!"

"تم کیا جانو.... تمہاری تو ابھی شادی بھی نہیں ہوئی۔!"

"ہمیشہ سے صوفی نہیں رہا ہوں.... پانچ سو پچھتر عورتوں کا تجربہ ہے مجھے۔!"

"پھر شائد میں بھی کچھ دنوں کے بعد صوفی ہو جاؤں۔" سوما نے مایوسی سے کہا۔

اُس نے زنجبار ریسٹ ہاؤز کے گیراج سے اپنی گاڑی نکالی تھی! اور اب ان کا سفر اُسی میں جاری تھا۔

"عورتوں کی باتوں نے بھی بور کر دیا۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "آؤ اب مجھ سے میرے خوابوں کی باتیں سنو.... بچپن ہی سے پُر اسرار افریقہ کے بارے میں لٹریچر پڑھتا رہا ہوں۔ لہٰذا یہ میرے خوابوں کی سر زمین بن گئی ہے! یہاں کے جادوگروں کی باتیں میرے لئے ہمیشہ بہت چارمنگ رہی ہیں۔!"

"اونہہ جادوگر.... قصے کہانیوں کی باتیں ہیں۔ پہلے ہوتے رہے ہوں گے اب تو صرف شعبدہ باز رہ گئے ہیں۔ سیاحوں کا جی بہلاتے ہیں اور وہ بیچارے یہی سمجھتے ہیں کہ سچ مچ کا جادو دیکھ رہے ہیں۔"

"چلو.... ایسی ہی کسی جگہ دل بہلائیں۔"

"اُن کا ٹھکانہ معلوم کرنا پڑے گا....!"

"کہاں سے معلوم ہوگا۔"

"میرا ایک دوست جانتا ہے۔ کہیں سے اُسے فون کر کے معلوم کر لوں گا۔"

"اور پھر اُس نے ایک ڈرگ اسٹور کے سامنے گاڑی روکی تھی۔ دونوں اُتر کر ڈرگ اسٹور میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے کئی اور آدمی بھی اسٹور میں داخل ہوئے تھے۔ سوما کاؤنٹر پر اپنے کسی دوست کو فون کرنے لگا۔ وہ اُس سے کہہ رہا تھا کہ اپنے ایک سیاح دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہے۔ وہ اس سلسلے میں اس کی رہنمائی کرے۔ اُدھر سے جواب ملنے پر ریسیور رکھ کر مڑا ہی تھا کہ پیچھے کھڑے ہوئے ایک زرد فام مخلوط نسل والے آدمی نے کہا "شعبدہ بازوں کے پھیر میں نہ پڑو۔ اگر واقعی کالا جادو دیکھنا چاہتے ہو تو پام بیچ ہوٹل چلے جاؤ۔ سوٹ نمبر گیارہ میں موا کازی کالے جادو کا مظاہرہ کرتا ہے۔!"

"تم نے دیکھا ہے۔!"

"ہاں مسٹر۔ میں اپنے تجربے ہی کی بنا پر مشورہ دے رہا ہوں۔ سیاحوں کے لئے اُس سے بہتر جادوگر فی الوقت اور کوئی موجود نہیں۔!"

"اچھا تو پھر وہیں چلتے ہیں۔!" سوما نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو مجھے بھی لفٹ دے دیجئے۔!" زرد فام بولا۔

"کوئی حرج نہیں۔" سوما نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے

Digitized by Google

تھے۔ زرد فام پچھلی سیٹ پر تھا۔

"کیا تمہیں بھی وہیں جانا ہے۔!" سوما نے اُس سے پوچھا۔

"ہاں مسٹر۔ بڑی مہربانی ہو گی۔ اگر کہو گے تو میں ہی تمہیں مواکازی کے پاس لے چلوں گا۔ میں ایک ٹورسٹ گائیڈ ہوں....!"

"اچھا.... اچھا....!" سوما نے انجن اسٹارٹ کیا۔ اور جیمسن سے بولا "چلو شائد سچ مچ تمہاری یہ آرزو بھی پوری ہو جائے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ ظفر الملک اور اُس عورت کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔ زرد فام مخلوط النسل آدمی سوما سے کہہ رہا تھا "مواکازی حیرت انگیز ہے جناب عالی وہ بڑی عجیب پیش گوئیاں بھی کر رہا ہے اُسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں ہوتی کہ اُس کے گاہک کون لوگ ہیں اور کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ سچی اور کھری بات لگی لپٹی کے بغیر کہتا ہے۔!"

"آخر کیسی باتیں کرتا ہے....!" سوما نے پوچھا۔

"خود ہی سُن لیجئے گا جناب.... مگر سوال شرط ہے۔ آپ اُس سے براعظم افریقہ کے مستقبل کے بارے میں پوچھئے گا۔"

"وہ بھی سیاسی ہی باتیں کرے گا۔!" سوما ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"تم مجھ سے آہستہ آہستہ عورتوں کی باتیں کرو۔ اُسے بکنے دو....!" جیمسن اُس کی طرف جھک کر دھیرے سے بولا۔

"پام بیچ میں بڑی خوبصورت رقاصائیں ہیں....!"

"تو پھر کالے جادو پر لعنت بھیجو.... ہم وہاں فلور شو دیکھیں گے۔!"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن رقص میرے ذہن پر اچھا اثر نہیں ڈالتا۔!"

"ابھی تو رقاصاؤں کی تعریف کر رہے تھے۔!"

"تم سمجھے نہیں۔ دراصل پینے کو جی چاہتا ہے رقص دیکھ کر....!"

"تو پی لینا....!"

"تم پتا نہیں کیا سوچو۔ حالانکہ سال میں ایک آدھ بار ہی پیتا ہوں۔!"

"فکر نہ کرو.... میں نے بھی قسم نہیں کھا رکھی.... ایک آدھ پگ میں کیا مضائقہ ہے۔"

"اب واقعی تم نے جی خوش کر دیا۔ دراصل اتنی نہ پینی چاہئے کہ عقل خبط ہو جائے۔"

"بس دوست اِس کے آگے کچھ نہ کہو....!"

"کیوں؟ کیوں۔؟"

"کہیں تم یہ نہ کہہ بیٹھو کہ اتنی نہ پینی چاہئے کہ نماز میں گڑبڑ ہو جائے.... یا بس نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔!"

"ارے نہیں بھائی.... میں اتنا کمینہ نہیں ہوں کہ اپنی کسی خامی کا جواز مذہب میں تلاش کروں۔!"

"بس تو پھر ٹھیک ہے....!"

"پہلے کالے جادو کا مظاہرہ دیکھیں گے۔ اُس کے بعد رقص۔!"

زرد فام آدمی انہیں جادوگر کے کمروں تک لے گیا تھا۔ یہاں پہلے سے کئی لوگ موجود تھے۔ جادوگر مواکازی بھی سیاہ فام افریقی تھا اور اس وقت شائد وہ پیشگوئیاں ہی کر رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے۔!" وہ آنکھیں بند کئے کہہ رہا تھا "وہ جو تم میں کبھی نہیں آئے۔ وہ آئیں گے۔ تب تم اُن سے ایک حیرت انگیز خبر سنو گے.... پورے افریقہ میں روشنی پھیل جائے گی اور وہ جو سیاہ فاموں پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں انہیں اُن کی زمین پر اور اُن کے آسمان کے نیچے غلام بنائے رکھا ہے وہ منہ کے بل گر پڑیں گے۔ تب پھر تم اُن پر رحم نہ کرنا۔ ان کی فریاد مت سننا۔ اُن کے لہو سے اپنے کھیتوں کو ضرور سینچنا۔!"

جیمسن نے رومال سے چہرے کا پسینہ خشک کیا اور سوما کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور پھر جادوگر کی طرف متوجہ ہو گیا۔

اتنے میں ایک آدمی اُن کے قریب آ کر آہستہ سے بولا۔ "میرے ساتھ آیئے جناب۔" وہ انہیں دوسرے کمرے میں لے گیا تھا۔!

"محض تفریح یا کوئی خاص ضرورت۔" اُس نے سوما سے سوال کیا۔

"ضرورت کیا ہوتی.... تفریح ہی سمجھو۔ میں اپنے دوست کو کالا جادو دکھانا چاہتا ہوں۔!"

"ہماری مرضی پر منحصر ہو گا یا آپ کوئی تجویز پیش کریں گے۔!"

"ٹھہرو.... پوچھ کر بتاتا ہوں۔!" سوما نے کہا اور جیمسن سے پوچھا "کیا دیکھنا چاہتے ہو۔!"

Digitized by Google

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت میرا باس کیا کر رہا ہے۔!"

سوما اُس آدمی کو سواحلی میں بتانے لگا تھا کہ اُس کا دوست کیا چاہتا ہے۔

"اس کیلئے چالیس شلنگ ہونگے۔!"

سوما نے رقم جیب سے نکال کر اُس کے ہاتھ پر رکھ دی....!

"اچھا آپ دونوں یہیں تشریف رکھئے....!" کہہ کر وہ کمرے سے چلا گیا۔ جیمسن نے معنی خیز نظروں سے سوما کی طرف دیکھا تھا۔ سوما اپنے شانے سکوڑ کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ آدمی واپس آیا۔ اور اُن سے اُسی کمرے میں چلنے کو کہا جہاں کچھ دیر پہلے وہ مواکازی کو پیشگوئیاں کرتے سُن چکے تھے۔!

اُس نے ان دونوں کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا "اگر تمہارا باس سویا ہوا نہیں ہے تو تم اُس کی آواز بھی سُن سکو گے۔ لیکن اِس کیلئے تمہیں یہ بتانا پڑے گا کہ اس وقت تمہارا باس کہاں موجود ہے۔؟"

"کلیمنجارو ہوٹل۔ کمرہ نمبر ننانوے۔"! جیمسن نے بڑے ادب سے کہا۔ جادوگر مواکازی انگلش ہی میں گفتگو کر رہا تھا۔

اِس وقت کمرے میں صرف یہی تینوں تھے۔ مواکازی نے آنکھیں بند کر لیں۔ کچھ لایعنی سے الفاظ اُس کی زبان سے نکلے تھے اور کمرے کی فضا پر عجیب سا سناٹا مسلط ہو گیا تھا۔!"

دفعتاً جیمسن نے ظفرالملک کی آواز سُنی۔ پھر لسلی کی آواز آئی.... وہ ظفر سے بیڈ روم میں آنے کو کہہ رہی تھی۔ ظفر نے "ڈیوٹی" پر ہونے کا حوالہ دیا تھا۔ لسلی ڈیوٹی کو گالیاں دینے لگی! اور اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا۔ مواکازی نے آنکھیں کھول دیں اور بولا "اپنے باس کی خبر لو.... ورنہ وہ سفید فام کتیا اُسے غرق کردے گی"۔

"واقعی آپ باکمال ہیں جناب عالی....!" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

وہ اُس کے کمرے سے نکل آئے۔ جیمسن الجھن میں پڑ گیا تھا۔ صدفی صد انہی دونوں کی آوازیں تھیں۔!

"میں نے تمہارے باس کی آواز تو سنی نہیں۔!" سوما بولا "لیکن عورت کی آواز۔!"

"عورت کی آواز....! جیمسن بھی اُسی کے الفاظ دہرا کر رہ گیا۔

Digitized by Google

"کیا وہ لسلی کارڈوبا کی آواز نہیں تھی۔"

"میری دانست میں اُسی کی آواز تھی۔ اُوہ.... کیوں نہ میں فون پر اُس کی تصدیق کرلوں۔!"

"کیا کرو گے۔؟ ہو سکتا ہے وہ تمہارے باس پر مہربان ہی ہو گئی ہو۔!"

"کوئی حیرت انگیز واقعہ نہ ہوگا۔ عورتیں اُس کے پیچھے دوڑتی ہی رہتی ہیں مجھے اُس جگہ لے چلو جہاں سے فون کر سکوں۔!"

ہوٹل ہی کے ایک بوتھ سے اُس نے فون پر ظفر سے گفتگو کی تھی اور سوما کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"کیا رہی....!"

"لفظ بہ لفظ وہی.... کمال ہے....". جیمسن رومال سے اپنی پیشانی خشک کرتا ہوا بولا۔ "وہ باس ہی کے کمرے میں موجود ہے۔!"

"تب تو مجھے بھی کالے جادو کا قائل ہونا ہی پڑے گا۔" سوما نے کسی حیرت زدہ بچے کے سے انداز میں کہا۔

لیکن جیمسن کی الجھن بڑھتی رہی تھی۔ وہ کالے نیلے پیلے کسی قسم کے بھی جادو پر یقین نہیں رکھتا تھا۔ پھر وہ آواز وہاں تک کیسے پہنچی تھیں۔ کیا وہ اُس مخلوط النسل زرد فام آدمی کے توسط سے خاص طور پر وہاں پہنچائے گئے تھے۔ کیونکہ وہ انہیں مواکازی کے کمرے تک پہنچا دینے کے بعد پھر نہیں دکھائی دیا تھا۔!

"تم کچھ بُجھے بُجھے سے نظر آنے لگے ہو۔" سوما نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں۔!"

"اگر اپنی محرومی پر افسوس ہو تو مجھے بتاؤ۔ یہاں لڑکیوں کی کمی نہیں ہے۔ اِسی ہوٹل میں بہتر سے بہتر مل جائے گی۔!"

"نہیں بھائی سوما میری ڈکشنری میں لفظ محرومی کا گذر نہیں ہو سکا! بے فکر رہو۔ چلو میں تمہاری تفریحات میں دل کھول کر حصہ لوں گا۔ لیکن ٹھہرو.... ذرا میں ایک کال اور کرلوں۔!"

"ضرور.... ضرور....!"

وہ پھر ٹیلی فون بوتھ میں داخل ہوا.... اور ظفرالملک سے رابطہ قائم کرکے بولا۔ "کیا خیال

ہے....؟"

"اس مسئلے پر یہاں سے گفتگو نہیں کر سکتا۔" ظفر کی آواز آئی۔

"کیا میں واپس آجاؤں۔!"

"نہیں فکر نہ کرو۔ تمہیں لفافہ کاؤنٹر پر مل جائے گا۔ عیش کرو....!"

"تو آپ صبح کو جائیں گے....!"

"ہاں۔ میں جاؤں گا....!"

"مجھ سے ملے بغیر....!"

"اگر روانگی سے قبل تم یہاں پہنچ گئے۔ تو ملاقات بھی ہو جائے گی....!"

"میں کچھ کہنا چاہتا ہوں....!"

"میں جانتا ہوں کیا کہو گے....!"

"آپ کو یقین ہے۔!"

"کیا تم میرے اندازِ گفتگو سے اندازہ نہیں لگا سکتے۔!"

"او کے.... یور ہائی نس....!"

ریسیور رکھ کر اُس نے ہونٹ سکوڑے تھے! آنکھیں بھینچی تھیں اور پھر سر ہلاتا ہوا بوتھ سے باہر آگیا تھا۔

"چلو پہلے بال روم میں چلتے ہیں۔" سوما نے کہا "شائد تمہیں رقص کے لئے کوئی پارٹنر مل جائے۔ تم بہت اُداس ہو۔!"

جیمسن خاموشی سے اس کے ساتھ بال روم میں چلا آیا تھا۔ یہاں بڑی رونق تھی۔ زیادہ تر غیر ملکی جوڑے نظر آرہے تھے۔ مقامی خال خال ہی دکھائی دیئے۔ رقص کی موسیقی جاری تھی.... اور رقاص فرش پر تھرکتے پھر رہے تھے۔!

انہیں کوئی خاص میز نہ مل سکی.... البتہ کاؤنٹر کے قریب کئی اسٹول خالی تھے اور یہ کاؤنٹر بار کا تھا۔ بار کے کاؤنٹر کے قریب وہ منہ باندھ کر نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ وہ دونوں اُدھر ہی بڑھے تھے۔

سوما نے جیمسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔ "کیا خیال ہے۔"

"مارٹینی چلے گی....!" وہ آہستہ سے بولا۔ دفعتاً اُس کی نظر اُسی زرد فام آدمی پر جا ٹھہری تھی

Digitized by Google

جو انہیں موا کازی کے پاس لے گیا تھا۔ ایک مقامی لڑکی اُس کی ہمرقص تھی۔ دونوں رقص میں مگن تھے۔!

سوما نے بھی جیمسن کی نظروں کا تعاقب کیا تھا۔ پھر دونوں ساتھ ہی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔!

"مجھے وہ آدمی شروع ہی سے کچھ عجیب سا لگتا رہا ہے۔!" سوما نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" جیمسن بولا۔

"صرف لفٹ لینے کے لئے ہمیں ادھر لے آیا تھا۔!"

"لیکن وہ جادوگر فراڈ نہیں ہو سکتا۔!" جیمسن نے کہا۔

"ہاں.... یہ تو ہے.... میں نے عورت کی آواز صاف پہچانی تھی۔"

جیمسن نے سوما کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا "تم اِس آدمی کے بارے میں اور کیا سوچ رہے ہو۔!"

"اور کیا سوچنا چاہئے....!" اُس نے ہونقوں کی طرح کہا۔

"کچھ نہیں.... لو یہ مارٹینی.... پیئو۔" جیمسن نے گلاس اُس کی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔

بارمین نے دو گلاس کاؤنٹر پر رکھ دیئے تھے۔!

پھر شائد اُس زرد فام آدمی نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا.... سوما اپنا گلاس اٹھا ہی رہا تھا کہ اُس کی نظران دونوں پر پڑی۔

"خدا غارت کرے.... وہ پھر ادھر ہی آرہا ہے۔" سوما بڑبڑایا۔

زرد فام اپنی ہمرقص سمیت اُن کی جانب کھنچا چلا آیا تھا۔ جیمسن نے خواہ مخواہ دانت نکال دیئے لیکن سوما کے چہرے پر ناگواری کے آثار تھے۔

"کہو پسند آیا کالا جادو....!" زرد فام نے جیمسن سے پوچھا۔

"بہت زیادہ....!"

"کیا اُس نے دھوئیں میں کچھ دکھایا تھا۔!"

"نہیں میں نے ایک آدمی کی آواز سننے کی فرمائش کی تھی جو پوری ہو گئی واقعی حیرت انگیز۔"

"اگر تم اُس آدمی کو دیکھنے کی خواہش کرتے تو وہ تمہیں دھوئیں کے مرغولوں میں اُس کی

شکل دکھاتا.... بہتیرے لوگ تو دور دراز کے مناظر اسی طرح دیکھ چکے ہیں۔!"

"اب کیا دکھانا چاہتے ہو۔" سوما نے خشک لہجے میں پوچھا!

"کک.... کچھ نہیں.... میں گائیڈ ہوں.... اگر میری خدمات کی ضرورت ہو تو۔!"

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔!" سوما غرایا "میں مقامی آدمی ہوں! اپنے دوست کو خود ہی سب کچھ دکھادوں گا۔ چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

زرد فام کی ہمرقص بُرا سا منہ بنا کر فوراً وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

"کیا بات ہے مسٹر!" زرد فام سوما کو گھورتا ہوا بولا۔ "تم آپے سے باہر کیوں ہو رہے ہو۔!"

"جاتا ہے یا ٹھوکر رسید کروں۔!"

"اُوہ.... نہیں....!" جیمسن دونوں کے درمیان آتا ہوا بولا۔ "اس کی ضرورت نہیں۔ تم جاؤ بھائی۔ کیوں خواہ مخواہ میرے دوست کو غصہ دلا رہے ہو۔"

"آدمیت بھی کوئی چیز ہے۔!" زرد فام نے جھینپے ہوئے انداز میں کہا اور خود بھی وہاں سے کھسک گیا!

"دوغلا کتا....!" سوما دانت بھینچ کر بڑبڑایا۔ "پھر کوئی چکر چلانا چاہتا تھا تمہیں شائد علم نہ ہو۔ اِس نے کلیمنجارو ہی سے ہمارا تعاقب شروع کر دیا تھا۔"

جیمسن چونک پڑا۔

"ہاں۔ یقین کرو....!" سوما سر ہلا کر بولا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"اوہ۔ تم نہیں سمجھے۔ میرے بھائی۔ یہ عورتوں کا دلال معلوم ہوتا ہے۔!"

"اچھا۔!" جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا!

"کیوں؟ کیا میرا رویہ مناسب تھا۔!"

"ارے نہیں۔!" جیمسن ہنس کر بولا "بکاؤ مال سے کبھی رغبت نہیں رہی!"

"تو پھر رقص کے لئے پارٹنر تلاش کئے جائیں۔!"

"دراصل میں جلد واپس جانا چاہتا ہوں....!"

"ارے واہ.... ابھی تو کوئی خاص تفریح بھی نہیں ہوئی۔!"

Digitized by Google

"میرا باس خطرے میں ہے۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ میرے باس کو کہیں لے جانا چاہتی ہے....!"

"کیا فون پر اُس نے تمہیں یہی اطلاع دی ہے۔!"

جیمسن نے پُر تفکر انداز میں سر کو مثبت جنبش دی۔ اور ٹھہر کر بولا۔

"دراصل ہمارا ایک کاروباری حریف ہمارے خلاف طرح طرح کی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔!"

"کیسی حرکتیں۔!"

"مثال کے طور پر میرا باس بزنس ٹور پر آیا ہے۔ کاروباری حریف یہاں بھی ہمارے کاموں میں رخنے ڈال سکتا ہے....!"

"اوہ.... تب تو مجھے بھی سوچنا پڑے گا۔ خصوصیت سے اس کالے جادو کے بارے میں۔!" سوما نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "وہ دوغلہ ہوٹل ہی سے ہمارا پیچھا کرتا رہا تھا۔ اُوہ....!"

دفعتاً اس نے خاموش ہو کر سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"کوئی خاص نکتہ۔!" جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یقیناً تمہارے کاروباری حریف کا داؤ چل گیا ہے.... ورنہ یہ کالا جادو.... میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کے کمرے میں الیکٹرونک بگس چھپا دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں کے توسط سے ان دونوں کی آوازیں یہاں تک پہنچی ہوں گی۔!"

"مائی ڈیئر سوما....!" جیمسن اُسکے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تم تو جی نیئس ہو۔!"

"نہیں بھائی۔ کامن سنس کی بات ہے! تمہارے کاروباری حریف نے مواکازی سے ساز باز کی ہے.... یہ زرد فام دوغلہ ہمیں ہر حال میں مواکازی تک پہنچاتا....!"

"اور وہ عورت کل صبح میرے باس کو مسائی ویلیج لے جائی گی۔"

"اوہ.... جلدی ختم کرو اپنی مارٹینی۔!" سوما نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

جیمسن نے پھر اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں سوما بھی تو گڑبڑ آدمی نہیں ہے۔! اُنہوں نے اپنے گلاس خالی کئے تھے۔ اور قیمت ادا کی تھی بال روم سے نکلتے وقت سوما آہستہ سے بولا۔ "گاڑی میں بیٹھ جانے کے بعد ہم کسی قسم کی گفتگو نہیں کریں گے۔ ہو سکتا ہے

کہ اُس ولدالحرام نے گاڑی میں بھی کوئی بگ نہ لگادیا ہو۔ وہ لفٹ لینا ہی چاہتا تھا ورنہ تعاقب تو اُس نے ٹیکسی میں بیٹھ کر کیا تھا!"

"بھائی سوما۔ بہت ہوشیار آدمی معلوم ہوتے ہو۔!"

"کامن سینس۔ مائی ڈیئر....!" سوما ہنس کر بولا "کہیں رُک کر گاڑی کی تلاشی لیں گے۔ پھر آگے بڑھیں گے اور تم اس پر نظر رکھنا کہ ہمارا تعاقب دوبارہ تو نہیں شروع کردیا گیا۔!"

"ضرور....ضرور....!"

وہ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ جیمسن پچھلی نشست پر اس طرح بیٹھا تھا کہ عقب میں نظر رکھ سکے۔ اُس نے زرد فام آدمی کو بھی ہوٹل سے برآمد ہوتے دیکھا۔ ہرقص ساتھ نہیں تھی۔ گاڑی اسٹارٹ ہوکر آگے بڑھی۔

زرد فام نے ایک موٹر سائیکل سنبھالی تھی.... جیمسن خاموشی سے دیکھتا رہا.... سوما نے بھی کچھ نہیں پوچھا تھا۔ کار تیزی سے راہ طے کرتی رہی.... جیمسن کو اندازہ تھا کہ سوما عقب نما آئینے میں اُس موٹر سائیکل کو ضرور دیکھ رہا ہوگا۔ وہ شہر کے روشن حصوں سے گذر رہے تھے۔!

دفعتاً ایک عمارت کے سامنے سوما نے گاڑی روک دی اور موٹر سائیکل آگے نکلی چلی گئی۔
سوما جیمسن کو گاڑی سے اترنے کا اشارہ کرتا ہوا خود بھی اتر گیا۔

پھر وہ دونوں گاڑی سے خاصے فاصلے پر جا کھڑے ہوئے تھے۔

"تم نے دیکھا وہی سُور تھا۔!" سوما آہستہ سے بولا۔

"پتا نہیں کیا چکر ہے۔!" جیمسن بڑبڑا کر رہ گیا۔

"آؤ....!" وہ عمارت کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ کال بل کا بٹن دبا کر دروازہ کھلنے کا انتظار کرتا رہا تھا۔

کسی نے دروازہ کھولا۔ روشنی اُن دونوں پر پڑی۔ دروازہ کھولنے والی ایک بھاری بھرکم نیگرو عورت تھی۔ سوما کو دیکھ کر اُس نے احتراماً خم ہونے کی کوشش کی تھی۔

وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ سوما نے ساحلی میں اُس سے کچھ پوچھا تھا۔ اور اُس سے جواب پاکر آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُس کا ساتھ دیتا رہا۔

ایک کمرے میں داخل ہوکر سوما نے فون کا ریسیور اٹھایا اور صرف ایک نمبر ڈائیل کرکے

Digitized by Google

ماؤتھ پیس میں بولا "گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہے۔ اُسے گیراج میں لے جاکر تلاشی لو۔ الیکٹرانک بگ دریافت کرنا ہے۔ نہایت خاموشی سے تلاش کرو۔ مل جائے تو خاموشی ہی سے میرے پاس لاؤ۔!"

ریسیور رکھ کر وہ جیمسن کی طرف مڑا.... جیمسن اُسے عجیب نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔

"کیا بات ہے....!" سوما نے مسکرا کر پوچھا۔

"بے حد پُراسرار لگ رہے ہو۔!"

سوما نے منہ اُوپر اٹھا کر زور سے قہقہہ لگایا۔ جیمسن نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تمہیں کس خانے میں فٹ کروں۔!"

"خود ہی فیصلہ کرو....!"

"تمہی نے اُس زرد فام دوغلے پر نئے زاویئے سے روشنی ڈالی تھی۔!"

"اگر یہ محسوس نہ کرتا کہ وہ شروع ہی سے ہمارے پیچھے لگا رہا تھا تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا۔!"

"تو کبھی اپنی زبان نہ کھولتا کا مطلب سمجھاؤ۔!"

"دشواری میں ڈال دیا تم نے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ اصل معاملے سے پوری طرح آگاہ نہیں ہو۔!"

"کیوں الجھاتے چلے جارہے ہو۔!"

"لسلی کارڈوبا وہ نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔!"

"مزید الجھاوا۔!"

"اس عورت نے لسلی کارڈوبا کی جگہ لی ہے۔ اصل عورت غائب کردی گئی۔!"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم دیدہ ودانستہ مجھ سے مل بیٹھے تھے۔!"

"میں ہر اس آدمی سے مل بیٹھتا تھا جسے وہ اپنی طرف متوجہ کرتی تھی۔ اب تم سے یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہارے باس کو مسافی ویلیج لے جانا چاہتی ہے۔ جس کا ہمارے پروگرام سے کوئی تعلق نہیں۔!"

"ایک بات بھی تو میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"اِس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ اپنے باس کو اُس کے ساتھ مسافی ویلیج جانے دو۔ ہم اُن

پر نظر رکھیں گے۔ اپنے مزید اطمینان کے لئے یہ دیکھ لو۔!"

اُس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور اس کی طرف بڑھا دیا۔

کارڈ پر بہت واضح تحریر میں "X - 2" چھپا ہوا تھا۔

جیمسن کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ یہ ایکس ٹو کے بیرونی ایجنٹوں کا شناختی کارڈ تھا۔

"اب اگر تم اس کے جواب میں صحیح الفاظ ادا نہ کر سکے تو میں تمہیں یہیں دفن کرادوں گا۔!" موما نے کہا۔ ساتھ ہی اُس کی جیب سے پستول بھی نکل آیا تھا جس کا رخ جیمسن ہی کی طرف تھا۔

"ہم نے اُسے آج تک نہیں دیکھا۔!" جیمسن مسکرا کر بولا۔

"ٹھیک ہے۔!" موما نے آہستہ سے کہا اور ریوالور کو دوبارہ جیب میں ڈالتا ہوا بولا۔ "اپنے رویے پر معافی کا خواستگار ہوں۔!"

جیمسن ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ لیکن وہ اب بھی موما ہی کو دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا "بات ابھی تک واضح نہیں ہو سکی۔!"

"کیا سمجھنا چاہتے ہو۔!"

"لسلی کارڈوبا حقیقتاً وہ عورت نہیں ہے! جس سے ہم کو ملنا تھا وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی.... لیکن دوسری عورت کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اُسے کیا کہنا ہے اور ہم سے کہا سننا ہے۔!"

"سامنے کی بات ہے۔!" موما سر ہلا کر بولا۔ "اُنہوں نے اسے قابو میں کیا اور سب کچھ معلوم کر لیا۔!"

"اگر پہلی عورت یعنی حقیقی لسلی کارڈوبا تمہاری متعین کردہ تھی تو تم نے اُس پر نظر بھی رکھی ہوگی۔!"

"رکھی تھی! لیکن بالآخر ہمارے آدمی دھوکا کھا گئے.... اس لئے ہم نے اس کا سراغ کھو دیا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ اب کہاں ہے۔!"

"دوسری بات۔" جیمسن آنکھیں بند کر کے ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ "آخر پھر یہ مواکازی جادوگر کھل کر کیسے سامنے آ گیا۔ کیا وہ ہمیں اتنا ہی احمق سمجھتے ہیں کہ ہم کالے جادو کے چکر میں آ جائیں گے۔ میں نے اپنے ساتھی سے فون پر گفتگو کر کے اندازہ لگالیا تھا کہ اُس نے اپنے

کمرے میں الیکٹرونک بگس دریافت کر لئے ہیں۔"

"اوہ....!" موما کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔

جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا۔

"تمہیں یقین ہے کہ اس نے الیکٹرونک بگس دریافت کر لئے ہیں۔!"

"اُس کے اندازِ گفتگو سے میں نے یہی اندازہ لگایا ہے۔ بہر حال ہمیں اب یہ سوچنا ہے کہ مواکازی سے اُس کی آواز سنوانے کی حماقت کیسے سرزد ہوئی۔ اس طرح تو اُس نے ہمیں ہوشیار کر دیا ہے۔!"

"کہیں نہ کہیں کوئی پیچ ضرور ہے۔" موما سر ہلا کر بولا۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... موما نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔ سنتا رہا۔ پھر بولا.... اُسے بیکار کر دو....!.... اوہ.... جلدی کرو....!"

جیمسن نے محسوس کیا جیسے موما اچانک بوڑھا ہو گیا ہو! ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن کی طرف دیکھا اور خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔

"کیا بات ہے....!"

"بم۔!" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "ریڈیائی لہروں سے پھٹنے والا بم....!"

"گاڑی میں۔!"

موما نے سر کو مثبت جنبش دی اور جیب سے رومال نکال کر چہرے کا پسینہ خشک کرنے لگا۔

فون کی گھنٹی پھر بجی۔ اُس نے ریسیور اٹھایا۔

"ہلو.... اچھا.... جلدی کرو.... پتا نہیں.... میں نہیں جانتا۔!"

ریسیور رکھ کر اُس نے جیمسن سے کہا۔ "میرے آدمی نہیں جانتے اُسے کس طرح بیکار کیا جا سکے گا۔ لہٰذا ہمیں یہ عمارت فوراً چھوڑ دینی چاہئے۔ وہ اِس کا خطرہ بھی مول نہیں لے سکتے کہ اُسے گاڑی ہی میں رکھ کر کہیں اور چھوڑ آئیں۔ لہٰذا جتنی جلد ممکن ہو یہاں سے نکل چلو۔!"

جیمسن اُٹھ گیا اور وہ پھر سڑک پر نکل آئے۔

"عمارت کے دوسرے لوگ....!" جیمسن نے سوال کیا۔

"فکر نہ کرو۔ وہ سب نکل جائیں گے۔!"

Digitized by Google

اس عمارت کے آس پاس کوئی دوسری عمارت نہیں تھی۔ اور یہ حصہ نیم روشن سا تھا۔

"جتنا تیز چل سکتے ہو چلو.....!" سوما نے کہا۔ "اِدھر تو ٹیکسی بھی نہیں ملے گی۔!"

قریباً دس منٹ تک وہ یکساں رفتار سے چلتے رہے تھے۔ اور اس دوران میں انہوں نے کوئی دھماکہ نہیں سُنا تھا۔ سوما نے رفتار کم کر دی اور ہانپتا ہوا بولا۔ "ہم لوگوں نے اپنی کوششوں سے واقعی یہ رات یادگار بنادی ہے۔!"

"اب سمجھ میں آئی ہے بات۔!" جیمسن بولا۔

"کونسی بات۔!"

"موا کازی والی۔ اُسے یقین تھا کہ ہم اُس کی سازش کا شکار ہو جائیں گے۔ یعنی کسی کو اُس کے کالے جادو سے آگاہ کر دینے سے قبل ہی مر جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ جادو کے مظاہرے کے بعد فوراً ہی ہمیں کلیمنجارو کی طرف روانہ ہونا چاہئے تھا۔ ہو سکتا ہے میرے ساتھی کی آواز اسی لئے سنوائی گئی ہو کہ ہم فوراً روانہ ہو جائیں یہ دیکھنے کیلئے کہ کہیں میرے ساتھی کے کمرے میں الیکٹرانک بکس تو موجود نہیں ہیں۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

"اب کیا خیال ہے۔!"

"وہ ہمیں مار ڈالنا چاہتے ہیں! تمہارے ساتھی کی زندگی بھی خطرے میں ہے۔"

"تو پھر کیا کریں۔ کہاں سے ٹیکسی ملے گی۔ یہاں تو دور تک ویرانہ ہی ویرانہ ہے۔"

سوما کچھ نہ بولا۔ جیمسن نے کہا "کہیں سے فون ہی کر سکتے۔!"

الیکٹرانک بکس دریافت کر لینے کے بعد ظفر الملک نے جیمسن کی ایک اور کال ریسیو کی تھی اور اشاروں میں اُسے بتانے کی کوشش کی تھی کہ اُس کا اندیشہ درست ہے۔!

اُس کے بعد پھر جیمسن کی کوئی کال نہیں آئی تھی اور وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلتا رہا تھا۔!

فون کی گھنٹی بجی۔ اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ لیکن دوسری طرف سے لسلی کار ڈوبا کی

Digitized by Google

آواز آئی۔!

"میں بہت پریشان ہوں۔ اب کیا ہوگا۔!"

"میں کیا بتاؤں۔" ظفر بولا۔

"کاغذات کے بغیر کیا کر سکوں گی....!"

"اسی لئے تو میں نے مشورہ دیا تھا کہ ہوٹل کی انتظامیہ کو اس واقعے سے آگاہ کر دو....!"

"میں تمہیں کیا بتاؤں کہ اس میں کیا دشواریاں ہیں۔!"

"میں اس مسئلے پر مزید گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہارے کمرے میں آجاؤں۔!"

"جتنی جلدی ممکن ہو۔!" دوسری طرف سے کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ ظفر الملک اپنے کمرے سے نکل آیا۔

دروازے پر دستک دیئے بغیر اس نے ہینڈل گھمایا تھا اور دروازہ کھل گیا تھا۔ لسلی سامنے ہی بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ بہت نڈھال نظر آرہی تھی۔ اُسے دیکھ کر اٹھتی ہوئی بولی "مجھے کمرے ہی میں رک کر اُس نامعلوم آدمی کی دوسری کال کا انتظار کرنا تھا....!"

"جو نہیں ہو سکا اُس کے بارے میں سوچنا ہی فضول ہے....!"

"لیکن اب کیا کروں۔!"

"آخر ہوٹل کی انتظامیہ کو مطلع کر دینے میں کیا حرج ہے! اس طرح یہ بات کم از کم ریکارڈ میں تو آجائے گی۔ اور تم بوقت ضرورت اس کا حوالہ دے سکو گی۔"

"میں کیا کروں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔!"

"اپنے سربراہ کو کس طرح مطلع کرو گی۔!"

"اِس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی۔!"

اس کا یہ مطلب ہوا کہ آنکھیں بند کر کے جھونکا گیا ہے تمہیں۔!"

وہ چند لمحے ظفر کو غور سے دیکھتی رہی پھر بولی "تم ہی اپنے سربراہ کو ان حالات سے آگاہ کردو۔!"

"ایک منٹ....!" ظفر ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔"

"کیا مطلب؟۔"

"مجھے بھی اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں ملی.....!"

وہ عجیب سے انداز میں ہنس پڑی۔ اور ظفر اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا۔ "ایسے حالات میں شائد ہمیں اپنی عقل استعمال کرنی چاہئے۔"

"میری عقل قابلِ استعمال نہیں رہی۔!"

"کیا صبح ہوتے ہی ہم مسانی ویلیج کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی جیسا تمہارا دل چاہے۔!"

ٹھیک اُسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ لسلی نے لپک کر ریسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف کی بات سنتی رہی اور پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر ظفر سے سرگوشی کی۔

"وہی ہے....!"

"کیا کہہ رہا ہے۔!"

"اُسے یہاں بلالو۔ میں باتھ روم میں چلا جاؤں گا۔"

"ڈر لگتا ہے۔!"

"پرواہ مت کرو۔ میں تو موجود ہی ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔!" اُس نے کہا اور ماؤتھ پیس میں بولی۔ "یہاں میرے کمرے میں آجاؤ.... اُوہ.... میں سوچ میں پڑ گئی تھی کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔! اچھا....!"

وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے ظفر کے قریب پہنچی اور بولی "پانچ منٹ کے اندر اندر یہاں پہنچ جائے گا۔!"

"کیا اپنے قول کے مطابق شیر کو یہیں لا رہا ہے۔"

"نہیں اس بار اتنا ہی کہا ہے کہ شیر کے بارے میں گفتگو کرے گا۔!"

"دروازہ مقفل کردو....!"

"کیوں؟ کیوں؟" وہ خوفزدہ انداز میں بولی۔

"اُوہ.... تاکہ جتنی دیر میں تم دروازہ کھولو۔ میں اپنے چھپنے کا انتظام کرلوں۔"

"مم.... میں سمجھی شائد کچھ اور....؟"

"کچھ اور کیا کرسکوں گا....!" ظفر نے اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔!

Digitized by Google

"میں کچھ نہیں جانتی۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آرہا۔!"

"لیکن اسے شبہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ کوئی تیسرا بھی موجود ہے۔"

"کیسے شبہ ہو سکتا ہے۔ تم تو باتھ روم میں....!"

"ضرور شبہ ہو جائے گا۔ اگر تم اُس سے باتیں کرتے وقت نظریں چُرا چُرا کر باتھ روم کی طرف دیکھتی رہیں۔!"

"میں کیوں دیکھوں گی....!"

"اِسی لئے کہ اِن معاملات میں بالکل اناڑی ہو....!"

"اب تم نے توجہ دلادی ہے تو احتیاط برتوں گی....!"

"بہتر ہوگا کہ تم اپنی پُشت باتھ روم ہی کی طرف رکھو۔!"

"میں ایسا ہی کروں گی۔!"

"دوسری بات.... اگر اس نے تمہیں کہیں اور لے جانا چاہا تو....؟"

"تو.... تو.... ہاں بتاؤ.... پھر میں کیا کروں گی۔!"

"خدا کی پناہ.... کیا کیا بتاؤں۔!"

"سُنو....!" وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیوں نہ اُسے دیکھ کر بیہوش بن جاؤں۔!"

"اِس سے بڑی بیوقوفی شائد پھر کبھی سرزد نہ ہو سکے تم سے....!"

"پھر بتاؤ.... کیا کروں گی....!"

"چلی جانا اُس کے ساتھ....!"

"یہ کیا بات ہوئی۔ پتا نہیں کہاں لے جائے۔!"

"میں تمہارے پیچھے پیچھے آؤں گا۔ فکر نہ کرو۔!"

"نہیں۔ میں اس قسم کا کوئی خطرہ مول نہیں لے سکتی۔!"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی.... اور ظفر تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر بہ آہستگی اندر داخل ہوا.... اور پھر بند کر کے چٹخنی چڑھادی۔

اُس نے بھاری قدموں کی چاپ سُنی تھی۔ دروازہ بند ہوا تھا اور کسی نے کہا تھا "کیا تم اس وقت بھی نشے میں ہو۔!"

"غاؤں....!" لسلی کی آواز آئی "میں ڈنمارک کی شہزادی ہوں.... مچھلیاں مجھے وہسکی پلاتی ہیں.... تم کاؤن ہو....!"

"واقعی بہت زیادہ پی گئی ہو.... میں تمہارے لئے کیا کروں....!"

"تم میرے لئے شلجم کی کاشت کرو....!"

"فون پر گفتگو کرتے وقت تو نشے میں نہیں تھیں۔!"

"فون.... کیسا فون.... کِس کا فون....!"

"اچھا.... اچھا.... میں جارہا ہوں.... صبح بات ہوگی....!"

"کیوں آئے تھے.... کیوں جارہے ہو.... صبح تو کبھی نہیں ہوگی یہ تاریک براعظم ہے۔!"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے....!"

پھر بھاری قدموں کی آواز آئی تھی اور دروازہ آواز کے ساتھ بند ہوا تھا ظفر جوں کا توں کھڑا رہا۔ پھر باتھ روم کے دروازے پر ہلکی سی دستک سُنی۔ لسلی آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔ "کہو کیسی رہی.... بھگادیا آخر.... صبح تک کچھ نہ کچھ سوچ ہی لیں گے....!"

ظفر نے دروازہ کھولا۔ اور باتھ روم سے نکل ہی رہا تھا کہ وہ تینوں سامنے آگئے۔ تینوں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ہوئے پستول تھے۔ ظفر نے بوکھلا کر لسلی کی طرف دیکھا اور وہ آنکھ مار کر بولی۔ "کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے....!"

"کیسا ہوتا ہے....!" ظفر نے جی کڑا کر کے آنکھیں نکالیں۔

"خاموش رہو....! یا اپنی آواز اتنی بلند نہ ہونے دو کہ باہر سنی جاسکے۔!" اُن تینوں میں سے ایک بولا۔

"ٹھیک ہے.... میں آہستہ بولوں گا.... یہ مجھے یہاں لائی تھی۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اِس ہوٹل کی طوائفیں اس طرح لوٹ لیتی ہیں....!" ظفر نے کہا۔

"باتھ روم میں کیا کر رہے تھے۔!" لسلی ہنس کر بولی۔

"باتھ روم میں کیا کیا جاتا ہے۔!" ظفر نے شیر ہونے کی کوشش کی۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے۔" اُسی آدمی نے سوال کیا۔

"میں نہیں جانتا۔ تفریحاً کسی طرف نکل گیا ہوگا۔!"

Digitized by Google

ظفر سے پوچھ گچھ کرنے والا سفید فام تھا اور اُس کے دونوں ساتھی مقامی تھے اور انہوں نے اسی ہوٹل کے ملازمین کی سی وردیاں پہن رکھی تھیں۔!"

دفعتاً مقامی آدمیوں میں سے ایک ظفر کے پیچھے آکھڑا ہوا۔ اور سامنے سے گفتگو کرنے والے نے کہا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ....!"

"آخر کیوں۔؟" ظفر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اُس کے پیچھے کھڑے ہوئے سیاہ فام آدمی نے اپنے پستول کا دستہ پوری قوت سے ظفر کی گردن پر رسید کردیا۔ آنکھوں میں تارے ناچ گئے تھے۔ اور پھر اندھیرا.... کسی شہتیر کی طرح منہ کے بل فرش پر گرا۔ اور بے حس و حرکت ہوگیا۔

سفید فام آدمی نے پستول جیب میں ڈال لیا اور میز پر رکھے ہوئے ہینڈ بیگ کو کھول کر ہائپوڈرمک سرنج نکالی۔

ذرا ہی دیر بعد وہ کسی قسم کا سیال ظفر الملک کے بازو میں انجکیٹ کر رہا تھا.... دونوں سیاہ فام آدمی اس دوران میں کمرے سے چلے گئے تھے۔

لسلی نے سفید فام آدمی سے پوچھا "اب کیا کرو گے۔؟"

"اپنے کام سے کام رکھو۔!" سفید فام نے بہت بُرے لہجے میں کہا۔

"ک.... کیا.... مطلب....!"

"خاموش رہو۔ تمہیں اس سے کیا کہ اب کیا ہوگا۔!"

دروازے کا ہینڈل گھوما تھا اور وہ دونوں اُس کی طرف متوجہ ہوگئے تھے دونوں سیاہ فام آدمی پھر دکھائی دیئے۔ وہ ایک صندوق نما بڑی سی ٹرالی لائے تھے جس پر واضح حروف میں "لانڈری" لکھا ہوا تھا۔

ظفر الملک کو فرش سے اٹھا کر اسی ٹرالی میں ڈال دیا گیا اور اُس کے اوپر میلے کپڑوں کا ڈھیر تھا۔ پھر وہ ٹرالی کو دھکیلتے ہوئے راہداری میں نکال لے گئے۔

میرا خیال ہے کہ صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔!" سوما نے جیمسن سے کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مسانی ویلیج جانے کا....!" جیمسن بولا۔

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو.....!"

"مسانی ویلیج جاتے تو مجھے کاؤنٹر سے اپنے لئے ایک لفافے کی اطلاع ضرور ملتی۔ اگر کمرے کی کنجی کاؤنٹر پر جمع کرائی تھی تو لفافہ کہاں گیا۔!"

یہ دونوں اس وقت زنجبار گیسٹ ہاؤز کے ایک کمرے میں بیٹھے بور ہو رہے تھے۔ مسوما نے جیمسن کو کلیمنجارو ہوٹل کی طرف نہیں جانے دیا تھا۔ گیسٹ ہاؤز ہی سے فون پر ظفر الملک کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی رہی تھی۔ ظفر الملک کے کمرے سے جواب نہ ملنے پر جیمسن نے کاؤنٹر سے پوچھ گچھ کی تھی۔ اُس کے مطابق کمرہ نمبر ننانوے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں تھی۔ جس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ ظفر ہوٹل میں موجود نہیں ہے۔ لیکن اُس نے کوئی لفافہ اس کی تحویل میں نہیں دیا تھا۔

"لسلی کے کمرے کا نمبر شائد ایک سو تین ہے۔" جیمسن نے مسوما سے پوچھا۔

"ہاں.... یہی نمبر ہے.....!"

"لہذا دیکھنا چاہئے کہ وہ بھی کمرے میں موجود ہے یا نہیں۔!"

"اُسے مت چھیڑو.... اُس کی نقل و حرکت کی اطلاع مجھے مل جائے گی۔ اور یقین کرو کہ اگر تمہارا باس بھی ہوٹل سے نکل کر کہیں گیا ہوتا تو مجھے اطلاع مل جاتی۔ پچھلی رات کو وہ دونوں ہوٹل سے نکل کر سڑک تک ضرور آئے تھے۔ لیکن پھر ہوٹل ہی میں واپس چلے گئے تھے۔ چلو ایک بار پھر اُن دونوں کے بارے میں اپنے آدمیوں سے رپورٹ لیتا ہوں....!"

"تمہارے آدمی ناکارہ معلوم ہوتے ہیں۔!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا "انہیں حقیقی لسلی کارڈوبا کے غائب ہو جانے کا علم کب ہو سکا تھا۔"

"اُس وقت وہ معاملے کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں تھے۔ اب ہوشیار ہو گئے ہیں۔ اُن کی کارکردگی پر شبہ مت کرو.....!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسوما نے فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے تھے اور سواحلی میں گفتگو کرنے لگا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی اور جیمسن سے بولا۔ "اُن دونوں میں سے کوئی بھی ہوٹل میں باہر نہیں نکلا تھا۔ میرا خیال ہے کہ اب تم اُس عورت سے فون پر گفتگو کر ہی لو۔!"

"اب کیوں اس پر آمادہ ہو گئے ہو۔!"

"اُس سے گفتگو ضروری ہے ورنہ وہ سمجھے گی کہ تم ہوشیار ہو گئے ہو۔"

"یہی چیز میرے ذہن میں بھی تھی لیکن اگر وہاں سے بھی جواب نہ ملا تو پھر کیا کریں گے۔"

"مجبوراً بذریعہ پولیس تمہارے باس کا کمرہ کھلوانا پڑے گا۔ لیکن اس طرح ہم کھل کر سامنے آجائیں گے۔ یہی میں نہیں چاہتا....!"

"خیر.... میں دیکھتا ہوں۔!"

جیمسن نے کلیمنجارو کے ایکس چینج کے نمبر ڈائیل کئے اور کمرہ نمبر ایک سو تین سے کنکٹ کرنے کو کہا۔ دوسری طرف سے لسلی کی آواز سنائی دی تھی۔

"ہلو.... کون ہے....؟"

"ہنالولو.... والی ڈاڑھی....!"

"کیا اپنے کمرے سے بول رہے ہو.....!"

"نہیں.... باہر سے.... کلیمنجارو سے خاصا دور ہوں۔!"

"تمہارا باس جواب نہیں دے رہا۔ کئی بار دروازہ پیٹ چکی ہوں۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق ہمیں کہیں جانا تھا....!"

"جواب مجھے بھی نہیں مل رہا۔ اس لئے تمہیں رنگ کیا ہے۔!"

"فوراً یہاں پہنچو۔ پتا نہیں کیا بات ہے۔!"

"اس قسم کے احکامات میرا باس ہی دے سکتا ہے۔ اُس کا حکم ہے کہ اُس سے دُور رہوں۔ صرف فون پر رابطہ رکھ سکتا ہوں۔!"

"تم ہو کہاں۔!"

"یہ بھی کسی تیسرے کو نہیں بتا سکتا۔!"

"سنو! مجھے اُس کی طرف سے بہت زیادہ تشویش ہو گئی ہے۔ پچھلی رات اُس نے ضرورت سے زیادہ پی لی تھی.... ایسے حالات میں کبھی کبھی بے خبری ہی میں ہارٹ فیلیور ہو جاتا ہے۔!"

"ہارٹ فیلیور ہو جانے کی صورت میں میرا باس کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک کے حوالے کیسے کرتا۔!"

Digitized by Google

"کیا کہہ رہے ہو۔!"

"کنجی کاؤنٹر کلرک کی تحویل میں ہے....!"

"اوہ.... تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ مجھے بتائے بغیر کہیں چلا گیا....!"

"صبح ہونے سے پہلے ہی۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"میں کیا بتاؤں؟۔"

"کنجی رات کی ڈیوٹی والے کلرک نے وصول کی تھی۔!"

"انہونی بات سنا رہے ہو۔ اُس نے مجھ سے کہیں اور جانے کا وعدہ کیا تھا۔!"

"تنہا ہی نہ چلا گیا ہو۔!"

"ناممکن.... قطعی ناممکن.... تنہا وہ کیا کر سکے گا....!"

"تو پھر کہیں اور جا کر ہارٹ فیلیور کرا بیٹھا ہو گا۔!" جیمسن نے کہا اور ریسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

اپنی اور رُسلی کی گفتگو سے سوما کو آگاہ کرتا ہوا بولا۔ "میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔!"

"کچھ سمجھ کر کیا کرو گے.... جو ہونا تھا ہو گیا۔!"

"کیا مطلب....؟"

"میں نہیں جانتا تھا کہ اتنی جلدی ہاتھ صاف کر دیا جائے گا۔ میرا خیال تھا کہ تم دونوں کے سلسلے میں ایک ساتھ کارروائی ہو گی۔ اسی لئے تمہیں وہاں سے ہٹا لایا تھا۔!"

"میرا خیال ہے کہ میری موجودگی میں اس کی نوبت نہ آنے پاتی۔!"

سوما کچھ نہ بولا۔ یہ بھی نہیں پوچھا تھا کہ آخر وہ کر ہی کیا لیتا۔ دونوں کے کمرے الگ الگ تھے۔ ایک کو دوسرے کی خبر ہی نہ ہو پاتی۔

فون کی گھنٹی بجی.... سوما نے کال ریسیو کی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر سواحلی میں خود بھی کچھ کہتا رہا تھا۔ اس کے بعد ریسیور رکھ کر جیمسن کی طرف مڑا۔

"یہ تدبیر بھی کارگر نہ ہوئی۔!"

"کونسی تدبیر....؟"

"پچھلی رات والے ڈیوٹی کلرک سے پوچھ گچھ کرائی تھی۔ وہ کہتا ہے یہ بتانا دشوار ہے کہ کنجی کب اُس کے پاس پہنچی تھی۔ بے شمار لوگ آتے جاتے رہتے ہیں! کبھی کبھی لوگ خود کاؤنٹر پر

Digitized by Google

آنے کی بجائے عملے کے کسی آدمی سے کنجی بھجوا دیتے ہیں! اور کوئی لفافہ کسی کے لئے اُس کی تحویل میں نہیں دیا گیا تھا۔!"

"بات بنتی نظر نہیں آتی.... آخر یہ گھڑاگ شروع کیسے ہوا تھا۔!"

"میں نہیں جانتا۔" سوما بولا۔ "اُوپر سے ملنے والے احکامات کے تحت کام کر رہا ہوں۔!"

"یعنی ایکس ٹو سے ملنے والے احکامات کے تحت!"

"نہیں.... میں اپنے یہاں کی بات کر رہا ہوں.... براہِ راست ایکس ٹو کا ایجنٹ نہیں ہوں۔ یہ کارڈ مجھے صرف اسی مہم کے لئے ملا ہے۔!"

"میں اب بالکل کنگال ہوں۔ دراصل مجھے اُس لفافے میں باس کی طرف سے ایک رقم ملنے والی تھی....!"

"رقم کی پرواہ مت کرو۔ تم میرے ساتھ ہو! اور ایک معقول رقم خرچ کرنے کا اختیار مجھے بھی دیا گیا ہے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ اَب بھی سوما کی طرف سے مطمئن نہیں تھا۔ حالات ہی ایسے تھے۔ پہلے وہ زنجبار کے ایک تاجر کی حیثیت سے ملا تھا۔ بھانت بھانت کی باتیں کی تھیں اور پھر اچانک ایکس ٹو کا کارڈ نکال بیٹھا تھا۔

"تم کیا سوچنے لگے....!" سوما اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"یہی کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے.... اور اَب مجھے کیا کرنا ہے۔!"

"اب تمہیں جو کچھ کرنا ہے.... شائد کچھ دیر بعد معلوم ہو جائے۔!"

"مواکازی کے سلسلے میں کیا کر رہے ہو۔؟"

"فی الحال صرف نگرانی.... بس اتنا ہوا ہے اس سے کہ ایک اور مشتبہ آدمی سامنے آ گیا ہے۔! ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ بم اُسی نے میری گاڑی میں رکھوایا ہو گا۔!"

"بم کا کیا حشر ہوا....!"

"عمارت کا ایک حصہ بالکل تباہ ہو گیا ہے۔!"

"اور تم مواکازی کی صرف نگرانی کر رہے ہو۔!" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"اور پھر کیا کریں۔!"

جیمسن صرف منہ بنا کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ اتنے میں پھر فون کی گھنٹی بجی سوما نے ریسیور اٹھایا۔ سنتا رہا۔ خود بھی کچھ کہا تھا اور پھر ریسیور رکھ کر جیمسن سے بولا تھا۔ ”تم اب اُس عورت سے مل سکتے ہو۔ اور طریق کار کا تعین بھی خود ہی کرو گے....!“

”یہ حکم کس سے ملا ہے۔؟“

”بھائی جیمسن.... اِس قسم کے سوالات نہ کرو۔ ویسے میرا خیال ہے کہ تم دونوں کے علاوہ تمہی میں سے کوئی اور بھی یہاں موجود ہے۔ تم سے بڑے رینک والا۔“

”یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو۔؟“

”میرے اوپر والے شائد اُسی کے مشورے سے تم لوگوں کیلئے احکامات صادر کر رہے ہیں۔!“

”وہم ہے تمہارا.... اگر ایسا ہوتا تو میرے علم میں ضرور آتا....!“

سوما کچھ نہ بولا اور جیمسن سوچنے لگا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُس عورت سے ہوٹل کلیمنجارو میں نہیں ملنا چاہتا تھا۔

”میں کلیمنجارو نہیں جاؤں گا۔“ اُس نے سوما سے کہا۔ ”اُسے کہیں اور بلانا چاہتا ہوں۔ تم کوئی جگہ تجویز کر دو۔!“

”تم نے میرے دل کی بات کہہ دی۔“ سوما بولا۔ ”کوئی کھلی جگہ ہونی چاہئے جہاں میرے آدمی بہ آسانی تم دونوں پر نظر رکھ سکیں۔ اس کے لئے مناسب ترین جگہ منازی موجہ پارک ہوگی۔ اُس سے کہو کہ تم اُوہورو ٹارچ کے قریب اس کا انتظار کرو گے۔“

”یہ کہاں ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ لاعلمی ظاہر کرے گی۔ بیچاری نیویارک سے آئی ہے نا۔“

”کتیا کی بچی!“ سوما برا سا منہ بنا کر بولا۔ ”اگر پتہ پوچھے تو کہہ دینا کہ ٹیکسی ڈرائیور سے منازی موجہ پارک کہہ دے گی تو وہ پہنچا دے گا!“ جیمسن نے فون پر لسلی سے ایک بار پھر رابطہ قائم کیا۔

”اُوہ تم ہو....!“ دوسری طرف سے عورت کی آواز آئی۔ ”کہو کیا بات ہے۔!“

”میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ یہ بہت ضروری ہے۔!“

”تو آجاؤ نا.... میں پہلے بھی کہہ رہی تھی۔ تمہارا باس ابھی تک واپس نہیں آیا۔“

”میں وہاں نہیں آسکتا! ہم کہیں اور کیوں نہ ملیں۔!“

Digitized by Google

”اس کی کیا ضرورت ہے! یہیں چلے آؤ نا....!“

”اصولی بات ہے۔ باس نے تاحکم ثانی کلیمنجارو میں داخل ہونے پر پابندی لگائی تھی۔ لہذا وہاں نہیں آسکتا۔ خواہ باس زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ کسی دوسری جگہ ملنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔!“

”تو پھر کہاں مل رہے ہو۔!“

”منازی موجا پارک آجاؤ۔ اُوہورو ٹارچ کے قریب منتظر رہوں گا۔!“

”کیا ٹیکسی ڈرائیور سے اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا۔!“

”بالکل.... بس میں یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔“

”اچھی بات ہے.... منازی موجا پارک.... اور اوہورو ٹارچ....!“

”ہاں ہاں.... اچھا....!“ کہہ کر جیمسن نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

اور پھر سوما نے اُسے کچھ رقم دی تھی۔

”اُس سے کس قسم کی گفتگو کرنے کا ارادہ ہے۔!“ اُس نے سوال کیا۔

”عقل مندی کا تقاضہ یہی ہوگا کہ کام کی بات کے علاوہ اور کسی قسم کا ذکر نہ چھیڑا جائے۔!“

”تم نے میری دل کی بات کہہ دی! لیکن وہ کام کی بات ہو گی کیا۔!“

”بس یہی کہ باس کی عدم موجودگی سے کوئی فرق نہیں پڑتا کام جاری رہنا چاہئے۔ جس کام کے لئے باس کو کہیں لے جانا چاہتی تھی اب مجھے لے جائے۔!“

”ٹھیک.... بالکل.... اور پھر میں دیکھوں گا کہ وہ لوگ کتنے چالاک ہیں!۔“

جیمسن نے دل میں کہا ضرور دیکھنا کچھ تھوڑی دیر پہلے دیکھتے رہے ہو۔ کچھ اب دیکھنا۔ یہاں والوں کی کارکردگی مایوس کن نہ ہوتی تو باہر سے مدد طلب کرنے کی ضرورت کیوں پیش آتی!

اس نے سوما کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ”مجھے یقین ہے کہ میرا بھی وہی حشر ہوگا جو میرے باس کا ہوا ہے۔!“

”ناممکن.... میرے آدمی اُس ناکامی کے بعد سے پوری طرح چوکنے ہو گئے ہیں۔ اگر اس بار اُن سے غفلت ہوئی تو ایک ایک کو شوٹ کر دوں گا۔!“

”اور میں تو نہیں ریسیو کرنے کے لئے پہلے ہی سے عالم بالا میں پہنچا ہوا ہوں گا۔“ جیمسن نے ہنس کر کہا۔

"اب مجھے مزید شرمندہ نہ کرو۔!" مسوما نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر ہمارے یہاں یہ واقعات پیش آئے ہوتے مسٹر مسوما۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا "تو گاڑی میں بم دریافت ہونے کے بعد مواکازی کی شامت آجاتی۔"

"دیکھو بھائی جیمسن! میں نے رپورٹ دے دی تھی۔ اوپر سے جو احکامات ملے ان کے خلاف تو نہیں کر سکتا۔!"

"میں بھی تمہیں الزام نہیں دے رہا۔ اُوپر ہی والوں کی بات کر رہا ہوں۔ خیر.... اب تو مجھے چلنا چاہئے۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ منازی مموجا پارک پہنچا تھا.... مشعلِ جمہوریت کے قریب لسلی کارڈوبا منتظر ملی۔ اُسے دیکھتے ہی مضطربانہ انداز میں آگے بڑھی تھی۔

"ابھی تک اس کا کوئی پتا نہیں۔!" وہ ہانپتی ہوئی بولی۔

جیمسن بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "مجھے خوشی ہے کہ میرے لئے میدان صاف ہو گیا۔!"

"کک.... کیا مطلب....!" وہ ہکلائی۔

"تم میری دریافت ہو اُس کی نہیں....!"

"یہ تم نے کیا شروع کر دیا۔ میں تو اس کے لئے بہت پریشان ہوں۔!"

"مجھے ذرہ برابر بھی پریشانی نہیں۔ کیونکہ یہ اُس کی پرانی عادت ہے۔ خود ہی عورتوں سے رسم و راہ بڑھاتا ہے پھر خود ہی بھاگ کھڑا ہوتا ہے....!"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں! یہ رسم و راہ بڑھانے کا قصہ نہیں ہے۔!"

"کچھ بھی ہو۔ میرے لئے اسکی کوئی اہمیت نہیں کہ وہ اچانک غائب ہو گیا۔ چلو جہاں چلنا ہو۔!"

"تمہیں تو نہیں جانا تھا میرے ساتھ۔!"

"اگر وہ کسی وجہ سے نہ جا سکتا تو مجھے ہی جانا پڑتا۔ اصولی بات ہے۔!"

"لیکن اُس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔!"

"کام جاری رہنا چاہئے مس کارڈوبا۔ یا اگر تمہارے پاس اس کے علاوہ اور کچھ ہدایات ہوں تو دوسری بات ہے۔!"

وہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی "ہم دونوں کو مسانی ولیج جانا تھا! وہاں ہمیں

Digitized by Google

کوئی تیسرا ملے گا۔ اس کے بعد یہ طے کیا جائے گا کہ کس طرح کام شروع کرنا ہے....!"

"کام کی نوعیت تو تمہیں معلوم ہو گی۔"

"نہیں! وہی تیسرا آدمی کام کی نوعیت بھی بتائے گا۔!"

"تب پھر ہمیں دیر نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں کام شروع کر دینے کیلئے بے چین ہوں۔!"

"اچھی بات ہے۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔ "تو پھر چلو۔!"

اس سفر کے لئے جیمسن نے ٹیکسی پر بس کو ترجیح دی تھی اور لسلی کارڈوبا نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔

"کیا تم اُس آدمی کو پہچانتی ہو۔!" جیمسن نے اُس سے سوال کیا۔

"نہیں۔ میں نہیں پہچانتی۔!"

"تو پھر کیا صورت ہو گی۔!"

"کوئی ہمیں پہچان کر خود ہی ہماری طرف آئے گا۔!"

"اتنے پُراسرار حالات سے میں پہلے کبھی دوچار نہیں ہوا۔"

"میں تو حیرت کے مارے مری جا رہی ہوں۔!"

"کیوں....؟" جیمسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "تم پر کون سی بپتا پڑی ہے۔!"

"میں کیا بتاؤں.... فون پر کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔!"

"اوہو.... تو اب بتادو۔!"

"ابھی نہیں۔ کسی ایسی جگہ جہاں سے چاروں طرف نظر رکھی جا سکے کہ کوئی سن تو نہیں رہا۔!"

جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا! ذہن بُری طرح اُلجھ گیا تھا۔ آخر اب وہ اُسے کیا بتانا چاہتی ہے۔ بہر حال اَب وہ اُس وقت تک اپنی زبان بند ہی رکھنا چاہتا تھا۔ جب تک کہ لسلی کارڈوبا بولنے پر آمادہ نظر نہ آئے۔

پھر وہ مسانی ولیج بھی پہنچ گئے.... یہاں کی فضا عجیب سی تھی۔ مقامی لوگ اپنے جھونپڑوں کے باہر بیٹھے کسی نہ کسی کام میں مصروف نظر آرہے تھے۔ کہیں ماہی گیری کے جالوں کی مرمت ہو رہی تھی۔ کہیں چٹائیاں اور ٹوکریاں بُنی جا رہی تھیں اور کہیں لکڑی پر نقاشی ہو رہی تھی۔ غیر ملکی سیاح اِدھر اُدھر ٹہلتے اور تصویریں کھینچتے پھر رہے تھے۔

وہ دونوں کھلے میں ایک گھنیرے درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور جیمسن بولا! "اب بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"انہوں نے اُس پر میرے کمرے ہی میں قابو پایا تھا۔!"

"کیا مطلب۔" جیمسن اُچھل پڑا۔

لسلی نے نامعلوم آدمی کی فون کال سے ابتداء کرتے ہوئے کہانی شروع کر دی۔ جیمسن نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے سنتا رہا۔ تیز نظریں لسلی کے چہرے پر تھیں۔

"بہر حال.....!" لسلی بولتے بولتے کسی قدر رُک کر بولی۔ "وہ ایک آدمی نہیں تھا تین تھے۔ اُن کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر میرے اوسان خطا ہوگئے۔ تمہارے ساتھی کو خفیف اشارہ بھی نہ دے سکی! وہ اندر آ گئے..... ایک یورپین تھا اور دو مقامی آدمی تھے۔ اور ان مقامیوں نے ہوٹل کے ملازمین کی سی وردی پہن رکھی تھی۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھی کو باتھ روم سے نکالا اور پستول کا دستہ سر پر مار کر بیہوش کر دیا۔ اور بڑی آسانی سے اٹھا لے گئے۔!"

"بھلا کس طرح.....!" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

"لانڈری کی ٹرالی لے آئے تھے۔ اُسی میں ڈال کر اُوپر سے میلے کپڑے ڈال لے گئے ہوں گے۔ کسی کو شبہ بھی نہ ہو سکا ہو گا۔"

"اور تمہیں چھوڑ گئے۔!" جیمسن اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا سخت لہجے میں بولا۔

"اسی پر تو مجھے حیرت ہے.....!"

"تمہیں اس پر حیرت نہ ہونی چاہئے۔!"

"کیوں.....!" لسلی چونک کر بولی۔

"وہ تو انڈے بچے دے گا۔ تم کس مرض کی دوا ہوئیں۔!"

"بد تمیزی نہیں۔!"

"خیر..... خیر!" جیمسن خشک لہجے میں بولا۔ "اب وہ آدمی کہاں اور کس طرح ملے گا۔!"

"جو میں نہیں جانتی اُس کے بارے میں کیا بتاؤں! ٹھہرو اور انتظار کرو..... ادھر اُدھر گھومنے پھرنے والوں ہی میں سے کوئی ہو گا۔!"

"تو بیٹھی انتظار کرتی رہو..... آہا..... ذرا اُدھر دیکھنا کتنی دلکش لڑکی ہے! اگر کسی طرح اُس

Digitized by Google

سے تعارف حاصل ہو جائے تو میں اپنے باس پر بھی خاک ڈال دوں گا۔!"

"تم آخر کس قسم کے جانور ہو۔" وہ منہ بنا کر بولی "ایک عورت سے ایسی باتیں کر رہے ہو۔!"

"میں تمہیں عورت ہی نہیں سمجھتا۔!"

"خاموش رہو.....!"

جیمسن کا سر اُسی طرف مڑتا چلا گیا جدھر وہ لڑکی اپنے ساتھیوں سمیت جا رہی تھی۔ شائد لڑکی نے بھی اُسے اس حالت میں دیکھ لیا تھا۔ اُس کی جانب مڑی اور سر کو جنبش دیکر آگے بڑھ گئی۔

"وہ مارا.....!" جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ پھر لسلی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی تھی اور وہ اُس گروپ کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جس میں لڑکی شامل تھی..... گداز جسم والی کوئی یورپین لڑکی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ بیس بائیس سال رہی ہوگی۔ بال اخروٹ کی رنگت کے تھے اور شانوں سے نیچے تک پھیلے ہوئے تھے۔ لسلی بھی اُٹھ کر اسکے پیچھے جھپٹی! جیمسن لڑکی کے برابر پہنچ چکا تھا۔!

"ہائے.....!"

"ہائے.....!"

"تنہا ہو.....!" لڑکی نے پوچھا۔

"نہیں ایک بد روح میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔!"

لڑکی زور سے ہنسی تھی۔ پھر اُس نے پوچھا! "کیا تمہاری بیوی ہے۔!"

"بیوی ہی تو نہیں ہے ورنہ پیچھا چھڑانا آسان ہوتا؟"

"بہت دلیر ہو کہ اس طرح چھوڑ کر میرے پیچھے چلے آئے ہو۔!"

"لیکن شائد وہ میرے پیچھے آ رہی ہے۔!"

"میں مڑ کر نہیں دیکھوں گی۔ میرے ساتھ چلنا ہے تو اسی طرح چلتے رہو۔!"

دفعتاً جیمسن کا ذہن جھنجھنا اُٹھا۔ یہ آواز تو کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔ شائد چلنے کا انداز بھی کچھ مانوس سا تھا! اسی لئے شدت سے اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔!

"کک..... کیا ہم پہلے بھی کہیں مل چکے ہیں!" وہ احمقانہ انداز میں سوال کر بیٹھا۔

"یہ تو تمہی بتاؤ..... کیونکہ تم ہی دوڑ کر آئے ہو.....!"

اتنے میں لسلی بھی جیمسن کے برابر پہنچ چکی تھی۔

"یہ تم کدھر جا رہے ہو۔!" اُس نے کھنکتے لہجے میں جیمسن سے پوچھا۔

"جدھر یہ جا رہی ہیں۔!"

"تم ہوش میں ہو یا نہیں۔!"

"کچھ دیر پہلے نہیں تھا۔ اب پوری طرح ہوش میں ہوں۔!"

اچانک اُسی گروپ کا ایک بوڑھا آدمی بھی چلتے چلتے رُک گیا اور ان کے قریب پہنچنے پر لڑکی سے پوچھا کیا قصہ ہے۔

"فوٹوگرافر....!" لڑکی نے کہا۔ جیمسن کے کاندھے سے کیمرہ بھی لٹک رہا تھا۔!

"فوٹوگرافر.... کیوں۔؟"

"جنابِ عالی۔ کچھ تصویریں بناؤں گا۔ مس کی آنکھیں بڑی پُر اسرار ہیں۔!"

"مس نہیں مسز....!" بوڑھا پیر پٹخ کر غرایا "میری بیوی ہے....!"

لسلی زور سے ہنس پڑی۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے....!" بوڑھا اُس پر الٹ پڑا۔ اور وہ بوکھلا کر سنجیدہ ہو گئی۔

وہ وہیں رک گئے تھے۔ بقیہ لوگ آگے بڑھتے چلے گئے۔ جیمسن مسمسی صورت بنا کر بولا۔

"میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسز....!"

"ڈونا بونارڈ....!" بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مسز ڈونا بونارڈ کی آنکھیں بے حد پُر اسرار ہیں۔ بے اختیار جی چاہا کہ ان کے کچھ کلوز اَپ لئے جائیں۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔!" بوڑھا خشک لہجے میں بولا۔ لہجے اور تلفظ کی بناء پر انگریز معلوم ہوتا تھا۔ چہرے پر بڑی دلآویز ڈاڑھی تھی۔ ریم لیس فریم کی عینک لگائے ہوئے تھا۔!

"میں مصنف بھی ہوں۔!" جیمسن نے کہا "ان آنکھوں پر ایسا ادب لطیف لکھوں گا کہ لوگ چونک پڑیں گے۔!"

"فضول باتیں نہیں! تصویریں لو اور چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"ایسی بھی کیا بد اخلاقی ڈیئر.... مسز بونارڈ نے بوڑھے کا شانہ تھپک کر کہا "ہم انہیں لنچ پر مدعو کریں گے۔!"

Digitized by Google

"جو دل چاہے کرو۔!" اُس نے ناخوش گوار لہجے میں کہا۔ "میں جا رہا ہوں۔ مدعو کرنا ہے تو انہی کے ساتھ چلی آنا۔"

بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ مسز بونارڈ وہیں کھڑی رہی۔ جب وہ کچھ دور چلا گیا تو جیمسن کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور بولی "کبھی کبھی بہت بور کرتے ہیں! تم کچھ خیال نہ کرنا۔ ریٹائرڈ فوجی ہیں۔ کرنل تھے....!"

"اوہ.... تو کرنل ڈونا بونارڈ یہی ہیں جنہوں نے لیبیا کے محاذ پر اطالویوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے۔!"

"تمہارا خیال درست ہے۔ تم دونوں ہمارے ہی ساتھ لنچ کرنا۔ ہمارا جھونپڑا یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔!"

لسلی نے جیمسن کی طرف دیکھا لیکن وہ اس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے بولا "تمہاری دعوت قبول کی جاتی ہے مسز بونارڈ....!"

لسلی کی آنکھوں میں شدید ترین الجھن کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ لیکن وہ کچھ بولی نہیں تھی۔!

جیمسن نے مختلف زاویوں سے تین چار پوز لئے اور بڑے ادب سے مسز بونارڈ کا شکریہ ادا کیا۔ لیکن مستقل طور پر الجھن میں بھی پڑ گیا تھا کہ آخر اسے پہلے کہاں دیکھا تھا۔ البتہ کرنل بونارڈ جیسی کوئی شخصیت یادداشت کی سطح پر نہیں اُبھر سکی تھی۔

"کچھ دیر اور ٹہلیں گے۔ ابھی تو لنچ میں دیر ہے۔!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"جیسی تمہاری مرضی۔!"

"کرنل بُرے آدمی نہیں ہیں! بس نہ جانے کیوں آج صبح ہی سے اُن کا موڈ ٹھیک نہیں ہے۔!" اُس نے کہا۔

"فکر نہیں! عمر کا بھی تو کچھ کریڈٹ دینا ہی پڑتا ہے۔!" لسلی چبھتے ہوئے لہجے میں بول پڑی۔

"عمر کی بات نہ کرو۔ کرنل اب بھی ذہنی اور جسمانی طور پر آجکل کے نوجوانوں سے بہتر ہیں۔!" مسز بونارڈ نے کسی ناگواری کے بغیر کہا۔

"بیشک.... بیشک....!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔

"میں نے یہ بات یونہی کہہ دی تھی۔ کوئی خاص مقصد نہیں تھا۔!" لسلی نے کہا۔ اور جیمسن اسے گھور کر رہ گیا۔

پھر وہ آہستہ آہستہ چلتے رہے تھے۔ لسلی اس طرح چاروں طرف دیکھتی جارہی تھی جیسے کسی کی تلاش میں ہو۔!

"اگر تم بور ہو رہی ہو تو واپس جاسکتی ہو۔!" جیمسن نے اُس سے کہا۔

"قطعی نہیں.... ساتھ آئے تھے۔ ساتھ ہی واپس جائیں گے۔!" وہ ڈھیلے ڈھالے لہجے میں بولی۔

"مجھے تنزانیہ بہت پسند آیا ہے!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"مجھے بھی....!" جیمسن بولا۔

"میں تو شدت سے بور ہو رہی ہوں۔" لسلی نے کہا۔ "عجیب طرح کی بدبوئیں فضا میں چکراتی رہتی ہیں....!"

"خوشبویات کے معاملے میں اقوام کے مزاج الگ الگ ہوتے ہیں۔!" جیمسن بولا۔

"اس کی تائید تو میں بھی کروں گی! مجھے تو ساری مسالوں کی سی خوشبوئیں لگتی ہیں۔!" مسز بونارڈ نے کہا۔

"خیال اپنا اپنا....!" لسلی بُرا سا منہ بنا کر رہ گئی۔

"میں نے سنا ہے کہ زنجبار کی فضا میں لونگوں کی خوشبو بکھری رہتی ہے....!" وہ دونوں خاموش رہیں۔

ویسے لسلی بہت مضطرب نظر آرہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے سمجھ میں نہ آرہا ہو کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اور جیمسن کا رویہ بالکل ایسا ہی ہو گیا تھا جیسے صرف اسی لئے یہاں آیا ہو۔

"تم لوگ کہاں سے آئے ہو....!" دفعتاً بونارڈ نے جیمسن سے سوال کیا۔

"لوگ نہیں... صرف میں ہنالولو سے آیا ہوں... یہ شائد یونائیٹڈ اسٹیٹ سے آئی ہیں۔!"

"شائد....!" مسز بونارڈ نے کہا "یقین کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتے۔!"

لسلی نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر رہ گئی! اُس نے تو چپ ہی سادھ لی تھی!

"ہاں.... کلیمنجارو میں ہماری ملاقات ہوئی تھی۔ میں بھی وہیں مقیم ہوں۔!"

Digitized by Google

مسز بونارڈ نے کنکھیوں سے لسلی کی طرف دیکھا۔ وہ دوسری طرف دیکھ رہی تھی۔

جیمسن فرنچ میں بڑبڑایا.... "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح اس عورت سے پیچھا چھڑاؤں۔"

لسلی اُس کی طرف متوجہ تک نہ ہوئی۔ البتہ مسز بونارڈ نے اُسے گھور کر دیکھا تھا۔!

"کیا تم میری بات سمجھ رہی ہو۔!" جیمسن نے فرنچ میں کہا۔

"کیوں نہیں! میں فرنچ جانتی ہوں۔!" مسز بونارڈ بولی۔

"خدا کا شکر ہے۔!"

دفعتاً لسلی نے کہا.... "تم شائد فرنچ بول رہے ہو! مجھے نہیں آتی۔ لہذا اصولاً تمہیں احتیاط برتنی چاہئے۔!"

"اُوہ.... ایسی کوئی بات نہیں۔!" مسز بونارڈ نے جلدی سے کہا "یہ تو انہوں نے اپنی فرنچ **دانی کا رُعب ڈالا تھا مجھ پر...... لہذا میرا بھی کچھ نہ کچھ بولنا ضروری ہو گیا۔ اب ہم انگلش ہی** میں گفتگو کریں گے۔!"

"پہلے کسی طرح اس عورت سے میرا پیچھا چھڑا دو۔!" جیمسن نے فرنچ ہی میں کہا۔

"نہیں.... براہِ مہربانی انگلش ہی میں گفتگو کرو!" مسز بونارڈ کسی قدر تیز لہجے میں بولی!

"جیسی تمہاری مرضی۔ انگلش بولتے بولتے تھک گیا ہوں۔!"

پھر وہ ایک جھونپڑے کے سامنے جارکے۔ جہاں ایک لمبا تڑنگا نیگرو کھڑا جیمسن کو گھورے جارہا تھا۔ اُس کی آنکھیں چھوٹی تھیں اور آدھا چہرہ گھنی ڈاڑھی میں غائب ہو گیا تھا۔

"کیا کرنل اندر ہیں۔!"

"نہیں مادام.... ابھی تشریف نہیں لائے....!"

"یہ میرے مہمان ہیں.... لنچ ساتھ ہی کریں گے....!"

"بہت بہتر مادام.... وہ کسی قدر خم ہوا۔ اور راستہ چھوڑ کر ہٹ گیا۔ یہ تینوں جھونپڑے میں داخل ہوئے۔!

"ایک ہفتے کے لئے ہم نے یہ جھونپڑا کرائے پر حاصل کیا ہے۔" مسز بونارڈ نے کہا۔ "کرنل کو لکڑی پر نقاشی سے دل چسپی ہے! خود بھی بڑے اچھے نقاش ہیں۔ یہاں کی روائیتی نقاشی نے

انہیں بہت متاثر کیا ہے لہذا....!"

وہ جملہ پورا نہیں کر پائی تھی کہ وہی نیگرو جو باہر ملا تھا اندر داخل ہوا۔ اور بولا "معاف فرمایئے گا مخل ہوا ہوں۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔!" اُس نے ایک لفافہ مسز بونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مسز بونارڈ نے ان سے کسی قدر ہٹ کر لفافہ چاک کیا۔ پرچہ نکالا۔ اور اسے پڑھ لینے کے بعد نیگرو کی طرف بڑھادیا۔ اس کا مقصد شائد یہی تھا کہ اگر وہ چاہے تو خود بھی اس پرچے کو دیکھ سکتا ہے۔!

نیگرو نے بنظر غائر پرچے کو دیکھا تھا اور تہہ کر کے پتلون کی جیب میں ڈال لیا لیکن ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اُس میں سائیلنسر لگا ہوا پستول تھا۔!

"اب بتاؤ کہ تم دونوں کون ہو۔؟" مسز بونارڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

جیمسن نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھادیئے۔ لیکن لسلی جوں کی توں کھڑی رہی۔ اُس کا سینہ لوہار کی دھونکنی کی طرح پھولنے پچکنے لگا تھا۔

پھر دفعتاً وہ زور سے ہنس پڑی تھی اور بولی "اس سے کیا فائدہ! تم نے بہر حال ہمیں پہچان لیا۔ مسٹر جیمسن ہاتھ گرادو۔ یہ اپنے ہی لوگ ہیں۔ انہی سے ملنے ہم یہاں آئے تھے۔!"

"اب یہ نئی بکواس شروع کردی تم نے۔!" جیمسن نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یقین کرو.... وہی لوگ ہیں....!"

"کون لوگ ہیں....؟"

"وہی جو ہمیں کام بتائیں گے....!"

"کیسا کام.... کس کا کام.... کیا اب کوئی نیا چکر چلاؤ گی۔!"

"لہٰذا....!" مسز بونارڈ ہاتھ اٹھا کر بولی.... "بہت اونچی اڑان کی ضرورت نہیں۔ بتاؤ تم کون ہو....؟"

مخاطب لسلی کارڈوبا ہی تھی۔ جیمسن نہیں تھا۔! اور اب اُس نے ہاتھ بھی گرادیئے تھے اور نیگرو کے پستول کا رخ صرف لسلی کارڈوبا کی طرف تھا۔!

"کک.... کیا مطلب....!" وہ ہکلا کر رہ گئی۔

Digitized by Google

مسز بونارڈ نے کہا "تم دیکھ ہی رہی ہو کہ پستول میں سائیلنسر لگا ہوا ہے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی اور تم یہیں دفن کردی جاؤ گی، جھونپڑے کا فرش کچا ہے۔!"

"پپ.... پتہ نہیں.... تم....!"

"ہاں ہاں، پتہ نہیں میں کیا کہہ رہی ہوں۔" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔ "کیا تم لسلی کارڈوبا ہو!"

وہ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گئی۔

"لسلی کارڈوبا کہاں ہے....؟"

"مم.... میں لسلی کارڈوبا ہوں....!"

"اپنے کاغذات دکھاؤ....!"

"وہ.... وہ چوری ہوگئے.... اس کا ساتھی جانتا ہے....!"

"اس کا ساتھی تو غائب ہو چکا ہے۔ وہ کس طرح شہادت دے سکے گا۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی! آخر تم لوگ ہو کون....؟" وہ کسی قدر دلیر بننے کی کوشش کرتی ہوئی بولی....!" اور کس استحقاق کی بناء پر میرے کاغذات طلب کر رہے ہو۔!"

"اس استحقاق کی بنا پر....!" نیگرو پستول کو جنبش دے کر بولا "اگر سچی بات نہیں بتاؤ گی تو کتیا کی موت ماری جاؤ گی۔!"

"اوہ خدایا.... میں شائد پاگلوں کے ہتھے چڑھ گئی ہوں۔!" وہ پیشانی پر ہاتھ مار کر بولی۔!

"بیوقوف عورت....!" مسز بونارڈ جیمسن کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولی "اس کے ساتھی کی گرفتاری کے بعد سے تم بالکل تنہا رہ گئی ہو۔!"

"کیا مطلب....؟"

"اب تمہیں اُن کی شکلیں نہیں دکھائی دیں گی۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ابھی تک کسی نے تمہاری خبر کیوں نہیں لی۔!"

"میں نیویارک سے آئی ہوں۔ مجھے اِن دونوں سے ملنے کو کہا گیا تھا! یہاں کسی کو بھی نہیں جانتی....!"

"خیر.... خیر.... جس طرح وہ غائب ہوا ہے اُسی طرح اب تمہارا سراغ بھی کسی کو نہ مل سکے گا۔!"

پھر اُس نے جیمسن سے کہا" تم اسکے ہاتھ پشت پر لے جاکر باندھ دو۔ رسی وہ ادھر رکھی ہے۔!"

لسلی نے بے بسی سے جیمسن کی طرف دیکھا اور جیمسن نے ہنس کر کہا" بہتر یہی ہے کہ اصل بات بتادو جان بچ جائے گی۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی۔!"

"یہ حقیقت ہے کہ اگر تم نے ہاتھ بندھواتے وقت شور مچایا تو گولی مار دوں گا۔" نیگرو نے دھمکی دی۔

لسلی نے آنکھیں بند کرلیں۔ اُس کے چہرے پر زردی چھاگئی تھی۔ جیمسن بغیر کسی دشواری کے اُس کے ہاتھ باندھ رہا تھا۔ پھر اُس کے ہونٹوں پر ٹیپ بھی چپکا دیا گیا کہ کسی مرحلے پر چیخ نہ سکے۔

"اب تم اپنی کہانی شروع سے دہراؤ۔ مسز بونارڈ نے جیمسن سے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ تم لوگوں کے بارے میں پوری طرح اطمینان کر لینے سے قبل میری زبان نہیں کھل سکے گی۔!"

مسز بونارڈو نے ویسا ہی کارڈ اپنے پرس سے نکال کر جیمسن کی طرف بڑھادیا۔ جیسا وہ مسوما کے پاس دیکھ چکا تھا۔

پھر اُس نے اپنی کہانی شروع کردی تھی۔ ظفر الملک کو ہوٹل سے نکال لے جانے کا طریقہ بھی بتایا۔

"اوہ.... تو اسی لئے ہم دھوکا کھاگئے۔ ٹرالی لانڈری میں چلی گئی ہوگی اور پھر وہاں سے وہ کہیں اور منتقل کردیا گیا ہوگا۔! مسز بونارڈ بولی۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"واپس جاؤ۔ لیکن اس عورت کے بارے میں تمہارا بیان اس سے مختلف ہوگا جو کچھ یہاں ہوا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"کسی کو بھی اصل بات نہ بتانا خواہ وہ اسی قسم کا کارڈ کیوں نہ رکھتا ہو۔!"

"پھر کیا کہوں۔!"

Digitized by Google

"اس سے بہتر بیان اور کوئی نہ ہوگا کہ لسلی تمہیں مسانی ولیج میں تنہا چھوڑ کر پتا نہیں کہاں غائب ہوگئی۔!"

"تو میں مسوما کو بھی اصل واقعہ نہ بتاؤں۔!"

"فی الحال مصلحتاً یہی کرنا....!"

"تو پھر میں جاؤں۔!"

"یہی بہتر ہوگا۔ لنچ کہیں اور کرلینا۔!"

"اچھا۔ اگر میں بھی اسی طرح غائب ہوگیا تو پھر کہاں پایا جاؤں گا۔!"

"اس کی فکر نہ کرو۔ اب ہم پوری طرح جاگ رہے ہیں! لیکن تم اپنے ساتھی کی تلاش بدستور جاری رکھنا اور مسوما سے پُر تشویش گفتگو کرتے رہنا۔!"

"میں سمجھ گیا.... لیکن کیا کرنل سے ملے بغیر رخصت ہوجاؤں۔؟"

"ہاں.... میں نہیں چاہتی کہ ان کی موجودگی میں کوئی جوان آدمی میرے قریب آئے۔!" وہ مسکرا کر بولی۔

"چھپ چھپ کر ملتے رہنے میں کیا حرج ہے۔!"

"کیا میں اتنی ہی پسند آئی ہوں۔!"

"میرا خیال یہی ہے۔!"

"جاؤ نکلو....!" نیگرو پھر پستول نکالتا ہوا غرایا۔

"ضرور.... ضرور.... لیکن تصویریں....!"

"میں اس کیمرے کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں۔ وقت ضائع نہ کرو چلے جاؤ۔"

پھر اس نے فرنچ میں کہا۔ "یہ حقیقت ہے کہ یہ عورت اُن لوگوں کی نشاندہی نہ کرسکے گی جن کے لئے کام کرتی رہی ہے۔ لیکن ہم انہیں تشویش میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں۔"

جیمسن سرہلاتا ہوا چپ چاپ جھونپڑے سے باہر آگیا تھا۔!

ظفر کو ہوش آیا تو وہ ایک چٹیل میدان میں پڑا ہوا تھا۔ اور استوائی دھوپ اُسے پگھلائے دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر تک تو سمجھ ہی نہ سکا کہ اُس پر کیا گذری ہے۔ پھر کراہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن ویرانے کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آیا۔

پچھلی رات کے واقعات ایک ایک کر کے یاد آنے لگے۔ لیکن اب جائے کدھر اُس نے سوچا۔ پتا نہیں دار السلام سے کتنے فاصلے پر آپڑا ہے۔ اگر آس پاس کوئی دوسرا آدمی نہ ملا تو شائد اسی ویرانے میں سسک سسک کر مر جانا پڑے۔ پھر بھی اُس نے ہمت نہ ہاری۔ اٹھ کر ایک طرف چلنے لگا۔ دراصل اُس جانب سے اُسے کسی گاڑی کے ٹائروں کے نشانات دکھائی دیئے تھے۔ لیکن ان نشانات کی ابتداء اُسی جگہ سے نہیں ہوئی تھی جہاں اُس نے خود کو پڑا پایا تھا۔ بلکہ وہ مخالف سمت سے آئے تھے۔ اور اُس کے قریب سے گذرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔

چلتے چلتے وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں سے اچانک ڈھلان شروع ہو گئی تھی اور ڈھلان بھی کیسی کہ اگر ذرا سی بھی لغزش ہو جائے تو سنبھلنا کارے دارد.... گہرائی میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی نظر آ رہی تھی۔ جہاں ہر طرف جھونپڑے بکھرے ہوئے تھے۔

وہ سنبھل سنبھل کر ڈھلان میں اُترنے لگا.... اچانک بائیں جانب سے ایک گرجدار آواز آئی۔ "ٹھہرو.... کون ہے....؟"

انداز ایسا ہی تھا جیسے ملٹری کے مسلح پہرے داروں کا ہوتا ہے۔ اُس نے جلدی سے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور جہاں تھا وہیں رک گیا۔

وزنی قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور ایک مسلح باوردی آدمی سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔ رائفل اسی طرح تان رکھی تھی جیسے ذرا سا بھی غیر ذمہ داری کا ثبوت دیا گیا تو فوراً گولی مار دے گا.... ناک نقشے اور رنگت کے اعتبار سے مشرق بعید کا باشندہ معلوم ہوتا تھا۔

"تم کون ہو....؟" اُس نے سوال کیا "اور کیا سمجھتے ہو کہ کہاں جا رہے ہو۔!"

"بھائی انہوں نے مجھے لوٹا.... مارا پیٹا.... اُدھر.... اُوپر.... پھینک کر چلے گئے.... میں بیہوش ہو گیا تھا۔!"

"تو اِدھر کہاں جا رہے ہو۔!"

"میں نہیں جانتا کہ کہاں ہوں۔ یہاں کا باشندہ بھی نہیں ہوں۔ سیاحت کی غرض سے آیا تھا!"

"اچھا چلو....!" اُس نے رائفل کی جنبش سے جھونپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

ظفر الملک اسی طرح ہاتھ اٹھائے ہوئے پھر نشیب میں اُترنے لگا۔ یہاں اترائی خطرناک

Digitized by Google

نہیں تھی۔ بہ آسانی چل سکتا تھا۔!

بالآخر وہ اُسے ایک جھونپڑے میں لایا تھا۔ جہاں اُسی جیسا ایک آدمی ایک ٹیبل کے قریب بیٹھا کچھ لکھتا ہوا نظر آیا۔

اُس نے سر اٹھا کر تیز نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔ مسلح آدمی نے ایڑیاں بجائیں اور بولا "جنابِ عالی.... یہ ڈھلان سے اُتر رہا تھا۔ اور کوئی تشفی بخش جواب نہیں دے سکا....!"

یہ جملہ اُس نے فرنچ میں ادا کیا تھا! ظفر الملک ایسا بن گیا جیسے اُس کے پلے کچھ پڑا ہی نہ ہو۔!

"تم کون ہو.... اور یہاں کیا کر رہے ہو....!" دوسرے آدمی نے اُس سے انگلش میں سوال کیا۔ اور ظفر نے وہی کچھ کہنا شروع کیا جو پہرے دار سے کہہ چکا تھا۔

"یہ واقعہ کہاں پیش آیا تھا۔!" اس نے سوال کیا۔

"دار السلام میں....!"

"ہوش میں ہو یا نہیں۔ تم دار السلام سے سینکڑوں میل دور سیرنگیٹی نیشنل پارک کے قریب ہو۔!"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!"

"انہوں نے تمہیں دار السلام میں لوٹا اور اتنی دور چھوڑ گئے۔!"

"یقین کیجئے جناب....! میں نہیں جانتا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔؟"

"اپنے کاغذات دکھاؤ....!"

"پورا ہینڈ بیگ ہی چھین لے گئے۔ اُسی میں کاغذات بھی تھے اور ساری رقم بھی۔!"

"سچی بات....!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"دار السلام میں میرے بیان کی تصدیق ہو سکے گی۔ ویزا فارم پر تصویر بھی ہوتی ہے۔ وہ کاغذات وہیں جمع کرا چکا ہوں۔ میرے بیان کی صداقت کیلئے کافی ہوں گے۔!"

"اچھی بات ہے۔ جب تک تمہارے بیان کی تصدیق نہیں ہو جاتی تم حراست میں رہو گے!"

"مجھے منظور ہے جناب....!"

ٹھیک اُسی وقت ایک بڑی دلکش سفید فام عورت جھونپڑے میں داخل ہوئی اور ظفر الملک پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالتی ہوئی قریب ہی کی دوسری میز کے سامنے جا بیٹھی۔ اُس کے بعد اُس نے

پھر یہ نظر غائر ظفر الملک کی طرف دیکھا اور چونک پڑی تھی۔!

"یہ کون ہے....؟" اُس نے باوردی آدمی سے فرنچ میں پوچھا۔

وہ اُسے اُس کے بارے میں بتانے لگا۔

"نام کیا ہے....!" عورت نے پوچھا۔

"ابھی نہیں پوچھا۔!"

"تمہارا نام کیا ہے۔!" عورت نے براہِ راست ظفر الملک سے انگلش میں سوال کیا۔

"ظفر الملک۔!"

"خدا کی پناہ....!" عورت بے اختیارانہ انداز میں اٹھتی ہوئی بولی "تو میرا خیال غلط نہیں تھا۔ یعنی پرنس زوفر.... تم یہی تو کہلاتے تھے آکسفورڈ میں.... اور تمہارا سیکریٹری.... وہ ریچھ تھا۔ کیا نام تھا اُس کا؟۔"

"جیمسن....!"

"جیمسن.... جیمسن....!" وہ سر ہلا کر بولی.... اور باوردی آدمی سے کہا۔ "اٹھ کر کرسی پیش کرو۔!"

وہ متحیرانہ انداز میں کبھی ظفر الملک کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عورت کی طرف!

"شکریہ....!" ظفر کے لہجے میں بھی حیرت تھی۔ وہ پیش کی جانیوالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم شائد مجھے نہ پہچانتے ہو....!"

"مجھے افسوس ہے....!"

"دراصل میں الگ تھلگ زندگی گذارنے کی عادی تھی لیکن تم تو مشہور لوگوں میں سے تھے مندولین اب بھی بجاتے ہو۔"

"کبھی کبھی۔!"

"لیکن مجھے حیرت ہے کہ تمہیں لوٹنے والے اتنی دور لا کر کیوں ڈال گئے۔ ظاہر ہے کہ تم اس طویل عرصے تک بیہوش ہی رہے ہو گے۔!"

"ظاہر ہے....!"

"تنزانیہ کی طرف کیسے آنکلے۔!"

Digitized by Google

"بس یونہی تفریحاً۔!" ظفر نے مسکرا کر کہا "اب اپنا نام بھی بتا دو....!"

"پورشیا سنگلٹن.... میں یہاں پروجیکٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کر رہی ہوں۔ ایک زرعی پروجیکٹ ہے!"

"فوج کی نگرانی میں۔!"

"اُوہ نہیں.... یہ لوگ فوجی نہیں ہیں۔! انتظامی عملہ ہے۔ باوردی اور مسلح اس لئے رہتے ہیں کہ بعض قبائل اس پروجیکٹ کی مخالفت کر رہے ہیں۔!"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اُس نے باوردی آدمی سے کہا "ایک ہٹ ان کے لئے خالی کرا دو۔ دو چار دن یہ میرے مہمان رہیں گے۔!"

"بہت بہتر....!" کہتا ہوا وہ اٹھا تھا اور جھونپڑے سے باہر نکل گیا تھا۔

"اگر شکار کھیلنا چاہو گے تو اس کا بھی انتظام کر دیا جائے گا۔" پورشیا نے ظفر سے کہا۔!

"فی الحال تو آرام کروں گا....!"

"مگر.... واقعی بڑی عجیب بات ہے! وہ لوگ تمہیں اتنی دور کیوں پھینک گئے!"

"میں بھی اس اُلجھن میں ہوں۔ انہوں نے مجھ سے میرا وہ ہینڈ بیگ چھین لیا جس میں میرے کاغذات بھی تھے اور کرنسی بھی۔!"

"کرنسی کی فکر نہ کرو۔!" وہ مسکرا کر بولی "البتہ کاغذات سے متعلق تم ہی کچھ کر سکو گے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اُس کو اُسی جھونپڑے میں بھجوا دیا گیا جہاں آرام کرنا تھا۔

اب وہ اِس عورت کے علاوہ اور سب کچھ بھول گیا تھا۔ نہ اپنی موجودہ حالت کا احساس رہ گیا تھا اور نہ اسی کی فکر تھی کہ آئندہ کیا ہوگا۔

آدھے گھنٹے بعد ایک سیاہ فام عورت اُس کیلئے کھانا لائی تھی۔ اور اُسے سخت تاؤ آیا تھا کہ تنہا کھانا پڑے گا۔ وہ تو سمجھا تھا کہ پورشیا کم از کم کھانا تو اُسی کے ساتھ کھائے گی۔

سیاہ فام عورت سرو کرنے کیلئے کھانے کے اختتام تک وہیں ٹھہری رہی تھی اس کے چلے جانے کے بعد وہ بستر پر آ بیٹھا۔ پیٹ بھر جانے کے بعد اچانک نیند کا غلبہ ہوا تھا.... اتنا شدید کہ وہ بیٹھے بیٹھے ایک دم بائیں جانب لڑھک گیا۔

تھوڑی دیر بعد دو سیاہ فام آدمی ایک اسٹریچر لئے ہوئے جھونپڑے میں داخل ہوئے۔

استریچر فرش پر رکھ دیا۔ ظفر کو بستر سے اٹھا کر اسٹریچر پر ڈالا اور اٹھا کر ایک طرف چل دیئے۔ لیکن ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ کسی طرح نہ ٹوٹا۔

وہ ایک چھوٹی سی جدید طرز کی عمارت کے کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے اور صدر دروازے سے گزرتے ہوئے ایک ایسے بڑے کمرے میں جا پہنچے جو اپنے ساز و سامان کی بناء پر کسی ہسپتال کا آپریشن تھیٹر معلوم ہوتا تھا۔ ظفر الملک کو اسٹریچر سے ایک بڑی میز پر منتقل کر دیا گیا۔ اُس کی نیند اب بھی برقرار تھی۔

وہ دونوں کمرے سے نکل گئے.... اور کچھ دیر بعد پورشیا کمرے میں داخل ہوئی اُس نے ظفر کو دیکھ کر سر کو خفیف سی جنبش دی اور میز کے قریب آ کھڑی ہوئی۔ چہرے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اُس کی پلکیں اُلٹی تھیں۔ اور پتلیوں کو دیکھتی رہی تھی۔

میز کے اوپر ایک بڑے بلب والا لیمپ نصب تھا۔ وہ اسے کھسکاتی ہوئی عین اُس کے چہرے پر لائی۔ اور اتنا اوپر اٹھایا کہ چہرے سے اُس کا فاصلہ تین فٹ سے زیادہ نہ رہا۔ پھر ایک سوئچ آن کرتے ہی لیمپ روشن ہو گیا تھا۔ تیز قسم کی روشنی جیسے ہی اُسکے چہرے پر پڑی جسم کو جھٹکا سا لگا۔ اور پلکوں کے نیچے آنکھیں گردش کرنے لگیں اب اُس نے ہاتھوں اور پیروں کو بھی جنبش دینی شروع کر دی تھی۔ لیکن اُسے عام بیداری نہیں کہا جا سکتا تھا۔ دفعتاً پورشیا اونچی آواز میں بولی

"ظفر الملک! کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو۔!"

اُس کے ہونٹوں میں جنبش ہوئی اور ایک طویل "ہاں" نکل کر رہ گئی۔

"میں کون ہوں۔!"

"تم پورشیا ہو....!" بے خبر سوئے ہوئے ظفر الملک نے جواب دیا۔

"کیا تمہیں مجھ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔!"

"مل کر خوشی تو ہوئی تھی۔ لیکن تمہارے رویئے سے مایوسی بھی ہوئی ہے۔!"

"کس رویئے سے....!"

"میں سمجھا تھا کہ ہم دونوں کھانے کی میز پر ساتھ ہوں گے۔!"

"میں مصروف تھی۔ اَب شکائت کا موقع نہیں ملے گا! اب تو خوش ہو۔!"

"بہت زیادہ....!"

Digitized by Google

"تم تنزانیہ کیوں آئے ہو۔!"

"میرے چیف نے بھیجا ہے۔!"

"چیف کون ہے۔!"

"ایکس ٹو۔!"

"یہ تو اس کا کوڈ نام ہوا.... اصل نام بتاؤ۔!"

"کوئی بھی نہیں جانتا۔"

"اچھا.... حلیہ بتاؤ....!"

"اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں.... حلیہ کیا بتاؤں گا۔!"

پورشیا نے لیمپ بجھا دیا۔ ظفر الملک اب بھی سو رہا تھا۔ پورشیا نے اُس کی آستینیں شانوں تک سرکا دیں۔ ایک مشین سے دو تار الگ کئے اور اُن کے سروں کو اُس کے بازوؤں سے لگا کر ربڑ کے تسموں سے لپیٹ دیا۔ پھر لیمپ بھی روشن کیا تھا۔ اور ساتھ ہی مشین کا ایک اسکرین بھی روشن ہو گیا تھا۔ اسکرین کے وسط میں ایک چھوٹا سا سیاہ نکتہ تھرک رہا تھا۔

"ظفر الملک! کیا تم میری آواز سن رہے ہو۔" اُس نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"ہاں سُن رہا ہوں۔ ظفر نے جواب دیا۔"

اُس نے اسکرین کی طرف دیکھا سیاہ نکتہ تیزی سے گردش کرنے لگا تھا۔

"ایکس ٹو کا حلیہ بتاؤ....!"

"اُسے آج تک کسی نے دیکھا ہی نہیں۔!"

اُس نے پھر اسکرین پر نظر ڈالی۔ سیاہ نکتہ اُسی طرح گردش کرنے لگا تھا۔

"عمران کہاں ہے۔؟"

"میں نہیں جانتا.... ایک ماہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔!"

"تم یہاں کیوں آئے تھے۔؟"

"ایک عورت سے ملنا تھا۔"

"کیوں ملنا تھا۔؟"

"یہ نہیں بتایا گیا تھا۔ اُس عورت ہی سے معلوم ہوتا کہ ہمیں یہاں کیا کرنا ہے۔!"

"تو اُس عورت سے کیا معلوم ہوا....!"

"وہ فراڈ نکلی.... اُسی کے ساتھیوں نے مجھے بیہوش کر کے یہاں لا ڈالا ہے۔!"

"فراڈ سے کیا مراد ہے؟"

"اگر وہ وہی عورت ہوتی جس سے ہمیں ملنا تھا تو میں یہاں کیوں پایا جاتا....!"

"اب تم کیا کرو گے۔!"

"واپس جانے کی کوشش کروں گا.... یا پھر اپنے چیف کو حالات سے مطلع کر کے دوسرے احکامات کا منتظر رہوں گا۔!"

❖

مسوما حیرت سے آنکھیں پھاڑے جیمسن کو دیکھے جا رہا تھا.... اور جیمسن بُرا سا منہ بنائے کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے....!" مسوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"میں تو سمجھا تھا کہ تمہارے آدمی ہم دونوں پر نظر رکھیں گے۔" جیمسن اُس کی طرف مڑ کر بولا۔

"سنو بھائی جیمسن.... میں صرف احکامات دے سکتا ہوں.... خود ہر ایک کے پیچھے نہیں دوڑ سکتا! بہر حال اُن سے جواب طلب کروں گا۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے اُس عورت کے بارے میں رپورٹ دیں۔ جب وہ تم سے الگ ہوئی ہو گی تو اس کا تعاقب ضرور کیا گیا ہو گا۔!"

"کتنے آدمی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔ میرے ماتحت نے ڈیوٹیاں لگائی ہوں گی....!"

"تم خود کچھ نہیں کرتے مسٹر مسوما....!"

"مائی ڈیئر مسٹر جیمسن! تم مجھے کیا سمجھتے ہو....! میں اپنے محکمے کے سربراہ کا ڈپٹی ہوں۔"

"اوہ....!" جیمسن ہونٹ سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر بولا "اس کے باوجود بھی تم نہیں جانتے کہ ہم سب کیا کرتے پھر رہے ہیں۔!"

"میں اپنے کام سے کام رکھتا ہوں۔ جتنا کہا جائے اس سے ایک انچ نہ ادھر نہ اُدھر۔!"

"ذمہ داریوں کو محدود کرنے کا بہترین طریقہ.... واقعی بہت ذہین ہو....!"

Digitized by Google

"اور اب مجھے فکر ہے کہ تمہارے لئے کیا کروں....!"

"کیا میرے لئے فکر کرنے کا حکم ملا ہے....!"

مسوما نے دانت نکال دیئے۔ کچھ دیر ہنستا رہا پھر بولا "تم بہت اچھی گفتگو کر لیتے ہو۔ اسی لئے تمہاری طرف دل کھنچتا ہے۔!"

جیمسن اب کچھ اور ہی سوچ رہا تھا.... کہیں یہ مسوما فراڈ تو نہیں ہے۔ اس نکتے پر پہلے بھی سوچ چکا تھا۔ لیکن اب حالات مختلف تھے۔ ظفر غائب ہو چکا تھا۔ اور جس طرح غائب ہوا تھا اُس کا اظہار خود لسلی ہی کر چکی تھی۔ اس کے باوجود بھی مسوما اسکے بارے میں اتنی لاتعلقی سے باتیں کر رہا ہے۔ حالانکہ اس واقعے کے بعد لسلی پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت تھی۔!

فون کی گھنٹی بجی.... اور مسوما نے ریسیور اٹھایا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سنتا رہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

"خیریت۔!" جیمسن آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ تم دونوں ہی اُسے جل دے کر کسی طرف غائب ہو گئے۔!" مسوما نے اپنی ہنسی پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ خود کسی افیونی کی صحبت میں جا بیٹھا ہو گا۔" جیمسن نے شانے سکوڑ کر کہا۔

"بہر حال یہ تجربہ ہوا کہ میرے ماتحت سنجیدگی سے اپنے فرائض ادا نہیں کر رہے۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ مسوما کہتا رہا۔ "یہ اچھی بات نہیں ہے۔ کم از کم تین آدمی نگرانی پر لگانے چاہئے تھے۔ یہ شائد ایک ہی تھا اور کہیں کچھ کھانے بیٹھ گیا ہو گا۔ اور تم دونوں اُس پوائنٹ سے ہٹ گئے ہو گے جہاں تمہیں چھوڑ کر وہ کہیں گیا ہو گا۔!"

"ختم کرو مسٹر مسوما! ہمارے یہاں کے زیر تربیت لوگ بھی اتنے بھولے بھالے نہیں ہوتے۔!"

مسوما اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "بات دراصل یہ ہے مسٹر جیمسن.... ہمیں معاملات کی نوعیت سے پوری طرح آگاہ نہیں رکھا جاتا کہ اسکی اہمیت کا احساس ہو۔!"

"میں نے کہا تھا ختم کرو.... اِس چکر کو.... اب کچھ تفریحی باتیں ہو جائیں.... آج رات کہاں گذارو گے....!"

"گھر پر....!" وہ چہرے پر زلزلے کے آثار پیدا کر کے بولا۔ میرا چھوٹا بچہ بیمار ہو گیا ہے۔

ماں سے زیادہ مجھ سے مانوس ہے....!"

"کل کتنے بچے ہیں....!"

"چاروں سے صرف تین عدد....!"

"مایوس کن....ہماری طرف تو ایک ہی سے گھر بھر جاتا ہے.... خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ یہ بتاؤ کہ اِس صورت میں میرا کیا ہوگا۔!"

"تم کلیمنجارو ہی واپس چلے جانا.... میرے آدمی نگرانی کریں گے....!"

"اور صبح کو تمہیں رپورٹ ملے گی کہ مجھے کوئی پری اٹھا لے گئی....!"

"اوہ.... نہیں اَب ایسا نہیں ہوگا....!" وہ جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ بولا۔ "لیکن ٹھہرو۔ اپنے کمرے میں مت جانا.... میرا خط لے جانا۔ سپروائزر تمہیں میرے کمرے کی کنجی دلا دے گا....وہیں قیام کرنا....!"

"اچھی بات ہے....!" جیمسن کچھ سوچتا ہوا بولا تھا۔

اور پھر شام کو وہ کلیمنجارو کی طرف روانہ ہوگیا۔ مسوما نے.... ایک بند لفافہ اُس کے حوالے کیا تھا۔ اور ہدایت کی تھی کہ سپروائزر کے علاوہ اور کسی کو نہ دے جیمسن نے راستے میں ایک ریستوران کے قریب ٹیکسی رکوائی۔ کرایہ ادا کیا اور اندر چلا گیا۔ ایک میز منتخب کی۔ بیٹھا ہی تھا کہ ویٹر سر پر مسلط ہوگیا۔

"پہلے مجھے باتھ روم کا راستہ بتاؤ.... پھر آرڈر پلیس کروں گا۔!" جیمسن نے اُس سے کہا۔!

"بہت بہتر جناب.... میرے ساتھ آیئے....!"

باتھ روم میں پہنچ کر اُس نے دروازہ بند کیا اور جیب سے لفافہ نکال کر اُسے کھول لینے کی کوشش کرنے لگا۔ زیادہ دشواری پیش نہیں آئی تھی۔ وہ اسی طرح کھلا تھا کہ دوسری بار بند کیے جانے پر اُس کی ہیئت نہ بگڑتی۔

اور پھر وہ متحیر رہ گیا۔ کیونکہ لفافے سے برآمد ہونے والا پرچہ بالکل سادہ تھا۔ اُس پر ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔

جیمسن کی پیشانی پر سلوٹیں اُبھر آئیں۔ اس کا مطلب! تو کیا یہ مسوما سچ مچ؟.... یہ سادہ پرچہ کسی قسم کا اشارہ ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن محض اِسی سادہ پرچے کے حصول کی بناء پر سپروائزر اُسے مسوما

Digitized by Google

کے کمرے کی کنجی دینے والا تھا۔ تو گویا آج رات اُسے بھی لانڈری کی ٹرالی نصیب ہونے والی تھی۔ اُس نے سر ہلا کر دل میں کہا۔ اچھا بیٹے مسوما! تمہیں بھی دیکھوں گا۔ پتا نہیں تم نے ایکس ٹو کا کارڈ کہاں سے حاصل کیا ہے۔ اُس نے لفافے کو جیب میں رکھا اور ہال میں واپس آکر وہی میز سنبھال لی جو پہلے سے منتخب کر چکا تھا۔

ویٹر اس کا آرڈر لے گیا اور وہ سوچتا رہا۔ کیا اس وقت مسوما کے آدمی اُس کی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ دفعتاً وہ چونک پڑا.... بائیں جانب تھوڑے ہی فاصلے پر کرنل بونارڈ کا نیگرو ملازم بیٹھا نظر آیا تھا۔ دونوں کی نظریں ملیں اور نیگرو دوسری جانب دیکھنے لگا۔ لیکن جیمسن نے اُس کی آنکھوں میں شناسائی کا اعتراف پڑھ لیا تھا۔

دونوں اپنی اپنی میزوں پر کھاتے پیتے رہے اور پھر دونوں نے اپنی اپنی میزوں کے ویٹرس کو ساتھ ہی طلب کیا تھا۔

"بل لاؤ....!" جیمسن نے ویٹر سے کہا۔

قریب قریب ساتھ ہی دونوں نے ادائیگیاں کی تھیں اور آگے پیچھے باہر نکلے تھے۔ دفعتاً نیگرو نے سر گھما کر اُسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور قریب ہی کی ایک پتلی سی گلی میں داخل ہوگیا.... اور پہلی بار جیمسن نے یہاں کی پتلی پتلی گلیاں دیکھیں۔ اسے اپنے ملک کے بعض شہروں کی گلیاں یاد آگئیں۔ لیکن دار السلام کی گلیوں میں گندگی نام کو بھی نہیں تھی۔

انہی گلیوں میں جیمسن کو اندازہ لگانے کا موقع ملا تھا اُس کا تعاقب نہیں کیا گیا۔!

دفعتاً نیگرو ایک جگہ رک گیا اور مکان کے کھلے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا "اندر چلو....!"

جیمسن نے خاموشی سے اس کے مشورے پر عمل کیا تھا.... دروازے سے گذر کر ایک لمبی اور نیم تاریک راہداری سے سابقہ پڑا.... لیکن ابھی چند ہی قدم چلا تھا کہ اچانک کئی آدمی اُس پر ٹوٹ پڑے۔ وہ تو مطمئن تھا کہ شائد ایسے ہی لوگوں میں پہنچ گیا ہے جو حقیقتاً ایکس ٹو کے کارندے ہیں۔ لیکن یہ کیا ہوا۔ ہاتھ پیر ہلانے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی اور باندھ لیا گیا تھا۔

پھر وہ اُسے ایک کمرے میں لے گئے تھے اور کُرسی پر بٹھا کر اس طرح جکڑ دیا کہ جنبش کرنا بھی محال ہو گیا۔

نیگرو اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا اور آہستہ سے بولا۔ "اب ٹھیک ہے....!"

"کیا ٹھیک ہے۔!" جیمسن سرخ سرخ آنکھیں نکال کر غرایا۔

نیگرو نے مڑ کر دوسرے سیاہ فاموں کو کمرے سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"ٹھیک یہ ہے مسٹر کہ اب میں تمہاری اصلی شکل دیکھ سکوں گا۔" اُس نے اُن لوگوں کے چلے جانے کے بعد جیمسن سے کہا۔

"بکواس مت کرو.... میں اِس قسم کا مذاق پسند نہیں کرتا....!"

نیگرو ایک الماری کھولنے لگا تھا۔ کچھ نہ بولا۔ لیکن جب دوبارہ مڑا تو جیمسن نے اُس کے ہاتھ میں ایک بڑی سی قینچی دیکھی.... اور اسکے ہونٹوں پر عجیب سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"مجھ سے دور رہنا.... تمہارے منہ سے شراب کی بو آرہی ہے.... تم نشے میں۔!" جیمسن نے چیخ کر کہا۔

"شراب کی بو ضرور آرہی ہوگی.... مسٹر لیکن میں نشے میں نہیں۔!" اُس نے کہا اور جھپٹ کر جیمسن کی ڈاڑھی پکڑلی.... ساتھ ہی قینچی والا ہاتھ بھی حرکت میں آیا تھا۔

"اوہ.... یہ کیا.... حرامی.... سور...." غصے کی شدت سے جیمسن کی آواز حلق میں پھنسنے لگی.... اتنی دیر میں ڈاڑھی کا بیشتر حصہ ضائع ہوچکا تھا.... لیکن جیمسن کو اس بری طرح کرسی سے جکڑا ہوا تھا کہ صرف گردن ہی کو جنبش دے سکتا تھا.... لیکن گردن بھی نیگرو کے بائیں ہاتھ کی گرفت میں تھی۔ اور دایاں ہاتھ ڈاڑھی کی صفائی کررہا تھا۔

غصے اور احساس کی بے بسی کی بناء پر جیمسن کے سارے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ رہا۔

قینچی کا کام ختم کرکے اُس نے اُس کے گالوں پر شیونگ کریم لگائی اور اُسے برش کرنے لگا۔ پھر استرہ سنبھال کر گالوں کی چھلائی شروع کردی۔! آہستہ آہستہ جیمسن کا دماغ بھی ٹھنڈا ہوتا جارہا تھا۔ اُس نے آنکھیں بند کرلیں اور کچھ سوچنا ہی چھوڑ دیا۔

اُس وقت چونکا تھا جب نیگرو نے اُس کے چہرے پر سائفن سے پانی کی دھار ماری تھی۔

پھر نرم تولئے سے چہرہ خشک کرتا ہوا بولا۔ "اب دیکھو تو کیسی چاند سی شکل نکل آئی ہے۔ لیڈی بونارڈ دیکھ کر خوش ہوجائیں گی۔!"

"تو اپنی شکل بھی تو دیکھو....!" جیمسن جھنجھلا کر بولا "یہ ڈاڑھی ہے یا گھوڑے کی دُم....!"

Digitized by Google

"میں برا نہیں مانتا کیونکہ اپنے مالک کے حکم سے تمہارے ساتھ یہ نازیبا برتاؤ کرنا پڑا ہے؟"

"آخر کیوں....!" میں نے تو تم لوگوں کو دوست سمجھا تھا....!"

"اب بھی دوست ہی سمجھو گے۔ اگر غصہ ٹھنڈا ہوگیا ہو تو اب میں تمہیں کھول دوں۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ بدستور پھاڑ کھانے والے انداز میں دیکھتا رہا۔

دفعتاً راہداری سے قدموں کی چاپ سنائی دی اور کرنل ڈونا بونارڈ کمرے میں داخل ہوا۔

"ٹھیک ہے!" اُس نے جیمسن پر نظر ڈال کر کہا۔

"کیا ٹھیک ہے؟" جیمسن غرایا۔

"ضروری نہیں کہ ہر بات تمہیں بھی بتائی جائے۔!"

"میں اپنی ڈاڑھی کی بات کررہا ہوں....!"

"غیر ضروری تھی....!"

"اپنی ڈاڑھی کے بارے میں کیا خیال ہے....!"

"ضروری ہے....!" اُس نے خشک لہجے میں جواب دیا۔ اور نیگرو سے بولا "اسے آدمی بنا کر میرے کمرے میں لاؤ۔!"

وہ چلا گیا۔ اور نیگرو وہیں کھڑا پر تشویش نظروں سے جیمسن کو دیکھتا رہا۔ اور جیمسن کی تو سمجھ ہی میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔

"اگر تم مرنے مارنے پر آمادہ نہ ہونے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں کھول دوں....!"

نیگرو نے تھوڑی دیر بعد اُس سے پوچھا۔

"اُو خدا کے بندے کھول بھی! میں تیرے کرنل سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔!"

"پھر کہہ دوں کہ میں بالکل بے قصور ہوں....!"

"ہاں.... ہاں.... میں سمجھتا ہوں....!"

"شکریہ....!" نیگرو مسکرا کر بولا۔ اور رسی کی گرہیں کھولنے لگا۔ جیمسن نے کُرسی سے اٹھ کر پُر تفکر انداز میں انگڑائی لی اور اپنے چکنے چکنے گالوں پر ہاتھ پھیرتا رہا۔!

"اب تمہیں کرنل کے کمرے میں چلنا ہے....!" نیگرو نے کہا۔

"چلو....!" جیمسن بالکل ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا ہوسکتا ہے اس طرح اُسے مسوما کے

چنگل سے رہائی مل جائے۔

وہ نیگرو کے ساتھ دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ لیکن یہاں کرنل کی بجائے اس کی بیوی موجود تھی۔

"اُوہ ڈیئر....!" وہ اُسے دیکھ کر اٹھتی ہوئی بولی "خاصے دل کش نکل آئے ہو۔"

نیگرو اُسے وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"بیٹھو....!" مسز بونارڈ نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"شکریہ....!" وہ گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا بیٹھ گیا۔

"لیکن اس بارے میں محتاط رہو....!" مسز بونارڈ نے کہا۔ "اگر اسی طرح گال پر ہاتھ پھیرتے رہے تو دوسروں کو اندازہ لگانے میں دشواری نہ ہوگی کہ حال ہی میں ڈاڑھی سے محروم ہوئے ہو۔!"

"اُوہ ہاں۔!" جیمسن چونک کر بولا "لیکن اس زبردستی کی کیا ضرورت تھی۔ اگر یہ ضروری تھا کہ میں اپنی شناخت ضائع کر دوں تو محض مشورے ہی پر ایسا ہو جاتا۔!"

"میں نہیں جانتی۔ کرنل جانیں....ہاں اُس کے بعد کی رپورٹ پیش کرو۔!"

"میرے ساتھی کے بعد شائد اب میری باری ہے۔" جیمسن نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہا اور پھر وہ گفتگو دہرانے لگا جو اُس کے اور مسوما کے درمیان ہوئی تھی۔

"اب یہ خط بھی دیکھ لو۔" جیمسن نے اسکا دیا ہوا لفافہ مسز بونارڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔!

اُس نے لفافہ کھول کر پرچہ نکالا اور اُسے الٹ پلٹ کر حیرت سے دیکھتی رہی پھر بولی "تمہارا خیال درست ہے....!"

"اب تو بتادو۔ کیا چکر ہے....ورنہ غفلت میں مارا جاؤں گا۔ پتا نہیں میرے ساتھی پر کیا گذری ہو۔ اگر وہ حالات سے لاعلم نہ ہوتا تو کبھی اس طرح بے بس نہ ہوتا۔!"

"حالات کا علم تو اب ہوا ہے۔!" دفعتاً عقب سے کرنل کی آواز آئی اور جیمسن چونک کر مڑا۔ کرنل دروازے میں کھڑا نظر آیا تھا۔ پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کمرے کے وسط میں آگیا۔

"کیا علم ہوا ہے....!" جیمسن نے بھنا کر پوچھا۔ کرنل کو دیکھ کر نہ جانے کیوں اُس کی ہڈیاں سلگنے لگتی تھیں۔

"یہی کہ مسوما ہی وہ کالی بھیڑ ہے جس کیلئے ہمیں اتنی تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ محکمہ کارِ خاص کا ڈپٹی ڈائریکٹر ہے....!"

"میں جانتا ہوں....یہ اُس نے مجھے کچھ دیر پہلے بتایا ہے....!"

"محکمہ کارِ خاص کے سربراہ کا خیال تھا کہ اُن کے درمیان کوئی کالی بھیڑ موجود ہے جو سرکاری رازوں کو دوسروں تک پہنچاتی رہتی ہے لیکن خود وہ اُسے تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا تھا....!"

"اچھا تو پھر....!"

"ایکس ٹو نے ایک طریق متعین کیا جو یہی تھا۔ ہم نے دو دن کے اندر ہی اندر وہ کالی بھیڑ تلاش کر لی....!"

"تو وہ عورت....لسلی کارڈوبا....یعنی اصلی والی....ایکس ٹو ہی کی فرستادہ تھی....!"

"یہی بات ہے....!" اگر تمہیں پہلے سے علم ہوتا تو تم اداکاری شروع کر دیتے اور بات کھل جاتی۔ ان لوگوں کو غفلت ہی میں ڈال کر کام نکالا جا سکتا تھا۔ بہر حال محکمے کے سربراہ نے اپنے سارے ڈپٹیوں کی میٹنگ کال کر کے انہیں آگاہ کیا کہ نیویارک سے ایک عورت آرہی ہے جو کوڈورڈز کے ذریعے ایکس ٹو کے آدمیوں کو اپنی شناخت کرائے گی۔ اور پھر وہ تینوں مل کر محکمے کی اُس کالی بھیڑ کو تلاش کریں گے۔ لہٰذا وہ اپنے ڈپٹیوں میں سے کوئی ایسا رضا کار چاہتا ہے جو دن رات اُن پر نظر رکھ سکے۔ مسوما ہی آگے آیا تھا۔ اُس نے اصل عورت کو غائب کر دیا۔ اور اُس کی جگہ ایک اور سفید فام عورت کو دے دی۔ جو محض ایک اداکارہ ہے اور رٹائے ہوئے ڈائیلاگ بولتی ہے۔ اصل حالات کا اُسے علم نہیں....!"

"تو اصل والی مفت میں ماری گئی....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....میں نے اُس پر نظر رکھی تھی۔ لہٰذا اب وہ بھی ہمارے ہی قبضے میں ہے....!"

"خدا کی پناہ....تو شائد وہ اسی لئے مجھ سے پوچھ رہا تھا کہ ہم دونوں کے علاوہ ایکس ٹو نے اور کسے بھیجا ہے بلکہ اپنا خیال بھی ظاہر کیا تھا کہ ہمارے رینک سے اونچے رینک والا بھی کوئی یہاں موجود ہے۔ ظاہر ہے کہ میں لاعلم تھا ورنہ اُس نے تو اعتماد میں لینے کی خاص کوشش کر ڈالی تھی!"

Digitized by Google

"تم پر خود کو ظاہر کر دینے کا یہی مطلب تھا۔ ورنہ اصولاً وہ ایسا کرنے کا مجاز نہیں تھا کہ ایکس ٹو کا کارڈ تک تمہیں دکھا دیتا۔ اگر تم سے مل بھی بیٹھا تھا تو بدستور زنجبار کا تاجر بنے رہنا چاہئے تھا۔!"

"تو اب تم اُس کے سربراہ کو مطلع کر دو گے....!"

"ابھی نہیں.... ابھی تو یہ دیکھنا ہے کہ وہ کام کس کیلئے کر رہا ہے! اور تمہارے ساتھی کی بازیابی سے قبل میں ایسا کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا کہ اس کی زندگی ہی خطرے میں پڑ جائے....!"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ زندہ ہوگا....!"

"ہاں.... مجھے یقین ہے....!"

"اور ہاں.... وہ مواکازی....!"

"سب اُسی کے گُر گے ہیں۔ اُن کی پرواہ مت کرو.... مواکازی کا چکر اُس نے اس لئے چلایا تھا کہ خود کو تم پر ظاہر کر کے تمہیں اپنے اعتماد میں لینے کی کوشش کرے....!"

"بات سمجھ میں آ رہی ہے... مواکازی والے معاملے کے بعد ہی اُس نے مجھے ایکس ٹو کا کارڈ دکھایا تھا۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر ایکس ٹو کو افریقہ کے کسی ملک سے کیا سروکار!"

"دو ممالک کے درمیان اس قسم کے تعاون کے سمجھوتے بھی ہو سکتے ہیں.... اور پھر اصل معاملہ تو دوسرا ہی ہے....!"

"اگر کوئی حرج نہ ہو تو وہ بھی بتا دو۔ کیونکہ میں اپنے ساتھی کی طرح بے خبری میں مارا جانا پسند نہیں کروں گا....!"

"تمہارے ملک میں کبھی کسی دھاریدار آدمی کا قصہ چلا تھا[1]....!"

"ہاں.... ہاں.... چلا تھا....!"

"یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ درپیش ہے.... وہاں دھاریدار آدمی بنائے گئے تھے۔ اور اس وقت ایکس ٹو ان کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ نہیں ہو سکا تھا....... یہاں شائد مقصد کا بھی علم ہو جائے....!"

"وہ کس طرح....؟"

"رفٹ ویلی کے جنگلوں میں وانڈیری قبائل آباد ہیں۔ ابھی تک وحشی ہیں۔ پہلے کبھی جنگلوں سے نکل کر انہوں نے مہذب آبادیوں کا رخ نہیں کیا۔ لیکن اب جنگلوں سے نکل کر

1 "سہ رنگی موت" کا سلسلہ جلد نمبر 27 ملاحظہ فرمائیں۔

Digitized by Google

آبادیوں میں آ رہے ہیں.... ایک بدروح کا قصہ سنا رہے ہیں۔ اُن قبائل کے بعض افراد جو ہیں تو انسانی ہی شکل میں لیکن اُن کے جسم پر زیبرا کی سی دھاریاں ہیں.... اور اُن کی قوت کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے ہاتھیوں کی سونڈ پکڑ کر انہیں ہلکی پھلکی گیند کی طرح دور اچھال پھینکتے ہیں....!"

"لیکن ہمارے یہاں جو.... دھاریدار آدمی پائے گئے تھے اُن پر زیبرا کی سی سفید اور سیاہ دھاریاں نہیں تھیں۔ تین رنگوں کی دھاریاں تھیں غالباً زرد نیلی اور سرخ....!"

"اِس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... دھاریوں کی رنگت میں تبدیلی بھی ممکن ہے....!"

"وہ کس طرح....؟"

"تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ زیرو لینڈ کا چکر ہے....!" جیمسن طویل سانس لے کر بولا۔

کرنل اس پر خاموش ہی رہا تھا۔

"لیکن جناب....!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا "ہاتھیوں کو گیندوں کی طرح اچھال پھینکنا مقصد تو نہ ہوا!"

"میں نے یہ کب کہا ہے! بنیادی چیز تو وانڈیری قبائل کا جنگلوں سے نکل بھاگنا ہے....!"

"میں نہیں سمجھا....!"

"وہ اُن سے جنگل خالی کرانا چاہتے ہیں! اور ایک ایسی کہانی کی پبلسٹی کرنا چاہتے ہیں کہ مہذب لوگ جنگلوں میں داخل ہونے کی جرأت نہ کر سکیں....!"

"ٹھہرو.... ٹھہرو....!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "مجھے مواکازی کی ایک پیش گوئی یاد آ رہی ہے جو غالباً اس طرح تھی۔ تم میں وہ لوگ آئیں گے جو پہلے کبھی نہیں آئے۔ اور وہ تمہیں ایک حیرت انگیز اطلاع دیں گے۔ تب پھر تم سفید فاموں کے ساتھ یہ کرنا اور وہ کرنا۔ **کہیں یہ اشارہ وانڈیزی قبائل ہی کی طرف تو نہیں ہے کیونکہ آپ ہی کے بیان کے مطابق انہوں** نے پہلی بار آبادیوں کا رخ کیا ہے....!"

"ہو سکتا ہے! اِس واقعے کی پبلسٹی کے لئے یہ طریقہ کار بھی اختیار کیا جا سکتا ہے۔"

"کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر جیمسن بولا "سب کچھ جائے جہنم میں.... میں تو اپنے ساتھی کی واپسی چاہتا ہوں۔ اگر وہ ان حالات سے باخبر ہوتا تو اس پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ ہوتا....!"

"وہم ہے تمہارا... کسی نہ کسی مرحلے پر تم میں سے کسی کو ضرور اس سے دوچار ہونا پڑتا....

تم نے مسوما کا خط اس لئے کھول ڈالا کہ ہم سے ملاقات ہو چکی تھی اور تم نے اپنے طور پر کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کر ڈالی۔ اس صورت میں مسوما کے خلاف شبہات میں مبتلا ہونا ہی تھا۔!"

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے!" جیمسن سر ہلا کر بولا "اچھا تو پھر اب اِس خط کے سلسلے میں کیا کرو گے!"

"کچھ بھی نہیں....!"

"کیا بات ہوئی....!"

"وہ چاہتا تھا کہ تم اِس لفافے کو کھول ڈالو....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"وہ خود ہی تمہیں شبہات میں مبتلا کر کے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب تم کہاں جاتے ہو.... یوں سمجھو کہ مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے....!"

"اوہ.... سمجھ گیا۔!"

"لہٰذا.... اُسے اُلجھن میں مبتلا رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ خود ہی غائب ہو جاؤ۔"

"لیکن صرف ڈاڑھی غائب ہوئی ہے۔ اور شائد مسوما مجھے ڈاڑھی کے بغیر بھی پہچان لے!"

"یونہی چھیل چھال کر نہیں چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ میک اَپ بھی ہو گا....!"

"میں اب بھی مطمئن نہیں ہوں....!" جیمسن اُسے تیز نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب....؟"

"تمہارے پاس بھی ایکس ٹو کے شناختی کارڈ موجود ہوں گے....!"

"ہاں.... ہیں تو.... لیکن تمہیں دکھائے نہیں گئے....!"

"پھر بھی میں کیسے یقین کر لوں کہ تم بھی مسوما ہی کے آدمی نہیں ہو....!"

"تم نے دیکھا.... کرنل بونارڈ نے اپنی بیوی کی طرف دیکھ کر کہا "میں پہلے کہہ رہا تھا کہ یہ آدمی گھامڑ نہیں معلوم ہوتا....!"

جیمسن نے فخریہ انداز میں مسز بونارڈ کی طرف دیکھا اور وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی "چھلے ہوئے جیمبو جھینگے لگتے ہو....!"

"کک.... کیا مطلب....!" جیمسن بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا....!

"کیوں....؟ کیوں....؟ کیا تکلیف ہے....!" کرنل بونارڈ نے حیرت سے کہا۔

Digitized by Google

"یہ قطعی غلط ہے کہ میرے ساتھی سے تمہاری ملاقات نہیں ہوئی....!"

"یہ کس بناء پر کہہ رہے ہو....!"

"اُس کے علاوہ اور کوئی مجھے جیمبو جھینگا نہیں کہتا....!"

مسز بونارڈ ہنس پڑی اور جیمسن بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"مجھے اپنے اس سوال کا جواب نہیں ملا کہ تمہیں بھی مخالف کیمپ کے آدمی کیوں نہ سمجھوں۔!"

"تم بھی اول درجے کے گھامڑ ہی نکلے.... اگر سمجھتے بھی تھے تو اس طرح اظہار نہ کرنا چاہئے تھا۔ لہٰذا اب مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ....!"

بوڑھے کی پتلون کی جیب سے عجیب وضع کا چھوٹا سا پستول نکل آیا۔ پھر شاید جیمسن نے خود کو بہت دلیر ثابت کرنے کے لئے منہ پھاڑ کر قہقہہ لگانا چاہا تھا کہ پستول کی نال سے کسی سیال کی پھوار سی نکلی اور اُس کے حلق میں اترتی چلی گئی۔

"خارررر.... خاؤں....!" وہ منہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر دوہرا ہوا۔ اور پھر پٹ سے فرش پر آ رہا۔ اُس کے پورے جسم نے کسی مرتے ہوئے سانپ کی طرح لہریں سی لی تھیں اور بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔! کرنل اور مسز بونارڈ کے قہقہوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

ظفر الملک کی نیند کا سلسلہ بالآخر ٹوٹا تھا۔ لیکن جسم میں اتنی سکت بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی کہ ہاتھ ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پر رکھ سکتا۔ اُس نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ سر بری طرح گھوم رہا تھا۔ دو چار کراہیں بھی نکلی تھیں اور ایسا لگا تھا جیسے کوئی جھک کر اُس کا چہرہ دیکھ رہا ہو۔ پیشانی پر گرم گرم سانسیں بھی محسوس ہوئی تھیں....!

اُس نے پھر آنکھیں کھول دیں۔ وہ سفید لباس میں ایک سیاہ فام لڑکی تھی۔

"تت.... تم کون ہو....!" ظفر کی زبان سے بمشکل نکل سکا۔

"گڈ....!" وہ خوش ہو کر بولی۔ "تو تمہیں ہوش آ گیا۔"

"ہوش آ گیا۔!" اُس نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتے ہوئے دل میں دہرایا اور نچلے ہونٹ پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

"کیا تم میری آواز سُن سکتے ہو....!"

"سن سکتا ہوں! تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔!"

"میں نرس ہوں.... اور یہ ہسپتال ہے....!"

"ہسپتال کیوں؟ میں نہیں سمجھا۔!" ظفر نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی۔

"تم کیسے بیہوش ہوئے تھے....!"

"میں بیہوش نہیں ہوا تھا.... میں شائد غیر ارادی طور پر سو گیا تھا....!"

"کہاں سو گئے تھے....!"

"ایک جھونپڑے میں جہاں کھانا کھایا تھا۔!"

"لیکن تم تو ایک سڑک کے کنارے پڑے پائے گئے تھے۔ بذریعہ پولیس یہاں پہنچائے گئے ہو!"

"کہاں....؟ کس سڑک پر پایا گیا تھا....!"

"یہیں.... سٹی ڈرائیو پر....!"

"سٹی ڈرائیو! کس شہر کی بات کر رہے ہو....!"

"دارالسلام کی جناب۔!"

اس بار وہ بوکھلا کر اٹھ ہی بیٹھا.... نرس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "لیٹے رہو پولیس اسٹیشن فون کر دوں.... انہوں نے کہا تھا کہ ہوش آتے ہی انہیں مطلع کر دیا جائے....!"

نرس چلی گئی اور وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا رہا.... تو وہ دارالسلام میں ہے! شاید کلیمنجارو کے قریب ہی والے ہسپتال میں؟ آخر کیوں؟ کیا وہ کھانا کھانے کے بعد سویا نہیں تھا۔ بیہوش ہوا تھا.... لیکن اُن لوگوں نے اُس کے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔ اُس عورت پورشیا نے تو شناسائی ظاہر کی تھی.... اُوہ.... جہنم میں جائے۔! لیکن اب وہ پولیس کو کیا بیان دے گا۔!"

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس آفیسر وہاں پہنچ گیا۔ اس عرصے میں ظفر نے طے کر لیا تھا کہ اُسے کیا کہنا ہے۔ وہی رہزنوں والی کہانی۔ اُس نے آفیسر کو بتایا کہ وہ کلیمنجارو کے کمرہ نمبر ننانوے میں مقیم ہے اور بغرض سیاحت وارد ہوا ہے! ہوٹل سے نکل کر بس سڑک تک آیا تھا۔ کیونکہ اُس کی پسند کے برانڈ کے سگریٹ ہوٹل کے کاؤنٹر پر نہیں مل سکے تھے! بس پھر اُسے اتنا ہی یاد ہے کہ کسی نے پیچھے سے اُس کی گردن پکڑ کر گلا گھونٹنا شروع کر دیا تھا.... وہ بیہوش ہو گیا تھا شائد.... اور اب ہسپتال میں ہوش آیا ہے....!"

"لیکن آپ کی جیبیں خالی تھیں....!"

"اوہ.... تو وہ میرا پرس بھی لے گئے۔ پچاس شلنگ کے دس نوٹ تھے اس میں۔"

"کاغذات کہاں ہیں۔" آفیسر نے پوچھا۔

"وہ تو کمرے ہی میں چھوڑ گیا تھا۔!"

"کیا آپ ابھی میرے ساتھ ہوٹل تک چل سکیں گے....!"

"کیوں نہیں! اتنی ناتوانی بھی محسوس نہیں کر رہا کہ وہاں تک نہ چل سکوں....!"

وہ دونوں ہوٹل پہنچے تھے۔ ظفر نے کاؤنٹر سے کنجی حاصل کی تھی۔ ساتھ ہی کاؤنٹر کلرک نے اُسے ایک لفافہ بھی تھما دیا تھا۔

"یہ کیا ہے....؟" ظفر نے سوال کیا تھا۔

"آپ کے لئے کوئی دے گیا تھا جناب....!"

پولیس آفیسر نے کمرے میں پہنچ کر اُس کے کاغذات چیک کئے اور تردد آمیز لہجے میں بولا "سٹی ڈرائیو پر کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میری یادداشت میں آپ کا پہلا کیس ہے۔ بہر حال ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے نقصان کی تلافی ہو جائے اور مجرم اپنی سزا کو پہنچے۔!"

"بہت بہت شکریہ....!"

آفیسر اُس کا تحریری بیان لے کر رخصت ہو گیا۔ پھر ظفر الملک نے کمرے کی طرف توجہ دی تھی۔ سب کچھ جوں کا توں موجود تھا۔ لیکن وہ الیکٹرونک بکس غائب تھے جن کے توسط سے اُس کی آواز کہیں اور پہنچتی رہی تھی....!

اچانک اُسے وہ لفافہ یاد آیا جو کاؤنٹر کلرک سے ملا تھا۔ مضطربانہ انداز میں لفافہ جیب سے نکال کر چاک کیا۔ اس میں برآمد ہونے والے پرچے پر ایک فون نمبر تحریر تھا اور ہدایت کی گئی تھی کہ ہوٹل پہنچتے ہی اس نمبر پر رنگ کرے۔ لکھنے والے نے اپنا نام نہیں لکھا تھا۔ ظفر نے ایکسچینج سے رابطہ قائم کر کے نمبر بتائے اور کال کا منتظر رہا۔

"ہیلو....!" دوسری جانب سے مردانہ آواز آئی۔

"ظفر الملک۔!"

"اوہ.... تو تم واپس آ گئے.... وہیں ٹھہرو.... میں آ رہا ہوں.... دس منٹ میں پہنچ جاؤں

Digitized by Google

گا....!" کہہ کر سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔

ظفر نے بُرا سامنہ بنایا تھا۔ ریسیور کریڈل پر رکھ کر آرام کرسی پر گر گیا۔ ذہن پر عجیب سی بے حسی طاری تھی۔ اپنے علاوہ اور کسی کا ہوش نہیں تھا۔ اتنی دیر میں ایک بار بھی تو جیمسن کا خیال نہیں آیا تھا۔

دس منٹ گذر گئے.... کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ...." اُس نے اونچی آواز میں کہا اور ایک سیاہ فام آدمی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ لباس سے ذی حیثیت آدمی معلوم ہوتا تھا۔

ظفر نے اٹھ کر استقبال کیا۔ لیکن اُسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"میرا نام سوما ہے۔" سیاہ فام نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

ظفر نے ڈھیلے ڈھالے ہاتھ سے مصافحہ کیا اور دونوں بیٹھ گئے۔

"آپ کا ساتھی جیمسن کہاں ہے....!"

"جیمسن.... اُوہ....!" ظفر اُچھل پڑا.... "ہاں.... وہ کہاں ہے.... شائد اپنے کمرے میں ہوگا۔!"

"اجی نہیں! وہ تین دن سے غائب ہے....!" سوما بولا۔

"لیکن آپ اُسے کیا جانیں....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔

سوما نے ایکس ٹو والا کارڈ جیب سے نکالا۔ اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ظفر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ ذہنی بے حسی یکلخت کافور ہو گئی۔

بلاشبہ یہ اُس کے چیف کی علامت تھی۔ لیکن اس طرح اس کا سامنے آجانا اُس کی سمجھ میں نہ آسکا اور پھر اُس سے قطعی یہ نہیں کہا گیا تھا کہ اُسے دارالسلام میں کسی ایجنٹ کو اس طرح شناخت کرنا پڑے گا!.... لسلی کارڈوبا کے لئے بھی کوڈ ورڈ مقرر کیے گئے تھے۔ ایکس ٹو کے شناختی کارڈ ذریعہ ملاقات نہیں بنایا گیا تھا۔

"یہ کیا ہے....؟" بالآخر اس نے سوما کو حیرت سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اب تکلفات کی ضرورت نہیں رہی....!"

"کیا مطلب....؟"

Digitized by Google

"تمہارے غائب ہو جانے کے بعد میں نے جیمسن سے بھی خود کو ظاہر کر دیا تھا۔!"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آرہی تم آخر ہو کون....!"

"آہستہ بولو....!" سوما نے مڑ کر دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ اُسے بتانے لگا تھا کہ مواکازی کا جادو دیکھ کر کس طرح جیمسن پریشان ہوا تھا۔ پھر اُس کے غائب ہو جانے کے بعد لسلی کارڈوبا جیمسن کو اپنے ساتھ مسانی ویلیج لے گئی تھی اور پھر اُسے وہیں چھوڑ کر غائب ہو گئی۔ اور اب جیمسن کا بھی کہیں پتہ نہیں....!"

ظفر خاموشی سے سنتا رہا۔ اور بات ختم ہو جانے پر بھی خاموش ہی رہا۔

"تم کچھ بول نہیں رہے....!" سوما نے کہا۔

"مجھے پولیس کو فون کرنا چاہئے....!"

"کک.... کیوں.... نہیں.... کھیل بگڑ جائے گا۔!"

"کیسا کھیل....!" ظفر اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو....!"

"ہاں.... اور اسی لئے پولیس کو فون کرنا چاہتا ہوں۔!"

"ایک منٹ۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا "پولیس سے کیا کہو گے۔!"

"یہی کہ ایک ایسا آدمی جسے میں نہیں جانتا۔ مجھ سے اُوٹ پٹانگ باتیں کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے تم انہی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے مجھ پر حملہ کر کے میرے پانچ سو شلنگ اُڑا لئے۔ پولیس نے بحالت بیہوشی مجھے ہسپتال پہنچایا تھا۔ ابھی ابھی انسپکٹر میرا تحریری بیان لے گیا ہے....!"

"تم کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ حملہ کہاں ہوا تھا تم پر....!"

"یہیں ہوٹل کے سامنے سڑک پر....!"

"تم کچھ بھول رہے ہو....!"

"کیا بھول رہا ہوں....!"

"یہی کہ تم کسی سڑک پر نہیں گھیرے گئے تھے! بلکہ تم پر حملہ لسلی کارڈوبا کے کمرے میں ہوا تھا۔!"

"کہاں کی ہانک رہے ہو۔ میں کسی لسلی کارڈوبا کو نہیں جانتا۔!"

سوما بے بسی سے اُسے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ تمہارے ساتھی جیمسن نے تسلیم کر لیا تھا کہ وہ ایکس ٹو کا آدمی ہے....!"

"تم سچ مچ بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتے ہو۔!" ظفر حقارت آمیز ہنسی کے ساتھ بولا۔

"جہنم میں جائے....!" سوما بھنا کر بولا "مجھے کیا۔ میں رپورٹ دے دوں گا کہ تم تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہو....!"

"کس سلسلے میں تعاون کرنے پر آمادہ نہیں ہوں....!"

سوما جواب دیئے بغیر اٹھ کر کھڑا ہوا۔ پھر نہ تو اُس نے رخصتی مصافحہ کیا تھا اور نہ کچھ کہا ہی تھا۔ دروازہ کھول کر نکلا چلا گیا....!

پیشانی پر کسی قسم کا دباؤ محسوس ہوا تھا۔ اور جیمسن نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ کرنل بونارڈ کا ملازم ڈاڑھی والا نیگرو اُس کی پیشانی پر اس طرح ہاتھ رکھے جھکا ہوا تھا جیسے اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا ہو کہ بخار اب بھی ہے یا اُتر گیا....!

"کیا بات ہے....!" جیمسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا!

"کب تک سوئے رہو گے....!"

"تم سے مطلب.... دفع ہو جاؤ یہاں سے....!"

"اتنی گرمی کیوں دکھا رہے ہو۔!"

"خط استواء کے قریب اور کیا ہو گا۔!"

"میں تمہیں جگانے آیا ہوں۔ جغرافیہ پڑھنے نہیں آیا....!"

"جگا چکے ہو تو اب چلتے پھرتے نظر آؤ۔!"

"مبارکباد بھی نہ دوں...." نیگرو نے حیرت سے پوچھا۔

"کیسی مبارکباد....؟"

"میرے ہی جیسے ہو گئے ہو۔!"

Digitized by Google

"تمہارے منہ سے شراب کی بو آ رہی ہے۔ چلے جاؤ یہاں سے....!

"ذرا چادر سے اپنے ہاتھ تو نکال کر دیکھو....!"

جیمسن نے غیر ارادی طور پر اپنے ہاتھ چادر کے نیچے سے نکالے اور چیخ مار کر اُچھل پڑا.... کالے کالے افریقی ہاتھ....؟ دوسری چھلانگ بستر سے نیچے لے آئی۔ پیر بھی ویسے ہی سیاہ نظر آئے۔ نیگرو بے تحاشہ ہنس رہا تھا۔ بدقت ہنسی پر قابو پا کر بولا۔ "اب آئینہ دیکھو اور بے ہوش ہو جاؤ۔!"

اُس نے ملبوسات کی الماری کی طرف ہاتھ اٹھایا تھا جس پر قد آدم آئینہ لگا ہوا تھا۔!

جیمسن بوکھلا کر اُس طرف گھوما اور سچ مچ گرتے گرتے بچا۔ سر بُری طرح چکرایا تھا۔ کیونکہ آئینے میں کسی سیاہ فام افریقی کی شکل دکھائی دی تھی۔ خود اُس کی اپنی تو نہیں تھی۔!

تو اُسے بیہوش کر کے یہ کاروائی عمل میں لائی گئی تھی۔ سختی سے مٹھیاں بھینچ کر وہ نیگرو کی طرف پلٹا۔

"اِسے میری صحبت کا اثر نہ سمجھنا۔" نیگرو ہنس کر بولا۔ "کرنل ایک باکمال آرٹسٹ ہیں۔!"

جیمسن نے انگلی میں تھوک لگایا اور کلائی پر ایک جگہ رگڑنا شروع کر دیا۔ لیکن لاحاصل۔ اُس کالونچ کا کچھ بھی تو نہیں بگڑا تھا۔!

"م.... میں کرنل کو گولی مار دوں گا۔!" جیمسن دانت پیس کر بولا۔

"کہاں جاؤ گے.... ہم دونوں بے یار و مددگار رہ گئے ہیں۔" نیگرو نے مایوسی سے کہا۔

"کک.... کیا مطلب....؟"

"کرنل اور بیگم دونوں غائب ہو گئے۔!" نیگرو نے کہا۔

"کہاں غائب ہو گئے....!"

"میں کیا جانوں! مجھے عارضی طور پر ملازم رکھا تھا۔ تمہارا یہ حلیہ بنایا اور غائب ہو گئے۔ یہ مکان کرائے پر حاصل کیا تھا۔ میری لاعلمی میں نکل گئے۔ اُن کا سامان بھی غائب ہے....!"

"تو پھر.... اَب تم کیا کرو گے....!"

"میں بھی چپ چاپ کسی طرف کھسک جاؤں گا! ورنہ ہو سکتا ہے کہ کسی مصیبت میں پڑ جائیں۔"

"پھر میرا کیا ہو گا....؟"

"تم خود سوچو....!"

"اچھا ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم اُن کے فرار کا علم ہو جانے کے بعد بھی کیوں رکے رہے۔!"

"تمہارے لئے.... اگر میری عدم موجودگی میں تمہیں ہوش آتا تو تم پاگل ہو جاتے۔"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہیں مجھ سے ہمدردی ہے....!"

"یہی سمجھ لو....!"

"تو پھر اَب تم میرے لئے کچھ سوچو بھی۔ کیونکہ مجھے سواحلی نہیں آتی۔ اور یہاں کسی کالے آدمی سے توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ انگریزی کے علاوہ اور کوئی زبان نہ بول سکتا ہو....!"

"امریکی نیگرو بن جانا.... اور صرف انگلش بولنا۔ ویسے بھی خدوخال کے اعتبار سے اصیل نیگرو نہیں لگتے۔ دوغلے معلوم ہوتے ہو۔!"

"یہ اچھی بات بجھائی....!"

"یہ بھی نہ سوجھتی تو گونگے ہر قوم اور ملک میں پائے جاتے ہیں۔!"

"لیکن گونگے گالیاں تو نہیں دے سکتے...." جیمسن دانت پیس کر بولا "سنو اصیل نیگرو۔ میں اتنا گھامڑ نہیں ہوں۔ جتنا تم لوگ سمجھتے ہو۔ وہ حضرت مجھے بیہوش کئے بغیر سیاہ فام نہیں بنا سکتے تھے۔ مرجاتا کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاتا لیکن اس حلیئے میں زندگی بسر کرنے پر کبھی آمادہ نہ ہوتا....!"

نیگرو کا منہ حیرت سے کھل گیا۔!

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اگر تمہارے ساتھ جولیانا فنٹز واٹر نہ ہوتی تو شائد نہ پہچان سکتا! کیا تم نوبل جوزف مگونڈا نہیں ہو....!"

"خدا کی پناہ....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "باس کا خیال یہی تھا کہ تم جولیا ہی کی وجہ سے ہمیں پہچان چکے ہو۔ لیکن میں اُن سے متفق نہیں تھا۔!"

"کرنل کی بات کر رہے ہو....!"

جوزف نے سر کو اثباتی جنبش دی۔

"جولیانا اپنی چال کو مستقل طور پر بدلے رکھ سکتی ہے اور نہ آواز کو! محض اُسی کی وجہ سے

Digitized by Google

پہچانے گئے ہو۔"

"لیکن یہ حقیقت ہے مسٹر کہ ہم دونوں یہاں تنہا رہ گئے ہیں۔!"

"وہ دونوں کہاں ہیں....!"

"میں نہیں جانتا۔ لیکن ہمیں اُن ہدایات پر عمل کرنا ہے جو باس کی طرف سے ملی ہیں۔"

"کیا کرنا ہے....!"

"فکر نہ کرو.... بتدریج بتاؤں گا۔ فی الحال نکل چلو یہاں سے۔!"

"تم لوگ یہاں کب آئے تھے....!"

"ایک ماہ پہلے کی بات ہے....!" جوزف نے کہا۔

"تمہارے میک اَپ کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ تم تو ہو ہی کلوٹے....!"

"مائی ڈیئر مسٹر جیمسن.... یہ میرا ملک ہے.... یہیں دارالسلام میں نہ جانے کتنے شناسا موجود ہیں....!"

"رِفٹ ویلی کے جنگلات کا کیا قصہ ہے....!"

"تم وقت ضائع کر رہے ہو۔ اب نکل بھی چلو....!"

"میرے باس کا کوئی سراغ ملا یا نہیں....!"

"اُس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا....!"

"تم تینوں کے علاوہ اور کون کون ہے؟"

"کچھ پتا نہیں ہے مسٹر جیمسن! تمہیں بھی مسانی ویلیج ہی میں دیکھا تھا! اس سے پہلے اس کا وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ تم یہاں ہو گے۔ باس بہت محتاط ہیں۔!"

"مسانی ویلیج کیسے جا پہنچے تھے۔!"

"یہ بھی باس ہی جانیں۔ میں بالکل لاعلم ہوں.... چلو.... اٹھو۔!"

"بھوک لگ رہی ہے....!"

"کہیں کھالیں گے.... یہاں سے تو نکلو....!"

"میں تمہیں بے حد چاق وچوبند دیکھ رہا ہوں....!"

"اپنی آب وہوا میں پہنچ گیا ہوں نا.... مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اتنے برسوں سوتا رہا

ہوں۔ اب آنکھ کھلی ہے....!"

"اور تمہاری اس نیند کے دوران میں وہ سب بوڑھی ہو گئی ہوں گی....!"

"کون سب....؟"

"جن سے آنکھ مچولیاں ہوتی تھیں جوانی میں....!"

جوزف نے دانت تو نکال دیئے تھے لیکن آنکھوں میں عجیب سی اُداسی نظر آنے لگی تھی۔!

"تم سچ مچ باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اوہ.... میرا کیمرہ کہاں گیا۔" جیمسن چونک کر بولا۔

"موجود ہے.... لیکن اَب تم اسے شانے پر نہیں لٹکاؤ گے۔ تھیلے میں ڈالے رکھو گے جس حیثیت میں اَب رہنا ہے اُس کے لئے مناسب نہ ہوگا۔!"

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اپنے اپنے تھیلے کاندھوں پر لادے باہر نکل رہے تھے! جیمسن نے پھر سوال کیا تھا کہ جانا کہاں ہے....!

"کیا بتاؤں.... تم یہاں کی جگہوں کے نام تو جانتے نہیں۔ پھر کیا سمجھو گے۔ بس چلتے رہو! سڑک پر پہنچ کر بس ملے گی اور جہاں جانا ہے وہاں پہنچا دے گی....!"

"اور مجھے کسی گونگے کا رول ادا کرنا ہوگا۔!"

"یہی مناسب ہے۔!"

"اُردو میں گالیاں تو چلیں گی ہی.... صرف تم ہی سمجھ سکو گے۔!"

"اِس وہم میں نہ رہنا.... تم بازاروں میں اُردو بھی سن سکو گے.... جنوب مشرق ایشیا کی نسلیں یہاں بھی آباد ہیں اور انہوں نے آپس میں اپنی زبان کو بھی زندہ رکھا ہے لہذا کسی مجمعے میں محتاط رہنا۔!"

جیمسن منہ بنا کر خاموش ہو رہا.... وہ بس میں بیٹھے تھے اور کچھ دیر بعد ایک جگہ اتر گئے تھے! تنگ تنگ گلیوں میں گذرتے ہوئے ایک مکان کے دروازے پر رُکے اور جوزف نے آگے بڑھ کر کنڈی کھٹکائی۔ تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازہ کھولا۔

ایک زرد فام آدمی سامنے کھڑا نظر آیا۔ جوزف نے سواحلی میں اُس سے کچھ کہا تھا اور وہ واپس چلا گیا تھا۔ کچھ دیر بعد پھر پلٹا اور انہیں اپنے ساتھ اندر لے گیا!۔

Digitized by Google

اور اندر پہنچ کر جیمسن کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ تو سمجھا تھا کہ اب شائد وہ کسی مفلس آدمی کے مکان میں داخل ہونے والے ہیں۔ لیکن یہاں تو ایسا ساز و سامان نظر آیا کہ زمانہ قدیم کے شاہی محلات کی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ گلی میں کھڑے ہو کر اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس سالخوردہ دروازے کے پیچھے تزک و احتشام کے ایسے ہوشربا مناظر ہوں گے۔

زرد فام آدمی انہیں ایک بہت بڑے کمرے میں لے آیا۔ اسے ہال ہی کہنا زیادہ مناسب تھا! اور یہاں نشستوں میں کچھ ایسا اہتمام نظر آیا جیسے اس ہال کو دربارِ خاص کی حیثیت حاصل ہو۔

سامنے اسٹیج پر ایک زرنگار کرسی پر جو شخص بیٹھا نظر آیا اُس نے جیمسن کے مزید ہوش اڑا دیئے.... یہ سیاہ فام جادوگر مواکازی کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ جوزف کو احتراماً جھکتے دیکھ کر جیمسن کو بھی خم ہونا پڑا۔

مواکازی نے سواحلی میں کچھ کہا تھا! جوزف نے جواب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ جیمسن کو ایسا ہی لگا تھا جیسے وہ بہت زیادہ مرعوب ہو کر عاجزانہ گفتگو کر رہا ہو۔ سوال و جواب ہوتے رہے تھے۔ پھر مواکازی اٹھ کر چلا گیا۔ بائیں جانب کے ایک دروازے میں داخل ہوا تھا!

زرد فام جو ہال کے دروازے ہی پر ٹھہرا رہا تھا آگے بڑھا اور جوزف سے کچھ کہہ کر پھر دروازے ہی کی طرف مڑ گیا۔ اب یہ دونوں اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بالآخر ایک اور کمرے میں پہنچے اور زرد فام انہیں وہیں چھوڑ کر چلا گیا!

جوزف چند لمحے بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ پھر مڑا اور دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

جیمسن نے شائد کچھ کہنا چاہا تھا لیکن جوزف نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر تھیلے سے کاغذ اور قلم نکال کر لکھنے لگا "محتاط رہو، تم یہاں ایک گونگے کی حیثیت سے قیام کرو گے۔ کسی مرحلے پر بھی یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ تم گونگے نہیں ہو۔ ورنہ مارے جاؤ گے.... یہ باس کا حکم ہے....!"

جیمسن نے اُس کے ہاتھ سے قلم لے کر لکھا۔ "میں اس شخص کو پہچانتا ہوں۔ یہی جادوگر مواکازی ہے۔"

جواب میں جوزف لکھنے لگا۔!"کوئی بھی ہو! مجھے اس سے سروکار نہیں۔ تم سے جو کہا گیا ہے اس کا خیال رکھنا! میں تھوڑی دیر بعد یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اگر آئندہ تمہارے لئے کوئی اور تجویز

ہوئی تو وہ کسی نہ کسی طرح تم تک پہنچ جائے گی۔

جیمسن نے طویل سانس لی اور جوزف نے وہ پرچہ چاک کر کے اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔

ظفر الملک نے تو گویا گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ کمرے سے نکلتا ہی نہیں تھا۔ درجنوں بار جیمسن سے اُس کے کمرے میں فون پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ لیکن جواب نہیں ملا تھا۔ بار بار کاؤنٹر کلرک سے رابطہ قائم کر کے استفسار کرتا۔ لیکن وہاں سے صرف ایک ہی جواب ملتا "کنجی اب بھی کاؤنٹر ہی پر ہے۔ جیمسن واپس نہیں آیا۔!"

سوما سے گفتگو ہونے کے بعد سے الجھن اور بڑھ گئی تھی۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہئے۔ آخر مقصد کیا تھا کہ وہ بچوں کی طرح انگلی پکڑ کر چلتا لیکن کچھ کرنے سے قبل کم از کم یہ تو معلوم ہی ہونا چاہئے کہ کرنا کیا ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی اور اُس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"آپریٹر جناب" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا بات ہے۔؟"

"آپ کے لئے موانزا سے کال ہو رہی ہے۔ ہولڈ آن کیجئے۔!"

"اچھا....!" ظفر نے کہا اور سوچ میں پڑ گیا۔ موانزا سے کون کال کر رہا ہے۔ موانزا وکٹوریہ جھیل کا ایک ساحلی شہر تھا۔

"ہلو.... ظفر الملک....!" تھوڑی دیر بعد ایک نسوانی آواز آئی۔

"ظفر الملک ہی ہے....!"

"میں پورشیا بول رہی ہوں....!"

"اوہ.... یہ تم نے کیا کیا۔ آخر اس کا مقصد۔!"

"فی الحال مقصد بتانا میرے بس سے باہر ہے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ میں ایکس ٹو کی ایک ایجنٹ ہوں۔ سوما نامی ایک آدمی تم سے ملے گا اُس سے تعاون کرو۔ اپنا ہی آدمی ہے۔!"

Digitized by Google

"وہ تو مل بھی چکا اور میں نے اُسے فراڈ سمجھ کر بھگا دیا۔"

"وہ فراڈ نہیں ہے۔ اپنا ہی آدمی ہے۔ تمہیں اُس کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میرے سیکرٹری جیمسن کے غائب ہو جانے میں اُسی کا ہاتھ ہے۔!"

"تمہارا خیال غلط ہے۔ تمہارے ساتھی اور اُس عورت کی تلاش جاری ہے....!"

"میں نہیں جانتا کہ اب سوما کہاں ملے گا۔؟"

"زنجبار گیسٹ ہاؤز... زاناکی اسٹریٹ کمرہ نمبر گیارہ.... فون نمبر ڈائرکٹری میں دیکھ لو۔!"

"اچھی بات ہے....!"

"میں فون ہی پر تم سے رابطہ رکھوں گی۔!"

"اگر مجھے کسی ضرورت کے تحت تمہیں کال کرنا پڑے تو کیا کروں۔!"

"سوما ہی سے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ فوراً اُس سے رابطہ قائم کرو....!"

"بہت بہتر....!"

دوسری طرف سے رابطہ منقطع ہونے کی آواز آئی۔ ظفر نے ریسیور رکھ کر ٹیلی فون ڈائرکٹری اٹھائی اور اس کی ورق گردانی کرنے لگا۔ زنجبار گیسٹ ہاؤز کا نمبر تلاش کر کے اُس نے سوما سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد اُس سے گفتگو کر رہا تھا۔

"غلط فہمی رفع ہو گئی ہے۔" ظفر نے کہا "اپنے رویے پر نادم ہوں۔!"

"اوہ.... کوئی بات نہیں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی "ہر معاملے میں اسی طرح محتاط رہنا چاہئے۔!"

"تو پھر اب کیا کہتے ہو....!"

"تھوڑی دیر بعد پھر پہنچ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

ظفر الملک نے ریسیور کریڈل پر رکھ کر طویل سانس لی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شائد اُس سے جلد بازی سرزد ہوئی ہے۔ پورشیا سے گفتگو ہونے کے بعد فوراً ہی سوما سے رابطہ قائم نہ کرنا چاہئے تھا.... یہ پورشیا.... سنگل.... ٹن.... آخر اُس نے آکسفورڈ والی ہوائی چھوڑنے کی بجائے اُسی وقت کھل کر بات کیوں نہیں کی تھی۔ ظفر ایک بار پھر اپنی یادداشت پر زور دینے لگا۔ لسلی کارڈوبا کے کمرے میں اُس پر حملہ ہوا.... اُس کے بعد بلیک آؤٹ.... پھر ایک ویرانے میں ہوش آیا۔

وہاں سے پورشیا سنگلٹن کے ہتھے چڑھا.... دوپہر کا کھانا کھایا اور پھر غائب.... پھر وہی بلیک آؤٹ.... نیند کا سلسلہ ٹوٹا تو دارالسلام کا ایک ہسپتال تھا۔ آخر چکر کیا ہے وہ خود ایک کارکن ہے.... کھیل کے میدان کی گیند نہیں ہے۔ یہ کس قسم کے رول کی ادائیگی ایکس ٹو نے اُس کے سر منڈھ دی ہے۔ کہیں نہ کہیں کوئی پھیر ضرور ہے پورشیا سنگلٹن.... مسوما.... خیر دیکھا جائے گا۔ اُس نے گھڑی پر نظر ڈالی اور اٹھ کر لباس تبدیل کرنے لگا۔

پندرہ بیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

"لیس.... کم اِن...." ظفر نے اونچی آواز میں کہا۔

مسوما دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا.... ظفر نے خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔ اس پر مسوما نے حیرت بھی نہیں ظاہر کی تھی۔ گویا اُس کے تئیں سب کچھ معمول کے مطابق ہو رہا تھا۔

"میں جیمسن کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔" مسوما نے بیٹھتے ہی کہا۔

"اگر تمہارا بیان درست تھا تو مجھے بھی تشویش ہی ہونی چاہئے۔!"

"یقین کرو.... وہ لسلی کارڈوبا کے ساتھ مسانی ویلیج گیا تھا۔"

"حالانکہ میری عدم موجودگی میں اُسے لسلی سے دور ہی رہنا چاہئے تھا؟"

"میں نے ہی اُسے مشورہ دیا تھا....!"

"تم نے ایسا مشورہ کیوں دیا تھا۔!"

"اس لئے کہ وہ اصل لسلی کارڈوبا نہیں تھی....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"میری غفلت کی بناء پر وہ غائب کر دی گئی اور اُس کی جگہ دوسری عورت نے لے لی۔!"

"وہی عورت جس سے میری ملاقات ہوئی تھی۔" ظفر نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں وہی....!"

"اور جیمسن اُسی کے ساتھ گیا تھا۔"

"میں یہی کہہ رہا تھا۔"

"یہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی کہ وہ اصل عورت نہیں ہے۔ تم نے اُسے اُس کے ساتھ جانے کا مشورہ کیوں دیا۔"

"ظاہر ہے کہ میں اُن لوگوں تک پہنچنا چاہتا تھا جو اصل عورت کو غائب کر دینے کے ذمہ دار ہیں۔!"

"پھر یہ کیسی نگرانی تھی کہ وہ دونوں بھی غائب ہو گئے اور تمہیں اس کا بھی علم نہ ہو سکا۔"

"میری بدقسمتی اور کیا کہوں....!"

"طریقہ کار کیا تھا۔" ظفر نے اُسے گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"بس طریق کار ہی میں تو خامی رہ گئی۔!"

"پہلی غلطی کے بعد بھی طریق کار میں خامی....!"

"بس میرے ماتحت ناکارہ ہیں۔ کم از کم تین افراد کو اُن کی نگرانی پر مقرر کرنا چاہئے تھا۔ لیکن انہوں نے صرف ایک سے کام نکالنے کی کوشش کی۔"

"یہ سب کچھ مجھے بے حد مضحکہ خیز لگ رہا ہے مسٹر مسوما۔!"

"پہلے میری پوری بات سُن لو.... پھر اظہار خیال کرنا۔"

"میں سن رہا ہوں۔!"

"میں نے جیمسن کے بارے میں مزید وضاحت نہیں کی تھی۔ دراصل وہ عورت اُسے مسانی ویلیج لے گئی تھی اور اُسے ہی جل دیکر وہاں سے غائب ہو گئی تھی۔ میرا آدمی بھی اُس پر نظر نہ رکھ سکا۔ جیمسن واپس آیا تھا اور میں نے اُسے مشورہ دیا تھا کہ وہ کلیمنجارو میں اپنے ہی کمرے میں قیام کرے۔ لیکن وہ اس پر تیار نہ ہوا۔ بہر حال اُس نے جو وجہ بتائی تھی اُس نے مجھے چکرا کر رکھ دیا۔!"

"کیا وجہ بتائی تھی۔!"

"نقلی لسلی کارڈوبا نے اُسے بتا دیا تھا کہ تم کس طرح غائب ہوئے تھے۔!"

"یعنی کہ۔!" ظفر ہکلا کر رہ گیا۔

"ہاں اُس نے بتایا تھا کہ اُس وقت تم اُسی کے کمرے میں تھے جب تین آدمی اندر گھس آئے۔ تینوں مسلح تھے۔ انہوں نے تمہیں بیہوش کر کے لانڈری کی ٹرالی میں ڈالا اور نکال لے گئے۔!"

"حیرت ہے۔ آخر اُس نے یہ کیوں بتا دیا۔ جبکہ وہ تینوں اُسی کے ساتھی تھے! اُس نے تو انہیں اپنے لئے اجنبی ظاہر کیا تھا۔ بہر حال جب میں نے اپنے کمرے کی پیش کش کی۔ اس پر وہ تیار ہو گیا تھا۔ لیکن پھر سرے سے کلیمنجارو تک پہنچا ہی نہیں۔!"

Digitized by Google

"یہ وقوعہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔!"

"کیا تم دونوں کے علاوہ بھی تم میں سے اور کوئی یہاں ہو سکتا ہے۔" سوما نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"میرے علم میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے....!"

"تب پھر جیمسن بھی آخر کار انہی لوگوں کے ہتھے چڑھ گیا جو لسلی کو لے گئے تھے۔"

ظفر تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا "حقیقت یہ ہے مسٹر سوما کہ مجھے اپنے یہاں آنے کے مقصد تک سے آگاہی نہیں ہے۔ بس لسلی کارڈوبا سے ملنا تھا۔ اصل بات وہی بتاتی۔ لیکن تمہارے بیان کے مطابق وہ پہلے ہی غائب کر دی گئی تھی۔ لہٰذا پھر نقلی عورت کیا بتاتی....!"

"بہر حال۔!" سوما ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "مجھ سے جو کچھ کہا گیا تھا۔ میں وہ کام نہ کر سکا۔ یعنی اصل عورت کی نگرانی اور تحفظ۔"

"بس تو پھر اَب مجھے واپس چلا جانا چاہئے۔ کیونکہ اصل معاملے سے تم بھی واقف نہیں ہو!"

"کیا جیمسن کی بازیابی سے قبل ہی چلے جاؤ گے۔"

"اگر انہوں نے اسے مار ڈالا ہو گا تو بازیابی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"میں اس حد تک مایوس نہیں ہوں....!"

"مایوس نہ ہونے کی کوئی خاص وجہ....!"

"نہ وہ لسلی کارڈوبا سے کچھ معلوم کر سکے ہوں گے اور نہ جیمسن سے۔!"

"جیمسن تو خیر کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔!" ظفر نے کہا۔ "لیکن لسلی کے بارے میں وثوق سے کیا کہا جا سکتا ہے۔ ویسے کیا تم لسلی کے مشن سے واقف ہو....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"وہ کون تھی اور کہاں سے آئی تھی۔"

"مائی ڈیئر سر! میں کیا جانوں۔ مجھ سے تو صرف اُس کی نگرانی کرنے کو کہا گیا تھا۔!"

"کس نے کہا تھا۔!"

"ظاہر ہے کہ ایکس ٹو ہی کی طرف سے ہدایات ملی تھیں۔"

"براہِ راست" ظفر نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

Digitized by Google

"نہیں.... ایک درمیانی آدمی ہے....!"

"میں اُسی درمیانی آدمی کا پتا چاہتا ہوں۔!"

"وہ کوئی عورت ہے انگریز.... موانزا سے اُس کی کالیں آتی ہیں۔" سوما نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

ظفر طویل سانس لے کر رہ گیا۔ پورشیا کی کال موانزا ہی سے آئی تھی۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "کیا موانزا سیرینگٹی نیشنل پارک کے قریب ہی کا کوئی مقام ہے....!"

"نہیں خاصے فاصلے پر ہے....!"

"کیا سیرینگٹی پارک کے قریب کوئی زرعی پروجیکٹ بھی چل رہا ہے۔!"

"ہو سکتا ہے۔ چل رہا ہو۔ آزادی کے بعد سے تو پروجیکٹوں کی بھرمار ہو گئی ہے۔ ہر جگہ ایک نہ ایک موجود ہے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا سروکار۔!"

"کیا تم اُس عورت کے نام سے واقف ہو۔!" ظفر نے اُس کے استفسار کو نظرانداز کر کے پوچھا!

"نہیں! وہ صرف ایکس ٹو کے حوالے سے بات کرتی ہے۔!"

"بہر حال ہماری اتنی دیر کی گفتگو لاحاصل رہی۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے....!" سوما بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "نہ تمہیں اصل معاملات کی خبر ہے اور نہ مجھے....!"

"خیر.... کیا پیئو گے....!" ظفر نے پوچھا۔

"کونیاگی منگوالو۔"

"کونیاک....!"

"نہیں! وہ تو امریکی ہے۔ دراصل ہم نے جن کو کونیاگی کا نام دیا ہے!"

"اوہ.... اچھا....!"

ظفر نے روم سروس کو رنگ کر کے کونیاگی طلب کی تھی۔ سوما نے اُس سے پوچھا "تم نے ڈوڈوما بھی چکھی یا نہیں۔!"

"میں نے تو نام بھی نہیں سُنا۔!"

"ہماری بہترین وائن جس کا نام اپنے ایک بڑے جدید شہر کے نام پر رکھا ہے۔!"

"میں وائن نہیں استعمال کرتا۔ کبھی کبھی لیکر یا بیئر لے لیتا ہوں۔"

سوما کچھ نہ بولا۔ وہ اچانک کسی سوچ میں پڑ گیا تھا۔ ہیئت کذائی سے یہی ظاہر ہوتا تھا۔ بھنویں سکڑ گئی تھیں۔ آنکھیں بھنچی ہوئی تھیں اور پیشانی پر تین عدد موٹی موٹی سلوٹیں دکھائی دے رہی تھیں۔

روم سروس کے ویٹر کی آمد تک یہی کیفیت رہی۔

لیکن جیسے ہی بوتل سے گلاسوں میں انڈیلی گئی۔ پیشانی کی سلوٹیں غائب ہو گئیں اور وہ پُر جوش انداز میں بولا "اگر جیمسن وہاں بھی نہ ملا تو پھر.... تو پھر....!"

"تو پھر" کی تکرار کے ساتھ ہی نہ صرف آواز ڈھیلی پڑ گئی تھی بلکہ جملہ بھی ادھورا رہ گیا تھا!

"کیا کہنا چاہتے ہو۔" ظفر اُسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

"مجھے ایک جگہ پر اُن لوگوں کی کمین گاہ ہونے کا شبہ ہے....!"

"اور تمہارا خیال ہے کہ جیمسن وہیں ہو گا۔!"

"کوشش کر دیکھنے میں کیا حرج ہے۔!"

"ابھی تک کا ریکارڈ تو سعی رایگاں ہی کی تفسیر نظر آتا ہے۔!"

"یار میری توہین نہ کرو۔" سوما ایک بڑا سا گھونٹ لے کر بولا۔ "ابھی تک ذاتی طور پر میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اپنے نالائق ماتحتوں کو آزماتا رہا ہوں۔ اب خود ہی سب کچھ دیکھوں گا۔"

"یہ بھی کر کے دیکھ لو۔!"

سوما چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم مجھے بہت ذہین آدمی معلوم ہوتے ہو۔ کیوں نہ دونوں مل کر کام کریں۔ اس طرح شائد بہتر نتائج بر آمد ہو سکیں۔!"

"مگر کام کی نوعیت تو معلوم ہو۔"

"فی الحال جیمسن کی بازیابی۔!"

"ہاں ٹھیک کہتے ہو۔ میں تیار ہوں۔ مجبوری یہ ہے کہ ایک اجنبی دیس میں پھنس گیا ہوں۔ باہر نکلوں بھی تو کدھر جاؤں۔!"

Digitized by Google

"اسی لئے میں نے یہ مشورہ پیش کیا ہے۔ لہذا اب بوتل میں کاک لگاؤ.... اور میرے ساتھ چلو۔!"

"چلو....!" ظفر اٹھتا ہوا بولا۔

جوزف اُسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ جیمسن شام تک پڑا سوتا رہا۔ پھر کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔ سوتے وقت اُس نے دروازہ اندر سے بولٹ نہیں کیا تھا۔

بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ جگانے والا وہی زرد فام دوغلا افریقی تھا۔ جس نے انکی آمد پر عمارت کا دروازہ کھولا تھا۔ اُس نے کہیں چلنے کا اشارہ کیا۔ اور جیمسن ہڑبڑا کر بستر سے کود پڑا۔

زرد فام اُسے ایک بڑے کمرے میں لے آیا جہاں کھجور کی چٹائی کا فرش تھا۔ اور پندرہ بیس سیاہ فام آدمی بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ زرد فام نے اُسے بھی ایک طرف بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

پھر تھوڑی دیر بعد اُس کے سامنے بھی قہوہ کی پیالی رکھ دی گئی۔ زرد فام تو اُسے وہاں چھوڑ کر پہلے ہی جا چکا تھا۔ اور اس دوران میں جیمسن نے اندازہ لگایا تھا کہ وہاں موجود سارے ہی افریقی گونگے ہیں۔ وہ سب اشاروں میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ کبھی کبھی جیمسن کو بھی گھورنے لگتے۔ قہوہ لذیذ تھا۔ مسالوں کی خوشبو سے روح تک معطر ہوتی محسوس ہوئی۔ وہ ننھی ننھی چسکیاں لیتا رہا۔

پھر اچانک وہاں سناٹا چھا گیا۔ گونگوں کے حلق سے نکلنے والی بے ہنگم آوازیں تھم گئیں اور وہ سب داخلے کے دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ جیمسن بھی مڑا اور سناٹے میں رہ گیا۔

بے حد حسین چہرہ تھا۔ آنکھیں تو قیامت تھیں۔ ہونٹوں کی بناوٹ پر مسلسل مسکراہٹ کا دھوکا ہوتا تھا۔ سفید فام لڑکی تھی۔ عمر بیس سے زیادہ نہ رہی ہو گی۔ وہ اٹھلاتی ہوئی چال کے ساتھ جیمسن کے قریب پہنچی تھی اور اُسے شرارت آمیز نظروں سے دیکھتی رہی تھی۔ جیمسن بوکھلا گیا۔ لیکن اُسے بہر حال یاد تھا کہ وہ گونگا ہے۔ جب سے گونگا بنا تھا بار بار خود کو یاد دلاتا رہتا تھا کہ وہ گونگا

ہے۔ لڑکی کی مترنم آواز کمرے میں گونجی۔ وہ اُس سے کہہ رہی تھی۔ "ہو تو دوغلے ہی۔ لیکن تم میں جنوبی ایشیا کی کسی نسل کا میل معلوم ہوتا ہے۔ کیوں کیا میرا خیال غلط ہے۔؟"

"نہیں جانِ من!" وہ بے اختیار کہنے ہی والا تھا کہ ذہن کو جھٹکا سا لگا۔ وہ تو گونگا ہے۔ زبان جس پوزیشن میں تھی اُسی میں رہ گئی۔ لیکن اُس نے ہاتھ نچا کر اشارے سے یہ ضرور پوچھ لیا تھا کہ وہ کیا کہہ رہی ہے۔

"پیدائشی گونگے ہو۔" اُس نے پوچھا۔ اور جیمسن ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے اُس کی شکل دیکھتا رہا۔ ویسے یہ بھی سوچ رہا تھا کہ کہیں پہچان تو نہیں لیا گیا۔

"چلو اٹھو، میرے ساتھ۔!" وہ پھر بولی۔

لیکن جیمسن کی حالت میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ اُدھر نہ جانے کیوں دوسرے گونگوں نے حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنسنا شروع کر دیا۔ جیمسن پر مزید بدحواسی طاری ہوئی لیکن وہ خود کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے برابر کوشاں رہا۔

جب لڑکی نے اٹھنے کا اشارہ کیا تو بڑی سعادت مندی سے اٹھ گیا۔

پھر اُس نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔ اُس نے چپ چاپ تعمیل کی۔ ٹھیک اُسی وقت کسی گونگے نے جل کر بھوں بھوں رونا شروع کر دیا تھا۔ اور جیمسن نے بڑی مشکل سے اپنے اُس قہقہے کا گلا گھونٹا تھا جو سینے کی گہرائیوں سے ہونٹوں تک آنے کے لئے مچل رہا تھا۔!

لڑکی عمارت سے گلی میں نکل آئی۔ جیمسن اُس کے پیچھے چلتا رہا۔ وہ مڑ مڑ کر اُسے اشارہ کئے جا رہی تھی کہ اسی طرح چلتا رہے.....!

گلی سے نکل کر وہ سڑک پر پہنچے تھے۔ یہاں ایک جگہ ایک لمبی سی سیاہ گاڑی کھڑی تھی۔ جیمسن بہت زیادہ محتاط ہو گیا تھا۔ ایک پل کے لئے بھی اپنی موجودہ حیثیت کو فراموش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گاڑی کے قریب رُک کر لڑکی نے پچھلی سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ لیکن جیمسن ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑا رہا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اُس کی سمجھ ہی میں نہ آیا ہو کہ لڑکی کیا چاہتی ہے؟ بالآخر لڑکی نے خود ہی دروازہ کھولا تھا اور اشارہ کیا تھا کہ وہ اندر بیٹھ جائے۔ خوفزدہ انداز میں جیمسن نے تعمیل کی تھی۔

Digitized by Google

لڑکی اب اسٹیرنگ کے سامنے بیٹھی اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ جیمسن نے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اب پتا نہیں کیا ہونے والا تھا۔ وہ اُسے کہاں لے جا رہی تھی؟ اور وہ اُس عمارت میں گونگوں کی بھیڑ کیسی تھی؟ کیا یہ سب گونگے کسی خاص مقصد کے تحت اکٹھا کئے گئے ہیں۔ مواکازی کی حیثیت اُس پر اظہر من الشمس تھی.... تو کیا.... وہ نیگرو جوزف نہیں تھا جس نے اُسے مواکازی کے ٹھکانے تک پہنچایا تھا۔؟ اُلجھن بڑھتی رہی اُس نے مڑ کر دیکھا۔ سڑک دور تک سنسان پڑی تھی۔ اگر وہ نیگرو جوزف نہیں تھا تو کرنل بھی فراڈ اور وہ عورت بھی جسے وہ جولیانا فٹنر واٹر سمجھا تھا۔

دفعتاً گاڑی جدید طرز کی ایک عمارت کی کمپاؤنڈ میں داخل ہوئی اور رُک گئی لڑکی نے مڑ کر اُسے نیچے اُترنے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ بے بسی سے اُس کی طرف دیکھتا رہا۔ یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ اُسے دروازہ کھولنا نہیں آتا۔ لڑکی بُرا سا منہ بنا کر خود اٹھی اور اس کے لئے دروازہ کھولا۔

پھر وہ اُسے عمارت کے اندر لائی تھی۔ یہ اسپتال تھا۔ جیمسن کے کان کھڑے ہوئے کیا اس کا طبی معائنہ کیا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پول کھل جائے گی۔ کیونکہ کم از کم قمیض تو اتارنی ہی پڑے گی.... اور ادھر اس کالے میک اپ کا یہ حال تھا کہ صرف وہی حصے رنگ کئے گئے تھے جو لباس سے باہر تھے بقیہ جسم کی رنگت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔

اتنے میں اُس نے لڑکی کو ایک ڈاکٹر سے گفتگو کرتے دیکھا اور کان اُدھر ہی لگا دیئے۔ ڈاکٹر بھی سفید فام ہی تھا۔ لڑکی اُس سے کہہ رہی تھی کہ وہ جیمسن کے خون کی قسم معلوم کرنا چاہتی ہے۔ جیمسن طویل سانس لے کر رہ گیا! اس کے لئے صرف بازو تک آستین چڑھانی پڑتی لیکن ہاتھوں پر شانوں تک پینٹ کیا گیا تھا۔ لہٰذا افشائے راز کا خطرہ نہیں تھا۔ وہ اُس بنچ پر بیٹھ گیا جس پر کئی لوگ اور بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سفید فام ڈاکٹر ایک بڑی سی ہائپوڈرمک سرنج ہاتھ میں لئے اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ لڑکی ساتھ تھی۔ لیکن جیسے ہی ڈاکٹر کے سیاہ فام اسسٹنٹ نے جیمسن کا ہاتھ پکڑ کر آستین چڑھانے کی کوشش کی وہ بُری طرح چیخنے لگا۔ ایسا ہی معلوم ہوتا تھا جیسے وہ لوگ اُسے ذبح کر دینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔!

"گونگا ہے بیچارہ....!" لڑکی نے ڈاکٹر سے کہا "ڈر رہا ہے....!"

ڈاکٹر اپنے اسسٹنٹ سے بولا۔ "کسی اور کو بھی لاؤ۔ تم تنہا اسے قابو میں نہیں کر سکو

گے....!"

کسی نہ کسی طرح خون کی مطلوبہ مقدار سرنج میں کھینچی گئی تھی اور جیمسن سہمے ہوئے بچوں کی طرح سسکیاں لیتا رہا تھا۔ لڑکی اس سے ذرہ برابر بھی متاثر نہیں نظر آرہی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے یہ اس کے لئے کوئی نئی بات نہ ہو۔!

"رپورٹ اس پتے پر چاہئے۔!" اُس نے اپنے پرس سے ایک کارڈ نکال کر ڈاکٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور چند کرنسی نوٹ بھی اُس کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔

پھر اُس نے جیمسن کا بازو پکڑ کر بنچ سے اٹھایا تھا اور باہر چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ دھاریدار آدمیوں کے سلسلے میں بلڈ گروپ کے چکر سے آگاہ تھا۔ تو کیا اُسے قربانی کا بکرا بنایا گیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ اُس کے ساتھی بروقت اُسے بچانے میں کامیاب ہی ہو جائیں۔ بسا اوقات قربانی کے بکرے سچ مچ قربان ہو جاتے ہیں۔ لڑکی کی گاڑی کے قریب پہنچ چکا تھا لیکن اندر بیٹھنے پر کسی طرح بھی خود کو آمادہ نہ کر سکا۔ دفعتاً ایک زوردار چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔

لڑکی "ارے ارے" ہی کرتی رہ گئی تھی....!

شائد ہی کبھی اتنا تیز دوڑا ہو۔ ویسے اوسان خطا نہیں ہوئے تھے۔ ورنہ کسی گلی میں کیوں مڑتا۔ سیدھا ہی دوڑتا چلا جاتا۔ لیکن اس سے بے خبر تھا کہ اُس کے اس طرح بھڑک کر بھاگتے ہی سڑک کی دوسری طرف سے ایک جیپ اسٹارٹ ہو کر اُسکے پیچھے لگ گئی ہے۔ جیپ پر چار عدد فوجی سوار تھے۔ گلی اتنی کشادہ نہیں تھی کہ جیپ فوری طور پر موڑی جاسکتی۔ لہٰذا اُسے روک کر چاروں فوجی نیچے کودے اور جیمسن کے پیچھے دوڑنے لگے۔

ایک نے اُسے للکارا بھی تھا۔ "ٹھہرو! ورنہ فائر کر دیا جائے گا۔!"

جیمسن خواہ مخواہ لڑکھڑایا۔ اور منہ کے بل گر پڑا۔ اُن کے حکم پر رُکتا کیسے؟ گونگا اور بہرہ تو تھا۔! پھر انہوں نے اُسے جالیا اور گھیر کر کھڑے ہوگئے۔ جیمسن خوفزدہ سی آوزیں حلق سے نکال رہا تھا۔ چاروں فوجی مقامی ہی تھے۔ لیکن سواحلی کی بجائے انگلش میں گفتگو کر رہے تھے۔ اُن میں سے ایک نے کہا تھا "گاڑی یہیں لے آؤ....!"

ایک فوجی اسی طرف دوڑ گیا۔ جہاں جیپ چھوڑی تھی اور تین جیمسن کو گھیرے کھڑے

Digitized by Google

رہے۔ جیمسن ہونقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھتا اور حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکالتا رہا۔

ذرا دیر میں جیپ وہیں آپہنچی اور جیمسن کو زبردستی اُس پر چڑھا دیا گیا.... سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ مواکازی کے آدمیوں کے ہتھے چڑھا ہے یا یہ سچ مچ فوجی ہی ہیں اور اُسے اس طرح بھاگتے دیکھ کر دھر لیا ہے۔ بہرحال تن بہ تقدیر ہو رہنے کے علاوہ اب کوئی چارہ نہیں تھا۔ چپ چاپ بیٹھا رہا اور جیپ حرکت میں آگئی۔ لیکن سڑک کی طرف نہیں لے جائی گئی تھی۔ گلی کے اندر ہی سے دوسرے جانب نکل گئی....!

پام کے درختوں کے درمیان خیموں کی چھوٹی سی بستی تھی.... شہر سے باہر نکل کر فوجیوں کی جیپ نے اُدھر ہی کا رخ کیا تھا۔ خیموں کے درمیان پہنچ کر رُک گئی۔! شائد یہ کوئی فوجی کیمپ ہی تھا۔ ڈرائیو کرنے والے فوجی نے جیمسن سے کہا۔ "نیچے اترو۔!" لیکن جیمسن احمقوں کی طرح منہ پھاڑے بیٹھا رہا۔

فوجی ہنس کر بولا۔ "نہ تم گونگے ہو اور نہ بہرے۔ کھیل ختم ہو گیا۔!"

لیکن جیمسن نے اپنی حالت میں کسی قسم کی بھی تبدیلی نہ ہونے دی....!

اتنے میں دوسرے فوجی نے کہا۔ "وقت ضائع نہ کرو۔ کرنل کو مطلع کر دو....!"

"ٹھیک کہتے ہو۔!" ڈرائیور نے کہا اور جیب سے اُتر کر ایک خیمے میں چلا گیا۔!

جیمسن جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا۔ ایک گونگے اور بہرے آدمی کی بہترین اداکاری کر رہا تھا۔ ساتھ ہی سوچ بھی رہا تھا کہ اگر انہی لوگوں کے ہتھے چڑھا ہے تو وہ زیادہ سے زیادہ بھاگ نکلنے کے فعل کو خوفزدگی پر محمول کریں گے۔ لیکن اگر اُس سے کوئی غلطی سرزد ہو گئی تو گردن بے دریغ کٹ جائے گی....!

تھوڑی دیر بعد اُسی خیمے سے برآمد ہونے والے ایک مرد کو دیکھ کر دفعتاً اُس کی باچھیں کھل گئیں۔ یہ کرنل ڈونا بونارڈ تھا۔ سیاہ فام فوجی اُس کے پیچھے نظر آیا۔

"اب اتر بھی آیئے جناب۔!" کرنل نے اردو میں کہا! اور جیمسن نے بیٹھے بیٹھے ہی چھلانگ لگا

دی۔!

"تم اگر اس طرح نہ بھاگتے تب بھی کسی نہ کسی طرح وہاں سے نکال لائے جاتے!" کرنل نے دوبارہ خیمے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ "وہ آخری مرحلہ تھا....!"

"تو میں غلط نہیں بھاگا تھا....!"

"بھاگے کیوں تھے؟"

"وہاں میرا بلڈ گروپ معلوم کرنے کے لئے خون لیا گیا تھا....!"

"اس لئے تم دہشت زدہ ہو کر بھاگ نکلے....!"

"کیا کرتا.... جبکہ مجھے علم تھا کہ بلڈ گروپ معلوم ہو جانے کے بعد اگر میں اُن کے لئے کار آمد ثابت ہوا تو میرا کیا حشر ہوگا۔ لیکن میرے خدا....!"

"کیوں خاموش کیوں ہو گئے....!"

"وہ کیمرہ میرے تھیلے میں رہ گیا....!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... کرنل نے کہا" جوزف اسے نکال لایا تھا۔ لیکن تمہارا اس طرح بھاگ نکلنا مجھے پسند نہیں آیا۔!"

"اگر میرا پورا جسم سیاہ ہوتا تو شائد اس کی نوبت نہ آتی۔ وہ تو مجھے علم ہو گیا تھا کہ صرف خون ہی لینے تک بات رہ جائے گی۔ ورنہ میں تو ہسپتال کے اندر ہی سے نکل بھاگنے کی سوچ رہا تھا!"

"خیر.... خیر۔!"

"میرے باس کا کچھ پتہ چلا....!"

"بخیریت ہے....!"

"کک.... کیا مطلب....!"

وہ خیمے میں داخل ہو چکے تھے! کرنل نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "بیٹھ جاؤ....!"

"آپ بے حد سنجیدہ ہو رہے ہیں یور میجسٹی۔!" جیمسن تعمیل کرتا ہوا بولا۔

"ایسا ہی معاملہ ہے....!"

"ہاں آپ میرے باس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے۔!"

"وہ پھر مسوما کے ہتھے چڑھ گیا ہے! اور دونوں ملکر تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

Digitized by Google

دوسرے الفاظ میں دراصل مسوما کو میری تلاش ہے۔ اچھی طرح جانتا ہے کہ تم اُس کے آدمیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے....!"

"تو اب آپ مسوما کے لئے کیا کریں گے....!"

"فی الحال اُسے سسپنس میں رکھنے کا ارادہ ہے! یہی مناسب ہوگا....!"

"اور باس....!"

"کسی کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ظفر کے لئے اب کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ میرے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس تمہیں تلاش کرتا رہے گا۔ اور مسوما اُسی کے توسط سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا۔"

"آپ کا کیا پروگرام ہے....!"

"ایک طویل سفر کا آغاز۔!"

"اوہ.... تو آپ رفٹ ویلی کے جنگلات میں سفر کریں گے....!"

کرنل نے سر کو خفیف سی جنبش دی! جیمسن پھٹی پھٹی سی آنکھوں سے اُسے دیکھتا رہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو۔؟"

"بے حد خطرناک جنگل ہیں....!"

"میں نے جغرافیہ کی کتاب میں یہی پڑھا تھا۔" کرنل نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"لیکن وہاں جا کر کریں گے کیا۔!"

"یہ وہیں پہنچ کر سوچوں گا۔"

"میرے لئے کیا حکم ہے۔!"

"تمہاری جدائی اب پل بھر کے لئے بھی گوارہ نہیں ہے۔!"

"کک.... کیا مطلب....!"

"مطلب یہ کہ تمہارا باس یہاں عیش کریگا اور تم میرے ساتھ دھکے کھاتے پھرو گے۔"

"میرا قصور یور میجسٹی۔!"

"تم بہت اچھے جا رہے ہو! میں تمہیں پسند کرنے لگا ہوں۔ اور جسے میں پسند کرتا ہوں اُس کے لئے یہی خواہش ہوتی ہے کہ قبر میں بھی ساتھ لے جاؤں۔!"

"مجھے جنگلات کا کوئی تجربہ نہیں ہے....!"

"مجھے خاصا تجربہ ہے اور اتنا ہی کافی ہے۔!"

"مادام جولیانا کہاں تشریف رکھتی ہیں۔!"

"وہ یہیں رہے گی تاکہ ظفر پر نظر رکھ سکے۔!"

"کیوں نہ میں مادام پر نظر رکھنے کی ڈیوٹی پر لگا دیا جاؤں....!"

"اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔!"

"آخر مجھ میں کون سے سُرخاب کے پر لگے ہوئے ہیں۔!"

"فضول باتیں چھوڑو.... اندازاً اُس عمارت میں اور کتنے گونگے رہے ہوں گے۔!"

"پچیس.... تیس....!"

کرنل سر ہلا کر رہ گیا۔ جیمسن تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا "کیا وہ گونگے ہی.... دھاریدار آدمیوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے۔!"

"میرا یہی خیال ہے۔" کرنل نے کہا "اُن گونگوں کا مصرف ہی معلوم کرنے کے لئے تمہیں وہاں پہنچایا گیا تھا۔ مواکازی کے ایجنٹ گونگوں کو تلاش کر کے وہاں پہنچاتے ہیں.... بلڈ گروپ معلوم کرنے کی کہانی اسی طرف اشارہ کرتی ہے کہ یہاں گونگے ہی استعمال کئے جا رہے ہیں....!"

"وہ لڑکی قیامت تھی۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اگر وہیں واپس جانا چاہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ لیکن اتنا مسالہ فراہم کرنا میرے بس سے باہر ہوگا کہ تمہیں نیچے سے اُوپر تک کالا کر کے رکھ دوں....!"

"تو کیا اب مجھے اسی حلیئے میں رہنا ہے....!"

"یہی سوچ رہا ہوں.... فوجی وردی میں اچھے خاصے لگو گے....!"

"تو کیا یہ واقعی فوجیوں ہی کا کیمپ ہے....؟"

"یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کا ایک دستہ ہے۔!"

"اور یہ شریک سفر ہوگا....!"

"یہی بات ہے.... میں یہاں ان کی مدد کیلئے آیا ہوں۔!"

"لیکن اپنا قصور اَب بھی مجھے نہیں معلوم ہو سکا۔!"

"جاؤ آرام کرو....!"

"کک.... کہاں جاؤں۔!"

"تمہیں اُس خیمے میں پہنچا دیا جائے گا جہاں قیام کرنا ہے! دوسروں کے سامنے کرنل کہہ کہ مخاطب کرو گے اور یہ نہیں بھولو گے کہ میں کرنل ڈونا بونارڈ ہوں۔!"

"تو کیا یہ لوگ بھی آپ کی شخصیت سے واقف نہیں ہیں۔!"

"کرنل ڈونا بونارڈ اس براعظم میں مشہور شخصیت ہے۔!"

"مطلب یہ کہ وہ عمران صاحب کی حیثیت سے آپ کو نہیں جانتے۔!"

"عمران صاحب کس چڑیا کا نام ہے....!"

"واقعی۔ میں نے پہلے کبھی آپ کو ایسے موڈ میں نہیں دیکھا۔!"

"ایشیا اور افریقہ پر ڈونا بونارڈوں ہی کا راج ہے۔ عمرانوں کو کون پوچھتا ہے-----۔ عمرانوں کا مصرف صرف یہ رہ گیا ہے کہ ڈونا بونارڈوں کی سازشوں کا شکار ہوتے رہیں اور اُن کا آلہ کار بنتے رہیں۔!"

"آپ بہت غصے میں معلوم ہوتے ہیں یور میجسٹی۔!"

"اس لئے میں ڈونا بونارڈ ہی کی حیثیت سے انہیں چاق وچوبند رکھ سکوں گا ورنہ ان کا احساس کمتری مجھے بھی لے ڈوبے گا۔!"

"اتنے سیریس کبھی نظر نہیں آئے۔!"

عمران نے کسی کو آواز دی تھی۔ ایک سیاہ فام فوجی نے خیمے میں داخل ہو کر اُسے سیلیوٹ کیا۔! عمران نے جیمسن کی طرف اشارہ کر کے کہا "اسے مگونڈا کے خیمے میں پہنچاؤ۔!"

جیمسن بہت سی باتیں کرنا چاہتا تھا لیکن اُس فوجی کی موجودگی میں عمران کے سر نہ ہو سکا۔ چُپ چاپ فوجی کے پیچھے چل پڑا تھا۔

مگونڈا سے مراد شائد جوزف مگونڈا تھا.... جیمسن کا اندازہ غلط نہ نکلا اُس خیمے میں جوزف ہی سے ملاقات ہوئی۔ جیمسن کو دیکھ کر اُس نے دانت نکال دیئے وہ بھی فوجی وردی ہی میں تھا۔!

"بہت خوش نظر آرہے ہو۔!" جیمسن نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

"برسوں کی آرزو پوری ہوئی مسٹر۔ اپنے دیس کی فضا میں سانس لے رہا ہوں۔!"

Digitized by Google

"پہلے کیوں نہیں آئے.... کسی نے باندھ تو نہیں رکھا تھا۔!"

"باندھ رکھا تھا۔ باس کی محبت نے باندھ رکھا تھا۔ شائد قبر ہی مجھے اُن سے جدا کر سکے۔!"

"میرا دل نہیں لگ رہا....!"

"تم یہاں دل لگانے نہیں آئے۔ میری اور بات ہے۔!"

"مجھے اُس علاقے کے بارے میں بتاؤ جدھر سفر کرنا ہے۔!"

"میں نہیں جانتا مسٹر کہ کدھر سفر کرنا ہے۔!"

"اس کیمپ میں عمران صاحب کی کیا پوزیشن ہے۔!"

"میرا باس ہر جگہ بادشاہ نظر آتا ہے۔!"

"مطلب یہ کہ کمانڈر کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے اُن کی....!"

"اُن کے علاقے میں اور کوئی کمانڈر نہیں ہے۔ دوسرے صرف مشورہ دے سکتے ہیں۔ حکم باس ہی کا چلتا ہے۔!"

"تم لوگ جب سے یہاں آئے ہو کیا کیا کرتے رہے ہو۔!"

"پورا تنزانیہ چھان مارا ہے جنگلوں کو چھوڑ کر.. اَب شائد کسی جنگل میں گھسنے کا پروگرام ہے!"

"کہیں کشت و خون کی نوبت تو نہیں آئی۔!"

"ابھی تک تو ایسا نہیں ہوا۔ لیکن میں خون کی بو سونگھ رہا ہوں۔ لاشوں پر منڈلانے والے گدھوں کو مژدہ ہو۔!"

"وہ تو ویسے بھی ہوگا۔ افریقہ بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ فاضل اسلحہ کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی۔ انسانیت کی فلاح پر صرف کی جائے گی۔!"

"تم نے یہ طنز بڑی طاقتوں پر کیا ہے یا افریقہ پر"۔ جوزف آنکھیں نکال کر بولا۔

"کسی پر بھی نہیں! میں نے تو حقیقت بیان کی ہے۔ دونوں بڑی طاقتیں اپنا فاضل اسلحہ اسی طرح ٹھکانے لگاتی ہیں۔!"

"بس ختم کرو۔ میں اس سلسلے میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔!" جوزف ہاتھ اٹھا کر بولا....!

جیمسن تو ہاتھ نہیں لگا تھا۔ لیکن اب اُن دونوں کے درمیان یہ ٹھہری تھی کہ موانزا میں اُس عورت کو تلاش کیا جائے جو فون پر اُن سے گفتگو کرتی رہتی ہے! سوما نے پہلے تو اسے لاحاصل قرار دیا تھا۔ لیکن پھر نہ جانے کیوں اس پر آمادگی ظاہر کی تھی۔ بذریعہ ریلوے ٹرین اروشا پہنچے تھے اور پھر وہاں سے ایک لینڈ روور کرائے پر حاصل کی تھی اور موانزا کی طرف روانہ ہوگئے تھے!

ظفر نے سوما کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اُس عورت سے مل چکا ہے!

"لیکن ہم اُسے تلاش کس طرح کریں گے۔!" سوما نے کہا۔

"کیوں؟ تم نے تو کہا تھا کہ تم اُس سے فون پر رابطہ قائم کرتے ہو۔ فون نمبر کے ذریعے پتا لگایا جا سکتا ہے....!"

"میں نے یہ کبھی نہ کہا ہوگا کہ میں رابطہ قائم کرتا ہوں۔" سوما نے کہا "کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی مجھے کال کرتی رہتی ہے۔ اور کبھی کوئی فون نمبر مجھے نہیں دیا۔!"

"تب تو دشواری ہوگی!" ظفر کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کیا ان اطراف میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جہاں چڑھائی پر ریگستان اور ڈھلان میں ایک چھوٹی سی سرسبز وادی ہے....!"

"بے شمار ایسی جگہیں ہوں گی۔" سوما نے لاپروائی سے کہا۔

ظفر نے پھر کچھ نہ پوچھا۔ خود اُسے اپنا یہ سوال احمقانہ معلوم ہوا تھا۔

"ویسے میں تمہیں بتا دوں کہ میں یہاں اُس عورت کی تلاش میں نہیں آیا ہوں۔" سوما نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ وہی لینڈ روور کو ڈرائیو کر رہا تھا!

"میں نہیں سمجھا۔!"

"بس تھوڑی سی تفریح چاہتا تھا۔ موانزا میں سیاحوں کی بھیڑ ہوگی....! بڑے حسین چہرے دکھائی دیتے ہیں۔!"

"مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔" ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔

"کیسی غلطی۔!"

Digitized by Google

"مجھے وہیں معلوم کر لینا چاہئے تھا کہ تمہارے پاس اُس عورت کا کوئی فون نمبر بھی ہے یا نہیں۔!"

"ارے۔ اس کی فکر نہ کرو۔ تمہاری تفریح بھی میرے ذمے۔ تم بہت اچھے دوست ثابت ہوئے ہو۔!" سوما ہنس کر بولا۔

"نہیں.... مجھے شرمندگی ہے۔ مسٹر سوما۔!"

"اُوہ.... بھول بھی جاؤ.... میں یاروں کا یار ہوں....!"

"دوپہر کے کھانے کیلئے وہ ایک چھوٹی سی بستی میں رکے۔ بڑی پُر فضا جگہ تھی۔ چاروں طرف کئی رنگوں کے خودرو پھولوں کے تختے لہلہا رہے تھے اور فضا میں عجیب سی خوشبو رچی ہوئی تھی۔

ایک صاف ستھرے ہوٹیل میں لنچ کرنے کے لئے داخل ہوئے۔ کھانے کا کمرہ سیاحوں سے بھرا ہوا تھا۔ کوئی میز خالی نہیں تھی۔ اس لئے وہ کاؤنٹر کے قریب ہی رک گئے۔

"ادھر تو یہی ہوگا۔ کھڑے کھڑے کھاؤ۔" سوما بولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔" ظفر نے کہا اور یک بیک چونک پڑا۔ صدر دروازے کے قریب ایک طویل قامت دبلا پتلا آدمی دکھائی دیا تھا۔ چپٹی سی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں کچھ عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اتنی گھنی تھیں کہ دہانہ بالکل نہیں دکھائی دیتا تھا! اُس کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی۔ خاصی صحت مند اور شوخ آنکھوں والی تھی۔ عمر زیادہ سے زیادہ پچیس سال رہی ہوگی۔

وہ دونوں بھی اُن کے قریب ہی آ کھڑے ہوئے۔ ظفر کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اُس آدمی کو پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہو۔ پہلی ہی نظر میں شناسا لگا تھا۔ اس لئے تو وہ اُسے دیکھتے ہی چونکا تھا لیکن وہ اس کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی ساتھی عورت سے باتیں کئے جا رہا تھا۔ دونوں انگلش ہی میں گفتگو کر رہے تھے۔ مرد کا لہجہ بے حد پیار بھرا تھا۔ اس کے مقابلے میں عورت کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لے رہی تھی۔

"کیا رکھا ہے اس عورت میں۔ کیوں گھور رہے ہو۔" سوما نے آہستہ سے کہا۔

"وہم ہے تمہارا میں تو نہیں گھور رہا۔ ظفر جلدی سے بولا۔

ادھر وہ لمبا آدمی اپنی ساتھی سے کہہ رہا تھا "تمہیں بہت جلد جلد بھوک لگتی ہے کہیں ہاضمہ

نہ خراب کر بیٹھنا۔!"

"ٹوکا مت کرو....!" وہ بھنا کر بولی۔

"تمہارے بھلے کو کہہ رہا ہوں حلق تک ٹھونس لیتی ہو... پھر کہتی ہو کہ طبیعت حاضر نہیں!"

"بکواس مت کرو۔ تمہاری موٹر کار کے فرائض انجام نہیں دے سکتی! پتہ نہیں کس بُری گھڑی میں تم سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

"اچھا.... اچھا.... کیا کھاؤ گی....!"

"اسٹیک۔!"

"کتنے درجن منگوالوں۔!"

"پھر تم نے میری خوش خوراکی پر طنز کیا۔!"

سوما کی طلب کی ہوئی اشیاء آ گئی تھیں۔ انہوں نے کاؤنٹر ہی پر کھانا شروع کر دیا تھا اور سوما بھی بڑی دلچسپی سے اُس جوڑے کی گفتگو سن رہا تھا!

"کیا خیال ہے.... یہ آدمی کہاں کا باشندہ ہو سکتا ہے۔!" سوما نے ظفر سے پوچھا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔ ناک کی بناوٹ تو چینیوں جیسی ہے.... لیکن مونچھیں.... اُن بیچاروں کو ایسی گھنی مونچھیں کہاں نصیب۔!"

"میرا خیال ہے کہ ان کی گاڑی ہمارے پیچھے پیچھے ہی آئی ہے۔" سوما نے کہا۔

"میں نے توجہ نہیں دی تھی۔"!

"پھر اسے دیکھتے ہی چونکے کیوں تھے۔!"

"ہاں! میرا خیال ہے کہ مجھ سے یہ اضطراری فعل سرزد ہوا تھا۔ لیکن کیوں؟"

"یہی میں بھی اتنی دیر سے سوچ رہا ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے۔!" سوما سر ہلا کر بولا۔ "ایسے افعال اُسی صورت میں سرزد ہوتے ہیں جب کوئی غیر متوقع بات سامنے آ جائے۔"

"کچھ کہہ نہیں سکتا۔" ظفر پُر تفکر لہجے میں بولا۔ "نہ جانے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔!"

"گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شناسا لگ رہا ہے۔!"

Digitized by Google

"میرا خیال ہے.... کوئی ایسی بات ضرور ہے۔ جس میں شناسائی کی جھلک ملتی ہے۔ لیکن یقینی طور پر کچھ نہیں کہہ سکتا۔!"

"کہیں یہ ہمارا تعاقب تو نہیں کر رہا۔" سوما نے کہا۔

"خدا جانے۔!"

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔!"

کھانے کا حساب بیباق کر کے وہ باہر نکلے۔ سفر پھر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد سوما نے عقب نما آئینے پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ "دیکھ لو! اُسی کی گاڑی معلوم ہوتی ہے۔!"

"اتنے یقین کے ساتھ نہ کہو! کیا تم اُن کی گاڑی کو پہچانتے ہو۔!"

"میں نے اُس وقت تک گاڑی اسٹارٹ نہیں کی تھی۔ جب تک وہ آکر اپنی گاڑی میں بیٹھ نہیں گئے تھے۔!"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو کون ہو سکتے ہیں۔" ظفر نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"اُوہ۔ اتنے بھولے نہ بنو۔!"

"کیا مطلب۔؟"

"ہو سکتا ہے یہ بھی انہی میں سے ہوں جنہوں نے تمہارے ساتھی کو غائب کر دیا ہے۔"

"اُف فوہ! میں بھی کتنا بے عقل ہو گیا ہوں۔!"

"لہٰذا ہوشیار رہو۔ اگر یہ کسی طرح ہمارے ہاتھ آجائیں تو....!"

"کیا ضروری ہے کہ صرف دو ہی ہوں۔!"

"میں سمجھا نہیں کیا کہنا چاہتے ہو۔!" سوما بولا۔

"ہو سکتا ہے اور بھی ہوں.... کئی گاڑیاں تو ہیں اُس کے پیچھے۔!"

"کچھ بھی ہو ہمیں اُن پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرنی چاہئے۔!"

"جیسی تمہاری مرضی! مجھے کسی طرح پیچھے نہ پاؤ گے۔!"

"کوئی تدبیر سوچو کہ کیسے گھیرا جائے....!"

"کسی جگہ رکو۔ اگر وہ لوگ بھی رکیں تو تصدیق بھی ہو جائے گی کہ ہمارے ہی تعاقب میں ہیں۔ بس پھر وہیں گھیر لیں گے۔!"

"مناسب سی جگہ کا انتخاب کرنا پڑے گا۔!" سوما نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"مجھے تو نہیں لگتا کہ کہیں کوئی ایسی جگہ مل سکے۔ یہ سڑک بھی اتنی کشادہ نہیں ہے کہ دوسری گاڑیوں کو روکے بغیر ہم کسی جگہ رُک سکیں۔!"

"ہاں.... شائد.... اَب موانزا تک ایسی کوئی جگہ نہ مل سکے گی۔"

"تو پھر سیدھے موانزا ہی چلو۔ اگر وہ تعاقب کرتے ہی رہے تو وہیں نپٹ لیں گے۔!"

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔!" سوما طویل سانس لے کر بولا۔

ظفر الجھن میں پڑ گیا تھا۔ آخر یہ لمبا آدمی کون ہو سکتا ہے۔ اُس نے اس میں شناسائی کی جھلکیاں کیوں محسوس کی تھیں۔ جب وہ عورت سے گفتگو کر رہا تھا تو آواز بھی کچھ جانی پہچانی سی لگی تھی۔!

"کیا سوچنے لگے۔!" سوما نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"الجھن میں ہوں۔" ظفر طویل سانس لے کر بولا۔ "آخر یہ آدمی کس قدر جانا پہچانا سا کیوں لگ رہا ہے۔ جبکہ میں نہیں جانتا کہ کن لوگوں کے ہاتھوں ستایا گیا ہوں۔!"

"اُوہ.... ایک بات.... کیا یہ تمہارے ساتھیوں میں سے بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ میک اَپ میں ہو اور تم نے چال ڈھال کی بنا پر شناسائی محسوس کی ہو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ میرے ساتھیوں میں نہ کوئی اتنا دبلا ہے اور نہ اتنا لمبا۔"

"ضروری تو نہیں کہ اپنے محکمے کے سارے آدمیوں سے واقف ہو۔"

"سوال ہے شناسائی محسوس کرنے کا۔!" ظفر بولا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہو۔!"

سفر جاری رہا۔ اچانک ظفر کو یاد آگیا کہ غیر شعوری طور پر اُس کا ذہن کسی کی طرف بھاگ رہا ہے۔ کیا یہ مشہور چینی جرائم پیشہ سنگ ہی ہو سکتا ہے؟ اُوہ شائد.... ناک اور پیشانی کی بناوٹ کی بناء پر اُسے شناسائی محسوس ہوئی تھی.... گھنی مونچھوں نے کسی حد تک اصل حلیے کی پردہ پوشی کی ہے لیکن پیشانی، ناک اور آنکھوں کی بناوٹ اور وہی چھوٹی چھوٹی چمکیلی آنکھیں!

وہ سوچتا رہا۔ اس سلسلے میں سوما سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔ پتا نہیں کیا چکر ہے۔؟

بالآخر وہ موانزا جا پہنچے....!

Digitized by Google

"کیا یہاں کچھ وقت گذارنے کا ارادہ ہے؟" ظفر نے پوچھا۔

"کیوں نہیں۔؟ وکٹوریا کے ساحل کی ٹھنڈی ہوائیں روز روز کہاں نصیب ہوتی ہیں۔ کام ہو یا نہیں۔ دو ایک دن تو یہاں گذارنے ہی ہیں۔ کسی اقامتی ہوٹل کی طرف چلتے ہیں!"

دوسری گاڑی اب بھی پیچھے لگی ہوئی تھی۔!

"تم دیکھ لینا۔!" مسوما بولا۔ "جہاں ہم ٹھہریں گے۔ وہیں یہ دونوں بھی قیام کریں گے۔!"

"اچھا ہے۔ ہمیں ان پر نظر رکھنے میں آسانی ہوگی۔!"

مسوما نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "کتنے مزے کی بات ہے کہ وہ ہم پر نظر رکھیں گے اور ہم اُن پر.... لیکن وہ عورت تو مجھے کوئی سڑی ہوئی طوائف لگتی ہے۔!"

ظفر کچھ نہ بولا۔ وہ ایک ہوٹل کے سامنے رکے تھے۔ بدقت تمام ایک ہی کمرہ مل سکا۔

"چلو غنیمت ہے۔ ورنہ پہلے سے ریزرویشن کرائے بغیر اِن ہوٹلوں میں جگہ نہیں ملتی۔!" مسوما نے کہا۔

"لیکن وہ دونوں کیا کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ باہر ہی رکے ہوئے ہیں۔ ابھی تک اندر نہیں آئے۔!" ظفر بولا۔

"انہیں یہاں جگہ نہ ملے تب بھی وہ قیام کر سکیں گے۔ کیا تم نے تھوڑے ہی فاصلے پر وہ رنگا رنگ خیمے نہیں دیکھے...!"

"تو کیا وہ خیمے بھی....!"

"جب اندر جگہ نہیں ہوتی تو وہ خیمے ہی کام آتے ہیں۔ ہمیں یہاں جگہ نہ ملتی تو ہم بھی یہی کرتے۔!"

"اگر وہ واقعی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں تو دوبارہ ضرور ملاقات ہوگی۔" ظفر نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔

وہ اُس کمرے میں پہنچا دیئے گئے جہاں انہیں قیام کرنا تھا۔

مسوما گھوڑے بیچ کر سویا۔ البتہ نیند ظفر کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ کبھی جیمسن کا خیال آتا اور کبھی اُس لمبے آدمی کا جس میں اُس نے سنگ ہی کی جھلکیاں پائی تھیں۔

کیا وہ محض اتفاق تھا۔ یا وہ سچ مچ ان دونوں کا تعاقب کر رہا تھا.... تو پھر مقصد؟ کیا یہ انہی

Digitized by Google

لوگوں کا چکر ہے؟ لیکن یہاں تنزانیہ میں اگر وہ لوگ کچھ کر رہے تھے تو اس سے ایکس ٹو کو کیا سروکار؟ اس نے ابھی تک مسوما سے اپنے شبہے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ وجہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھی کہ وہ ابھی تک اُس کی طرف سے مطمئن نہیں ہوا تھا۔

شام ہوئی۔ اُس نے لباس تبدیل کیا اور مسوما کو سوتا چھوڑ کر باہر نکل گیا۔ یہاں تو شام ہوتے ہی اچھی خاصی سردی ہو گئی تھی۔ دارالسلام میں گرمی تھی۔

ایک سایہ دار درخت کے نیچے لمبے آدمی کی گاڑی کھڑی نظر آئی۔ اور وہ دونوں گاڑی ہی میں موجود تھے۔ مسوما کے خیال کے مطابق شائد انہوں نے کوئی خیمہ بھی حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا وہ قیام کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ظفر ان کی طرف سے انجان بن کر ٹہلنے کے سے انداز میں اُن کی جانب جا نکلا۔ گاڑی کے قریب سے گذر ہی رہا تھا کہ اسے بہت ہی صاف ستھری اُردو میں مخاطب کیا گیا۔

ظفر ایک جھٹکے کے ساتھ رک گیا! لمبا آدمی گاڑی سے نکلتا ہوا بولا "ایسی بھی کیا جلدی۔ ذرا رکیئے۔!"

"جی فرمایئے....!"

"تکلفات برطرف....!" وہ اُس کے قریب پہنچ کر شانے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ تم نے مجھے پہچان لیا ہوگا۔ مونچھوں سے کیا ہوتا ہے۔!"

"نن.... نہیں تو.... میں نے آپ کو نہیں پہچانا.... پہلے ہم کہاں ملے تھے؟"

وہ زور سے ہنس کر بولا۔ "مجھے چڑانے کی کوشش کر رہے ہو۔ حالانکہ تمہارا گرو بھی مجھے چچا کہتا ہے۔!"

"مجھے بے حد افسوس ہے کہ اِس حوالے کے باوجود بھی میں آپ کو نہیں پہچان سکا۔!"

"کیا تم نوابزادہ ظفر الملک نہیں ہو۔!"

"درست فرمایا۔ یہی میرا نام ہے۔!"

"عمران کے لئے کام کرتے ہو....!"

"وہ میرے دوست ہیں۔ اُن کے لئے کام نہیں کرتا۔!"

"کیا تم تنہا ہو۔!"

"فی الحال تنہا ہی سمجھئے.... میرا ساتھی اچانک غائب ہو گیا ہے....!"

"جیمسن کی بات کر رہے ہو....!"

"جی ہاں....!" ظفر نے حیرت سے کہا۔ کمال ہے۔ آپ سب کچھ جانتے ہیں۔"

"یہاں آنے کا مقصد....!"

"سیاحت....!"

"محکمہ کارِ خاص کے ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کے ساتھ۔!"

"میں نہیں سمجھا....؟"

"مسٹر کویلو مسوما کی بات کر رہا ہوں! کچھ دنوں پہلے جیمسن بھی اُسکے ساتھ دکھائی دیا تھا۔!"

"میں اس کے بارے میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ اُس کا نام مسوما ہے! کلیمنجارو میں ملاقات ہوئی تھی۔ دوستی ہو گئی....!"

"عمران کہاں ہے....!"

"وطن ہی میں ہونگے....!"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

ظفرالملک نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی! لمبا آدمی اُسے بغور دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "ہو سکتا ہے تمہیں اُس کی موجودگی کا علم نہ ہو۔!"

"ممکن ہے۔" ظفر نے کہا.... "لیکن ابھی تک آپ نے اپنا نام نہیں بتایا۔"

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ خواہ مخواہ بننے کی کوشش مت کرو....!"

دفعتاً کالی عورت نے جو کسی قدر نشے میں معلوم ہوتی تھی گاڑی کے اندر سے پوچھا "تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو ڈارلنگ....!"

"فرشتوں کی زبان میں...." لمبے آدمی نے اُسے جواب دیا اور ظفر سے بولا۔ "یہ نیگریس کمال کی عورت ہے....!"

ظفر نے لاپرواہی سے سر کو جنبش دی۔

"اگر یہاں تمہاری آمد کا مقصد محض سیاحت ہوتا تو تم اُس کلوٹے کے ساتھ نہ دیکھے جاتے۔ کوئی عورت تمہاری ہم جلیس ہوتی۔" لمبے آدمی نے کہا "مجھے علم ہے کہ میرے بھیجے کے

Digitized by Google

کار پردازوں میں تمہی سب سے زیادہ رنگین مزاج اور حسن پرست ہو۔!"

ظفر نے سوچا۔ اب اس سس پنس سے نکلنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے سنگ ہی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے کہ انہیں یہاں کیوں بھیجا گیا تھا۔!

دفعتاً وہ اُسے آنکھ مار کر مسکرایا اور آہستہ سے بولا "اچھا مسٹر سنگ ہی.... تم کیا چاہتے ہو۔!"

"شناسائی کا اعتراف میرے بچے اور کچھ نہیں۔!"

"لیکن میں نہیں جانتا کہ عمران صاحب کہاں ہیں۔!"

"تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو۔!"

"یہ بھی مجھے نہیں معلوم.... صرف ایک فرد سے ملاقات ہونی تھی۔ وہ بھی نہیں ہو سکی۔ اُسی فرد سے ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔!"

"تو واپس کیوں نہیں چلے گئے۔"

"جیمسن کی بازیابی کے بغیر یہ ممکن نہیں۔"

"کیا میں اس سلسلے میں کسی کام آسکتا ہوں۔!"

"شکریہ! مسٹر سنگ ہی۔ ہم آپس میں دوست تو نہیں ہیں۔!"

"جس ملک میں تم قانوناً میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ وہاں مجھے اپنا دوست ہی سمجھو۔"

"اگر اُس ڈپٹی ڈائریکٹر کو تمہاری شخصیت کا علم ہو جائے جو میرے ساتھ ہے تو کیا ہو گا۔؟"

"وہ خود چور ہے....!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"یہ اپنے محکمے کا وفادار ہے اور نہ ملک کا۔"

"خیر.... خیر.... تم میری کوئی مدد نہ کر سکو گے مسٹر سنگ ہی۔!"

"تمہاری مرضی....!" سنگ ہی نے برا سامنہ بنا کر شانوں کو جنبش دی۔

"لیکن میں ایک بات ضرور پوچھوں گا۔!"

"گاڑی میں بیٹھ جاؤ.... کب تک کھڑے رہو گے۔!"

"شکریہ...." کہہ کر ظفر الملک اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر نیگرس نیم دراز تھی۔ سنگ اُسے دوسری طرف دھکیلتا ہوا اُدھر ہی بیٹھ کر بولا۔ "اب پوچھو کیا

پوچھنا ہے۔!"

"فانوس[1] والا قصہ.....! تم تھریسیا کی فلائینگ مشین کا پایہ پکڑ کر اُس کے ساتھ ہی فرار ہوئے تھے..... پھر کیا ہوا تھا۔؟"

سنگ نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا "ہوتا کیا... میں نہیں جانتا تھا کہ فےگراز مجھے اور اُسے کہاں لے جائے گا۔ لیکن پھر بھی عمران کی حماقتوں میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ اسی لئے نکل جانا بہتر سمجھا۔!"

"پھر تھریسیا سے کیا رہی تھی۔!"

"غیر یقینی حالات تھے۔ اس لئے اُس وقت تو میں ہی کسی نہ کسی طرح جان چھڑانا چاہتا تھا۔ فےگراز کا پایہ تھام کر کسی لمبے سفر کا سوال ہی نہیں پیدا ہو سکتا تھا۔ لہٰذا وہ جیسے ہی ایک عمارت پر سے گذرا میں نے پایہ چھوڑ دیا۔!"

"خاصی چوٹیں آئی ہوں گی۔"

"ذرا بھی نہیں..... عمارت کے سوئمنگ پول میں گرا تھا۔ البتہ اندازے کی ذرا سی بھی غلطی چیتھڑے اڑا دیتی۔!"

"سوئمنگ پول کیسے نظر آ گیا تھا..... غالباً یہ رات کی بات تھی۔!"

"اُس کے چاروں گوشوں پر لائیٹیں کھلی ہوئی تھیں..... بس زندگی تھی بچ گیا.....!"

"تو پھر صلح ہو گئی ہو گی تھریسیا سے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اُوہ..... تو جنگ جاری ہے۔!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر شراب کی بوتل نکالی اور اُسی سے منہ لگا کر دو تین گھونٹ لئے۔ پھر بوتل نیگرس کو تھماتا ہوا بولا "تم بیکار بیٹھی ہوئی ہو۔"

"نہیں بس..... زیادہ نہیں پیتی.....!"

"تم پیو گے۔!" سنگ نے ظفر سے پوچھا۔

"نہیں شکریہ.....! تم نے مجھے مسوما کے بارے میں تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔"

"اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ سچی بات بتا دو ورنہ دشواری میں پڑ جاؤ گے۔!"

[1] اس سلسلے کے لیے عمران سیریز کی جلد نمبر 27 ملاحظہ فرمائیں۔

Digitized by Google

"میں نہیں جانتا تھا کہ وہ محکمہ کارِ خاص کا کوئی آفیسر ہے۔"

"پھر کیسے مل بیٹھا۔!"

"کلیمنجارو میں.....!"

"اگر وہ تم سے خواہ مخواہ مل بیٹھا ہے تو میں کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ تمہارے مشن سے ناواقف تھا۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ سرکاری طور پر میری ٹوہ میں رہا ہوگا۔!"

"سرکاری طور پر بھی اور غیر سرکاری طور پر بھی۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ غیر سرکاری طور پر زیرولینڈ کا ایجنٹ ہے۔!"

"خدا کی پناہ!"

"بس ہوشیار رہنا..... اسی لئے اب اور شدت سے یقین ہو گیا ہے کہ میرا ناہنجار بھتیجا یہاں ضرور موجود ہوگا۔"

"مجھے تمہاری باتوں پر یقین کرنا ہی پڑیگا۔!" ظفر نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

"کوئی خاص وجہ۔" سنگ نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"بہت خاص! مسوما تمہاری طرف سے چوکنا ہو گیا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ تم اور شاہی سے ہم دونوں کا تعاقب کر رہے ہو۔ میں تمہیں اُس ہوٹل میں دیکھ کر چونک پڑا تھا۔ اُس نے محسوس کیا تھا اور مجھ سے زیادہ تمہارے متعلق پوچھا تھا کہ میرے شناسا تو نہیں ہو۔ ایک بات اور محسوس کی ہے میں نے۔ وہ جاننا چاہتا ہے کہ ہم دونوں کے علاوہ اور کون آیا ہے ہم میں سے۔"

"تم نے دیکھا۔" سنگ انگلی اٹھا کر بولا "وہ بھی محسوس کر رہا ہے کسی تیسرے کی موجودگی اور حقیقتاً وہ اسی تیسرے کے چکر میں ہے۔"

"تو پھر اب مجھے کیا کرنا چاہئے۔!"

"اب پوچھی ہے تم نے قاعدے کی بات۔!" سنگ کچھ سوچتا ہوا بولا "اس وقت وہ کہاں ہے۔!"

"کمرے میں سوتا چھوڑ کر آیا ہوں۔!"

"بس تو پھر اب مجھ سے الگ رہو..... میں دیکھ لوں گا۔"

ظفر نے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ اور نیچے اتر آیا پھر تیزی سے ہوٹل کیطرف روانگی ہوئی تھی۔

لیکن اپنے کمرے کے دروازے پر اُسے رک جانا پڑا تھا کیونکہ مسوما دروازہ کھول کر باہر آرہا تھا۔

"تت.... تم کہاں تھے۔ کب گئے تھے۔!" اُس نے کسی قدر اضطراب کی ساتھ پوچھا۔

"اُسی لمبے آدمی کے چکر میں تھا۔!"

"کیا مطلب؟"

"اس نے شائد کوئی خیمہ بھی حاصل نہیں کیا۔ ابھی تک گاڑی ہی میں بیٹھا ہوا ہے....!"

"بڑی عجیب بات ہے۔ لیکن تمہیں تنہا نہیں جانا چاہئے تھا۔!"

"اوہو.... تو کیا میں کوئی ننھا بچہ ہوں۔!"

"یہ بات نہیں مسٹر۔ یہاں کے لئے اجنبی ہو۔ لہذا کوئی افتاد پڑی تو ناواقفیت کی بناء پر حالات کا مقابلہ نہیں کرسکو گے۔!"

"یہ دلیل مان لوں گا"۔ ظفر مسکرا کر بولا۔

"ابھی اندھیرا پھیلنے میں دیر ہے۔ چلو ذرا ساحل تک ہو آئیں۔ وہاں غروب کا منظر دیکھ کر خوش ہو جاؤ گے....!"

"بالکل مزہ نہیں آئے گا۔ میرا ذہن اس لمبے آدمی میں الجھا ہوا ہے۔!"

"اوہ.... چھوڑو بھی.... وہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھی ہو تو ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا.... چلو چلیں.... ادھر کے ایک ہوٹل میں بہترین سی فوڈ ملتا ہے۔!"

وہ باہر نکلے.... لیکن اس بار سنگ ہی کی گاڑی کہیں نہ دکھائی دی۔ مسوما کے قدم بھی رک گئے تھے۔ اُس نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم نے اُس کی گاڑی کہاں دیکھی تھی۔!"

"میں خود بھی حیران ہوں اب تو کہیں نظر نہیں آرہی....!"

"خیر.... مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔!"

وہ لینڈ روور میں بیٹھے اور ساحل کی طرف روانہ ہو گئے....!

دس بارہ افراد کی میٹنگ تھی۔ اور عمران بحیثیت کرنل ڈونا بونارڈ صدر نشین تھا۔ وہ سب مختلف رینک کے آفیسر تھے اور سفر کے آغاز کا مسئلہ درپیش تھا۔ ان کے درمیان ایک بڑا سا

نقشہ پھیلا ہوا نظر آرہا تھا۔

"لیکن کرنل۔!" اُن میں سے ایک نے کہا "جنگلوں سے نکل کر آنے والوں میں سے کوئی بھی اُن جگہوں کی صحیح نشان دہی نہیں کرسکا۔ جہاں وہ خبیث دکھائی دیا تھا۔!"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا... اُن جگہوں پر نشانات موجود ہیں۔ جہاں سے وہ لوگ برآمد ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔!" عمران نے کہا۔

"کئی جگہوں پر نشانات ہیں۔!"

"یہی کہنا چاہتے ہو کہ آخر اُن میں سے کس پوائنٹ کا انتخاب کرو گے۔" عمران نے پوچھا۔!

"ہاں کرنل۔!"

"اگر اُنہی میں سے کچھ لوگ ساتھ لئے جائیں تو کیا برائی ہے۔!"

"اُن میں سے کوئی بھی اب جنگلوں کا رخ کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا۔ ہم کوشش کر چکے ہیں۔ زبردستی نہیں کی جاسکتی۔!"

"تو پھر تمہاری دانست میں طریق کار کیا ہونا چاہئے....!"

"اس کا فیصلہ مشکل ہے....!"

"ناممکن تو نہیں ہے.... اچھا.... میرے اردلی مگونڈا کو بلاؤ....!"

تھوڑی دیر بعد جوزف نے خیمے میں داخل ہو کر ایڑیاں بجائیں۔

"ادھر قریب آجاؤ۔" عمران نے نقشے کی طرف اشارہ کر کے کہا "تم بھی تو کچھ کہہ رہے تھے....!"

"یس سر....!"

دوسروں کے چہروں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ انہیں یہ بات پسند نہیں آئی لیکن زبانیں بند ہی رہیں۔ جوزف نقشے پر جھک کر تھوڑی دیر تک کچھ دیکھتا رہا۔ پھر ایک جگہ انگلی رکھ کر بولا۔ "یہ کی گونا ہے۔ یہاں سے گومبے کی شکارہ گاہ شروع ہوتی ہے.... میری دانست میں یہ پوری پٹی صرف اسی جگہ سے قابلِ عبور ہوگی۔!"

"یہ تو ہم بھی جانتے ہیں۔" ایک آفیسر جلدی سے بولا۔ لیکن جوزف بدستور سر جھکائے کھڑا رہا۔ نہ اُس نے عمران کی طرف دیکھا تھا اور نہ اُس آفیسر کی طرف۔

Digitized by Google

"یعنی تم نے یہ بات اپنی ہی ذات تک محدود رکھی تھی....!" عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"جناب بات دراصل یہ ہے کہ وہاں سے کدھر جائیں گے....!"

"اس کا فیصلہ وہیں پہنچ کر کیا جائے گا۔"

آفیسر کچھ نہ بولا۔

عمران نے جوزف سے کہا "اور کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

"کی گوما کے قریب ہی ایک قصبہ مپانڈا ہے وہاں ہمیں ایسے لوگ مل سکیں گے جو ہماری رہنمائی کر سکیں۔!"

"تمہارا اشارہ شائد شکاری بل جیروم کی طرف ہے۔" ایک آفیسر بولا۔

"یس سر! بل جیروم اور اُس کے مقامی ساتھی....!"

"بل جیروم بوڑھا ہو چکا ہے۔ ریٹائرڈ زندگی گذار رہا ہے۔!"

"لیکن جناب وہ ہمارے لئے مفید معلومات فراہم کر سکے گا۔" پھر کوئی کچھ نہ بولا۔

عمران نے میٹنگ برخواست کر دی! جوزف اُس کے پیچھے پیچھے خیمے سے نکلا اور اُس کے خیمے تک چلا آیا۔

"اندر آ جاؤ....!" عمران اپنے خیمے میں داخل ہوتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"مجھے حیرت ہے باس۔" جوزف نے کہا "جو کچھ میں نے کہا وہ سب ہی جانتے ہیں لیکن انہوں نے تمہیں نہیں بتایا۔ بل جیروم ہی وہ فرد واحد ہے جو رفٹ ویلی کے جنگلوں کے بارے میں سب سے زیادہ جانتا ہے....!"

"یہ لوگ میری سمجھ میں نہیں آ رہے۔!" عمران بولا۔

"بے فکر رہو! میں سب سے سمجھ لوں گا۔ لیکن وہ چوٹا تو بالکل ہی خاموش رہا تھا۔ کچھ نہیں بولا تھا۔!"

"کس کی بات کر رہے ہو۔!" عمران چونک پڑا۔

"کیپٹن بگاسی! کالی بھیڑ معلوم ہوتا ہے۔!"

"کوئی ثبوت....!"

"میری چھٹی حس باس.... تم ان لوگوں کو نہیں جانتے.... میں جانتا ہوں....!"

"کیا اس کا امکان ہے....!"

"کسی بھی امکان کو رد نہ کرو.... جب سے آیا ہوں مجھے پورے ملک میں گڑبڑ محسوس ہو رہی ہے۔!"

"اچھی بات ہے تو اس پر نظر رکھنا! واقعی یہاں پہنچ کر میری کھوپڑی گھوم گئی ہے۔!"

"فکر نہ کرو باس! سب ٹھیک ہو جائے گا۔!"

"تم ابھی تک اپنے لوگوں سے نہیں ملے....!"

"کیا کروں گا باس....! شائد اب وہی ملیں جنہیں ذرا ذرا سا چھوڑ کر گیا تھا۔ وہ مجھے کیا پہچانیں گے....!"

"تمہارا اپنا خاندان....!"

"تمہارے علاوہ اب میرا اور کوئی خاندان نہیں ہے۔!"

"میں اندر آ سکتا ہوں جناب....!" دفعتاً کسی نے باہر سے کہا۔

"آ جاؤ...." عمران بولا۔

ریڈیو آپریٹر اندر داخل ہوا.... اور ایک پرچہ اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "آپ کے لئے لاسلکی پیغام ہے جناب.... لیکن ہم اسے ڈی کوڈ کرنے سے معذور ہیں۔!"

"اوہ.... اچھا.... لاؤ....!"

وہ عمران کو پرچہ تھما کر چلا گیا۔ کوڈ ورڈ میں جولیا کا پیغام تھا۔ موانزا سے آیا تھا۔

"دونوں کا دارالسلام سے تعاقب کرتی ہوئی موانزا پہنچی ہوں۔ یہاں سنگ ہی دکھائی دیا ہے۔ بہت ہی معمولی میک اپ میں ہے۔ کم از کم میں تو پہچان ہی سکتی ہوں۔ ظفر اپنے ساتھی کی لاعلمی میں اُس سے ملا تھا۔ دونوں بہت دیر تک اُسی کی گاڑی میں بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ پھر ظفر ہوٹل چلا گیا تھا.... اور سنگ کسی اور طرف نکل گیا تھا۔!"

عمران نے طویل سانس لی۔

"کوئی خاص خبر باس۔" جوزف نے پوچھا۔

"بہت ہی خاص.... جیمسن کو بلاؤ....!"

جوزف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن کے ساتھ واپسی ہوئی تھی۔ عمران نے اسٹول کی

Digitized by Google

طرف اشارہ کیا۔ دونوں بیٹھ گئے۔

"ذہن پر اچھی طرح زور دے کر بتاؤ کہ تمہیں اس دوران میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ملا جس پر تمہیں سنگ ہی کا دھوکا ہوا ہو۔!" عمران نے جیمسن سے سوال کیا۔

"نہیں.... جناب! مجھے نہیں یاد پڑتا۔!"

"جب یہاں پہنچے تھے۔ مطلب یہ کہ کلیمنجارو میں۔!"

"جی نہیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ابھی تک ایسا کوئی آدمی میری نظر سے نہیں گذرا۔!"

"ٹھیک ہے۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ اور جوزف سے کہا "اب کیپٹن بگاسی کو بلواؤ۔!"

کیپٹن بگاسی بھی تھوڑی دیر بعد پہنچ گیا تھا۔ لیکن اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ عمران نے اُسے کرسی پیش کی۔

"شکریہ جناب!" وہ بیٹھتا ہوا بولا۔ لیکن مجسم سوال بنا ہوا تھا۔

"اس پوری بھیڑ میں صرف تمہاری آنکھوں میں مجھے ذہانت کی جھلکیاں ملی ہیں۔!"

"اُوہ.... نہیں جناب....!" وہ گڑبڑا کر بولا "شش.... شکریہ....!"

"میں غلط نہیں کہہ رہا۔ تم کبھی کوئی رائے نہیں دیتے۔ لیکن تمہاری آنکھیں غور وفکر میں ڈوبی رہتی ہیں۔!"

"اب میں کیا عرض کروں جناب" وہ کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔

"شکاری بل جیروم سے پوچھ گچھ کرنے سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔!"

"کوئی امکانی پتھر الٹے بغیر نہ چھوڑنا چاہئے۔ اُس کا کوئی نہ کوئی ساتھی ایسا ضرور ہوگا کہ ہمارے کام آسکے۔!"

"گڈ.... تو بس اَب صرف ہم چاروں ہی چلیں گے۔"!

"مم.... میں نہیں سمجھا جناب....!"

"سنو! فوجی خواہ سادہ لباس ہی میں کیوں نہ ہو۔ اپنی چال ڈھال سے فوراً پہچان لیا جاتا ہے....!"

"یہ بات تو ہے جناب....!"

"دو چار لوگوں پر نظر رکھنا آسان ہے۔ اُن کی عادات واطوار میں تبدیلی کرائی جاسکتی ہے لیکن پورے دستے پر اثر انداز ہونا ممکن نہیں۔!"

"میں سمجھ گیا جناب....! لیکن صرف چار افراد۔؟ دوسرے خطرات کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں۔"

"پیشہ ور مزدور.... مپانڈا میں ایسے مزدور بہت مل جائیں گے۔!"

"مشکل ہے جناب.... میں نے سنا ہے کہ کی گوما کے آس پاس والے گاؤں بھی خالی ہوتے جارہے ہیں....!"

"میں کچھ عرض کروں جناب...." جوزف بول پڑا۔

"ضرور.... ضرور...." عمران نے کہا۔

"مپانڈا سے کوئی بھی نہیں ہٹا.... مزدور فراہم کرنا میری ذمہ داری.... بل جیروم کو بھی بات چیت پر آمادہ کرسکوں گا....!"

کیپٹن بگاسی اُسے گھور کر رہ گیا۔ عمران نے اُس سے پوچھا۔ "اب کیا کہتے ہو۔"

"میں انکار تو نہیں کرسکتا جناب! صرف خطرات کا احساس دلانا چاہتا تھا۔!"

"اچھا تو بس تیار رہنا.... ہم چاروں کسی وقت بھی نکل چلیں گے۔ دوسروں کو ہماری اسکیم کا علم نہ ہونے پائے۔ ہم انہیں یہیں چھوڑ جائیں گے۔ اور سنو یہ ضروری نہیں ہے کہ ہم فوراً ہی جنگلوں میں گھس پڑیں۔ فی الحال سفر کا مقصد صرف بل جیروم سے ضروری معلومات حاصل کرنا ہے....!"

"بہت بہتر جناب....!"

"ڈس مس....!"

کیپٹن بگاسی چلا گیا۔ عمران جوزف سے بولا۔ اب تم اُس پر نظر رکھ سکتے ہو۔ اگر یہ کسی اجنبی سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرے تو فوراً گردن دبا دینا۔"!

"اوکے باس۔" جوزف نے کہا۔ پھر وہ بھی نکلا چلا گیا تھا۔!

"اب آپ فرمایئے جنابِ عالی۔" عمران نے جیمسن کو مخاطب کیا۔

"میں تو بے موت مارا گیا ہوں.... دو غلا سمجھ کر کوئی نیگرس بھی قابلِ اعتنا نہ سمجھے گی۔"

Digitized by Google

"اطلاع ملی ہے کہ آپ کے شہزادے صاحب سنگ ہی کے چکر میں پڑ گئے ہیں۔!"

"کک.... کہاں۔؟"

"فی الحال موانزا میں ہے....!"

"لیکن یور میجسٹی.... یہ اس وقت کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!"

"کون سی؟"

"جوزف کو بعد میں آپ نے جو ہدایات دی ہیں اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کیپٹن بگاسی پر کسی قسم کا شبہ کر رہے ہیں....!"

"تمہارا خیال درست ہے۔!"

"تو پھر اُس سے اِس قسم کی گفتگو کیوں کر ڈالی۔ پوری اسکیم ہی سے آگاہ کر دیا۔"

"شبہے کو یقین کی حد تک لے جانا چاہتا ہوں۔!"

"اور اگر یہ بات دوسروں تک پہنچ گئی تو....؟"

"کوئی فرق نہیں پڑے گا بس دیکھتے جاؤ....!"

"مجھے کیوں طلب فرمایا ہے....!"

"تم اپنے لئے کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"جو آپ چاہیں....!"

"تم اب میرے ہی ساتھ رہو گے....!"

"خوش نصیبی۔ لیکن آپ کو اتنا سیریس دیکھ کر گہرا صدمہ پہنچا ہے....!"

"کیا مجھے سیریس نہ ہونا چاہئے۔"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ب.... بس.... وہ بگاسی....!"

"کیا ہوا بگاسی کو....!"

"وہ سچ مچ کسی اور کا آدمی ہے.... ابھی ابھی میں نے چیک کیا ہے....!"

"بیٹھ جاؤ اور خود کو سنبھالو۔!" عمران نے اسٹول کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہاں سے وہ سیدھا جھاڑیوں کی طرف گیا تھا۔" جوزف بیٹھتا ہوا بولا۔

Digitized by Google

"غالباً رفع حاجت کے بہانے.... اُدھر ٹیلے کے قریب والی جھاڑیوں میں۔ میں بھی پہنچا.... اور متحیر رہ گیا....!"

"رفع حاجت کرتے دیکھ کر....!" جیمسن بول پڑا۔

"تم چپ رہو...." جوزف بھنا کر بولا۔ عمران نے بھی ہاتھ اٹھا کر جیمسن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

"وہ ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہا تھا! اور جانتے ہو ٹرانسمیٹر کیسا تھا۔" جوزف نے طویل سانس لی اور پھر بولا "فاؤنٹین پن جو اسکی جیب میں لگا رہتا ہے۔ ہم سب دیکھتے تھے۔ فونٹین پین کی کیپ ایئر فون بن گئی تھی اور نب والے حصے کو ہونٹوں کے قریب لا کر کسی سے بات کر رہا تھا۔!"

"کیا بات کر رہا تھا۔!"

"کسی کو رپورٹ دے رہا تھا ہمارے متعلق اور کچھ دیر قبل کی ساری باتیں دہرائی تھیں۔!"

"ٹھیک ہے.... لیکن یہ تو بتا کہ آخر تجھے کس بناء پر اُس پر شبہ ہوا تھا۔"

"صرف وہی تمہاری ٹوہ میں رہتا ہے اور تمہارے سامنے پہنچ کر ایسا بن جاتا ہے جیسے ادب اور احترام کرنے کے علاوہ اور کچھ جانتا ہی نہ ہو۔ مشاورتی نشستوں میں گم سم بیٹھا رہتا ہے۔ نہ کبھی کچھ کہتا ہے اور نہ پوچھتا ہے۔!"

"ٹرانس میٹر پر کس کا نام لے کر مخاطب کیا گیا تھا۔؟" عمران نے پوچھا۔

"یہ نہیں بتا سکتا.... اُس کے قریب اُس وقت پہنچا تھا جب وہ آدھی بات کر چکا تھا۔!"

"خیر دیکھیں گے...." عمران اٹھتا ہوا بولا "اب تم دونوں اپنے ٹھکانے پر جاؤ۔!"

"میرا خیال ہے باس! اُس کے سلسلے میں جو کچھ بھی کرنا ہے.... جلد کر ڈالو۔" جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا!

"ٹھیک ہے! میں دیکھوں گا۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

وہ دونوں باہر نکل گئے۔!

ظفر الملک نے تیراکی کے گھاٹ پر تہلکہ مچا دیا تھا۔ تیراکی کے ایسے ایسے کرتب دکھاتا کہ

اس کے گرد بھیڑ لگ جاتی۔ موانزا میں اُن کا تیسرا دن تھا۔ سنگ ہی سے دوبارہ ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ مسوما کی تیز نظریں ہر وقت اُس کی تلاش میں رہتیں۔ یہاں اس وقت وکٹوریہ کے اُس ساحل پر بھی جہاں تیراکی ہوتی تھی اُسے سنگ ہی کی تلاش تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اُس کی اصلیت سے واقف نہ رہا ہو۔ لیکن ظفر کے نامعلوم ساتھی کی حیثیت سے وہ اس کے لئے اہم تھا۔ شائد وہ اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا تھا کہ وہ ظفر کا وہی نامعلوم ساتھی ہے جس کی اُسے تلاش تھی اور شائد وہ دور رہ کر اُن دونوں کی نگرانی کر رہا ہے۔

مسوما اب تنہا بھی نہیں تھا۔ اُس نے اپنے کئی آدمی طلب کر لئے تھے جو یہاں بھی اس کے آس پاس ہی موجود تھے۔ لیکن ظفر کو اس کا علم نہیں تھا۔ وہ تو لڑکیوں کو اپنے کرتب دکھانے میں مگن تھا۔ بالکل کسی ڈولفن مچھلی کی طرح پانی کی سطح سے اوپر اچھلتا۔ اور جسم کو چکر دیتا ہوا پھر پانی میں آ رہتا۔ ایک لڑکی خصوصیت سے اُس کے گرد چکر لگا رہی تھی۔

"مجھے بھی سکھا دو.... کس طرح کرتے ہو۔!" وہ اُس سے بار بار کہتی۔ لہجے سے اطالوی معلوم ہوتی تھی۔!

"یہ سکھانے کی چیز نہیں ہے۔ عادت ہے! میں تو سمندر ہی میں پیدا ہوا تھا۔" ظفر نے کہا۔

"بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو.... سکھا دو۔!"

"بہت تھک گیا ہوں.... چلو کنارے چلیں....!"

وہ تیرتے ہوئے خشکی پر آئے اور لڑکی اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی چھتری کی طرف لے جاتی ہوئی بولی "تم کہاں سے آئے ہو۔!"

"ترکی سے....!"

"تمہاری رنگت بہت صاف ہے....!"

"ترکوں کی ہوتی ہے۔ آدھے یوروپی ہیں نا۔!"

"میں نے تمہیں اُس کالے آدمی کے ساتھ دیکھا تھا! لڑکی نے مسوما کی طرف اشارہ کیا جو اُن سے بہت دور بیٹھا ہوا تھا اور کبھی کبھی اُن کی طرف بھی دیکھ لیتا تھا۔

"ہاں وہ یہیں کا باشندہ اور میرا دوست ہے۔!"

اور ٹھیک اُسی وقت ظفر نے مسوما کو اٹھ کا ایک طرف دوڑتے دیکھا اور بوکھلا کر سیدھا

Digitized by Google

ہو بیٹھا۔

"یہ اسے کیا ہو گیا ہے۔؟" لڑکی نے حیرت سے کہا۔!

"خدا جانے...." ظفر کی تشویش بڑھ گئی۔ وہ بھی اٹھ گیا۔ البتہ مسوما کی طرح دوڑ نہیں لگائی تھی۔ کسی قدر تیز رفتاری سے اُسی جانب چل پڑا جدھر مسوما گیا تھا۔ لڑکی جہاں تھی وہیں بیٹھی رہی۔ لیکن ظفر کی تگ و دو کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مسوما نہ جانے کہاں غائب ہو گیا تھا وہ تھکا ہارا پھر لڑکی کی طرف پلٹ آیا۔

"کیا قصہ تھا....؟" اُس نے سوال کیا۔

"پتہ نہیں.... وہ مجھے نہیں مل سکا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔ وہ اس طرح کیوں بھاگا تھا۔!"

"اگر مجھے تمہارے ساتھ نہ دیکھتا تو ہرگز نہ بھاگتا۔ بدذوق آدمی ہے۔!"

"میرا نام ایمیلیا ہے....!"

"اور میں غزن بغابوز ہوں۔!"

"بڑا مشکل نام ہے۔ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکے گا۔!"

"پھر تم جو نام چاہو مجھے دے سکتی ہو۔!"

"چھوڑو بھی۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ نام بھلا دیئے جاتے ہیں۔ کل تم کہیں اور ہو گے اور میں کہیں اور۔!"

ظفر بور ہو رہا تھا۔ اب اسے اس لڑکی سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ ذہن مسوما میں الجھ گیا تھا۔ جلد سے جلد ہوٹل پہنچنا چاہتا تھا۔ لیکن لڑکی جان کو آ گئی تھی۔! بدقت اُس سے پیچھا چھڑا کر ہوٹل پہنچا۔ مسوما یہاں بھی نہ ملا۔ کمرے کی کنجی کاؤنٹر کلرک ہی کی تحویل میں تھی۔ اُس سے کنجی لے کر کمرے میں آیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک ویٹر نے اطلاع دی کہ اُس کی فون کال ہے وہ کمرے سے نکل کر کاؤنٹر پر آیا۔ یہاں کمروں میں فون سروس نہیں تھی۔"

"ظفر۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہاں۔ ظفر ہی ہوں۔" اُس نے ماؤتھ پیس میں کہا۔

"میں سنگ بول رہا ہوں۔ تمہارے ساتھی نے اپنے آدمیوں سمیت مجھے گھیرنے کی کوشش کی تھی۔"

"کب.... کہاں....!"

"تیراکی کے ساحل کے قریب...."

"پھر کیا ہوا....؟"

"اُس کے پانچوں ساتھیوں میں سے تین زخمی ہوئے اور دو مر گئے اور خود وہ اس وقت میری قید میں ہے۔!"

"خدا کی پناہ۔!"

"ہوٹل فوراً چھوڑ دو۔ اپنا اور اسکا سامان وہیں چھوڑ دو۔ صرف اپنے کاغذات لیکر نکل آؤ۔!"

"نکل کر جاؤں کہاں۔؟"

"میرے پاس آجاؤ....!"

"تم کہاں ہو۔!"

"مجھ تک پہنچنے کا طریقہ سنو! ساحل پر وہ لڑکی اب بھی اُسی چھتری کے نیچے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہیں واپس جاؤ۔ لڑکی سے کہنا مجھے مسٹر ویسلی کے پاس لے چلو....!"

"بس اتنی سی بات۔!" ظفر چہک کر بولا۔

"بس اتنی سی بات! جلدی کرو....!"

"اوکے....!"

پھر اُس نے بڑی سعادت مندی سے سنگ ہی کے مشورے پر عمل کیا تھا۔ یہ سن کر بے حد خوشی ہوئی تھی کہ ایمیلیا کا تعلق سنگ ہی سے ہے۔ گویا مزید کچھ وقت اُس کے ساتھ گذارنے کا موقع خود بخود مل گیا تھا۔

ساحل تک پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ ایمیلیا اسی چھتری کے نیچے نیم دراز سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہی تھی۔ اُسے دیکھ کر سیدھی ہو بیٹھی۔!

"میں جانتی تھی کہ تم ضرور آؤ گے۔!" وہ ہنس کر بولی۔

"اُوہ.... ایمی.... مجھے مسٹر ویسلی کے پاس لے چلو۔!"

Digitized by Google

"مسٹر ویسلی.... اوہ.... اچھا.... چلو.... اُس نے کہا اور اٹھ کر اپنا سامان سمیٹنے لگی۔ لیکن ظفر سوچ رہا تھا کہ کہیں مسوما کا کوئی آدمی خاص طور پر اُس کی نگرانی نہ کر رہا ہو۔ ضروری نہیں کہ وہ صرف پانچ ہی رہے ہوں۔

لڑکی اسے ایک اسپورٹ کار تک لائی۔ ظفر نے اُس کے لئے اسٹیرنگ سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

"شکریہ....!" وہ سیٹ پر بیٹھتی ہوئی مسکرائی۔ ظفر دوسری طرف سے اسکے برابر بیٹھ گیا۔

"تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔!" لڑکی نے انجن اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

"نام.... نام.... او.... کچھ بتایا تو تھا.... اب یاد نہیں....!"

لڑکی زور سے ہنسی.... اور گاڑی حرکت میں آگئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ظفر نے کہا۔!

"میں چلا تو گیا تھا۔ لیکن یقین کرو مجھے اپنے ساتھی سے متعلق تشویش تھی ورنہ تمہارا ساتھ چھوڑنا آسان نہیں ہے۔ تم بہت خوبصورت ہو ایمی....!"

"چاپلوسی کی باتیں نہیں...... تمہیں وہ کھیل مجھے سکھانا ہی پڑے گا...... میں نے آج تک کسی کو ایسا کرتے نہیں دیکھا......"

"اور میں نے تم جیسی خوبصورت لڑکی آج تک نہیں دیکھی۔!"

"اگر مجھ سے تم پر نظر رکھنے کو نہ کہا جاتا تب بھی تمہارا وہ کھیل مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیتا اور میں تم سے مل بیٹھتی۔!"

"تب تو میں بڑا خوش نصیب ہوں۔ اچھی بات.... ایمی.... میں تمہیں پانی کے کئی کھیل سکھاؤں گا۔"

"میں تمہارا نام بھول گئی۔!"

"میں بھی بھول گیا! صحیح نام نہیں بتایا تھا! میرا نام ظفر ہے۔!"

"ظفر.... ہاں یہ یاد رہے گا.... چھوٹا سا نام.... ظفر.... اچھا ہے۔!"

وہ آبادی سے دور نکل آئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد اُن کی گاڑی ایک زرعی فارم کی حدود میں داخل ہوئی۔ کھیتوں کے وسط میں ایک بڑی سی عمارت تھی۔ اُس کے سامنے گاڑی روک کر ایمی نے کہا" یہ ہے ہمارا گھر.... مسٹر ویسلی میرے چچا ہیں۔!"

ظفر سوچ رہا تھا کہ اس کا چچا تو اطالوی ہی ہوگا۔ پھر یہ سنگ ہی! سوچ ہی رہا تھا کہ سنگ ہی

بر آمدے میں کھڑا نظر آیا۔ اس کے ساتھ ایک پستہ قد اور موٹا سا سفید فام آدمی بھی تھا۔ غالباً وہی ایمی کا چچا ویسلی تھا۔!

ظفر گاڑی سے اتر آیا لیکن ایمی بیٹھی رہی۔ ظفر نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا ہی تھا کہ بر آمدے سے سنگ کی آواز آئی۔ "فی الحال اس کا وقت نہیں۔ وہ پھر مل جائے گی۔!"

اُس نے یہ جملہ اردو میں ادا کیا تھا۔ ظفر جھینپ کر پھر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

وہ ایک بڑے کمرے میں آئے۔ سنگ نے ویسلی کا تعارف اپنے ایک دوست کی حیثیت سے کرایا تھا.... ایمی وہاں نہیں آئی تھی۔

"اُس نے اعتراف کر لیا ہے۔" سنگ بولا۔

"کیا اعتراف کر لیا ہے....!"

"اُسے تمہارے اُس نامعلوم ساتھی کی تلاش ہے جو تم سے بھی پوشیدہ رہ کر کام کر رہا ہے۔!"

"مگر تم نے اُس سے یہ اعتراف کیسے کرا لیا۔"

"صاحب زادے تم شائد مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔" سنگ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور اس میں کچھ ایسی ہی بات تھی کہ ظفر چونک کر اُسے دیکھنے لگا۔

"اور اب تم مجھے بتاؤ گے کہ عمران کہاں ہے۔؟"

"تو گویا تم دوست نہیں دشمن ہو۔" ظفر کا لہجہ بھی بدل گیا۔

"جو دل چاہے سمجھو اب مجھے بھی عمران کی تلاش ہے۔!"

"سنو مسٹر سنگ! اگر جانتا ہوتا تب بھی نہ بتاتا۔ تم مجھے کیا سمجھتے ہو۔!"

اُن دونوں کے درمیان اُردو ہی میں گفتگو ہو رہی تھی۔ سنگ نے کہا "اگر تمہیں علم ہو گا تو یقینی طور پر اُگل دو گے۔"

"میں نہیں جانتا۔!"

"نہ بتانے پر مار بھی کھاؤ گے اور لڑکی بھی ہاتھ سے جائے گی۔!"

"اُوہ.... لڑکی.... مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔!"

"لڑکی کی پرواہ مردوں کو ہوتی ہے۔!"

Digitized by Google

"کیا مطلب....؟"

"اگر تمہیں لڑکی کی پرواہ نہیں ہے تو میں تمہیں مرد ہی نہیں سمجھتا۔!"

"مت سمجھو....!"

"میرا خیال ہے کہ مسوما سے ملنے کے بعد تم اپنے رویئے میں لچک ضرور پیدا کرو گے.... اٹھو.... آؤ میرے ساتھ....!"

"نہیں.... میں اُس کا سامنا نہیں کرنا چاہتا۔"

"کیوں.... اس میں کیا قباحت ہے۔!"

"میں مناسب نہیں سمجھتا۔ وہ میرے ساتھ بہت مہربانی کا برتاؤ کرتا رہا ہے۔"

"تم اٹھتے ہو یا میں کوئی دوسرا طریقہ اختیار کروں۔!"

ظفر نے سوچا۔ بُرے پھنسے۔ پتا نہیں یہ مردود کیا چاہتا ہے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ سنگ کا رویہ اس طرح بدل جائے گا۔!

اُسے جلد ہی اُس کمرے میں دھکیل کر دروازہ بند کر دیا گیا جہاں مسوما فرش پر پڑا کراہ رہا تھا۔ اُس کے جسم پر صرف ایک انڈرویئر تھا۔ اور سر سے پیر تک لہولہان ہو رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی درندے نے سارا جسم بھنبھوڑ کر رکھ دیا ہو۔!

"تم نے دیکھا۔!" مسوما ہاتھ اٹھا کر کراہا۔

"یہ.... یہ.... کیسے ہوا؟"

"وہ.... وہ.... کوئی خبیث روح ہے.... چمٹ جاتا ہے تو ہڈیاں چٹخنے لگتی ہیں۔ میں جنبش میں نہیں کر سکتا! اور وہ مجھے کاٹتا اور بھنبھوڑتا رہتا ہے۔!"

"کک.... کون....!"

"وہی لمبا آدمی.... لل لیکن.... تم تو صحیح و سالم ہو۔!"

"کس وہم میں ہو دوست! میں بھی اُس کے ہاتھ لگ گیا ہوں۔ اور وہ بھی تمہاری طرح مجھ سے میرے کسی آفیسر کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو میرے علاوہ یہاں موجود ہے۔!"

"مجھ سے بھی پوچھتا تھا۔ لیکن مجھے کیا معلوم.... یہ تم جانو.... ویسے میں تمہیں بتاؤں کہ اگر تم نے اُسے نہ بتایا تو تمہارا بھی یہی حشر ہو گا۔ وہ آکٹوپس کی طرح جکڑتا ہے۔"

"کیا صرف میرے آفیسر ہی کے بارے میں پوچھا تھا....!"

"وہ تو ثانوی بات تھی اصل معاملہ کچھ اور معلوم ہوتا ہے۔!"

"کیا معلوم ہوتا ہے۔!"

"حقیقتاً وہ مجھ سے اُس عورت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے جس کی تلاش میں ہم یہاں آئے تھے۔!"

"کیا اُس نے اُس کا نام لیا تھا۔" ظفر نے پوچھا۔

"نہیں بس یہ پوچھتا رہا تھا کہ اپنے محکمے کے ڈائریکٹر کے علاوہ اور کس سے احکامات حاصل کررہا ہوں آجکل....!"

"اوہ....!" ظفر کے ہونٹ سکڑ کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر چونک کر بولا "آخر تم اس طرح گھاٹ سے کیوں بھاگے تھے۔!"

"میرے آدمیوں نے اُسے ایک جگہ گھیرا تھا! مجھے اطلاع ملی تو دوڑا گیا اتنے میں اُس نے دو کو گرادیا تھا۔ ایسا ماہر خنجر باز بھی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ ہم مسلح تھے لیکن فائر اس لئے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ساحل پر ہراس پھیل جائے گا۔ بس اسی کمزوری سے اُس نے فائدہ اٹھایا....!"

"وہ مجھ سے کہہ رہا تھا کہ دو آدمی مر گئے اور تین زخمی ہیں۔" ظفر نے کہا۔

"مجھے کچھ ہوش نہیں کہ کیا ہوا۔ اُس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کرنے کی بجائے کنپٹی پر گھونسہ مارا تھا۔ پھر مجھے یاد نہیں کہ اُس کے بعد کیا ہوا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس کمرے میں تھا۔ اور اسی حال میں مردود نے میرے کپڑے تک اتروادیئے۔ اور بھائی ظفر اب تم ایک تدبیر کرو۔!"

"تدبیر.... کیسی تدبیر....!"

"پتا نہیں اُس نے میرا سوٹ کہاں پھینکا ہوگا! کوٹ کی جیب میں فاؤنٹین پن ہے۔ کسی طرح اُسے حاصل کرو۔!"

"فاؤنٹین پن۔!" ظفر کے لہجے میں حیرت تھی۔ "بھلا اُس سے کیا ہوگا۔!"

"یہ نہیں بتاؤں گا بس کوشش کرو کہ کسی طرح وہ ہاتھ آجائے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ابھی تک صحیح و سالم ہو۔ اور تمہیں محض اسی لئے میرے پاس بھیجا گیا ہے کہ مجھے دیکھ کر عبرت

Digitized by Google

پکڑو اور جو کچھ وہ معلوم کرنا چاہتا ہے بوکھلا کر اُگل دو!"

"تمہارا اندازہ درست ہی معلوم ہوتا ہے۔!" ظفر ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"بس تو پھر تم.... صحیح و سلامت ہی رہنے کی کوشش کرو۔ اور کسی طرح میرا فاؤنٹین پن حاصل کرلو ورنہ کتے کی موت مارے جائیں گے۔ دونوں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن جو بات میرے علم میں نہیں ہے۔ اُسکے بارے میں اُسے کیا بتاؤں گا!"

"کچھ جھوٹ سچ.... یونہی کچھ ہانک دو....!"

"مائی ڈیئر مسوما تم فی الحال اپنے بارے میں سوچو نیچے سے اوپر تک زخمی ہو۔!"

"اس کی پرواہ مت کرو۔ مجھے زخموں کی پرواہ کبھی نہیں ہوئی۔ لیکن اُس خبیث کے ہاتھوں مارا جانا ہرگز پسند نہیں کروں گا۔!"

"کیا واقعی تم اُسے نہیں جانتے۔!"

"میں کیا جانوں.... پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ اُس کی قومیت تک کا تو اندازہ لگا نہیں سکا۔!"

"وہ بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں اُس کا ریکارڈ موجود نہ ہو۔!"

"مم.... میں بالکل نہیں سمجھا کہ تم کس کی بات کررہے ہو۔!"

"وہ مشہور چینی سنگ ہی ہے۔!"

"نہیں....!" مسوما بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔

"ہلکے پھلکے میک اپ میں ہے۔ صرف گھنی مونچھوں کے اضافے کے ساتھ۔"

مسوما ہونقوں کی طرح منہ اور آنکھیں پھاڑے بیٹھا رہا!

"تت.... تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔!" مسوما بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اتنے قریب سے دیکھنے کا اتفاق کب ہوا تھا۔ یہ تو میں نے ذرا ہی دیر پہلے اُسے پہچانا ہے۔!"

"بہت برا ہوا.... بہت برا.... اُس کے لئے تو پوری بٹالین ناکافی ہوتی....!"

"اب میری بات سنو.... اُن پر ہرگز یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اُسے پہچانتے ہو۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"میں تمہارے لئے کیا کروں۔ تم بہت زیادہ زخمی نظر آرہے ہو....!"

"میری فکر نہ کرو۔ کسی طرح فاؤنٹین پن....!"

"دیکھو بھائی مسوما! میری حیثیت بھی ایک قیدی ہی کی ہے! مجھے کب وہ کوئی ایسا موقع دیں گے کہ میں تمہارا کوٹ تلاش کرتا پھروں۔!"

مسوما خاموش ہو گیا۔ اُس کی زبان بند تھی لیکن آنکھیں کراہ رہی تھیں اُن سے تکلیف کا احساس نمایاں تھا!

ظفر سوچ رہا تھا کہ آخر وہ خود سنگ کے جھانسے میں کیوں آگیا اور اَب اُس کا رویہ کیا ہونا چاہئے۔

دفعتاً دروازہ کھلا اور سنگ مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا.... اُس کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا ایک فاؤنٹین پن تھا.... مسوما اُسے خوفزدہ نظروں سے دیکھتا رہا۔

"یہ رہا تمہارا فاؤنٹین پن۔ کیا اَب بھی تمہیں اس سے انکار ہے کہ تم زیرولینڈ کے ایجنٹ ہو!"

"مسوما تھوک نگل کر رہ گیا.... سنگ ظفر الملک کی طرف مڑا۔ چند لمحے اپنی تیز چمکیلی آنکھوں سے گھورتا رہا پھر بولا "تم نے بہت اچھا کیا کہ اسے میری شخصیت سے آگاہ کر دیا۔!"

"وہ.... دراصل.... مم.... میں....!"

"خاموش رہو...." کہہ کر وہ مسوما کی طرف گھوما۔

"اپنا کوڈ نمبر اور انٹروڈکٹری کوڈ بتاؤ۔"

مسوما سختی سے ہونٹ بھینچے بیٹھا رہا۔

"نہ بتانے کی صورت میں مار ڈالوں گا اور اس سے میرا کوئی نقصان بھی نہ ہو گا۔!"

"بتا دو.... کیوں جان دے رہے ہو۔!" ظفر بول پڑا۔

"میں نے کہا تھا کہ تم خاموش رہو۔" سنگ غرایا۔

ظفر نے دیکھا کہ مسوما آہستہ آہستہ اٹھ رہا ہے۔ پھر وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔ اور عجیب سی آواز میں بولا۔ "تم مجھے مار ڈالو.... میں دوغلا نہیں ہوں تم مجھ سے کچھ بھی نہیں معلوم کر سکتے....!"

"کیا یہ دوغلا پن نہیں ہے کہ تم اپنی قوم کو دھوکے میں رکھ کر بین الاقوامی مجرموں سے تعاون کر رہے ہو....!"

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے اپنی قوم کے مفاد میں کیا ہے۔ قوم کا مفاد اسی میں ہے کہ ہم بڑی طاقتوں کے کسی مخالف کا ساتھ دیں۔!"

Digitized by Google

سنگ ہی نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "یہ چوٹٹے.... بڑی طاقتوں کے مخالف۔"

"ہم اُن کی مدد سے سفید فاموں کو افریقہ سے نکال باہر کریں گے۔!"

"بس......بس......!" سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "نکل گئے سفید فام......اپنا کوڈ نمبر بتاؤ......"

"ناممکن....!"

"نمک کے ڈھیر میں دفن کرا دوں گا۔!"

ظفر کانپ کر رہ گیا۔ لیکن اس دھمکی نے بھی مسوما پر کوئی اثر نہ ڈالا۔ وہ پہلے ہی کی طرح تنا کھڑا ہوا تھا۔!

"آدھے گھنٹے کی مزید مہلت دیتا ہوں.... اس کے بعد....!" سنگ جملہ پورا کئے بغیر دروازے کی طرف مڑ گیا....!

وہ چاروں موانزا پہنچ چکے تھے اور جولیانا فٹنر واٹر کی تلاش جاری تھی۔ کیپٹن بگاسی کے علاوہ اور کسی مقامی آدمی کو عمران نے ساتھ نہیں لیا تھا.... وہ چاروں فوجی ہی وردی میں تھے!

جوزف خاص طور پر بگاسی کی نگرانی کرتا رہتا۔ جس فاؤنٹین پن کا ذکر اُس نے عمران سے کیا تھا۔ اَب بھی کیپٹن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔ لیکن جوزف نے اُسے استعمال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ہر وقت اُس کے سر پر سوار رہتا!

عمران کبھی کبھی اُن سبھوں سے الگ ہو کر جیبی ٹرانسمیٹر کے ذریعے جولیا سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرتا۔ لیکن ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی تھی۔

جیمسن جوزف کو چھیڑتا رہتا.... کبھی کبھی دونوں بُری طرح اُلجھ جاتے.... لیکن کیپٹن بگاسی خاموش تماشائی بنا رہتا۔ وہ ہمہ وقت کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا دکھائی دیتا۔ کبھی کبھی تو ایسا لگتا جیسے اُسے آس پاس کی چیزیں تک نہ دکھائی دیتی ہوں۔ اور کانوں میں کوئی آواز نہ پڑتی ہو۔

ویسے عمران اُس سے بات بات پر مشورہ کرتا رہتا تھا۔ لیکن اُس نے شائد ہی کبھی خود سے کسی کو مخاطب کیا ہو۔ اِس وقت عمران اُس سے پوچھ رہا تھا کہ مطلوبہ ایجنٹ کو تلاش کرنے کے لئے کون سا طریقہ اختیار کیا جائے۔

"آپ کو یقین ہے کہ وہ موانزا ہی میں ہے۔!" بگاسی نے سوال کیا۔

"یقین کامل ہی سمجھو....!"

"تو پھر ہوٹلوں کے رجسٹر چیک کئے لیتے ہیں۔!"

"نہیں کیپٹن! مجھے علم نہیں کہ اُس نے کس نام سے خود کو رجسٹر کرایا ہوگا۔"

"تب تو مشکل ہے جناب....!"

پھر تھوڑی ہی دیر بعد انہوں نے ایک خبر سنی جو جنگل کی آگ کی طرح موانزا میں پھیل رہی تھی۔ کسی خنجر باز نے دو آدمیوں کو ہلاک اور تین کو زخمی کر دیا تھا۔ اور قاتل پکڑا نہیں جا سکا! جلد انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ زخمیوں کو کہاں رکھا گیا ہے اُن سے کم از کم حملہ آور کا حلیہ تو معلوم ہی ہو سکتا۔ خبر سنتے ہی عمران کو سنگ ہی کا خیال آیا تھا۔ کیپٹن بگاسی اور جوزف کو زخمیوں سے مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے روانہ کر دینے کے بعد وہ جیمسن سے بولا۔ "ہو سکتا ہے.... ان پانچوں میں تمہارا اسوما بھی شامل ہو.....!"

"یقین کے ساتھ تو نہیں کہا جا سکتا۔!"

"حملہ آور سنگ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ تین انچ کے پھل والے چاقو سے بھی وہ مہلک وار کر سکتا ہے۔!"

"خدا جانے۔ مجھے تو اَب اُلجھن ہونے لگی ہے۔ اس معاملے سے۔!"

عمران کچھ بولا۔ دونوں خیمے سے باہر نکل آئے۔ کسی ہوٹل میں قیام کرنے کی بجائے اُس نے خیمے میں رہنا پسند کیا تھا۔

"تو اُس کے لئے کیا طے پایا یور میجسٹی۔!" جیمسن تھوڑی دیر بعد بولا "کیا ہم چار ہی کی گوما کی طرح جائیں گے۔!"

"دیکھتے رہو.....!" عمران نے کہا۔ وہ کسی قدر متفکر نظر آ رہا تھا!

دفعتاً ایک ٹیکسی قریب آ کر رکی.... وہ دونوں اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اگلی سیٹ سے جوزف اُترا تھا اور پچھلی سیٹ سے جولیا اور بگاسی اُترے تھے.... عمران نے طویل سانس لی۔

"یہ مجھے.... اسپتال کے قریب ہی ملی تھیں...." جوزف عمران کو سلیوٹ کر کے بولا۔

"اندر جاؤ....!" عمران نے خیمے کی طرف اشارہ کیا.... وہ چلی گئی۔

Digitized by Google

بگاسی نے کہا "زخمی خواب آور دوا کے زیر اثر ہیں اس لئے کچھ بھی نہیں ہو سکا! لیکن اطلاع ملی ہے کہ اُن میں سے ایک کو اتنا ہوش تھا کہ پولیس کو بیان دے سکتا۔ اب میں دوسرے ذرائع سے اُس کے بیان کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش کروں گا۔!"

"ٹھیک ہے.... تم دونوں جاؤ۔!"

دفعتاً خیمے کے دروازے سے جولیا کی آواز آئی۔ "میرے پاس زخمیوں سے متعلق بھی اطلاع ہے۔!"

عمران نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور اُن تینوں سے بولا۔ "تم لوگ فی الحال اپنے خیموں میں جاؤ۔!"

جولیانا فنٹز واٹر کسی قدر بوکھلائی ہوئی سی لگ رہی تھی۔ اُس نے جلدی جلدی کہنا شروع کیا۔ "وہ مسوما کے آدمی ہیں۔ ایک زخمی کے بیان کے مطابق حملہ آور تنہا تھا۔ حلیہ دبلا پتلا اور غیر معمولی طور پر لمبا۔ ناک چپٹی۔ گھنی مونچھیں۔!"

"میرا اندازہ غلط نہیں تھا۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔

"ظفر بھی اُسی عمارت میں پہنچا دیا گیا ہے جہاں میں نے سنگ کو دیکھا تھا۔ دراصل میں ظفر ہی کے پیچھے تھی۔ ایک لڑکی اُسے تیراکی کے گھاٹ سے اپنے ساتھ لے گئی۔ عمارت ایک زرعی فام کے درمیان واقع ہے۔ یہاں سے فاصلہ چار پانچ میل ہوگا۔!"

"اُسے کوئی لڑکی ہی لے جا سکتی ہے۔!"

"جھیل میں تیراکی کے کمالات دکھا رہا تھا۔ کئی لڑکیوں نے گھیر لیا اور اُن میں سے ایک اُسے لے گئی۔!"

"تم کیا چاہتی تھیں؟ سب لے جائیں۔!"

"فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو.... پتا نہیں وہ ظفر کا بھی کیا حشر کرے۔!"

"کیا تمہیں ظفر سے مل بیٹھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔!"

"میں نے مناسب نہیں سمجھا تھا۔!"

"حالانکہ اُس سے یہ معلوم کرنا ضروری تھا کہ سنگ نے اُس سے کس قسم کی باتیں کی تھیں۔ خیر میں دیکھتا ہوں۔ چلو بتاؤ وہ عمارت کہاں ہے۔"

اُن کے پاس دو گاڑیاں تھیں۔ ایک میں جیمسن، جوزف اور کیپٹن بگاسی بیٹھے تھے.... اور دوسری میں یہ دونوں۔!

"جیمسن پر جو تجربہ تم نے کیا تھا اس کا کیا نتیجہ نکلا۔!" جولیا نے پوچھا۔

"گونگے فراہم کر کے ان کا بلڈ گروپ معلوم کیا جاتا ہے.... جیمسن اپنا خون تجزیئے کے لئے دے کر ہسپتال سے بھاگ نکلا تھا۔ اُس نے سُن لیا تھا کہ وہ بلڈ گروپ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔!"

"تو گویا.... یہ گونگے....!"

"ہاں.... یہاں گونگوں ہی پر تجربہ کیا جارہا ہے۔! اچھا.... تم وہ جگہ دکھا کر جیمسن کے ساتھ واپس چلی جاؤ گی۔!"

"میں بھی یہی چاہتی ہوں.... بہت تھک گئی ہوں.... لیکن پہلے تم وعدہ کرو کہ سوچے سمجھے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤ گے....!"

"میں ایسا کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔"

"کیا مطلب۔!"

"بسا اوقات کچھ سوچنے سمجھنے کا موقع ہی نہیں ملتا۔!"

"تو پھر میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑ سکتی۔!"

"اٹھا کر پٹخ دوں گا۔!"

"کچھ بھی کہو۔!" وہ سر جھٹک کر بولی۔ "ایکس ٹو نے مجھے اسی لئے بھیجا ہے کہ تمہیں حماقتوں میں پڑنے سے باز رکھوں۔!"

عمران نے طویل سانس لی.... اور سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹھیک اُسی وقت جولیا بولی۔ "وہ دیکھو بائیں جانب جو کھیتوں کا سلسلہ ہے.... وہی ہے.... عمارت کچھ دور اندر جا کر اُس ٹیلے کے پیچھے ہے۔!"

عمران نے گاڑی سے باہر ہاتھ نکال کر پچھلی گاڑی کو رفتار کم کرنے کا اشارہ کیا تھا.... پھر اُس نے اپنی گاڑی روک دی! پچھلی گاڑی بھی قریب ہی آرکی۔

عمران نے اپنی گاڑی سے اُترتے ہوئے جیمسن سے کہا "تم انہیں واپس لے جاؤ اور وہاں ہماری واپسی کے منتظر رہنا۔!"

Digitized by Google

شائد جولیا نے بگاسی کی موجودگی میں بات بڑھانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔! ورنہ تیور تو بہت بُرے تھے۔ مجبوراً اُتر کر دوسری گاڑی میں جا بیٹھی! جیمسن کی آنکھوں میں عجیب طرح کی چمک نظر آئی تھی۔ جیسے کسی اُکتا دینے والے کام سے نجات مل گئی ہو۔ جلدی سے انجن اسٹارٹ کر کے گاڑی موڑی تھی اور تیز رفتاری سے نکلا چلا گیا تھا۔

"کیپٹن بگاسی....!" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔!"

"اب ہم جس آدمی سے دوچار ہونے والے ہیں! انتہائی خطرناک ہے! تم نے اندازہ لگالیا ہو گا کہ وہ کون ہو گا۔!"

"میں کچھ نہیں سمجھا جناب....!"

"میں اُس آدمی کی بات کر رہا ہوں جس نے دو آدمیوں کو ختم کر دیا اور تین اُس کے ہاتھوں زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں۔!"

"لل.... لیکن ہمیں اس سے کیا سروکار....!"

"میرا ایک ایجنٹ بھی اُس کے قبضے میں ہے۔!"

"میں بے حد محتاط رہوں گا جناب....!"

"تمہارے پاس خانہ تلاشیوں کا مخصوص اجازت نامہ موجود ہے۔!"

"یس سر....!"

"بس تو پھر بیٹھو گاڑی میں۔!"

جوزف کی بجائے عمران نے اسٹیئرنگ وہیل سنبھالا اور گاڑی کھیتوں کی طرف روانہ ہو گئی۔ جوزف پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔ بگاسی عمران کے برابر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کنکھیوں سے دیکھا! فونٹین پن بگاسی کی جیب میں موجود تھا۔ وہ اُسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تھا.... گاڑی کھیتوں کے درمیان والے کشادہ راستے پر مڑ گئی۔

"ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے تیار رہو۔!" عمران نے کہا اور اُن دونوں کے ہولسٹروں سے اعشاریہ چار پانچ کے ریوالور نکل آئے۔

ٹیلے کے قریب پھر ایک موڑ آیا اور عمارت سامنے ہی دکھائی دی.... عمران نے ایکسلریٹر

پر مزید دباؤ ڈالتے ہوئے کہا "ہم ریڈ کر رہے ہیں رسمی کارروائیوں کی ضرورت نہیں ہے۔!"

اور پھر وہ سچ مچ ریڈ ہی ثابت ہوا تھا.... عمارت کے مکیں بوکھلا گئے۔ ایمی بھی موجود تھی اور اُس کا چچا وسیلی لوہار کی دھاتکنی کی طرح پھول پچک رہا تھا۔

وہ لمبا آدمی کہاں ہے۔!" عمران نے اُس سے سوال کیا۔!

"وہ.... وہ.... تو کہیں گیا ہوا ہے....!"

"کب....؟"

"کچھ ہی دیر پہلے جناب! مگر میں نہیں سمجھ سکتا۔!"

"وہ کہاں ہے۔!" عمران نے ایمی سے پوچھا۔ "جسے تم ساتھ لائی تھیں۔!"

"کب کا چلا گیا۔" ایمی نے لاپرواہی سے کہا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں تھے۔!"

"پوری عمارت کی تلاشی لو۔!" عمران نے جوزف اور بگاسی سے کہا۔

"یہ زیادتی ہے جناب۔" موٹا ہکلایا۔ میں ایک ذی عزت شہری ہوں۔!"

کیپٹن بگاسی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ملک کے دفاع کے نام پر.... میرے پاس خصوصی اجازت نامہ ہے۔ چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔!"

موٹا آدمی تھوک نگل کر رہ گیا۔ عمران وہیں ٹھہرا رہا۔ موٹا بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔ لیکن ایمی اُن دونوں کے پیچھے چل پڑی تھی۔ عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا "تم کہاں چلیں۔!"

"ہم اپنی چیزوں کے تحفظ کا حق رکھتے ہیں۔ اجنبیوں پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ کوئی ہوں۔!" وہ پلٹ کر چنچنائی۔

عمران شانے سکوڑ کر رہ گیا۔!

"دیکھئے جناب! جو کچھ کیا ہے اُس نے کیا ہے! میں کچھ نہیں جانتا۔!" موٹے آدمی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ "دراصل ہم اُس کے مقروض ہیں۔ اس لئے جب چاہتا ہے دبا لیتا ہے۔!"

"میں سمجھتا ہوں....!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"اور اُسی نے اُس کو زخمی بھی کیا ہے۔!"

"کس کو....؟"

"کالے آدمی کو....!"

"اُوہ.... تو کوئی کالا آدمی بھی ہے! لیکن کالے سے کیا مراد ہے۔!"

"مقامی باشندہ جناب.... سوما کہہ کر اُسے مخاطب کر رہا تھا۔"

"اور دوسرا جو لڑکی کے ساتھ آیا تھا۔!"

"وہ ٹھیک ہے۔ اُس پر اُس نے تشدد نہیں کیا۔ لیکن دھمکیاں دیتا رہا تھا۔"

دفعتاً کسی طرف سے ایک فائر ہوا۔ اور موٹا آدمی دھم سے فرش پر آرہا۔ عمران نے پوزیشن لینے کے لئے ایک طرف چھلانگ لگائی تھی۔ لیکن پھر کوئی فائر نہ ہوا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا!

فائر کی آواز پر جوزف بھی دوڑ آیا تھا!

"کیا ہوا باس۔؟"

"فائر.... تم اُدھر اُس کھڑکی پر جاؤ۔"

لیکن باہر سناٹا تھا۔ اور دور تک مکئی کے کھیت لہلہا رہے تھے! موٹا آدمی مر چکا تھا اور لڑکی اُس پر گری ہوئی سسک رہی تھی۔ پھر سر اٹھا کر چیخی.... "اس نے کیا کیا تھا۔ تم نے اسے کیوں مار ڈالا۔"

"ہم نے نہیں مارا لڑکی۔ باہر سے کسی نے فائر کیا تھا۔!" عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

اتنے میں بگاسی ظفر کو ساتھ لئے ہوئے وہاں آپہنچا۔

"دوسرا زخمی مر چکا ہے جناب۔!" اُس نے عمران کو اطلاع دی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر موٹے آدمی کو دیکھنے لگا جس کی داہنی کنپٹی پر سوراخ ہو گیا تھا۔

پورشیا سنگلٹن میز پر جھکی ہوئی ایک چھوٹے سے نقشے کو بغور دیکھ رہی تھی۔ کبھی کبھی محدب شیشہ بھی استعمال کرتی۔

دفعتاً ایک سفید فام آدمی اجازت لے کر اندر داخل ہوا۔

Digitized by Google

"کیا بات ہے۔؟" اس نے سر اٹھا کر پوچھا!

"دیر سے کوئی رہ رہ کر کال کر رہا ہے۔ لیکن کوڈ نمبر کا حوالہ دیئے بغیر۔"

"جب کوڈ نمبر نہیں بتا رہا تو تم نے کیسے سمجھ لیا کہ وہ کال تمہارے لئے ہے۔!"

"تنظیم کے بڑوں کو جس طرح مخاطب کیا جاتا ہے اُسی طرح کر رہا ہے مادام۔!"

"اُوہ....!" وہ سیدھی کھڑی ہوتی ہوئی بولی "اچھا چلو دیکھے لیتے ہیں۔" وہ اُس کے ساتھ اُس جھونپڑے میں پہنچی جو آپریشن روم بنا رکھا تھا!

ایک آدمی ٹرانس میٹر کا ہیڈ فون چڑھائے بیٹھا نظر آیا۔ پورشیا کے ساتھی نے اشارے سے کچھ پوچھا۔ جس کا جواب اثبات میں ملتے ہی پورشیا سے بولا۔ "کال ہو رہی ہے مادام....!"

پورشیا نے دوسرا ہیڈ فون کانوں پر فکس کرتے ہوئے دوسرے آدمی کو اشارہ کیا کہ وہ اپنا ہیڈ فون اُتار دے....

وہ ہیڈ فون اتار کر مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو.... کون ہے....! پورشیا آواز دبا کر بولی۔

"تم کون ہو۔؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تمہیں اس سے کیا! کس کو کیا پیغام پہنچانا چاہتے ہو۔ مجھے بتاؤ۔!"

"بگ ون کے لئے پیغام ہے۔!"

"تمہاری شناخت....!" پورشیا بھنا کر بولی۔

"جونک کہہ دینا.... کافی ہو گا....!"

"کہو کیا کہنا ہے۔!"

"ایک شرط پر سمجھوتہ کر سکتا ہوں! ورنہ کھیل بگاڑ دوں گا۔!"

"کون سا کھیل بگاڑ دو گے۔!" پورشیا نے اس بار آواز بدلنے کی کوشش بھی کی تھی اور لہجہ بھی پہلے سے مختلف تھا۔

"اُوہ.... تو تم خود ہو....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بکواس بند کرو.... اصل موضوع کی طرف آؤ۔!"

"اصل موضوع یہ ہے کہ میں سچ مچ تمہارا کھیل بگاڑ دوں گا۔ ورنہ میرا ابھی ایک کام کر دو۔!"

Digitized by Google

"کام کی نوعیت بتاؤ۔!"

"میں کچھ اسلحہ اُسی طرف سے پڑوسی ملک میں پہنچانا چاہتا ہوں جہاں تم اپنا کام کر رہی ہو۔!"

"وہاں کی خانہ جنگی ہمارے مشن سے مطابقت نہیں رکھتی۔!"

"مجھے اس سے کیا سروکار کہ تمہیں کیا پسند ہے اور کیا پسند نہیں ہے۔!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"سنو.... فوری طور پر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک گھنٹے بعد پھر کال کرنا۔ کوڈ نمبر زیڈ ایل فائیو، نوٹ کرو....!"

"میں کیا کروں گا کوڈ نمبر نوٹ کر کے....!"

"تاکہ رابطہ قائم کرنے میں تمہیں دشواری نہ ہو۔ سنا ہے بہت دیر سے کال کرتے رہے تھے۔!"

"بہت مہربان ہو رہی ہو۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"مجھے ہمیشہ افسوس رہے گا کہ تم سے خواہ مخواہ جھگڑا ہو گیا۔!" پورشیا نے کہا۔ اور قریب کھڑے ہوئے آپریٹر کو کسی قسم کا اشارہ کیا۔ وہ تیزی سے ایک مشین کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔

"افسوس تو مجھے بھی ہے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔"

آپریٹر نے دوسری مشین کا ایک تار ٹرانسمیٹر سے منسلک کر دیا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔!" پورشیا بولی۔

"تنظیم مجھے رد کر چکی ہے۔!"

"لیکن مجھ سے اختلاف کرنے کی جرأت کسی میں بھی نہ ہو گی۔!"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن اب میں الگ ہی رہنا چاہتا ہوں۔!"

"خیر.... یہ دوسری بات ہے! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ دشمنی بھی برقرار رہے۔"

"میں ایک گھنٹے بعد کال کروں گا۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ اور پھر سناٹا چھا گیا۔

پورشیا نے ہیڈ فون اتار کر میز پر رکھ دیا اور اُس آپریٹر کو دیکھنے لگی جو دوسری مشین پر جھکا ہوا کچھ نوٹ کر رہا تھا۔

آپریٹر نے دوسرے ہی لمحے میں پیڈ اُس کے سامنے رکھ دیا۔ اُس نے اُس کے نوٹ پر نظر ڈالی اور وہ ورق پیڈ سے الگ کرتی ہوئی اٹھ گئی۔

"ایک گھنٹے بعد وہ زیڈ۔ ایل۔ فائیو کے حوالے سے کال کرے گا۔ مجھے اطلاع دینا۔" اس نے آپریٹر سے کہا اور باہر نکل آئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت جلدی میں ہو۔ پھر ایک جھونپڑے کے سامنے رک کر دروازے کی زنجیر ہلائی۔ دروازہ فوراً ہی کھلا تھا۔ ایک گٹھیلے اور توانا جسم والا سفید فام سامنے کھڑا نظر آیا۔ پورشیا کو دیکھ کر وہ احتراماً جھکا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ جھونپڑے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔ "کوئی مقامی ایجنٹ مارا گیا ہے اور اس کی کلپ ڈیوائیس سنگ ہی کے ہاتھ لگ گئی ہے۔!"

"مجھے حیرت ہے مادام۔!"

"اُس سے جھگڑے کے بعد میں نے سارا سسٹم تبدیل کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی....!" وہ جملہ پورا کیے بغیر خاموش ہو گئی۔

"آپ تشریف رکھیے۔!" اُس نے کہا "اگر وہ یہاں ہے تو اُس سے نپٹ لیا جائے گا۔!"

پورشیا آپریٹر کے پیڈ سے الگ کیے ہوئے ورق پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔ "انڈیکیٹر کے مطابق تیس ڈگری جنوب مشرق.... فاصلہ ایک سو بیس میل۔!"

"اس کا مطلب ہوا کہ وہ موانزا میں کہیں ہے۔" مرد نے کہا۔

"تم سارے مقامی ایجنٹوں کو یکے بعد دیگرے چیک کرو۔ معلوم ہو جائے گا کہ کس کا ٹرانس میٹر اُس کے ہاتھ لگا ہے۔!"

"بہت بہتر مادام.... لیکن وہ کیا چاہتا ہے۔!"

"ٹنگانیکا جھیل کے اُس پار اسلحہ سمگل کرنا چاہتا ہے۔ دھمکی دی ہے کہ اگر ہم نے اپنے بنائے ہوئے راستوں سے اُس کی یہ مشکل آسان نہ کی تو وہ ہمارے مشن کو نقصان پہنچائے گا۔!"

"اچھی بات ہے میں ایک ایک کر کے سارے ایجنٹوں کو کال کرتا ہوں۔"

"ظفر کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔!"

"مسوما کے علاوہ اور کسی نے بھی اُس سے ملنے کی کوشش نہیں کی! آج صبح کی رپورٹ ہے کہ وہ دونوں موانزا میں ہیں۔!"

"کون دونوں۔؟" پورشیا چونک کر بولی۔

"مسوما اور ظفر۔!"

Digitized by Google

"اُوہ.... احمق....!" پورشیا دانت پیس کر رہ گئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد بولی۔

"مجھے یقین ہے کہ مسوما ہی مارا گیا ہے۔ اُسی کا ٹرانس میٹر سنگ کے قبضے میں ہے۔ سنگ بھی عمران کے ساتھیوں کو پہچانتا ہے۔ ظفر ہی کی وجہ سے مسوما کی طرف متوجہ ہوا ہو گا۔!"

"ہو سکتا ہے مادام۔!"

"اپنے آدمیوں سے کہو ظفر پر کڑی نظر رکھیں۔!"

"بہت بہتر مادام۔!"

"فوجی کیمپ کی کیا خبر ہے۔!"

"آخری خبر۔ چار دن پہلے آئی تھی....!"

"کرنل ڈونا بونارڈ۔ بل جیروم سے رابطہ قائم کرنا چاہتا ہے۔!"

"ہاں مادام....!"

"خیر۔ اُن لوگوں کو تو دیکھ لیا جائے گا۔ لیکن ٹھہرو تم نے یہی تو بتایا تھا کہ کرنل سمیت چار آدمی فی الحال کی گوما کی طرف جانے والے ہیں۔ اُن میں سے دو آدمی کرنل ہی کے ہیں۔ اور چوتھا بگاسی۔!"

"ہاں مادام.... کیپٹن بگاسی نے یہی اطلاع دی تھی۔!"

"سوچنے کی بات ہے کہ کیپٹن بگاسی ہی کیوں۔ کوئی اور کیوں نہیں۔!"

"ہو سکتا ہے! بگاسی نے دیدہ و دانستہ اپنی بہت زیادہ باخبری کا ثبوت پیش کیا ہو اور اسی بناء پر منتخب کر لیا گیا ہو۔!"

"تمہاری یہ دلیل مجھے مطمئن نہیں کر سکی! اس کی وضاحت چاہتی ہوں۔"

"میں اُسے کال کر کے پوچھ لوں گا۔!"

"جتنی جلد ممکن ہو۔ مقامی ایجنٹوں کو کال کرنے کا سلسلہ اُسی سے شروع کرنا۔!"

"بہت بہتر مادام....!"

دفعتاً کسی نے دروازہ پر دستک دی۔ اور سفید فام آدمی نے اونچی آواز میں کہا "آجاؤ!"۔

دروازہ کھول کر ایک آپریٹر اندر داخل ہوا۔ اور اُسے ایک پرچہ تھما کر واپس چلا گیا۔

"اُوہ...." وہ پرچے پر نظر ڈال کر بولا "یہ تو بگاسی ہی کا پیغام ہے۔ مائی گاڈ.... کہتا ہے ہم

موانزا میں ہیں۔ یہاں کرنل کا تیسرا ساتھی عجیب حالات میں ملا ہے۔ وہ ایک کمرے میں بند تھا جس میں ایک مقامی آدمی کی لاش موجود تھی۔ مرنے والے کا نام کرنل کے ساتھی نے مسوما بتایا ہے۔ کرنل کا یہ ساتھی ایشیائی معلوم ہوتا ہے نام ظفر ہے۔!"

"بڑی عمدہ خبر ہے۔" پورشیا پُر مسرت لہجے میں بولی "لیکن یہ بگاسی اول درجے کا گدھا معلوم ہوتا ہے۔ یہ نہیں بتایا کہ موانزا میں کہاں قیام ہے۔!"

"فکر نہ کیجئے مادام.... ہم تلاش کرلیں گے۔!"

"یہ کرنل ڈونا بونارڈ عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس پر میں لاکھوں کی شرط لگانے کو تیار ہوں۔!"

"تو پھر ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔"

"کھیتوں پر دوائیں چھڑکنے والا ہیلی کوپٹر آرڈر میں ہے یا نہیں۔!"

"ابھی معلوم کرتا ہوں مادام....!"

"جلدی کرو میں اپنے ٹھکانے پر ملوں گی۔"

"اور سنگ والی کال کا کیا بنے گا جو ایک گھنٹے بعد ہونے والی تھی۔"

"اُسے جہنم میں جھونکو۔ عمران اُس سے کہیں زیادہ اہم ہے۔!"

"جیسی آپ کی مرضی۔!"

جیسے ہی گفتگو ختم کرکے کیپٹن بگاسی نے فاؤنٹین پن جیب میں رکھا۔ جوزف نے اس پر چھلانگ لگادی اور دبوچ کر بیٹھ گیا۔

"یہ کیا حرکت ہے۔" بگاسی غرایا تھا۔

"غدار کے بچے.... یہ ٹرانسمیٹر میرے حوالے کردو۔ ورنہ جان سے ماردوں گا۔"

"کک.... کیسا ٹرانس میٹر.... خیں.... خیں.... چھوڑو....!"

جوزف نے اس کا گلا گھونٹنا شروع کردیا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں وہ بے حس و حرکت ہوگیا۔ جوزف نے فاؤنٹین پن اُس کی جیب سے نکال کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔!

Digitized by Google

یہ واقعہ اُس وقت پیش آیا جب وہ ویسلی کے فارم سے واپس ہو رہے تھے۔ ایک جگہ کیپٹن بگاسی نے اچانک پیٹ میں درد اٹھنے کا بہانہ کرکے گاڑی رکوائی تھی اور جھاڑیوں میں گھستا چلا گیا تھا۔ جوزف بھی اتر گیا۔ اُس نے اُس کا وہ پیغام اچھی طرح سن لینے کے بعد ہی اُس پر حملہ کیا تھا۔

"اب اس کا کیا کریں باس۔" جوزف نے بے ہوش بگاسی کی طرف اشارہ کرکے پوچھا۔!

"تم نے جلد بازی سے کام لے کر دشواریاں پیدا کردیں۔!"

"وہ پیغام ایسا ہی تھا۔ باس! ہم بے خبری میں مار لئے جاتے۔ اُس نے اس وقت کے واقعے کی پوری رپورٹ دی تھی۔ مسٹر ظفر کا بھی نام لیا تھا۔!"

پھر اُس نے پورا پیغام لفظ بلفظ دہراتے ہوئے کہا "پھر میں کیا کرتا باس! میں نے سوچا اب اس سے ٹرانس میٹر چھین ہی لینا چاہئے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُس نے فاؤنٹین پن جوزف سے لے کر اپنی جیب میں ڈالا تھا اور بیہوش بگاسی کو گاڑی کی طرف اٹھوا لایا تھا۔

واپسی کا سفر پھر شروع ہوگیا۔ ظفر اگلی سیٹ پر عمران کے ساتھ تھا۔ کیپٹن بگاسی کو پچھلی سیٹ پر جوزف کے ساتھ بٹھایا گیا تھا اور جوزف پوری طرح ہوشیار تھا۔ ظفر عمران کو پورشیا سنگلٹن سے اچانک ملاقات کے بارے میں بتانے لگا تھا۔ عمران خاموشی سے سنتا رہا اور اُس کے خاموش ہونے پر طویل سانس لے کر بولا۔ "تم سے فوری طور پر رابطہ قائم نہ کرکے میں نے غلطی کی تھی۔"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"دارالسلام میں تمہاری نگرانی ہی کراتا رہ گیا تھا۔ ورنہ اگر پورشیا سنگلٹن کے بارے میں پہلے ہی معلوم ہوجاتا تو۔"

"تو وہ ایکس ٹو کی ایجنٹ نہیں ہے۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... اچھی طرح سوچ کر بتاؤ۔ کھانے کے بعد سے دارالسلام کے ہسپتال تک پہنچنے کے درمیان ہوش کا کوئی وقفہ بھی یادداشت کی سطح پر اُبھرتا ہے یا نہیں۔!"

"ہرگز نہیں.... میں پہلے ہی غور کرچکا ہوں۔!"

اُدھر بگاسی ہوش میں آچلا تھا۔ جوزف نے اپنا ریوالور اُس کے بائیں پہلو سے لگادیا۔!

"آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے۔!" بگاسی تھوڑی دیر بعد کراہا۔

"یہ تو تم ہی بتاؤ گے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔" عمران نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

"لیکن میرا قصور کرنل.... تمہارے آدمی نے میرے ساتھ ایسا برتاؤ کیوں کیا۔"

"اپنا کوڈ نمبر بتاؤ.... ورنہ بہت بُرا حشر کروں گا!" عمران بولا۔

"کوڈ نمبر.... کیسا کوڈ نمبر....!"

"فاؤنٹین پن سیریز والا.... تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے خصوصیت سے تمہارا ہی انتخاب کیوں کیا تھا....!"

بگاسی کچھ نہ بولا۔

"کیا سمجھ کر تم نے اپنے ملک سے غداری کی سوچی تھی۔!" عمران نے سوال کیا۔

"میں نے جو کچھ بھی کیا ہے ملک کے مفاد میں کیا ہے۔" بگاسی کراہا۔

"وہ کس طرح....؟"

"پورا براعظم بڑی طاقتوں کا اکھاڑا بننے والا ہے۔ لہذا میں بڑی طاقتوں کے دشمن کا ساتھ کیوں نہ دوں۔!"

"اگر تم مجھے قائل کر سکے تو میں بھی تمہارا ساتھی بن جاؤں گا۔ ذرا بتانا تو کہ اس دشمن کی بساط کیا ہے۔!"

"دنیا کے بہترین دماغ ان کے ساتھ ہیں۔ ان کے حربوں کا کوئی توڑ نہ ہو گا۔"

"کب سے سرگرمِ عمل ہیں یہ لوگ اور انہوں نے اب تک بڑی طاقتوں کا کیا بگاڑ لیا ہے۔!"

"یہ میں نہیں جانتا.... لیکن میرا ایمان ہے اُس پر جو کچھ کہہ رہا ہوں۔!"

"کیا انہیں تمہارے ملک کی اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔؟"

"ہرگز نہیں.... بہتیروں نے تو نام تک نہ سنا ہو گا....!"

"وہ صرف بین الاقوامی ٹھگ ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ عالمی حکومت کا تصور فراڈ ہے۔!"

"ہاں! عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا۔!"

"نہ سمجھو۔ مگر کوڈ نمبر تو بتانا ہی پڑے گا۔!"

بگاسی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے اور جوزف اُس کی پسلی پر ریوالور کا دباؤ ڈالتا ہوا بولا

Digitized by Google

"جلدی سے اُگل دو.... ورنہ فائر کر دوں گا۔!"

"میری زندگی افریقہ کی سلامتی سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ شوق سے گولی مار دو۔ میں مزاحمت نہیں کروں گا۔" بگاسی آنکھیں بند کر کے بولا۔

"جلدی نہ کرو۔ اِسے سوچنے کا موقع دو۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

گاڑی کی رفتار تیز نہیں تھی۔ عمران بگاسی کو وقت دے رہا تھا۔ خیموں تک پہنچنے سے قبل اُس کی زبان کھلوا لینا چاہتا تھا۔

بگاسی بدستور آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ اُس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے بہت ہی خوش کن تصورات میں ڈوبا ہوا ہو۔

جوزف اُسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا "کیپٹن بگاسی اگر تم مجھے اپنا کوڈ نمبر بتا دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں نکل جانے کا موقع دے دوں گا۔ تمہارے حکام کے حوالے نہیں کروں گا۔"

"بیکار ہے کرنل.... تم مجھے اس پر کسی طرح آمادہ نہیں کر سکو گے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ تم مجھے میرے حکام کے حوالے کر دو تاکہ میری غداری کی پبلسٹی اس ریمارکس کے ساتھ ہو سکے کہ میں نے مرجانا قبول کر لیا لیکن زبان نہیں کھولی۔"

"اس سے کیا ہو گا۔!"

"مجھ جیسے دوسرے سرفروشوں کو آگے بڑھنے کا موقع ملے گا اور وہ بھی اس تنظیم سے منسلک ہو جائیں گے۔!"

"وہم ہے تمہارا کیپٹن بگاسی۔ تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ یہ تنظیم ساری دنیا میں کس طرح بدنام ہے۔ یہ تنظیم حکومتوں کو بلیک میل کر کے اپنے مؤکل ملکوں سے بہت بڑی بڑی رقمیں وصول کرتی ہے اور انہیں مجرمانہ طور پر ضائع کر دیتی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔ عام تاثر یہی ہے۔!"

"تو پھر تم خود غور کرو۔!"

"افریقہ کو سفید فاموں کے پنجے سے رہائی دلانے کے لئے میں شیطان سے بھی ساز باز کر سکتا ہوں۔!"

"اچھی بات ہے تو تم گمنامی کی موت مر جاؤ گے۔ تمہارے اس کارنامے کی تشہیر نہیں ہو سکے گی۔!"

کیپٹن بگاسی قیدیوں ہی کی طرح خیموں تک لایا گیا تھا اور اُس نے گلو خلاصی کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔ اُس کے چہرے سے ایسی ہی طمانیت کا اظہار ہو رہا تھا جیسے کسی نیک مقصد کے حصول میں ناکام ہو جانے کے بعد شہادت کا منتظر ہو۔

جوزف نے آہستہ سے کہا "باس! وہ کوڈ نمبر نہیں بتائے گا۔ مسٹر ظفر نے مسوما کے بارے میں بھی یہی بتایا تھا۔ اُسکے زخموں پر نمک چھڑکا گیا۔ تڑپ تڑپ کر مر گیا مگر کوڈ نمبر نہیں بتایا۔!"

"میرا بھی یہی خیال ہے! مجھے ہمدردی ہے ان لوگوں سے۔ بے حد مخلص لوگ ہیں۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا "لیکن غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سفید فاموں سے پیچھا چھڑانے کے لئے ٹھگوں کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔!"

"تو پھر اب اس کا کیا کرو گے باس....!"

"سوچنا پڑے گا.... ہیڈ کوارٹر کے حوالے نہیں کرنا چاہتا!"

"میں بتاؤں باس! تمہارے پاس تو طرح طرح کے انجکشن بھی ہیں۔ ذہنی طور پر مفلوج کر کے کسی ہسپتال میں ڈلوا دو۔!"

"گڈ....!" عمران اس کا شانہ تھپک کر بولا "مجھے تم سے اتفاق ہے۔ فی الحال میں خواب آور دوا انجکٹ کروں گا۔!"

دفعتاً ایک ہیلی کوپٹر خیموں کے اوپر سے گذرتا ہوا چلا گیا! کچھ دور جا کر پھر پلٹا تھا۔ بگاسی جو گھٹنوں میں سر دیئے خاموش بیٹھا تھا چونک کر اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔!

"ذرا دیکھنا۔!" عمران نے جوزف سے کہا اور وہ خیمے سے نکل گیا۔ اس بار شائد ہیلی کوپٹر وہیں کہیں فضا میں معلق ہو گیا تھا اور اُسکی کان پھاڑ دینے والی آواز ایک جگہ جم کر رہ گئی تھی۔ جوزف واپس آ گیا اور چیخ چیخ کر کہنے لگا! "محکمہ زراعت کا ہے۔ شائد مچھر مار دوا چھڑک رہا ہے۔ ہر خیمے پر۔!"

پھر وہ کھڑے کھڑے دھم سے زمین پر چلا آیا۔ عمران اُسطرف جھپٹا بگاسی بھی بوکھلا کر اٹھ گیا!

"یہ تو بیہوش ہو گیا۔" عمران زور سے بولا۔

"مم.... میرا بھی سر چکرا رہا ہے۔" بگاسی نے کہا اور آنکھیں پھاڑنے لگا۔

Digitized by Google

پھر وہ بھی لڑکھڑا کر گرا تھا۔ یک بیک عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے سانسوں کے ذریعے اُس کے سینے میں جہنم اُتر گیا ہو۔ ایسی سوزش سانس کی نالی میں محسوس ہوئی تھی اور پھر آنکھ کان، ناک ہر جگہ سے شعلے نکلنے لگے۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے ہوئے بگاسی پر ڈھیر ہو گیا۔ ذہن اندھیرے کی دلدل میں دھنستا چلا گیا تھا۔!

اور پھر اچانک ایک ہیجان آور خواب کی ابتداء ہوئی۔ اُس نے دیکھا جیسے وہ سیاہ فام وحشیوں کے ایک جھنڈ میں شامل ہو گیا ہے وہ سب نیم برہنہ تھے۔ اور اُن کے سیاہ جسموں پر گیرو اور کھریا کے خطوط اور دائرے بنائے گئے تھے۔ اُس نے دیکھا کہ خود اُس کا بھی وہی حلیہ ہے۔ اُس کی کمر کے گرد بھی باریک ریشوں والی گھاس کی جھالر سی لپٹی ہوئی ہے۔ رقص تیز ہوتا جا رہا ہے.... دوسروں کی طرح وہ بھی اپنا نیزہ ایک مخصوص انداز میں نچا رہا ہے۔ پھر ایک عجیب سی تیز آواز سنائی دیتی ہے.... رقص تھم جاتا ہے اور وہ سب خوفزدہ نظروں سے آواز کی جانب متوجہ ہو جاتے ہیں۔ عمران نے دیکھا کہ ہاتھیوں کا ایک جھنڈ دور سے ان ہی کی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ سارے جنگلی اُچھل اُچھل کر ایک جانب بھاگنے لگے۔ عمران نے بھی اُن کی تقلید کی.... پھر وہ سب ایک ٹیلے پر چڑھے.... اُوپر پہنچ کر رکتے ہیں۔ عمران نے مڑ کر دیکھا ہاتھیوں کا جھنڈ قریب پہنچ چکا ہے۔ ہاتھیوں کے پیچھے انسانی شکل میں کوئی شے تھی۔ ایک قوی ہیکل آدمی جس کے جسم پر زیبرا کی سی سیاہ اور سفید دھاریاں تھیں۔ اور اب یہ بات عمران کی سمجھ میں آئی کہ وہ ہاتھی اُسی عجیب الخلقت آدمی سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ انہی ہاتھیوں میں سے کسی کو پکڑنا چاہتا ہو! اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اُس نے ایک کی سونڈ پکڑ لی۔ ادھر سارے وحشی سجدے میں گر گئے۔ لیکن عمران سے یہ نہ ہو سکا.... وہ بدستور کھڑا حیرت سے ہاتھی اور اُس آدمی کی کھینچا تانی دیکھتا رہا۔ ہاتھی اس سے اپنی سونڈ چھڑا لینے کے لئے پچھلی ٹانگوں پر جھکتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن سونڈ اُس کی گرفت سے نہیں نکل سکی تھی۔ اچانک اُس نے ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر ہاتھی کو ایک طرف الٹ دیا اور اُس کی گردن پر سوار ہو کر جبڑوں میں ہاتھ ڈال دیئے.... وہ اُس کا منہ چیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ دوسرے ہاتھی شور مچاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے تھے۔ ادھر اُس عجیب الخلقت آدمی نے ہاتھی کا دہانہ اس حد تک چیر دیا کہ جبڑوں کی ہڈیاں الگ ہو گئیں۔ اب اُس کے حلق سے بڑی بھیانک آوازیں نکل رہی تھیں۔ دھاریدار آدمی اُسے چھوڑ کر ہٹ گیا اور اُسی

طرف دوڑ لگادی جدھر دوسرے ہاتھی گئے تھے جس ہاتھی کے جبڑے وہ چیر گیا تھا تشنجی کیفیت میں مبتلا ہو کر دم توڑ رہا تھا۔

جنگلی شور مچاتے ہوئے ٹیلے سے اُترنے لگے۔ لیکن عمران جہاں تھا وہیں کھڑا رہا... جنگلی نیچے پہنچ کر مرتے ہوئے ہاتھی پر ٹوٹ پڑے اور اُس کے جسم سے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹنے لگے۔ دفعتاً عمران نے محسوس کیا کہ اُس کے قریب اور کوئی بھی موجود ہے۔ یہ ایک طویل قامت سیاہ فام جنگلی تھا۔ وہ بھی عمران کی طرح ہاتھی کی طرف نہیں گیا۔!

دونوں خاموش کھڑے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کو دیکھے جارہے تھے۔ اور پھر اچانک عمران کو احساس ہوا کہ وہ خواب نہیں دیکھ رہا سب کچھ حقیقت پر مبنی ہے۔

لمبے جنگلی نے انگلش میں کہا "میں ان میں سے نہیں ہوں۔!"

"میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں۔!" عمران بولا "ان میں نہ کوئی تمہاری طرح دبلا پتلا ہے اور نہ اتنا لمبا۔ کسی کی ناک بھی چپٹی نہیں ہے....!"

"اوہو.... تو یہ تم ہو....!" لمبے جنگلی نے ہنس کر کہا۔

"مگر ہم کالے کیسے ہوگئے....!" عمران نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے۔ پہلے یہ سوچو کہ یہاں پہنچے کس طرح۔!"

"مجھے یاد نہیں۔!" تھوڑی دیر پہلے تک ایسا محسوس ہوتا رہا تھا جیسے میں خواب دیکھ رہا ہوں۔!"

"بڑی عجیب بات ہے.... میں بھی یہی سمجھتا رہا تھا۔ لیکن یہ خواب نہیں ہے بھتیجے۔!"

"لیکن ہماری رنگت....!" عمران کراہا۔

"اصلی ہی لگتی ہے....!" لمبے آدمی نے لاپرواہی سے کہا۔

دفعتاً قریب ہی کسی نے کھنکتا ہوا سا قہقہہ لگایا۔ نسوانی آواز تھی۔ دونوں چونک کر پتھروں کے اُس ڈھیر کی طرف متوجہ ہوگئے جس سے آواز آئی تھی۔

"خوش آمدید....!" پتھروں کے ڈھیر سے وہی آواز آئی.... "ٹی تھری بی تم دونوں کو خوش آمدید کہتی ہے۔!"

دونوں کچھ نہ بولے۔ آواز پھر آئی۔ "تم دونوں بہت خوبصورت لگ رہے ہو۔ لیکن تھوڑی

Digitized by Google

دیر بعد جب تم ہاتھی کا گوشت کھانے سے انکار کرو گے تو یہ سب نیزوں کی انیوں سے تمہیں لہولہان کردیں گے....!"

"اس طرح وار کرنا بزدلی ہے۔!" لمبے جنگلی نے کہا۔

"عورت بزدل ہی ہوتی ہے۔ تم نے کوئی نئی بات نہیں کہی۔ بہر حال اب میں کچھ دنوں تک تم دونوں کی بے بسی سے لطف اٹھاؤں گی.... نہ تم ان وحشیوں کی باتیں سمجھ سکو گے اور نہ یہ تمہاری سمجھیں گے۔!"

دفعتاً عمران نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا "کیوں خواہ مخواہ دھونس رہی ہو ان میں سے ایک بھی وانڈری نہیں ہے.... یہ سب ویسے ہی جنگلی ہیں جیسے ہم آئے دن فلموں میں دیکھا کرتے ہیں۔ بہر حال اچھا خاصہ ڈرامہ ہے۔! پسند آیا۔ رہی رنگت بدلنے کی بات تو بقیہ زندگی یونہی سہی۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔!"

قہقہہ پھر سنائی دیا۔ لیکن کچھ کہا نہیں گیا تھا۔ پہلے ہی کی طرح سناٹا چھا گیا۔

"کتیا....!" لمبا جنگلی دانت پیس کر بولا۔

"ختم کرو....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔

"نہیں آؤ.... پتھروں کے اس ڈھیر کو اُلٹ پلٹ دیں۔!"

"اس سے کیا فائدہ ہوگا....؟"

"دیکھیں کہ آواز کس طرح آئی تھی۔!"

"اوہو.... سنگ بھی بچوں سی باتیں کرنے لگا ہے۔!"

"یہ کیا بکواس ہے۔!"

"اگر ایک خودکار ٹرانسمیٹر ہاتھ بھی لگ گیا تو اس سے کیا ہوگا.... اوہ سنو کیا کوئی جیبی ٹرانسمیٹر فاؤنٹین پن کی شکل میں تمہارے پاس تھا....!"

"تھا تو...." سنگ ہی سر ہلا کر بولا۔

"اُسی کی وجہ سے دھر لئے گئے ہو۔ اُسی نے تمہاری بھی نشان دہی کی ہوگی!"

سنگ کسی سوچ میں پڑ گیا۔ عمران اُسے بتانے لگا کہ کس طرح ایک ہیلی کوپٹر نے نیموں پر مچھر مار دوا اسپرے کی تھی۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت بیہوش ہوگیا تھا۔!

"شائد یہی کچھ میرے ساتھ بھی ہوا تھا۔ لیکن میں اُس وقت کسی چھت کے نیچے نہیں تھا۔ ہیلی کوپٹر میرے اوپر سے بھی گذرا تھا۔۔!"

"کچھ بھی ہوا ہو اب اس کے علاوہ اور کچھ نہ سوچو کہ کسی طرح اس طلسم سے نکل جانا ہے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُن جنگلیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔!

تھوڑی دیر بعد سنگ نے کہا "اس وقت میں خود کو بالکل بغد محسوس کر رہا ہوں۔"

"تم اس وقت محسوس کر رہے ہو۔ میں ہمیشہ سے یہی سمجھتا آیا ہوں۔" عمران چہک کر بولا۔!

"چپ بے.... مجھے غصہ نہ دلا۔!"

"تم تو اتنے چڑچڑے نہیں تھے پچا۔!" عمران نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"بکواس بند کرو۔!"

"اَب کیا مجھ سے الجھو گے....!"

سنگ اُسے کوئی جواب دینے کی بجائے اُسی جانب اُترنے لگا۔ جدھر جنگلی تھے۔

عمران نے دیکھا کہ سنگ بھی انہی میں شامل ہو گیا ہے۔ جو ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے۔! عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ لیکن پھر خیال آ گیا کہ وہ تو اُس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جو گوشت کے نام پر چھپکلیاں اور چوہے بھی نہیں چھوڑتی۔ لیکن خود اُس کا کیا ہو گا۔ وہ کیا کھائے گا۔!

دفعتاً کسی نے عقب سے اُس کے شانے پکڑے اور جھنجھوڑ کر رکھ دیا لیکن گرفت اتنی مضبوط نہیں تھی کہ وہ مڑ نہ سکتا.... عمران بہت محتاط ہو کر گھوما.... وہ ایک جوان العمر جنگلی عورت تھی۔ اُس نے عمران کا ہاتھ تھاما اور بڑی تیزی سے ٹیلے کی دوسری جانب اترنے لگی۔ اگر اسی سمت لے جاتی جہاں ہاتھی کو گوشت کاٹا جا رہا تھا تو شائد عمران ہچکچاہٹ ظاہر کرتا۔ لیکن دوسرے جانب تو وہ اُسے بڑی آسانی سے کھینچے لئے جا رہی تھی۔

نیچے پہنچ کر وہ قد آدم جھاڑیوں میں گھسے تھے۔ لیکن یہ کوئی بنایا ہوا راستہ تھا! ورنہ اُن گھنی جھاڑیوں کے درمیان تو ایک قدم چلنا بھی دشوار ہوتا۔ تھوڑی دیر بعد پھر ڈھلان میں اترنا پڑا۔ عورت بے تکان دوڑ رہی تھی۔ پھر وہ کیوں اپنے قدم روکتا یا یہ ظاہر کرتا کہ وہ اُس کے لئے کوئی

نئی بات ہے۔!

بالآخر وہ ایک جگہ رکی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہانپتے رہے۔ کچھ دیر بعد عورت انگلش میں بولی "تم سب سے الگ تھلگ نظر آئے تو خیال پیدا ہوا کہ کہیں میری ہی طرح کے نہ ہو۔!"

"درست خیال پیدا ہوا تھا۔ میرے لائق کوئی خدمت۔!"

"خدا کا شکر ہے۔!" وہ بیساختہ اچھل پڑی اور عمران سے بغل گیر ہو جانے کی کوشش کرتی ہوئی بولی "اب میں تنہا نہیں ہوں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے۔!" عمران بوکھلا کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔ "لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔!"

وہ ٹھٹک گئی اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکاتی ہوئی بولی "میں اصلاً سفید فام ہوں۔!"

"لیکن میں نسلاً نیگرو ہی ہوں.... امریکی نیگرو....!"

"کوئی بات نہیں.... ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھ تو سکتے ہیں....!"

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن کیا تم بھی ہاتھی کا گوشت کھاتی ہو۔!"

"ہرگز نہیں....! اسی لئے تو اُن لوگوں سے دور دور رہتی ہوں....!"

"پھر کیا کھاتی ہو....!"

"آبی پرندوں کا گوشت اور پھل....!"

"یہ دونوں کہاں پائے جاتے ہیں....!"

"کیا تم بھوکے ہو....!"

"بہت زیادہ....!"

"آؤ میرے ساتھ۔!" وہ پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگی۔

اس بار کی دوڑ کا اختتام ایک غار کے دہانے پر ہوا تھا۔ وہ اُسے غار کے اندر لے آئی۔ تھوڑی دیر بعد جب آنکھیں اندھیرے کی عادی ہو گئیں تو عمران نے دیکھا کہ اُس کے سامنے ایک بھنا ہوا بڑا سا پرندہ رکھا ہوا ہے۔ کچھ جنگلی پھل بھی تھے۔!

عمران پھل کھانے لگا۔!

"اسے بھی کھاؤ یہ قاز ہے....!" وہ پرندے کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

Digitized by Google

"مسلم نیگرو ہوں.... صرف ذبیحہ کھا سکتا ہوں....!"

"میں بھی ذبیحہ کھاتی ہوں۔ یہودی ہوں۔!"

"اچھا.... اچھا.... لیکن میری طرح کالی کیوں ہو گئی ہو۔!"

"میں نہیں جانتی وہ کون لوگ ہیں۔ جنہوں نے لاتعداد سفید فاموں کو سیاہ فام بنا کر رکھا ہے۔ مجھے بیہوش کر کے مجھ پر کوئی سائینسی تجربہ کیا گیا تھا۔ جس کا نتیجہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔!"

"تو وہ سب اصلاً سفید فام ہی تھے۔!"

"نہیں! اُن میں زیادہ تر چینی اور نیگرو ہیں۔ لیکن وہ انگلش نہیں بول سکتے۔"

"لیکن اس کا مقصد کیا ہے۔!"

"وہ تجربہ تم پر کہاں کیا گیا تھا۔!"

"کچھ خواب سا یاد ہے جیسے خلا بازی سے متعلق کوئی فلم رہی ہو۔ میں نے بھی اُس فلم میں ایک رول ادا کیا ہو.... تم نے ایسی فلمیں تو دیکھی ہی ہوں گی۔"

"میں نہیں سمجھا تم کیا کہنا چاہتی ہو۔!"

"عجیب وضع کی تجربہ گاہیں۔ خلائی اسٹیشن.... اور اڑنے والی عجیب و غریب مشین۔!"

"وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے.... اور کس طرف ہے....!"

"یہ بتانا بہت مشکل ہے کیونکہ رنگت تبدیل ہو جانے کے بعد مجھے ایک بار پھر بیہوشی کے مرحلے سے گذرنا پڑا تھا۔ آنکھ کھلی تو یہاں اس غار میں تھی۔!"

"تنہا....!" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"دراصل مجھے ان لوگوں کی نگرانی پر لگایا گیا ہے۔ میں ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتی ہوں.... اور کسی نامعلوم آدمی کو ٹرانس میٹر کے ذریعے مطلع کرتی رہتی ہوں....!"

"ذرا دیکھوں تو کیسا ٹرانس میٹر ہے۔!"

وہ کسی گوشے سے ویسا ہی فاؤنٹین پن اٹھا لائی۔ جیسا عمران نے بگاسی سے حاصل کیا تھا۔ عمران صرف سر کو جنبش دے کر رہ گیا۔ ٹرانس میٹر کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اس پر عورت نے حیرت ظاہر کی تھی۔ عمران نے کہا کہ وہ اُسے پہلے بھی دیکھ چکا ہے پھر اُس نے اُس دھاریدار آدمی کے بارے میں پوچھا۔

"بس میں اتنا ہی جانتی ہوں کہ وہ مجسم دہشت اور سراپا طاقت ہے۔ بڑے بڑے تناور درخت جڑ سے اُکھاڑ پھینکتا ہے۔ بڑی بڑی چٹانیں دھکیل دیتا ہے اُس کے ڈر سے قدیم جنگلی یہاں سے نکل بھاگے ہیں۔ اُن کی جگہ ان مصنوعی جنگلیوں کو دی گئی ہے۔!"

"مقصد....!" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"مقصد سے لاعلم ہوں.... اَب اس پرندے کا گوشت کھاؤ.... بہت تگڑی قاز تھی۔!"

عمران خاموشی سے گوشت کے ٹکڑے کاٹنے لگا۔ عورت تھوڑی دیر بعد بولی "تو تم چینی نہیں ہو۔!"

"نہیں....! میں اسپین کا باشندہ ہوں۔ تنزانیہ آیا تھا۔ ایک رات اپنے ہوٹل کے کمرے میں سویا.... پھر یہاں اس حال میں آنکھ کھلی۔!"

"اُوہ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم تنزانیہ ہی میں ہیں۔!"

دفعتاً فاؤنٹین پن سے ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے کسی جھینگر نے جھائیں جھائیں شروع کر دی ہو۔ عورت نے اُس کی کیپ الگ کر کے کان سے لگائی اور نب والا حصہ ہونٹوں کے قریب لا کر بولی۔ "ہیلو! سی سی فور اسپیکنگ۔!"

تھوڑی دیر تک کچھ سنتی رہی پھر بولی "وہ میری ہی طرح ذبیحے کا گوشت کھاتا ہے۔ اس لئے اُن کی ٹولی میں شامل نہیں ہوا۔ میں نے اُسے کھانا کھلایا ہے ہاں۔ وہ اس وقت میرے ہی ساتھ ہے.... اُوہ.... کہاں؟۔ اچھا.... اچھا...."

گفتگو ختم ہو گئی۔ اُس نے ٹرانس میٹر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں رکھ دیا اور عمران سے بولی "اب کہا گیا ہے تمہیں دوسری جگہ پہنچا دیا جائے....!"

"تو چلو۔ میں تیار ہوں....!"

"مجھے حیرت ہے کہ تم ذرہ برابر بھی خائف نہیں ہو۔ ورنہ میں نے دیکھا ہے کہ تم جیسے لوگ اپنی حالت کا احساس ہوتے ہی پاگلوں کی طرح چیخنے لگتے ہیں اور کبھی کبھی پاگل ہی ہو جاتے ہیں۔! خود مجھ پر کئی دنوں تک دیوانگی طاری رہی تھی۔!"

"میرے لئے خاصی خوش گوار تبدیلی ہے میں اُن کا بے حد شکر گزار ہوتا اگر میرا ایک کان اُکھاڑ کر ناک کی جگہ لگا دیتے اور اُس کان کی جگہ ناک....!"

Digitized by Google

"تم مجھے بہت زیادہ حیرت زدہ کر رہے ہو...!"

وہ غار سے باہر نکل آئے.... اور چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ عجیب طرح کا شور سنائی دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بے شمار مختلف النوع جانور آپس میں لڑ پڑے ہوں۔!"

"ٹھہر جاؤ....!" وہ عمران کا بازو پکڑ کر بولی۔ اور عمران اُسے جواب طلب نظروں سے دیکھ کر رہ گیا۔

"ٹی وی پر کوئی پروگرام آنے والا ہے.... دیکھ کر چلیں گے....!"

"ٹی وی..." عمران نے حیرت سے کہا "میں تو ان آوازوں کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا۔!"

"یہ اشارہ ہے کہ کوئی پروگرام آنے والا ہے۔ آؤ میرے ساتھ.... وہ اُسے کھینچتی ہوئی بولی.... اُسی جانب لے چلی تھی جدھر آوازیں آ رہی تھیں.... یہ بھی کسی غار کا دہانہ ہی ثابت ہوا۔ آوازیں اُسی سے برآمد ہو کر فضا میں منتشر ہو رہی تھیں اور یہ دہانہ قدرتی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اُسے تراشنے میں کسی انسانی ہاتھ نے اپنی فنی مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔ ٹی وی کے اسکرین کی سی بناوٹ تھی۔ دفعتاً ایک چمکیلا غبار سا اُس پر چھا گیا۔ اور ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی ٹی وی سیٹ کا اسکرین روشن ہو گیا ہو۔

پھر موٹے موٹے حروف میں یہ تحریر نظر آئی۔

"پروجیکٹ ہلاکت خیز"

ساتھ ہی کسی نامعلوم آدمی نے کمنٹری شروع کر دی "خواتین و حضرات! زیرولینڈ ٹیلی ویژن آپ کو پروجیکٹ ہلاکت خیز کی طرف لئے چلتا ہے۔ افریقہ میں نیا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ جس کی روشنی ساری دنیا میں پھیلے گی۔ سفید فام نسلیں صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گی۔ رنگدار اقوام کا عروج ہوگا۔ یہ دیکھئے یہ رہا ہمارا بین براعظمی میزائل ہلاکو اول....!"

ایک بہت بڑا میزائل لانچنگ پیڈ پر دکھائی دیا۔ جس پر "ہلاکو اول برائے واشنگٹن" تحریر تھا۔

اب ملاحظہ فرمائیے.... ہلاکو دوئم.... ماسکو کے لئے.... یہ ہلاکو سوئم ہے پیرس کے لئے.... یہ ہلاکو چہارم ہے لندن کے لئے.... یہ ہلاکو پنجم ہے برلن کے لئے.... غرضیکہ ہم انہی جنگلوں میں چھپے رہ کر دنیا کے سارے بڑے بڑے ممالک کے بڑے شہروں کو کھنڈر بنا سکتے ہیں۔

ایک میزائل کم از کم پچاس میل کے رقبے کے لئے کافی ہوگا.... پروجیکٹ ہلاکت خیز ایسے ہی ڈیڑھ سو میزائیلوں پر مشتمل ہے۔ افریقہ میں نیا سورج ضرور طلوع ہوگا۔ سفید فام درندوں کے لہو کی ندیاں یہیں بہیں گی.... زیرولینڈ پائندہ باد....!"

چمکیلا غبار دفعتاً غائب ہو گیا۔ اور غار کا تاریک دہانہ سنسان نظر آنے لگا۔

عمران کا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا ہوا تھا۔ اور چہرے پر پسینے کی بوندیں پھوٹ رہی تھیں۔

"آؤ چلیں۔!" عورت اُس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولی۔

عمران مڑ کر اُسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔ "یہ کیا بکواس تھی۔"

"دن بھر ایسی چھوٹی موٹی خبریں ٹیلی کاسٹ ہوتی رہتی ہیں.... کل خرگوش اور کچھوے کی کہانی آئی تھی.... چلو چلیں....!"

"اور اگر میں چلنے سے انکار کر دوں تو....!"

"تو پھر کہاں جاؤ گے۔"

"کہیں بھی نہیں.... تمہارا غار کیا بُرا ہے....!"

"میں وہاں تنہا رہتی ہوں.... کوئی میرے ساتھ رہ نہیں سکتا۔!"

"اس کے باوجود بھی کہیں اور جانے سے انکار کرتا ہوں....!"

"تمہاری مرضی.... لیکن تم میرے غار میں نہیں رہ سکو گے۔!"

دفعتاً پھر شور سنائی دیا لیکن یہ ٹیلی ویژن والے شور سے مختلف تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بہت سے لوگ اُسی طرف دوڑے آ رہے ہوں۔

"غیر معمولی.... قطعی غیر معمولی....!" عورت چونکی ہو کر بولی۔ اور پھر اس نئے شور کے پس پردہ جو کچھ بھی تھا سامنے آ گیا! دور سے جنگلی سنگ ہی کو دوڑاتے ہوئے ادھر ہی لا رہے تھے... یا شائد اُسے پکڑنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ کسی بندر کی طرح انہیں جھکائیاں دے رہا تھا!

"اُوہ... بیچارہ لمبا آدمی...!" عمران بڑبڑایا.... وہ تنہا ہے۔ ہمیں اُس کی مدد کرنی چاہئے۔!"

"کیا تم بھی مرنا چاہتے ہو....!"

"کیا مطلب....!"

"اگر جھگڑا ہو جائے تو وہ کسی کو زندہ نہیں چھوڑتے....!"

Digitized by Google

"میں اُسے اس طرح نہیں مرنے دوں گا۔"

"ٹھہرو.... کہاں چلے....!" وہ اُس کا ہاتھ پکڑتی ہوئی بولی 'تم میری ذمہ داری ہو! مجھ سے کہا گیا ہے کہ تمہارے جسم پر خراش تک نہ آنی چاہئے...."

"کس نے کہا ہے۔؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔!" اُس نے کہا۔

اُدھر اب اُن جنگلیوں نے سنگ کو گھیر لیا تھا.... اور نیزوں سے اُسے چھید کر رکھ دینے کی کوشش کئے جارہے تھے لیکن ابھی تک تو انہیں اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ عمران نے عورت سے ہاتھ چھڑا کر آگے بڑھنا چاہا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔!"

لیکن عمران کا ہاتھ اُس کی گرفت سے نکل گیا! عمران اردو میں چیختا ہوا اُن کی جانب جھپٹا۔

"گھبرانا مت میں آرہا ہوں۔!"

نیزہ تول کر وہ اُن جنگلیوں پر ٹوٹ پڑا جنہوں نے سنگ ہی کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔!

اُن میں سے کچھ عمران کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور پھر عمران کو اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی تھی کہ وہ نیزہ بازی کے معاملے میں بالکل اناڑی ہیں۔ لہٰذا اُس نے انہیں نیزے کی انی سے زخمی کرنے کا ارادہ ملتوی کر کے نیزے کو الٹا اور لٹھ کی طرح گھمانا شروع کر دیا۔ پھر تو بھگدڑ مچ گئی۔ ٹھیک اُسی وقت کہیں قریب ہی سے شیر کی دھاڑ سنائی دی.... اور سارے جنگلی مشینی طور پر ٹھٹک گئے۔ جو جس پوزیشن میں تھا اُسی میں رہ گیا۔ دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ اچھل اچھل کر بھاگے۔ جدھر جس کے سینگ سمائے نکل گیا۔

سنگ کھڑا جھوم رہا تھا۔ جسم پر کئی جگہ خراشیں آئی تھیں جن سے لہو رس رہا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔

"میں ٹھیک ہوں.... الگ ہٹ جاؤ...." سنگ غرایا۔

"پھر کسی دشواری میں پڑو گے۔ چلو میرے ساتھ۔!" عمران اس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی۔ لیکن عمران نے محسوس کیا کہ آواز کے فاصلے میں کوئی فرق نہیں ہوا ہے۔ نہ پہلے سے قریب کی معلوم ہوتی تھی اور نہ دور کی....!

وہ سنگ کو عورت والے غار کی طرف لے چلا۔

"وہاں ایک عورت بھی ہے۔ اس لئے ہم اردو میں گفتگو کریں گے۔!" عمران نے کہا۔

"عورت....!" سنگ نے سسکاری لی "کیا کوئی عورت بھی ہے....!"

"سیاہ فام....!" عمران بھنا کر بولا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔!"

"اَبے قبر کے کنارے لگے ہو۔ کچھ شرم کرو چچا جان....!"

"وہ قبر بھی عورت ہی ہوگی بھتیجے۔ لیکن ہم آخر کہاں آپھنسے۔ بڑا بھیانک انتقام لیا ہے تھریسیا نے اپنی شکست کا۔!"

"بھول جاؤ.... دیکھیں گے...."

وہ اُسے غار میں لایا۔ لیکن اُس عورت کا کہیں پتا نہ تھا....!" سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا "کہاں گئی۔!"

"جہنم میں جائے۔ تم ادھر لیٹ جاؤ....!"

"وہ سارے جنگلی چینی بول رہے تھے۔!" سنگ نے کہا۔

"ہانگ کانگ کے لفنگے ہوں گے۔!"

"میں وانڈیری سمجھا تھا۔!"

"بنائے ہوئے وانڈیری ہیں.... مقصد خدا ہی جانے....!"

"میں بہت بھوکا ہوں....!" سنگ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ پھلوں پر نظر پڑی اور وہ اُن کی طرف جھپٹا۔!

"ہاتھی کا گوشت نہیں کھایا.... تم بھی تو کاٹ رہے تھے۔!"

"نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی کہ ہنگامہ شروع ہوگیا....!" سنگ جنگلی پھلوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا بولا۔ "اُن میں دو چار عورتیں بھی تھیں۔ ایک پسند آگئی۔ اسی کے حسن کی تعریف کر رہا تھا کہ وہ لوگ آپے سے باہر ہوگئے۔"

"تمہارا تیل نکالا جائے تو کم از کم پانچ سو روپے فی تولہ کے حساب سے ضرور فروخت ہو جائے گا....!"

Digitized by Google

ٹھیک اُسی وقت وہ عورت غار میں داخل ہوئی۔ اور عمران سے بولی۔ "کیا یہ انگلش سمجھ سکتا ہے....!"

سنگ منہ چلاتے رک کر اُس کو بغور دیکھنے لگا.... اور وہ اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اس بار میں نے بچالیا آئندہ ایسی حرکت کی تو زندہ نہیں بچو گے....!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ دوسرا پھل اٹھا کر کھانے لگا۔ عمران نے عورت سے پوچھا۔ "تم نے کیسے بچالیا۔!"

"شیر کی دھاڑ کا انتظام میں نے ہی تو کیا تھا۔!" وہ ہنس کر بولی۔

"لیکن.... اس کا قصور کیا تھا۔!" عمران نے پوچھا۔

"اس نے ان کی عورتوں کو چھیڑا تھا۔"

"تم تو کسی کی عورت نہیں ہو۔!" سنگ نے ہنس کر پوچھا۔

"میں اس کی عورت ہوں۔" عورت نے بڑے پیار سے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"جل تو جلال تو...." عمران کراہ کر رہ گیا۔

"یہ ٹھاٹ ہیں بیٹے۔!" سنگ نے بڑے پھٹیچر پن کے ساتھ قہقہہ لگایا۔

"بس.... بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "زیادہ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں۔ اگر یہ مجھے اپنا مرد سمجھتی ہے تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔ میں اب اور کسی کے لائق کہاں رہ گیا ہوں۔!"

"کیوں.... کیا تم بہت خوبصورت تھے۔" عورت نے چہک کر پوچھا۔

"ارے جواب نہیں تھا میرا.... اطالوی اداکارائیں آگے پیچھے پھرتی تھیں۔ الحمرا کا گلاب کہلاتا تھا۔!"

"اور عنقریب سیخ کباب کہلاؤ گے...." سنگ نے اردو میں کہا۔

"یہ کیا کہہ رہا ہے۔!" عورت نے پوچھا۔

"اپنی لمبائی پر اظہار ندامت کر رہا ہے....!"

وہ زور سے ہنس کر بولی "اتنا دبلا اور اتنا لمبا آدمی نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کس قوم سے تعلق ہے اس کا۔!"

"کہہ دو حرامیوں کی قوم کا سردار ہے۔!" سنگ نے اردو میں کہا۔

لیکن عمران بولا۔ "ابھی اس کی قومیت پر ریسرچ ہو رہی ہے۔!"

"تم اسکے سرپرست بننے کی کوشش نہیں کرو گے بھتیجے۔"! سنگ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"ہوش کی دوا کرو۔ ہمیں یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔! عمران بولا۔

"اگر ان عورتوں نے مجھے قبول نہ کیا تو نکلنے ہی کی کوشش کرنی پڑے گی۔ لیکن میں اتنی جلدی ناامید ہو جانے والوں میں سے نہیں ہوں۔!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ مختلف قسم کے جانوروں کا شور پھر سنائی دیا۔ اور سنگ چونک کر بولا۔ "کیا یہاں کوئی ٹیلی نیوز کاسٹر بھی موجود ہے۔!"

عورت عمران کا ہاتھ پکڑ کر غار کے دہانے کی طرف کھینچتی ہوئی بولی "چلو شائد اب کوئی کہانی آئے گی۔!"

عمران اُس کے ساتھ نکلا چلا گیا۔ سنگ بھی پیچھے نہیں رہا تھا۔ تینوں ساتھ ہی وہاں پہنچے۔!

شور ذرا دیر جاری رہا۔ پھر اسکرین پر چمکیلا غبار طاری ہو گیا.... اور اُس کے بعد ایک چہرہ اس غبار سے اُبھرا تھا۔ اُس نے عمران جیسے آدمی کے ذہن کو بھی اپنے نازک ترین گوشوں کے وجود کا احساس دیا۔ بے حد خوبصورت چہرہ تھا۔ اُس کے ہونٹوں کو جنبش ہوئی اور مترنم سی آواز فضا میں گونجی "سنگ ہی! اسلحے کا وہ ذخیرہ کہاں سے جسے تم ٹنگانیکا کے پار لے جانا چاہتے ہو۔ جواب دو۔ تمہاری آواز مجھ تک پہنچ جائے گی۔!"

"خدا کی پناہ.... یہ تم ہو تھریسیا....!" سنگ آہستہ سے بولا۔

"ہاں.... میں ہی ہوں....!"

"میں نے تمہیں اس روپ میں کبھی نہیں دیکھا....!"

"وقت نہ ضائع کرو۔ بتاؤ وہ ذخیرہ کہاں ہے۔!"

"اگر تم مجھے قریب آنے دو تو سارے بزنس سے دستبردار ہو جاؤں گا۔ اگر خود ہی سارا ذخیرہ تمہارے حوالے نہ کردوں تو گولی مار دینا....!"

"میں کہتی ہوں سنجیدگی اختیار کرو ورنہ کیڑے مکوڑے بھی تمہارے احوال پر رو پڑیں گے۔!"

"تم مجھے محبت سے زیر کر سکتی ہو دھمکی سے نہیں۔!"

Digitized by Google

"اچھا تو پھر سسک سسک کر مرنے کے لئے تیار رہنا...!"

"ٹھہرو.... ٹھہرو...." عمران ہاتھ اٹھا کر بولا "مجھے بھی کچھ کہنا ہے۔"

"تم.... وہ مغموم لہجے میں بولی۔ "تم کیا کہو گے....!"

"یہی کہ اس کالی بیماری کا علاج تو بتاتی جاؤ۔!"

"لیکوئڈ ہائیڈروجن پیراکسائیڈ....! ایک پونڈ کافی ہوگا۔!"

"کب بھجوا رہی ہو....!" عمران نے چہک کر پوچھا۔

"کس وہم میں مبتلا ہو! کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے تمہیں متحیر کر دینے کے لئے تمہارا یہ حلیہ بنایا ہے۔!"

"پھر کیا سمجھوں....!"

"اس کالے کوٹ کے بغیر تم یہاں ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے! مچھر ہی تمہیں ختم کر دیں گے۔ یہ ایک خاص قسم کا پینٹ ہے جو حشرات الارض کو تم سے دور رکھے گا۔ اسے مقامی باشندوں کی رنگت کے مماثل بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔!"

"بات سمجھ میں آئی۔ لیکن آخر اس طرح یہاں کیوں لایا گیا ہوں۔ میرے تو فرشتے بھی یہاں تک نہ پہنچ سکتے۔!"

"اس لئے لائے گئے ہو کہ تم دنیا کو ہمارے پروجیکٹ ہلاکت خیز کے بارے میں آگاہ کر سکو۔ بہت جلد واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔ صرف تم.... سنگ ہی کو یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہے۔!"

"تمہیں اس شکل میں دیکھ لینے کے بعد اب زندہ رہنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!" سنگ ہی دانت پر دانت جما کر بولا۔

لیکن اچانک چمکیلا غبار اُس چہرے سمیت غائب ہو گیا۔

وہ خاموش کھڑے رہے۔ پھر سنگ ٹھنڈی سانس لے کر بولا "شائد یہی اُس کی اصل شکل تھی۔!"

"میں تصور بھی نہیں کر سکتی کہ تم کوئی اہم آدمی ہو گے۔" عورت نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ وہ ٹی تھری بی ہے۔!"

Digitized by Google

"میں کیا جانوں.... کتنے ہی چہرے دیکھتی رہتی ہوں.... یہ تو گفتگو کے انداز سے محسوس کیا ہے کہ کوئی اہم شخصیت ہو....!"

سنگ نے زور دار قہقہہ لگایا اور سینہ ٹھونک کر بولا۔ "اہم ترین شخصیت میں ہوں۔ جسے وہ اذیت دے کر مارنا چاہتی ہے۔!"

"ہوہ....!" وہ برا سا منہ بنا کر بولی "تم جیسے کتنے ہی آتے ہیں اور بڑوں سے متفق نہ ہونے کی بناء پر چیونٹیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!" عمران جلدی سے بول پڑا....

"گوشت خور چیونٹیاں.... ذرا ہی سی دیر میں ہڈیوں کے پنجر کے علاوہ اور کچھ باقی نہیں بچتا....!"

سنگ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے اور پھر ڈھیلے چھوڑ کر دوسری طرف مڑ گیا۔

"تم نے اس شخص کو بچا کر اچھا نہیں کیا۔!" عورت آہستہ سے بولی۔

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ ہی کو پر تشویش نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر اُس نے اُسے آواز دی اور سنگ رک کر اس کی طرف مڑا۔

"کہاں بھاگے جا رہے ہو....!"

"کہیں بھی نہیں.... سوچ رہا ہوں کہ کہیں تمہیں قتل ہی نہ کر دینا پڑے۔!"

"وہ کس خوشی میں....؟"

"اس عورت کے معاملے میں دخل اندازی مت کرنا۔" سنگ نتھنے پھلا کر بولا۔!

"تم بھول رہے ہو کہ یہ میری عورت ہے۔!" عمران بولا۔

"خیر.... خیر.... اسکا بھی فیصلہ ہو جائے گا....!" سنگ نے کہا اور غار کی طرف بڑھ گیا۔

"دیکھو.... دیکھو.... وہ غار ہی کی طرف جا رہا ہے۔ عورت بولی۔

"فکر نہ کرو۔ میں اُسے دیکھ لوں گا۔!" عمران نے کہا۔

"ٹھہرو....! مجھے اُس کی آواز سے نفرت محسوس ہوتی ہے۔ عورت بولی۔ "میں اس کے ساتھ پل بھر کے لئے غار میں نہیں رہ سکوں گی۔!"

"تو پھر....؟"

"کہیں اور چلیں گے....!"

"کیا تم اُس جگہ کی نشاندہی کرسکو گی جہاں یہ سارے میزائل نصب ہیں۔"

"مجھے کیا معلوم۔ اور تمہیں اس کی فکر کیوں ہے تم تو واپس بھجوا دیئے جاؤ گے۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ مسلسل سوچے جارہا تھا۔ آخر چکر کیا ہے۔ کیا وہ کسی اور ذریعے سے دنیا کو اپنے اس خوفناک منصوبے سے آگاہ نہیں کرسکتی تھی۔ آخر اُسے کیوں ذریعہ بنایا جارہا ہے....! اور پھر کسے اُس کی باتوں پر یقین آئے گا یہ تو کہہ ہی نہیں سکے گا کسی سے کہ خود تھریسیا ہی اُسے اپنے اس اسٹیشن تک لے گئی تھی۔ اور پھر واپس بھی کردیا۔ کون یقین کرے گا۔ اُسے اُس سے یہ سوال ضرور کرنا چاہئے تھا۔ عورت اُسے ٹہوکا دے کر بولی۔ "چلو....!"

وہ چونک پڑا اور آہستہ سے بولا۔ "نہیں میں اُسے اپنی نظروں ہی میں رکھنا چاہتا ہوں.... تم نہیں جانتیں بے حد خطرناک آدمی ہے۔!"

"تو پھر تم نے اُسے اُن لوگوں سے بچانے کی کوشش کیوں کی تھی۔"

"اپنی عادت سے مجبور ہوں۔ اگر کسی ایک آدمی کو کئی لوگ گھیر لیں تو مجھے بے حد تاؤ آتا ہے۔ اگر اس کا مدِ مقابل ایک ہی ہوتا تو کبھی دخل اندازی نہ کرتا۔!"

"اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو پھر اسی غار میں چلتے ہیں۔!"

"یہی مناسب ہے۔!"

لیکن جیسے ہی وہ غار میں داخل ہوئے۔ سنگ ہی عمران پر ٹوٹ پڑا۔ عمران بھی غافل نہیں تھا۔ جھکائی دے کر دور جا کھڑا ہوا۔

"کیا واقعی دماغ چل گیا ہے۔!"

"میں تمہیں باندھ کر ڈال دوں گا.... اور پھر....! اور پھر....!" کہتے ہوئے اُس نے پھر عمران پر چھلانگ لگائی۔ اور اب شائد دونوں ہی اُس عورت کی طرف سے غافل ہوگئے تھے! وہ گھاتیں لگا رہے تھے، پینترے بدل رہے تھے۔ لیکن ابھی تک کوئی کسی کی گرفت میں نہیں آسکا تھا۔!

دوسری طرف وہ عورت ایک گوشے میں پہنچی۔ چہرے پر گیس ماسک چڑھایا اور کسی قسم کی گیس کے سلنڈر کا جیٹ کھول دیا۔ ہلکی سی آواز کے ساتھ گیس منتشر ہونے لگی تھی۔

عمران اور سنگ دونوں ہی کے ذہن اِس آواز کی طرف متوجہ ہوگئے تھے۔ سنگ نے غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن زمین پر آتے ہی پھر نہ اٹھ سکا۔ عمران کا سر بھی چکرا کر رہ گیا۔ اُس نے بھی غار سے نکل جانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن کامیاب نہ ہوسکا... اندھیرے کی چادر ذہن پر مسلط ہوتی چلی گئی۔

* * *

اس بار اُس نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ بس بیدار ہوگیا تھا کسی طرح اور فوری طور پر احساس ہوا تھا کہ وہ سوتے سے جاگا ہے طبیعت بھی کسلمند نہیں تھی۔ بس ایسا ہی لگتا تھا جیسے نیند پوری کرلینے کے بعد تروتازہ ہوگیا ہو۔!

لیکن تھا کہاں؟.... بوکھلا کر چاروں طرف نظر دوڑائی اور اٹھ بیٹھا! بائیں جانب ملبوسات کی الماری تھی۔ آئینے پر نظر پڑی۔ ہائیں پھر وہی کرنل ڈونا بونارڈ۔

اُچھل کر بستر سے نیچے آیا۔ اور آئینے کے سامنے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنا جائزہ لینے لگا.... بدستور کرنل ڈونا بونارڈ کے میک اَپ میں تھا.... اور جسم پر کہیں سیاہی کا دھبہ بھی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا۔ کیا سچ مچ اُس نے کوئی خواب ہی دیکھا تھا۔ لیکن .... لیکن یہ موانزاوالا خیمہ تو نہیں ہے۔! کوئی عمدہ سی خوابگاہ ہے۔

دفعتاً فون کی گھنٹی بجی.... اور عمران نے جھپٹ کر ریسیور اٹھالیا۔

"مسٹر عمران....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"رانگ نمبر.... اِٹ اِز کرنل ڈونا بونارڈ....!"

"اُوہ.... میں جنرل کیو بول رہا ہوں....!"

"مارننگ سر....!"

"کیا تم بالکل ٹھیک ہو....!"

"یس سر.... لیکن میں یہاں کیسے۔"

"میں فوراً پہنچ رہا ہوں۔!" دوسری طرف سے آواز آئی اور سلسلہ منقطع ہوگیا۔!

عمران نے بہت تیزی سے خود کو خوابگاہ سے باہر نکلنے کے قابل بنایا تھا۔ زیادہ بڑی عمارت نہیں تھی۔ ایک سیاہ فام ملازم نے اُسے ڈائننگ روم تک پہنچایا جہاں ناشتہ میز پر موجود تھا۔ اور پھر

Digitized by Google

ناشتے کے دوران میں جنرل کیو وہاں پہنچ گیا۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ تھا اور جنرل کیو کہلاتا تھا۔ اصل نام جو کچھ بھی رہا ہو۔

"تم نے کمال کردیا۔ مسٹر عمران۔" وہ گرم جوشی سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔ عمران نے متحیرانہ نظروں سے اُسے دیکھا۔ لیکن زبان بند رکھی۔ جنرل کہتا رہا۔ "چونکہ معاملہ بے حد اہم تھا مسٹر عمران لہذا تمہاری اجازت کے بغیر تمہارے کیمرے سے رول نکال کر ڈیولپ کرلیا گیا ہے.... میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ تم تنہا یہ کارنامہ انجام دے ڈالو گے....!"

عمران دل ہی دل میں ہکا بکا رہ گیا۔ لیکن صورت سے "ہکیت" یا "بکیت" ظاہر نہ ہونے دی۔ سوچ رہا تھا کہ پتا نہیں تھریسیا اَب کیا چکر چلاگئی ہے....!

"میں نے جناب سے پوچھا تھا۔ کہ میں یہاں کیسے....!" اُس نے بہت احتیاط سے سوال کیا۔

"موانزا سے تمہارے آدمی جوزف مگونڈا نے اطلاع دی تھی کہ تم اچانک غائب ہوگئے ہو۔ وہاں جو افتاد تم لوگوں پر پڑی تھی۔ اُس سے بھی آگاہ کیا۔ کیپٹن بگاسی کے بارے میں بتایا۔ وہ حراست میں ہے۔

بہر حال جوزف مگونڈا کی قیادت میں ایک ٹیم گوما کی طرف روانہ کردی گئی۔ اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اُس ٹیم میں خود میں بھی شامل تھا۔ ایک معمولی فوجی بن کر گیا تھا۔ کی گوما سے مپانڈا کی طرف روانہ ہوئے اور پھر ہم نے راستے ہی میں تمہیں بیہوش پڑا پایا۔ تمہارا تھیلا محفوظ تھا جس میں کیمرہ مل گیا۔ زبردست کارنامہ انجام دیا ہے تم نے۔"

"وہ تو ٹھیک ہے.... لیکن وہ رول جو میرے کیمرے سے برآمد ہوا ہے....!"

"اُسی کی طرف آرہا ہوں.... حیرت انگیز تصویریں ہیں۔ اُن میں سے کوئی بھی اُوور ایکسپوز نہیں ہوئی۔ سب بے حد واضح ہیں مسٹر عمران۔ تم نے ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ لیکن افسوس ہم انہیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔ تم ہی اُن کے سلسلے میں ہماری مدد کرو گے....!"

"کیا تصویریں اس وقت موجود ہیں آپ کے پاس....!"

"کیوں نہیں....!" جنرل اپنا بریف کیس کھولتا ہوا بولا۔ اُس میں سے ایک لفافہ نکال کر عمران کی طرف بڑھادیا۔

یہ متعدد تصویریں تھیں۔ اس میں وہ منظر بھی تھا جب دھاریدار آدمی ہاتھی کو گرادینے کی

کوشش کررہا تھا۔ دوسرے کارڈ میں وہ اُسے گرا کر اُس کے جبڑے چیر رہا تھا۔ تیسرے کارڈ میں جنگلی گرے ہوئے ہاتھی کا گوشت کاٹ رہے تھے.... پھر ہلاکت خیز بین براعظمی میزائیلوں کے نظام کی تصاویر کا سلسلہ تھا.... کچھ دشوار گذار راستوں کی تصویریں تھیں۔ عمران آنکھیں مل مل کر انہیں دیکھتا رہا۔ جنرل کھنکار کر بولا "یہ ہلاکت خیز منصوبہ کیا بلا ہے....!"

"بین براعظمی میزائلوں کا نظام.... یہ میزائل ہلا کو کہلاتے ہیں۔ پورا منصوبہ ڈیڑھ سو میزائیلوں پر مشتمل ہے اور دنیا کے ملکوں کے سارے اہم شہر اس نظام کی زد پر ہیں۔ یعنی آپ کے ملک کے ایک حصے سے ساری دنیا کے خلاف جارحیت کا ارتکاب ہوسکتا ہے....!"

"خدا کی پناہ.... تب تو جلدی کرو....!"

"مم.... میں جلدی کروں...." عمران نے ہکلا کر پوچھا۔

"ہاں! تمہارے علاوہ اور کون ہمیں وہاں تک پہنچا سکے گا! پہلے ہم اس معاملے کو محض معمولی سی شر پسندی کا مظاہرہ سمجھتے تھے۔ لیکن اب تو.... اب تو....!"

"جناب عالی۔ میرے فرشتے بھی آپ کو وہاں تک نہیں پہنچا سکیں گے۔ بلا شبہ میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔ لیکن قسم کھانے کو تیار ہوں کہ اُس وقت میرے پاس کوئی کیمرہ نہیں تھا۔"

"میرا خیال ہے کہ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ کیوں نہ کچھ دن ہسپتال میں قیام کرو۔!"

"جی نہیں! اس کی ضرورت نہیں! میں پورے ہوش وحواس کیساتھ آپ سے مخاطب ہوں۔!"

"پھر اس طرزِ گفتگو کا مطلب....!"

"میں خود نہیں گیا تھا.... لے جایا گیا تھا۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ اور اپنی کہانی شروع کردی۔ جنرل کیو حیرت سے منہ پھاڑے سنتا رہا۔ عمران کے خاموش ہوجانے پر بھی دیر تک اُس کے منہ سے آواز نہیں نکلی تھی۔

"اب کیا خیال ہے....!" بالآخر عمران ہی نے دوبارہ گفتگو شروع کی۔

"اس کا مقصد مسٹر عمران.... اس کا مقصد....؟" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"میں خود بھی حیران ہوں کہ انہوں نے خود ہی یہ تصاویر کیوں فراہم کردیں۔" عمران نے کہا۔ "آخر وہ کیا چاہتے ہیں۔ چوروں کی طرح کام کرکے اُس کی پبلسٹی کیوں کرانا چاہتے ہیں۔ یقین کیجئے کہ انہوں نے مجھے آلہ کار بنانے کی کوشش کی ہے....!"

Digitized by Google

پھر عمران نے سنگ ہی کی کہانی بھی شروع کر دی تھی۔

"تو وہ وہیں پھنسا رہ گیا۔" جنرل نے پوچھا۔

"اس کا معاملہ بھی عجیب ہے! شائد وہ اسلحے کا بڑا ذخیرہ کسی پڑوسی ملک میں اسمگل کرنا چاہتا تھا۔ جس کی اطلاع تھریسیا کو ہوگئی۔ وہ اُس سے اُسی کے بارے میں معلوم کرنا چاہتی تھی۔ ذخیرہ غالباً تنزانیہ ہی میں کہیں پوشیدہ ہے۔!"

"تم نے یہ دوسری بُری خبر سنائی۔!"

عمران کو سنگ کا دوست ویسلی یاد آیا جو شائد اُسی کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ لیکن اُس کی بھتیجی تو زندہ تھی۔ ہو سکتا تھا کہ وہ بھی اُس میں ملوث رہی ہو اور اُس ذخیرے کی نشان دہی کر سکے۔ لہٰذا اس نے جنرل کیو کو اُس کے بارے میں بھی بتاتے ہوئے کہا۔ "ممکن ہے لڑکی سے معلومات حاصل ہو سکیں اُس ذخیرے سے متعلق۔"

"میں دیکھوں گا.... میں دیکھوں گا۔" جنرل نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

پھر عمران نے اُسے وارننگ دی تھی کہ اگر اُس نے تھریسیا کے سلسلے میں کوئی کارروائی اس کے علم میں لائے بغیر کی تو نتیجے کا خود ذمہ دار ہوگا۔!"

"نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ تم مطمئن رہو۔" جنرل نے کہا۔

"بات ابھی ختم نہیں ہوئی۔" عمران کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "میرے ایک ساتھی کو بھی ایک حیرت انگیز تجربہ ہوا تھا۔ وہ بھی بحالت بیہوشی دارالسلام کے کلیمنجارو ہوٹل سے ایک ویرانے میں جا پہنچا تھا! لیکن اب بیچارہ اُس جگہ کی نشان دہی نہیں کر سکتا۔!"

اُس نے ظفر الملک کی آپ بیتی دہرائی تھی اور جنرل نے کہا تھا کہ زرعی پروجیکٹ تو ٹھیک چل رہے ہیں۔

"خیر.... اس معاملے کو بھی دیکھوں گا۔" جنرل اٹھتا ہوا بولا۔ "تمہیں بہر حال آرام کی ضرورت ہے۔ تمہارے ساتھی یہیں موجود ہیں۔ تھوڑی دیر بعد پہنچ جائیں گے۔!"

"لیکن میں ہوں کہاں۔!" عمران نے پوچھا۔

"کی گوما میں....!"

جنرل چلا گیا.... لیکن عمران کا ذہن الجھا رہا۔ اُس کی خواہش تھی کہ اس کے ماتحت جلد از

جلد اُس تک پہنچ جائیں۔

جنرل کی یقین دہانی کے مطابق وہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔!

جولیا کا چہرہ ستا ہوا تھا اور آنکھیں متورم تھیں۔ جیمسن بدستور امریکی نیگرو بنا ہوا تھا۔!

"کہاں غائب ہو گئے تھے باس۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ مجھے غائب ہوئے کتنا عرصہ گذر چکا ہے۔!"

"کوئی ایک ہفتے کی بات ہے۔!"

"اور ملا کب ہوں....!"

"پچھلی شام کی بات ہے۔!"

"اچھا اب سنو میری کہانی۔!" عمران طویل سانس لے کر بولا اور ایک بار پھر اپنی بپتا سنانے لگا۔ جولیا اس دوران میں کچھ بھی نہیں بولی تھی۔ صرف شکل تکتی رہی تھی عمران کی۔ عمران خاموش ہوا تو تڑ سے بولی "یہ تو صرف ایک دن کی کہانی ہے۔ تم ہفتے بھر سے غائب تھے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ بقیہ چھ دن کہاں اور کیسے گذرے۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتی۔!"

عمران سنی ان سنی کر کے جوزف سے بولا۔ "اب تم بتاؤ کہ تم لوگوں کو ہوش کس طرح آیا تھا۔!"

"ارے باس! اکیلے ہم ہی نہیں تھے۔ وہاں تو سینکڑوں آدمی بیہوش ہوئے تھے۔ کم از کم خیموں کے سارے ہی باشندوں پر یہی گذری تھی اور ہوش میں آنے کے بعد سبھی اُن لوگوں کو گالیاں دے رہے تھے۔ جنہوں نے اطلاع دیئے بغیر مچھر مار دوا چھڑکی تھی۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم ہم سے پہلے ہی ہوش میں آ کر کسی طرف نکل کھڑے ہوئے ہو۔!"

"بعد میں تو حکام نے معلوم ہی کر لیا ہوگا کہ یہ کس کی حرکت تھی۔!" عمران نے کہا۔!

"نہیں باس آج تک نہیں معلوم ہو سکا۔ موانزا کی انتظامیہ نے سرے ہی سے انکار کر دیا تھا کہ وہ اسکی ذمہ دار ہے۔!"

عمران نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اور ظفر الملک سے پوچھا کہ اس کی جیب میں چیونگم کا کوئی پیکٹ تو نہیں پڑا ہوا ہے۔ چیونگم اُسے مل گئی تھی۔

"لیکن یہ تصویروں کا قصہ باس۔!"

Digitized by Google

"اس نے تو الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر تھریسیا کیا چاہتی ہے۔!"

"تھریسیا وہی چاہتی ہے جو تم چاہتے ہو۔!" جولیا نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا محترمہ۔!"

"ایک ہفتہ عیش کر آئے ہو۔ وقفے وقفے سے.... آئندہ بھی یہی ہوتا رہے گا اور تم عش عش کرتے پھرو گے....!"

"یعنی پھر غائب ہو جاؤں گا اور واپسی پر عش عش کرتا پھروں گا۔!"

جولیا کچھ نہ بولی۔ بُرا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگی۔

"مجھے کس کا ڈر پڑا ہے محترمہ....!" عمران پھر بولا۔

"مجھ سے بات مت کرو....!"

"اور ہے کوئی بات کرنے والا۔" عمران چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"ایک بات یور میجسٹی۔!" جیمسن نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کہیں تھریسیا یہ تو نہیں چاہتی کہ ادھر سے کوئی غیر ذمہ دارانہ حرکت ہو جائے۔!"

"ہیئر یو آر....!" عمران اچھل پڑا اور اُسے حیرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تم روز بروز ترقی کر رہے ہو۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ وہ مجھے آلہ کار بنا کر متعلقہ لوگوں سے کوئی بے تکی حرکت کرانا چاہتی ہے یعنی وہ بوکھلا کر کوئی بھی حرکت کر بیٹھیں۔ اَب سوچنے کی بات ہے کہ وہ حرکت کیا ہو سکتی ہے۔!"

"جنگل کے مشتبہ حصوں پر بمباری....!" جیمسن بولا۔

"اب تو یہی دل چاہتا ہے کہ تمہیں متبنیٰ کر لوں جیمو جھینگے۔!"

"لینگویج پلیز.... یور میجسٹی....!"

"میرا بھی یہی خیال ہے کہ تھریسیا بمباری ہی کی خواہش مند ہے۔!"

"بکواس....!" جولیا بولی۔

"بکواس ہی سہی۔ اَب تم اپنی پُر درد نظم سنا سکتی ہو۔!"

"میرے پاس فضول باتوں کے لئے وقت نہیں ہے! اگر کوئی بم کسی میزائل پر پڑ گیا تو جانتے ہو کتنی تباہی پھیلے گی....!"

"میں نے محض تصویریں کھینچی تھیں۔ مختلف نمبروں کے ہلاکو محض کھوکھے ہو سکتے ہیں ملکوں کے۔ اگر واقعی ایسے میزائل اُن لوگوں کے پاس ہوتے تو کسی کو ہوا بھی نہ لگنے دیتے اُن کی۔"

"واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔!" ظفر الملک سر ہلا کر بولا۔

پھر وہ سوچتے ہی رہ گئے تھے اور کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

شام کو جنرل پھر آیا۔ بہت زیادہ پریشان نظر آ رہا تھا۔

"خطرہ مول لینا ہی پڑے گا۔!" اُس نے کہا۔ "تم پر جو کچھ بھی گذری ہے مضحکہ خیز ہے۔ کسی سے اس کا تذکرہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے طور پر کچھ کر لینے سے پہلے ہم اُن ممالک سے رجوع نہیں کر سکتے جن کے ناموں کے بین براعظمی میزائل اُن تصاویر میں موجود ہیں....!"

"درست فرما رہے ہیں آپ....!"

"تو پھر کیا کریں....!" جنرل بولا۔

"یہی تو سمجھ میں نہیں آ رہا....!" عمران نے کہا۔

"جنگل کے بعض حصے ایسے ہیں جن سے گذر کر جھیل کے کنارے تک پہنچنا ناممکن ہے۔ آج تک مہذب دنیا کے کسی فرد کا گذر ادھر سے نہیں ہوا.... لہٰذا میں ردعمل دیکھنے کے لئے جنگل کے مشکوک حصوں پر بمباری کراؤں گا۔!"

عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔ پھر جنرل نے اپنے اس خیال کے بارے میں اُس کی رائے طلب کی تھی۔!

"میں آپ سے متفق نہیں ہوں۔ کیونکہ شائد مجرم بھی یہی چاہتے ہیں۔ کیا ڈانڈیری قبائل کی کہانی سُن کر آپ نے کوئی جہاز جنگلوں کی طرف بھیجا تھا....!"

"نہیں! اب تک تو ایسا نہیں ہوا۔!"

"میری دانست میں اُس ہنگامے کا مقصد یہی تھا کہ حالات کا اندازہ لگانے کے لئے آپ کے جہاز جنگل پر پرواز کریں۔ لیکن آپ لوگوں نے اس حد تک اُس کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ لہٰذا مجھے آلہ کار بنایا گیا....!"

"میں تو کم از کم دس بمبار بھیج کر بمباری کراؤں گا....!"

"میں اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اب آپ جانیں۔!"

Digitized by Google

"کیا تم کسی جہاز میں اپنی موجودگی پسند کرو گے.....!"

"ہرگز نہیں جناب والا! میں اپنے چیف کی ہدایت کے بغیر ایسا کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا...!"

جنرل واپس چلا گیا.... دوسرے دن سچ مچ دس بمبار چنگھاڑتے ہوئے جنگل کی طرف ہوئے تھے اور جنرل کیو عمران کے پاس آیا تھا۔

"میں یہیں بیٹھ کر انتظار کروں گا۔" اُس نے عمران سے کہا۔

"ضرور..... ضرور.....!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"جلد ہی کوئی امید افزاء اطلاع ملے گی۔!" جنرل نے کہا اور سگار سلگانے لگا۔!

قریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بجی۔ ریسیور عمران ہی نے اٹھایا تھا۔ اور کان سے لگا کے بعد اُسے جنرل کی طرف بڑھا دیا تھا۔

"ہیلو.....!" جنرل نے ماؤتھ پیس میں کہا "جنرل کیو!..... کیا..... نہیں..... یہ کیا کہہ رہے ہو..... ہوا باز کہاں ہے..... اچھا اچھا..... میں آرہا ہوں.....!"

"کیا بات ہے جنرل.....!" عمران بوکھلا کر بولا۔

"صرف ایک بمبار واپس آیا ہے اور اُس کے ہوا باز کی حالت بہت خراب ہے.....!"

"کیوں؟ کیا ہوا.....!"

"تم چلنا چاہو تو چلو میرے ساتھ..... ہوا باز ہی بتائے گا کہ کیا ہوا..... وہ میرا منتظر ہے۔ اور کسی کو کچھ نہیں بتایا۔!"

"میں چل رہا ہوں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔

وہ فوجی کیمپ میں پہنچے تھے۔ اور جنرل سیدھا ایک خیمے کی طرف بڑھتا چلا گیا تھا۔!

وہاں کئی آدمی تھے۔ دو باوردی پائلٹ بھی تھے۔ ایک بیہوش پڑا تھا اور دوسرا بیٹھا بری طرح ہانپ رہا تھا۔

جنرل نے بقیہ لوگوں کو خیمے سے چلے جانے کو کہا۔!

"مم..... میرے حواس بجا نہیں ہیں..... جناب۔!" پائلٹ ہانپتا ہوا بولا۔ "ایسا نہ کبھی دیکھا نہ کبھی سنا۔!"

"بتاؤ بھی تو..... آخر ہوا کیا.....؟" جنرل جھنجھلا گیا۔!

"نو بمبار طیارے میرے دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گئے۔!"

"وضاحت کرو..... میں بالکل نہیں سمجھا۔!"

"کس طرح بتاؤں..... میری سمجھ ہی میں کچھ نہیں آتا..... بس ایسا لگا تھا جیسے ایک ایک کر کے سارے طیارے ہوا میں تحلیل ہو گئے ہوں..... نہ کسی قسم کی آواز ہوئی اور نہ اُن کے ٹکڑے فضاء میں بکھر کر زمین تک پہنچے۔!"

"میرے کچھ پلے نہیں پڑ رہا.....!"

"بس جناب! وہ نو عدد طیارے اسی طرح غائب ہو گئے.....!"

جنرل نے عمران کی طرف دیکھا اور عمران سر ہلا کر بولا "میں آپ سے پہلے ہی کہہ رہا تھا کہ اِس قسم کا کوئی خطرہ مول نہ لیجئے..... وہ لوگ بے حد چالاک ہیں۔ اُن کے پاس ضائع کرنے کے لئے جہاز نہ ہوں گے۔ اس لئے اپنا کوئی جدید ترین حربہ آپ کے جہازوں پر آزمایا ہے۔ گویا اس حربے کے سلسلے میں اُن کا تجربہ کامیاب رہا۔ وہ کوئی بے حد تباہ کن شعاع بنا لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ایسی شعاع جو ہر ٹھوس چیز کو ذرات میں تبدیل کر دیتی ہے نہ دھماکا ہوتا ہے اور نہ اُس کے ٹکڑے زمین پر گرتے ہیں۔ یہ ہوا اصلی پروجیکٹ ہلاکت خیز.....! اب ہوائی جہاز اور میزائل اسی طرح اوپر ہی اوپر تباہ کر دیئے جایا کریں گے..... انکا ملبہ زمین پر نہیں گرا کرے گا!"

"مگر میں اب کیا کروں۔!" جنرل میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی میٹنگ طلب کر کے اس معاملے کو اُن کے سامنے رکھئے۔! اپنی ذمہ داری پر کوئی قدم ہرگز نہ اٹھایئے۔!"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ کاش میں پہلے ہی تمہارا مشورہ قبول کر لیتا۔ اُوہ..... میرے خدا..... میری وجہ سے اٹھارہ جانیں ضائع ہوئی ہیں..... نو طیارے تباہ ہوئے ہیں۔!"

عمران کچھ نہ بولا..... جیب میں چیونگم کا پیکٹ ٹٹول رہا تھا.....!

Digitized by Google

عمران سیریز نمبر 101

زیبرا مین

(دوسرا حصہ)

پیشرس

زیبرا مین ملاحظہ فرمائیے۔ اس میں "ڈھول دھپہ پسند" پڑھنے والوں کی خواہشات کو بطور خاص ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اسے "ہلاکت خیز" سے منتھی کر کے دوبارہ پڑھیے، بے حد مزہ آئے گا۔ بلکہ زیادہ بہتر یہ ہوگا کہ دوبارہ پڑھنے کا سلسلہ "سہ رنگی موت" سے شروع کیجئے!

"ہلاکت خیز" اُن حضرات کو بے حد پسند آئی ہے جو کہانی کو کہانی کے لئے پڑھتے ہیں۔ کرداروں کے لئے نہیں۔ جس طرح کہانی لکھنے کا فن ہوتا ہے اُسی طرح کہانی پڑھنے کا بھی فن ہوتا ہے اور اُس فن کو وہی جانتے ہیں جو کہانی کو کہانی کے لئے پڑھتے ہیں۔

میں جو کچھ دیکھتا ہوں سنتا ہوں، وہی لکھ دیتا ہوں، اگر ہلاکت خیز کے پیش رس کا ابتدائی حصہ کچھ دوستوں کے پلے نہیں پڑا تو میں کیا کروں۔ وہ ایک سوال تھا اسٹیٹ منٹ نہیں تھا! مین تخلیق کار ہوں۔ صحافی نہیں ہوں اور کوئی تخلیق کار خود اپنی تخلیق کی شرح کرنے نہیں بیٹھتا۔

میں اسے کیا کروں کہ جہاں بھی عمران جاتا ہے وہیں یا اُس کے آس پاس کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلتا ہے۔ اب یہی دیکھ لیجئے۔ تنزانیہ پہنچا ہی تھا کہ اس کے ایک پڑوسی ملک کے سربراہ نے نہ صرف برطانیہ بلکہ ساری دنیا کو سسپنس میں ڈال دیا۔ عمران کی ہوا لگتے ہی خود ان کی اپنی "عمرانیت" زور پکڑ گئی۔ تادم تحریر تو معلوم نہیں ہو سکا کہ موصوف کہاں تشریف رکھتے ہیں۔ برطانوی پولیس کی شامت آگئی ہے۔

والسلام

ابن صفی

۹/جون ۱۹۷۷ء

Digitized by Google

فرانس کی فضائیہ کا وہ طیارہ تنزانیہ کی حدود میں داخل ہو گیا تھا جو انہیں دار السلام لے جا رہا تھا۔ لیکن وہ اس سے قطعی لاعلم تھے کہ ان کے پانچ ساتھی راستے ہی میں پیراشوٹ کے ذریعے طیارے سے چھلانگ لگا دیں گے۔ خود ان کا تعلق فوج کے مختلف شعبوں سے تھا۔ مگر وہ پانچوں ان کے لئے قطعی اجنبی تھے۔ انداز سے فوجی نہیں معلوم ہوتے تھے۔ ان کا تعلق مشرق وسطیٰ کے لئے فرانس کے محکمہ کار خاص "ایس ڈی سی ای" سے تھا۔ لیکن یہ پانچوں وسطی افریقہ سے متعلق امور کے اسپیشلسٹ بھی تسلیم کئے جاتے تھے۔

ان پانچوں کے علاوہ دوسرے لوگ اس کانفرنس میں شرکت کرنے جا رہے تھے جو بڑی طاقتوں کے نمائندوں اور مختلف قسم کے ماہرین پر مشتمل تھی۔ ایس ڈی سی ای کے سربراہ نے اپنے محکمے کی آر فائیو برانچ کے ان پانچ ممبروں کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ دوسروں سے الگ رہ کر ان حالات کا جائزہ لیں جن کے لئے بڑی طاقتوں نے مختلف ممالک کی وہ کانفرنس دار السلام میں منعقد کرنے کی اسکیم بنائی تھی۔

اور یہ پانچوں بھی آپس میں ایک دوسرے کے لئے اجنبی تھے۔ مشرق وسطیٰ کے مختلف ممالک سے کھڑے گھاٹ پیرس میں طلب کئے گئے تھے اور ایس ڈی سی ای کے سربراہ نے براہ راست ان سے گفتگو کی تھی۔ غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ سربراہ نے بہ نفس نفیس کسی برانچ کے ممبروں کو کسی سلسلے میں ہدایات دی ہوں....

رینا شام سے آئی تھی۔ سارہ عراق سے طلب کی گئی تھی۔

شیپرڈ اُردن سے آیا تھا اور فارگو اسرائیل سے۔ لبنان سے گیسپر آیا تھا اور اس ٹیم کی قیادت

Digitized by Google

رینا کے سپرد کی گئی تھی۔ اس کی آنکھیں بڑی جاندار تھیں اور چہرے کی بناوٹ بھی بڑی دلکش تھی۔ ویسے انداز میں خاصا مردانہ پن پایا جاتا تھا۔ سارہ دراز قد او کسی قدر فربہ اندام تھی....

آنکھیں نیم وا رہتی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے کچھ ہی دیر پہلے سو کر اٹھی ہو...... مسکراہٹ سے فکر مندی جھلکتی تھی.... دوسروں کی باتیں خاموشی سے سنتی رہنے کی عادی معلوم ہوتی تھی۔ تینوں مرد طاقتور اور سخت گیر لگتے تھے۔ ان کی ظاہری حالت کسی نمایاں خصوصیت کی حامل نہیں تھی۔ بس عام سے آدمی لگتے تھے۔ شیپرڈ کسی قدر بذلہ سنج بھی تھا....!

چھ بج کر پانچ منٹ پر رینا نے اپنے ساتھیوں کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور اس کیبن کی طرف بڑھ گئی جہاں انہیں پیراٹروپرز کا لباس پہننا تھا۔

کیبن میں پہنچ کر وہ بولی۔ "ٹھیک چھ بج کر ستائیس منٹ پر ہمیں باہر ہو جانا چاہئے.... کمپیوٹرائزڈ انسٹرکشن کے مطابق...."

"جہاز کی رفتار کے مطابق ہمارے درمیان میلوں کا فاصلہ ہو جائے گا۔" گیسپر نے کہا۔

"ہم یکے بعد دیگرے نہیں بلکہ بیک وقت باہر ہوں گے۔" رینا نے کہا۔

"یہ کس طرح ممکن ہوگا۔" شیپرڈ نے حیرت سے کہا۔

"میں بتاؤں گی۔" رینا بولی۔ "اسی کو ممکن بنانے کے لئے ہم اس خصوصی ساخت والے طیارے میں سفر کر رہے ہیں۔ ہمارے درمیان صرف اتنا ہی فاصلہ ہو گا کہ.... پیراشوٹ ایک دوسرے سے الجھنے نہ پائیں۔ بس اب جلدی سے لباس پہن لو۔!"

انہوں نے بڑے تیزی سے پیراٹروپرز کے لباس پہنے۔ اس کے بعد رینا نے اس بنچ کی طرف اشارہ کیا جو کیبن میں پڑی ہوئی تھی۔

"ہم اس بنچ پر بیٹھ جائیں گے اور حفاظتی پٹیاں کس لیں گے۔"

"حفاظتی پٹیاں کہاں ہیں؟" سارہ نے حیرت سے کہا۔

"بنچ کے نیچے لٹک رہی ہیں۔ عقب سے ہمارے شانوں پر آئیں گی اور سینے پر کراس بناتی ہوئی پھر بنچ کے نیچے چلی جائیں گی۔"

"تاکہ فضا میں بنچ ہمارے نیچے سے نکلنے نہ پائے۔" شیپرڈ ہنس کر بولا۔

"ایسی صورت میں پیراشوٹ ضرور آپس میں الجھیں گے۔" سارہ بولی۔

"فکر نہ کرو۔ پیراشوٹ کھلنے سے قبل ہی ہم ان پٹیوں سے آزاد ہو جائیں گے اور پھر یہ بنچ ہمیں اتنے فاصلوں پر اچھال دے گی کہ پیراشوٹ آپس میں نہ الجھنے پائیں۔"

"میرے لئے بالکل نئی چیز ہے۔" گیسپر نے کہا۔

"بتا نہیں اور کتنی ہی ایسی حیرت انگیز ایجادات سے ہمارا سابقہ نہیں پڑا۔" رینا نے کہا۔

"بہر حال اب ہمیں بیٹھ جانا چاہئے۔ تم یہاں بیٹھو۔ تم یہاں' اور تم یہاں.... تم ادھر....!"

انہیں بٹھا دینے کے بعد خود بائیں سرے پر بیٹھ گئی اور حفاظتی پٹیاں کسی جانے لگیں....!

ٹھیک چھ بج کر ستائیس منٹ پر رینا نے کیبن کی دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا تھا۔ بنچ ان لوگوں سمیت فرش میں دھنستی چلی گئی۔ اور پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ کھلی فضا میں تھے۔ طیارہ ان کے اوپر گذر گیا تھا۔

ادھر حفاظتی پٹیاں خود بخود کھلیں اور زبردست جھٹکے کے ساتھ وہ ادھر ادھر بکھر کر تیزی سے نیچے جانے لگے۔ پیراشوٹ کھلتے ہی پھر جھٹکے لگے۔

انہوں نے دیکھا کہ ان پانچوں کے علاوہ کوئی اور چیز بھی پیراشوٹ کے ذریعے نیچے آرہی ہے۔ یہ ان کے لئے حیرت انگیز اور نیا تجربہ تھا.... مخصوص فاصلوں سے وہ زمین پر اتر گئے....

چھٹا پیراشوٹ وہ بڑا ٹرالی نما صندوق نیچے لایا تھا جس میں ان کا ضروری سامان اور اسلحہ تھا۔ انہوں نے خود کو بڑی بڑی چٹانوں سے گھرے ہوئے مسطح زمین کے ایک ٹکڑے پر پایا اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگے.... اگر یہ سارا عمل کمپیوٹر کی ہدایت کے مطابق نہ ہوتا تو شاید وہ انہیں چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو چکے ہوتے۔ خاصی دیر تک وہ گھٹنوں کے بل بیٹھے چاروں طرف دیکھتے رہے پھر رینا نے کہا۔ "پیراشوٹ لپیٹو.... اور یہیں انتظار کرو۔"

"انتظار۔! کس کا انتظار؟" سارہ چونک کر بولی۔

"چیتوں اور تیندوؤں کا....!" شیپرو ہنس کر بولا۔

سارہ نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانے سکوڑے اور رینا کی طرف دیکھنے لگی۔

"کچھ لوگ اور آکر ہم سے یہیں ملیں گے۔" رینا نے کہا۔

"موسیوایم کی دکھائی ہوئی تصاویر میری سمجھ میں تو آئی نہیں۔" گیسپر بولا۔

"کیا تم کبھی زیرولینڈ کے ایجنٹوں سے ٹکرائے ہو؟" رینا نے پوچھا۔

"نہیں.... صرف نام سنتا رہا ہوں۔"

"اسی لئے تم ان تصاویر پر یقین نہیں کر سکو گے۔"

"میں اس دھاریدار آدمی کو جلد از جلد دیکھنا چاہتی ہوں۔" سارہ نے کہا۔

رینا کچھ نہ بولی وہ پر تشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھے جا رہی تھی دفعتاً فارگوا نے کہا۔ "ہمیں جلد از جلد چھولداریاں نصب کر لینی چاہئیں۔"

"میں تم سے متفق نہیں ہوں۔" رینا بولی۔ "بہتر یہی ہوگا کہ ہم ان چٹانوں میں کہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جہاں سے دیکھے نہ جا سکیں۔"

"ٹھیک ہے۔!" شیپرو بولا۔ "یہاں کھلے میں چھولداریاں نصب کرنا مناسب نہ ہوگا اور پھر ہم یہ بھی تو نہیں جانتے کہ ہیں کہاں۔"

"اسی لئے کوئی غار ہی مل جائے تو اچھا ہے۔" رینا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔

"تم دونوں یہیں ٹھہرو.... ہم دیکھتے ہیں۔" شیپرو بولا۔

وہ سامنے والی چٹانوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ رینا بہت زیادہ متفکر نظر آرہی تھی۔ اس نے اپنے چرمی تھیلے سے چمکدار تاروں کی ایک جھالر سی نکالی اور اسے دائرے کی شکل میں زمین پر ڈال دیا۔ کلائی سے گھڑی کھول کر جھالروں والے دائرے کے وسط میں رکھ دی۔ گھڑی کے ڈائیل پر ہندسوں کی بجائے گول گول نقطے بنے ہوئے تھے۔ سارہ بھی اسی کے قریب آ بیٹھی اور بڑے غور سے گھڑی کے ڈائیل کو دیکھنے لگی جس کے دو نقطے یک بیک روشن ہو گئے تھے۔ رینا نے اس طرف دیکھا جدھر اس کے ساتھی گئے تھے۔ ڈائیل پر ٹھیک اسی طرف کا نقطہ روشن ہوا تھا اور یہ گیارہ کے ہندسے والا نقطہ تھا۔

"ادھر بھی کسی کی موجودگی ثابت ہوتی ہے۔" سارہ نے دوسرے روشن نقطے کی طرف اشارہ کیا۔ یہ تین کے ہندسے کی جگہ پر تھا۔

"ہاں ہے تو! ہوشیار رہو۔" رینا نے کہا اور سارہ نے اپنے تھیلے سے مشین پستول نکال لیا جو پے در پے پچاس فائر کر سکتا تھا۔

"کب تک اس طرح چلتے رہیں گے یور میجسٹی۔" جیمسن نے عمران سے کہا۔

Digitized by Google

"میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے۔" عمران بڑی معصومیت سے بولا۔

وہ ایک جیپ میں سفر کر رہے تھے جس کی باڈی پر دونوں اطراف "محکمہ ارضیاتی تحقیق" تحریر تھا۔ جوزف ڈرائیو کر رہا تھا۔ جیمسن اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا اور عمران پچھلی سیٹ پر تھا۔ جوزف اور جیمسن بدستور پچھلے میک اَپ میں تھے یعنی جوزف کے چہرے پر ڈاڑھی تھی اور جیمسن بھی نیگرو ہی بنا ہوا تھا لیکن ڈاڑھی اور مونچھیں غائب تھیں۔ اور عمران نے تو میک اَپ میں رہنا ہی چھوڑ دیا تھا۔ وہی حماقت انگیز مسمسی شکل اور وہی اوٹ پٹانگ باتیں۔ جوزف اور جیمسن کو قطعی علم نہیں تھا کہ اب وہ کس چکر میں ہے اور اس کے لئے کون سا طریق کار اختیار کر رکھا ہے....

"جب آپ کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے تو یہیں رک جائیے۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"ہو سکتا ہے کہ فرشتے ہماری تلاش میں ہوں....!"

"اچھا تو پھر رک جاؤ....!" عمران نے بیچارگی سے کہا۔

"کیا واقعی باس۔" جوزف نے بے حد خوشی ظاہر کرتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں ہاں۔ فرشتوں کا معاملہ ہے....!"

"اچھا تو تم فرشتوں کا انتظار کرو اور میں تھوڑا سا گناہ کر ڈالوں۔"

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔"

"بس چوتھائی بوتل باس! بدن ٹوٹ رہا ہے۔" جوزف نے جیپ روکتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سیٹ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک سربند بوتل نکالی تھی اور اسے کھول کر لمبے لمبے گھونٹ لینے لگا تھا۔

"کسی دن حلق میں پھندا لگ گیا تو مزہ آئے گا۔" جیمسن نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہ جانے وہ دن کب آئے گا مسٹر.... بہت عرصہ سے منتظر ہوں۔"

"ارے مرنا ہی چاہتا ہے تو مجھ سے کیوں نہیں کہتا۔" عمران بول پڑا۔ اس پر جوزف جیمسن کو آنکھ مار کر مسکرا دیا تھا۔ جب سے اس نے تنزانیہ میں قدم رکھا تھا۔ بیحد خوش مزاج ہو گیا تھا۔ جیمسن تو بعض اوقات متحیر رہ جاتا۔ اسے یقین ہی نہیں آتا تھا کہ یہ وہی جوزف ہے۔ کبھی کبھی وہ اسے اپنے عشق کی داستانیں بھی سنانے لگا تھا۔ لیکن عمران کی موجودگی میں محتاط رہتا تھا۔

Digitized by Google

عمران نے جیب سے ایک نقشہ نکالا اور اسے سیٹ پر پھیلا کر بغور دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد سر اٹھائے بغیر بولا۔ "چوتھائی سے ایک گھونٹ زیادہ نہیں ورنہ گردن توڑ دوں گا۔"

"ہو چکی باس۔" جوزف گڑبڑا کر بولا۔ "تو بڑھوں آگے۔"

"جلدی کر....!"

انجن دوبارہ اسٹارٹ ہوا اور گاڑی آگے بڑھ گئی.... جیپ ایک کچے راستے پر جا رہی تھی جس کی دونوں طرف اونچی اونچی جھاڑیوں کے سلسلے تھے۔

"جیمسن....!" عمران کچھ دیر بعد بولا۔

"یس یور میجسٹی۔!"

"تم پچھلی رات سوتے میں رو رہے تھے۔"

"ہاں شائد۔ لیکن مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ خواب میں کیا دیکھا تھا۔"

"اپنی شادی ہوتے دیکھ لی ہوگی۔" جوزف نے کہا۔

"ارے ارے۔" عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں آنے کے بعد سے تو بہت زیادہ بولنے لگا ہے۔ اس سے پہلے تو دوسروں کی باتوں میں دخل اندازی نہیں کرتا تھا۔"

"آئی ایم سوری باس۔" جوزف یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔

"کی گولو کا میدان ادھر کس جانب پڑے گا۔"

"اگر ادھر جانا تھا تو ہم غلط راستے پر نکل آئے ہیں۔" جوزف طویل سانس لے کر بولا۔

"پہلے کیوں نہیں بتایا۔"

"کس طرح بتاتا باس۔ تم تو بس نقشے ہی دیکھتے رہتے ہو۔ مجھ سے کچھ نہیں پوچھتے۔"

"اب پوچھ رہا ہوں۔"

"تین میل پیچھے جانا پڑے گا.... اگر پہلے ہی بتا دیا ہوتا تو....!"

"اب بتا دیا ہے۔ گاڑی پلٹا لے.... بکواس سے فائدہ....!"

جوزف نے جیپ پلٹائی اور جیمسن ہنس کر بولا۔ "بڑی عجیب بات ہے۔ وہاں بڑی بڑی طاقتوں کے نمائندوں کی میٹنگ ہو رہی ہے اور ہم یہاں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔"

"پھر آپ کیا چاہتے تھے جناب والا۔" عمران نے بڑے ادب سے پوچھا۔

"میں سمجھا تھا شائد آپ کی شرکت بھی ضروری ہو۔"

"میں کس کھیت کی مولی ہوں جناب۔"

"اگر نہیں ہیں تو پھر ہم یہاں کیوں پائے جاتے ہیں؟"

"یہاں کی حکومت کے مہمان ہیں۔ اگر اپنا مفاد بھی پیش نظر نہ ہوتا تو اسے میزبانی کا شرف ہرگز نہ بخشا جاتا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آپ ہی کی وجہ سے یہ کانفرنس بلائی گئی ہے۔"

"جنرل کیو کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں جانتا کہ وہ واقعہ مجھے پیش آیا تھا۔ اور پھر کانفرنس کے سامنے صرف طیاروں کی تباہی کا مسئلہ رکھا جائے گا اور زندہ بچ جانے والے پائلٹ کی شہادت پیش کی جائے گی۔"

"ان تصاویر کے بارے میں کیا کہا جائیگا جو آپ ہی کے توسط سے جنرل کیو تک پہنچی تھیں۔"

"مپانڈا کے قریب ایک ایسے ہڈیوں کے پنجر کے قریب ملی تھیں جس کا گوشت جانور کھا گئے تھے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ہڈیوں کا پنجر بنے بغیر یہ بات سمجھ میں نہیں آئے گی۔"

"خدا کی پناہ.... آپ کی شخصیت اس طرح تباہ کی گئی ہے۔"

"چپ.... میری کوئی شخصیت نہیں۔ میں ایک بڑی مشین کا صرف ایک پرزہ ہوں۔"

"لیکن میں تو نہیں ہوں کسی مشین کا پرزہ۔"

"خوش فہمی ہے تمہاری۔"

غالباً تین ہی میل کے مسافت طے کرنے کے بعد جوزف نے اسی راستے کی ایک شاخ پر گاڑی موڑ دی تھی۔ جس کا رخ شمال کی طرف تھا۔

"ادھر کیوں جا رہے ہیں باس۔" جوزف نے سوال کیا۔

"باہر کے کچھ مہمانوں کو ریسیو کرنا ہے۔"

"اس میدان میں....!" جوزف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں....؟ اس میں کیا دشواری ہو گی۔"

Digitized by Google

"سب سے پہلی دشواری تو یہ ہو گی کہ اس میدان میں ان کا داخلہ ہی ناممکن ہو گا.... ویسے اگر پیدل آرہے ہوں تو دوسری بات ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"وہ ایسی چٹانوں سے گھرا ہوا ہے کہ گاڑیاں وہاں نہیں پہنچ سکتیں۔ ویسے اگر ہیلی کوپٹر سے آرہے ہوں تو دوسری بات ہے۔"

"ہو سکتا ہے کہ ہیلی کوپٹر ہی سے آرہے ہوں۔"

"لیکن ہمیں پیدل پہنچنا پڑے گا۔" جوزف بولا۔ "گاڑیاں ان چٹانوں کو عبور نہیں کر سکیں گی۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

"کیا آپ نے میرے باس کو واپس بھیج دیا....!" جیمسن نے پوچھا۔

"یہاں کی آب و ہوا اسے سوٹ نہیں کر رہی تھی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"مس جولیانا فٹزواٹر بھی کل سے نظر نہیں آئیں۔"

"وہ اپنا فرسٹ ایڈ بکس گھر بھول آئی تھی لینے گئی ہے۔"

"کہاں گئی ہیں؟"

"گھر اور کہاں....؟"

"یعنی کہ وہ بھی واپس گئیں....!"

"یہاں کے مچھر بھی اسے پسند نہیں آئے تھے۔"

"تو وہ بھی گئیں۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"آپ کو کیا تکلیف ہے؟"

"وہ میری شریک غم تھیں یور میجسٹی۔ میری ڈاڑھی ضائع ہو جانے کا دکھ تھا نہیں۔"

"اس کی سات پشتوں میں بھی کسی نے دکھ کا نام تک نہ سنا ہو گا۔"

"نہیں۔ میں آپ سے متفق نہیں ہوں یور میجسٹی۔ بڑی دردمند خاتون ہیں۔"

عمران خاموش ہی رہا۔

جیپ دھول سے اٹے ہوئے کچے راستے پر ہچکولے لیتی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ جوزف کے چہرے پر فکر مندی کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ کی گولو میدان کا نام سنتے ہی اس کی یہ

کیفیت ہو گئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے کچھ کہنا بھی چاہتا ہو۔

"باس۔" وہ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "میری بھی ایک بات سن لو....."

"ضرور سناؤ۔"

"کی گولو کے میدان میں تم کس سے ملو گے؟"

"تم دیکھ ہی لو گے۔"

"نہیں۔ مجھے پہلے ہی سے معلوم ہونا چاہئے۔"

"کوئی خاص بات۔"

"خاص بات نہ ہوتی تو اس طرح بات کیوں کرتا..... کیونکہ میں تو حکم بجالانے والوں میں سے ہوں۔"

"فرنچ سیکرٹ سروس کے کچھ ممبر ہیں۔"

"کی گولو کے میدان میں؟"

"ہاں وہیں....."

"اب یہ بھی بتادو کہ تمہیں اس کی اطلاع کس سے ملی تھی؟"

"کیوں خواہ مخواہ دماغ چاٹ رہا ہے۔"

"کسی دشمن ہی نے تمہیں کی گولو میدان کی طرف بھیجا ہے۔"

"اور تو مجھے کیا سمجھتا ہے۔"

"نہیں باس۔ خدا کے لئے اس معاملے میں سنجیدگی اختیار کرو..... پہلے یہ بتاؤ کیا فرنچ سیکرٹ سروس والوں نے ملاقات کے لئے خود ہی وہ جگہ منتخب کی ہے۔"

"میں نہیں جانتا۔ مجھ سے کہا گیا ہے کہ وہیں ان سے رابطہ قائم کروں۔"

"شائد پھر کوئی مسوماہم پر مسلط ہو گیا ہے۔" جوزف طویل سانس لے کر بولا۔

"جنرل کیو۔ زیرولینڈ کا ایجنٹ نہیں ہو سکتا۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں باس کہ یہاں سب کچھ ممکن ہے۔"

"تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ ہم پھر کسی دشواری میں پڑنے والے ہیں۔"

"یقین کرو باس۔ میں نے جب سے یہاں قدم رکھا ہے مجھے یہی محسوس ہو رہا ہے جیسے یہ

Digitized by Google

میرا ملک نہ ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر فرد میں کوئی خبیث روح حلول کر گئی ہو۔"

"انگریزوں کے دور کے لوگ تجھے اب کہاں نظر آئیں گے۔ اسی لئے تو اجنبیت محسوس کر رہا ہے۔ نفسیاتی اثر ہے۔"

"انگریزوں کے دور میں بھی کوئی اس میدان میں قدم رکھنے کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ مسلوپگاس اور اس کے بھائی گزالی کی روحیں اب بھی اس میدان پر حکومت کرتی ہیں۔"

"میرے پہنچتے ہی بھاگ کھڑی ہوں گی..... تم نے شائد چاکا کے بیٹوں کا نام لیا تھا۔"

"ہاں باس تم تو جانتے ہی ہو۔ لیکن گزالی چاکا کا بیٹا نہیں تھا۔ مسلوپگاس کا دودھ شریک بھائی تھا۔ دونوں نے اپنے بھیڑیوں سمیت اسی میدان میں پناہ لی تھی۔ چاکا کی شکست کے بعد..... اور یہیں غائب ہو گئے تھے۔"

"سینکڑوں سال پہلے کی بات ہے۔" عمران نے شانوں کو جنبش دے کر کہا۔ "مجھے اس میدان کے خطرناک ہونے کا کوئی ٹھوس ثبوت چاہئے۔ بدروحوں اور شیاطین کی بات نہ کر۔!"

"کیا میں گاڑی روک دوں باس؟"

"ٹھوس ثبوت پیش کرنے کے لئے۔" عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہاں باس.....!"

"چل روک دے تو بھی کیا یاد کرے گا۔"

جوزف گاڑی روک کر عمران کی طرف مڑا اور عمران نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

جوزف چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میرے ملک میں بھی اب تہذیب کی روشنی پھیل رہی ہے۔ اوہام پرستی کی جڑیں بھی کاٹی جارہی ہیں۔ ہو سکتا ہے جنرل کیو نے بھی ان داستانوں کو اب مسترد کر دیا ہو جو اس میدان سے منسوب رہی ہیں۔ اسی بنا پر اس نے تمہیں ایسا کوئی مشورہ بھی دیا ہو..... میرا یہ خیال غلط بھی ہو سکتا ہے کہ بربنائے دشمنی تمہیں وہاں بھیجا جارہا ہو۔"

"تمہید ختم بھی ہو گی یا نہیں۔" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"تمہید کے بغیر تم نہیں سمجھ سکو گے باس۔ افریقہ کے باشندے تہذیب یافتہ ہوتے جا رہے ہیں۔ لیکن جن ممالک سے انہوں نے یہ روشنی حاصل کی ہے کیا وہاں بھی بیحد قدامت پسند لوگ نہیں پائے جاتے۔ کیا یورپ میں آج وچ کرافٹ موجود نہیں ہے۔ کیا وہاں اس کے نام پر انسانی

خون کے نذرانے نہیں دیئے جاتے۔"

"میں سمجھ گیا.... آگے چلو....!"

"اس میدان میں زولو قبائل کی ایک قدیم قربان گاہ واقع ہے اور وہ آج بھی چوری چھپے وہاں انسانی خون کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ ابھی تک اس مخصوص جگہ کا پتہ نہیں چل سکا جہاں یہ رسم ادا کی جاتی ہے۔ انہی چٹانوں میں کہیں پوشیدہ ہے کچھ لوگ اسے ایک بھولی بسری کہانی سمجھتے ہیں اور کچھ اس پر یقین رکھتے ہیں کہ اب بھی وہاں قربانی کے نام پر انسانی گردنیں کٹ جاتی ہیں۔"

"کیا انگریزوں کے.... دور میں اس قربان گاہ کا پتہ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی؟"

"کیوں نہیں۔ وہ بھی تھک ہار کر بیٹھ رہے تھے۔"

"تب تو ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔ کہیں وہ لوگ سچ مچ کسی دشواری میں نہ پڑ جائیں۔" عمران نے کہا۔ "گاڑی اسٹارٹ کرو۔ اگر تم دونوں ان چٹانوں کو عبور نہ کرنا چاہو گے تو تمہیں مجبور بھی نہیں کیا جائے گا۔"

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو باس۔" جوزف تیز لہجے میں بولا۔ "سب سے آگے میں رہوں گا.... لعنت ہے مجھ پر اگر میں تمہیں وہاں تنہا جانے دوں۔"

جیمسن اس دوران میں ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا۔

"تمہارا کیا خیال ہے؟" عمران نے اسے پوچھا۔

"میں نے کبھی کوئی زولو قربان گاہ نہیں دیکھی آج وہ بھی دیکھ لوں گا۔" جیمسن نے کہا اور دانت نکال دیئے۔

جوزف نے انجن اسٹارٹ کیا ہی تھا کہ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ٹھہر جاؤ۔ انجن بند کر دو۔"

جوزف اگنیشن آف کر کے پھر عمران کی طرف مڑا۔ وہ تھیلے سے سفری ٹرانسمیٹر نکال رہا تھا۔

"ذرا میں جنرل کیو سے بھی دو باتیں کر لوں۔" عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا سوئچ آن کر دیا۔

"ہیلو.... ٹی سکسٹی ایٹ.... ہیلو۔ او زیڈ ایم کالنگ.... سکسٹی ایٹ۔ او زیڈ ایم کالنگ۔"

تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے جواب ملا تھا اور عمران نے کہا تھا کہ اسے جنرل کیو سے ملا

Digitized by Google

دیا جائے۔

جنرل کیو سے رابطہ ہونے میں بھی کچھ دیر لگی تھی۔

"او زیڈ ایم سر۔" عمران بولا۔ "میں کی گولو کے میدان کی طرف جا رہا ہوں اوور۔"

"کیوں ادھر کیوں جا رہے ہو۔"

"آپ کی ہدایت کے مطابق ان لوگوں سے وہیں تو ملاقات ہونی تھی۔ اوور۔"

"کن لوگوں سے....!"

"ایس ڈی سی ای۔ آر فائیو۔ اوور۔"

"میں نے وہ جگہ منتخب نہیں کی....!" جنرل کی آواز آئی۔

"تو پھر آپ کے سیکرٹری نے کی ہو گی کیونکہ مجھے اسی کے ذریعے آپ کا پیغام ملا تھا۔ اوور۔"

"لیکن اس نے مجھے جگہ کے بارے میں نہیں بتایا۔" جنرل کی آواز آئی۔

"بہر حال.... وہ لوگ وہاں پہنچ چکے ہوں گے اوور....!"

"ذرا محتاط رہنا اس کی شہرت اچھی نہیں ہے.... میں معلوم کروں گا کہ وہی جگہ کیوں منتخب کی گئی ہے....!" جنرل کی آواز آئی۔

"اس کا مطلب ہوا کہ آپ وہ جگہ اس کام کے لئے منتخب نہ کرتے۔ اوور....!"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"پہلی فرصت میں اپنے سیکرٹری کو حراست میں لے لیجئے۔ اوور....!"

"میں دیکھ لوں گا۔ لیکن تم بیحد محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل۔"

عمران نے ٹرانسمیٹر کا سوئچ آف کر دیا۔

جوزف نے سب کچھ سنا تھا لیکن کچھ بولا نہیں تھا۔ جیمسن نے پوچھا۔ "کتنے افراد وہاں پہنچنے والے تھے۔"

"پانچ افراد.... تین مرد اور دو عورتیں....!"

"عورتیں بھی....!" جیمسن اچھل پڑا۔ "اور فرانسیسی عورتیں۔ اوہ مائی گاڈ۔ جلدی کیجئے۔ یور میجسٹی....!"

"چلنا ہی پڑے گا۔" عمران نے پر تفکر لہجے میں کہا۔

جوزف نے انجن اسٹارٹ کیا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ اس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔ شائد اب زبان نہیں کھولنا چاہتا تھا۔

"آخر یہ عورتیں کیوں؟" جیمسن بڑبڑایا۔

"خاموش بیٹھو....!" جوزف دانت پیس کر بولا۔

"ضرورت پڑنے پر سائیلنسر لگے ہوئے پستول استعمال کئے جائیں گے۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"بہت بہتر جناب۔!" جیمسن بولا۔ "لیکن عورتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔"

"کسی شعبے کی اسپیشلسٹ ہوں گی۔ لیکن تمہیں ان کے لئے زیادہ فکر مند نہ ہونا چاہئے۔ مغرب کی عورت اپنا امتیاز کھو بیٹھی ہے۔"

"یہ عورتوں کی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے باس۔" جوزف بولا۔ "کیا اس وقت بھی تمہارے پاس وہ ربر ماسک موجود ہے جو تم نے یہاں آنے سے قبل تیار کرائے تھے۔"

"ہیں تو.... پھر؟"

"ایک اپنے چہرے کے لئے منتخب کر لو اور اسی کی رنگت سے مناسبت رکھنے والے دستانے بھی نکال لو۔ کم از کم دور سے تو تمہیں افریقی ہی نظر آنا چاہئے ورنہ کوئی ان دیکھی زہریلی سوئی تمہارا راستہ ضرور روکے گی۔ اس میدان میں کسی غیر افریقی کو برداشت نہیں کیا جاتا۔"

"بہت دیر بعد تو نے کوئی ڈھنگ کی بات کی ہے۔" عمران نے کہا اور ایک چرمی تھیلے میں ہاتھ ڈال کر سیاہ رنگ کے کچھ ربر ماسک نکالے اور ان میں سے ایک ماسک الگ کر لیا۔ دستانوں کی جوڑی بھی نکالی جس کی انگلیوں پر ناخن بھی لگے ہوئے تھے۔

پھر ذرا ہی سی دیر میں وہ بھی انہی کی طرح کوئی سیاہ فام افریقی نظر آنے لگا۔

"اب اتنا تو ہو گا کہ وہ جھگڑا شروع کرنے سے پہلے دو چار باتیں بھی کر لیں گے۔" جوزف نے کہا۔

"ابھی کتنا فاصلہ باقی ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ پانچ چھ میل۔!"

"جلد سے جلد پہنچنے کی کوشش کرو۔"

دفعتاً ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور جیسے ہی عمران نے ریسیور کا سوئچ آن کیا آواز آئی۔

"ہیلو او زیڈ ایم.... ہیلو او زیڈ ایم....!"

"او زیڈ ایم....!" عمران نے ٹرانسمیٹر سوئچ آن کر کے کہا۔

"جنرل کیو کا پیغام نوٹ کرو.... اوور....!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"او کے.... اسٹارٹ.... اوور...." عمران نے کہا۔

"وہ لوگ لینڈ کر چکے ہیں! میں نے یہ معاملہ خود اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ متعلقہ سیکرٹری غائب ہو گیا ہے۔ بہت محتاط رہو.... اوور اینڈ آل۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔

عمران نے سوئچ آف کر دیئے اور جوزف سے بولا۔ "گاڑی اور تیز چلاؤ۔"

"وہ تو ٹھیک ہے باس! لیکن وہاں پہنچ کر بھی کچھ وقت صرف کرنا پڑے گا۔ یہ دیکھنا لازمی ہو گا کہ کہاں سے وہ چٹانیں عبور کی جا سکیں گی۔"

"اور پھر سب کچھ ناممکن ہو جائے گا۔" جیمسن نے کہا۔ "کیونکہ اندھیرا پھیلنے میں اب زیادہ دیر نہیں لگے گی.... سورج غروب ہونے والا ہے۔"

عمران کی آنکھوں میں تشویش کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ جوزف نے حتی الامکان جلد از جلد وہاں پہنچنے کی کوشش کر ڈالی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ان چٹانوں کے قریب کھڑے نظر آئے جنہوں نے کی گولو میدان کا احاطہ کر رکھا تھا۔

"میں آگے چلوں گا باس۔" جوزف نے کہا۔ "اگر کسی سے مڈ بھیڑ ہوئی تو بات بھی میں خود ہی کروں گا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر تم بھی فوجی وردی میں ہوتے۔"

"اب آگے بھی بڑھ۔" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

جوزف اور جیمسن مقامی فوجی وردی میں تھے اور عمران کے جسم پر سادہ لباس تھا۔

جوزف نے چٹانوں کو عبور کرنے کے لئے ایک جگہ منتخب کی اور وہ چل پڑے۔

"اس وقت تو میں سوچ رہا ہوں کاش ہم بندر ہوتے۔" جیمسن نے کہا۔

اور جوزف چلتے چلتے رک کر مڑا....

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا۔؟" وہ جیمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

Digitized by Google

"کیوں بھائی۔ کون سا قصور سرزد ہوا ہے مجھ سے۔" جیمسن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کسی مہم پر روانہ ہونے سے قبل اس منحوس جانور کا نام نہیں لیا کرتے۔"

"آگے بڑھ خدا کے بندے....!" عمران بے بسی سے بولا۔

راستہ دشوار گذار ثابت ہو رہا تھا۔ بڑی مشکل سے کسی جگہ پیر ٹکتے تھے۔ جیمسن تو دوہرا ہو ہو جاتا۔ دفعتاً جوزف نے بہت اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ عمران نے آنکھیں پھاڑ کر پہلے تو اسے دیکھا پھر جیمسن کی طرف دیکھنے لگا۔ جیمسن نے شانے سکوڑے تھے۔

لیکن وہ اپنی مادری زبان میں تو نہیں گا رہا تھا۔ عمران کو سواحلی آتی تھی۔ جیمسن شائد کچھ کہنے والا تھا لیکن عمران نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

خاصی جدوجہد کے بعد وہ اوپر پہنچ سکے اور اب یہاں سے نیچے اترنے کے لئے کوئی مناسب جگہ تلاش کرنی تھی۔ جوزف اب بھی اسی طرح گائے جا رہا تھا اور ان دونوں میں سے کسی کی طرف بھی متوجہ نہیں تھا۔

"آخر چکر کیا ہے؟" جیمسن نے سرگوشی کی....

"شائد پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔" عمران بڑی معصومیت سے بولا۔

"کہیں اس کا دماغ تو نہیں چل گیا ہے؟"

"دعا کرو اس کے حق میں.... فضول باتوں میں کیا رکھا ہے۔"

جوزف ہی نے دوسری جانب نیچے اترنے کے لئے ایک جگہ منتخب کی تھی اور اس کی طرف توجہ دیئے بغیر چل پڑا تھا۔ عمران بڑے غور سے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔

وہ دیکھئے.... ادھر...." جیمسن ایک طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "وہ پتھروں کے ڈھیر تو نہیں معلوم ہوتے۔"

اس نے میدان میں ایک جانب اشارہ کیا تھا۔ عمران رک کر ادھر ہی متوجہ ہو گیا۔ تھیلے سے دوربین نکالی اور اسے آنکھوں کے سامنے لاتے ہی بولا۔ "اوہو تو وہ پہنچ گئے ہیں.... تہہ کئے ہوئے پیرا شوٹ معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ اور سامان بھی ہے۔ لیکن وہ خود کہاں ہیں؟"

جیمسن نے بھی اس کے ہاتھ سے دوربین لے کر ان اشیاء کا جائزہ لیا۔ لیکن جوزف ان کی

Digitized by Google

طرح رکا نہیں تھا۔ بدستور گاتا ہوا نیچے اتر رہا تھا۔

"کاش۔ اس کے دماغ کے کیڑے بھی یہ دوربین دکھا سکتی۔" جیمسن بولا۔

"اس کی فکر نہ کرو۔ چلو آگے بڑھو۔" عمران اُس سے دوربین لیتا ہوا بولا۔

"بہت بہتر جناب! لیکن مجھے اس پر ترس آ رہا ہے۔ پاگل ہونا تھا تو وہیں ہو جاتا۔ آخر اپنے وطن پہنچ کر کیوں پاگل ہوا؟"

"کیا ہم اسی مسئلے پر غور کرنے کے لئے یہاں اکٹھا ہوئے ہیں؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "خاموشی سے چلو۔"

وہ نیچے بھی پہنچ گئے۔ لیکن وہ پانچ افراد کہیں نظر نہ آئے جن کا سامان وہاں پڑا ہوا تھا۔

جوزف نے اب خاموشی اختیار کر لی تھی۔ اور کسی شکاری کتے کی طرح چوکنا ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔

"یہ تو ثابت ہو گیا کہ وہ لوگ یہاں پہنچ چکے ہیں۔" عمران بولا۔

"اب کہیں اور پہنچے ہوں گے باس۔" جوزف نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "انہیں یہاں آنے کا مشورہ نہیں بلکہ خودکشی کا مشورہ دیا گیا تھا۔"

"کچھ بھی ہوا ہو.... یہاں سے اس وقت تک واپس نہیں جاؤں گا جب تک ان کا سراغ نہیں مل جاتا۔" عمران فیصلہ کن لہجے میں بولا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔"

"یکایک تم پر گانے کا دورہ کیوں پڑا تھا؟" جیمسن پوچھ بیٹھا۔

"وہ بنٹو زبان میں موت کا گیت تھا۔"

"تو گویا تمہیں یقین ہے کہ یہاں سے واپس نہ جا سکو گے۔"

"میں ایسا حکم لگانے والا کون ہوتا ہوں۔ زندگی اور موت دونوں اوپر والے کے اختیار میں ہیں۔"

"پھر تم وہ گیت کیوں گا رہے تھے؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"زمانہ قدیم سے یہ گیت قربان گاہوں پر گایا جاتا ہے۔ اگر کوئی زولو اس دوران میں نظر آ گیا تو تم مجھے موت کا رقص کرتے بھی دیکھ سکو گے۔"

"تو گویا تم وہ گیت ہمیں نہیں بلکہ انہیں لوگوں کو سنا رہے تھے جن سے سابقہ پڑنے والا ہے۔"

"یہی سمجھ لو۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ سامنے نہیں آئیں گے۔"

"اور ہم تمہارے اسی گیت کی وجہ سے محفوظ رہیں گے۔"

"چلو تم سمجھے تو.....!" جوزف پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اس دوران میں عمران اس بڑے صندوق کو کھول کر اس کا جائزہ لیتا رہا تھا جو انہیں پیراشوٹوں کے قریب پڑا ملا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے صندوق کا ڈھکنا بند کر دیا اور جوزف کی طرف مڑ کر بولا۔ "بلاشبہ یہ انہیں لوگوں کا سامان ہے۔ لیکن آخر.....!"

"خاموش باس۔" جوزف آہستہ سے بولا۔ "میں شکار کی بو سونگھ رہا ہوں۔ لیکن خدا کے لئے مجھے بات کرنے دینا باس۔ ورنہ یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے گا۔"

"واپسی ویسے بھی ناممکن ہو گی مسٹر جوزف مگونڈا....." عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"کک..... کیا مطلب.....؟"

"میں اس قربان گاہ کو ضرور تلاش کروں گا جس کا سراغ انگریزوں کو بھی نہیں ملا تھا۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ لیکن جیمسن کے پتلے پتلے ہونٹ اس طرح کپکپانے لگے تھے جیسے کسی جذبے کے اظہار کو روکنے کی کوشش کر رہا ہو.....

دفعتاً عمران تیزی سے ایک جانب بڑھا اور گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

جیمسن نے بھی اس کے قریب پہنچنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ لیکن جوزف جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

جیمسن نے دیکھا کہ چمکدار تاروں کی ایک جھالر کے درمیان رکھی ہوئی ایک رسٹ واچ عمران کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی..... جیمسن بھی بالکل اسی کے سے انداز میں گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور جھک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا یہ کوئی ٹوٹکا ہے یور میجسٹی؟" اس نے آہستہ سے پوچھا۔

"نہیں یہ ایمبش ڈیٹکٹر ہے۔ فرانس کی سیکرٹ سروس والوں کی ایجاد..... شائد انہیں شبہ ہو گیا تھا کہ وہ گھیرے جا رہے ہیں۔ ورنہ اسے کیوں استعمال کرتے۔"

"اور شائد پھر اسے اٹھا لینے کا بھی موقع نہیں مل سکا تھا بیچاروں کو..... پتا نہیں دونوں

Digitized by Google

عورتوں کا کیا حشر ہوا ہو۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

عمران نے جوزف کو آواز دی۔ وہ فوجی انداز میں ایڑیوں پر گھوما اور نپے تلے قدم اٹھاتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

"ادھر دیکھ.....!" عمران نے ڈیٹکٹر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں باس! لیکن یہ ہے کیا؟"

"ایمبش ڈیٹکٹر..... ان لوگوں نے اسے استعمال کیا تھا لیکن پھر اسے اٹھانا بھی نصیب نہیں ہو سکا۔"

"جن لوگوں سے سابقہ پڑا ہے وہ ایسے ہی ہیں باس! بجلی کی سی سرعت سے اپنا کام کرتے ہیں۔"

"اب ادھر دیکھ..... یہ تین کے ہندسے کی جگہ کا نقطہ ہے..... صرف یہی نقطہ روشن نظر آ رہا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ اسی کی سیدھ میں یا اس کے ادھر ادھر کے تیس تیس درجے کے زاویئے کے اندر کوئی موجود ہے۔"

"یہ تو بڑا اچھا ہوا باس کہ سمت کا پتہ چل گیا۔" جوف خوش ہو کر بولا۔

"کیا اچھا ہوا؟" جیمسن اسے گھورتا ہوا بولا۔ "ہے ہمت اس سمت جانے کی؟"

"نہیں بھائی! میں بہت بزدل ہوں..... تم اپنی فکر کرو۔" جوزف نے یہ کہہ کر پھر گانا شروع کر دیا۔

"دے اللہ کے نام پر بابا۔" جیمسن نے کہا اور ہنس پڑا۔ عمران نے سمت کا تعین کر کے ڈیٹکٹر اٹھایا اور اپنی کلائی پر باندھ لیا۔ تاروں والی جھالر تہہ کر کے جیب میں رکھ لی۔

جوزف گاتا ہوا آہستہ آہستہ اسی طرف بڑھنے لگا جدھر ڈیٹکٹر نے اشارہ کیا تھا۔ جیمسن اس کے پیچھے تھا اور عمران اس سے کسی قدر فاصلے سے چل رہا تھا۔ دراصل اپنے عقب میں بھی نظر رکھنا چاہتا تھا۔ کلی طور پر ڈیٹکٹر ہی پر انحصار کر لینا اس کے مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔

اچانک جوزف چلتے چلتے رک کر عمران کی طرف مڑا اور بولا۔ "مجھے تنہا ہی جانے دو باس..... تم دونوں یہیں ٹھہرو..... اور اجازت دو تو میں یہ اپنا ڈاڑھی والا ماسک اتار کر اصلی شکل میں آ جاؤں۔"

"اس سے کیا ہو گا؟"

"نہ جانے کیوں رہ رہ کر خیال آرہا ہے کہ میں یہ ماسک اتار دوں۔ مجھے ان کے سامنے اصلی ہی شکل میں جانا چاہئے۔"

"کوئی فرق نہیں پڑتا.... جو دل چاہے کرو.... لیکن میں یہاں رک کر کیا کروں گا۔ مجھے بنٹو زبان نہیں آتی۔ اگر کسی نے تیری عدم موجودگی میں مزاج پرسی کی تو جواب کیسے دوں گا۔"

"اچھا تو پھر چلو۔" جوزف بے بسی سے بولا۔ "لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ یہ لوگ بھی خالص بنٹو نہیں بول سکتے۔ یہ سارے گیت تو مقدس سمجھے جاتے ہیں اور من و عن یاد کر لئے گئے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے تمہارے ملک کی اکثریت عربی نہیں سمجھ سکتی لیکن مقدس کتاب کی آیات اسے زبانی یاد ہیں۔"

"میں سمجھ گیا۔ تو یہ سواحلی ہی بولتے ہیں۔"

"اور کیا باس! تم یہاں ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر جاؤ۔"

"نہیں۔ تینوں ساتھ ہی رہیں گے۔ آخر تو یہ کیوں چاہتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ نہ ہوں۔"

"کچھ نہیں باس۔ یہ بہرحال میرا وطن ہے معلوم نہیں وہاں ان چٹانوں میں تمہیں کیسی کیسی مضحکہ خیز چیزیں نظر آئیں اور مجھے شرمندگی اٹھانی پڑے۔"

جیمسن ہنس پڑا۔ لیکن عمران جلدی سے بولا۔ "مجھے اپنے یہاں کی بھی بہتیری چیزیں مضحکہ خیز لگتی ہیں۔ نئے لوگوں کو پرانی چیزیں ہمیشہ سے مضحکہ خیز لگتی چلی آئی ہیں۔ کوئی نئی بات نہیں۔"

"تب تو ٹھیک ہے باس! ضرور چلو.... لیکن میں یہ ماسک اتار رہا ہوں۔"

وہ پھر چل پڑے اور جیمسن نے عمران سے کہا۔ "ہم اسی روشن نقطے کی سیدھ میں چل رہے ہیں لیکن آپ نے اس نقطے کے ادھر ادھر تیس تیس درجے کے زاویوں کی بات بھی کی تھی۔ اس طرح تو اوپر پہنچ کر ہمیں خاصے بڑے رقبے کی چھان بین کرنی پڑے گی۔"

"ہاں.... یہ بات تو ہے اوپر کسی مناسب جگہ پہنچ کر دوبارہ ڈیٹکٹر استعمال کروں گا۔"

"کیا کلائی پر بندھے ہونے پر کارآمد نہیں رہتا۔"

"یہی دشواری ہے کسی مسطح جگہ پر اسی جھالر کے دائرے میں کارآمد ہوتا ہے۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ جھالر اس سے علیحدہ ہی علیحدہ تھی۔"

"نہیں جھالر سے منسلکہ ایک باریک سا تار اس کی چابی سے بندھا ہوا تھا۔"

"بڑی عجیب ایجاد ہے۔"

"یہ لوگ اپنے کاموں میں آسانیاں پیدا کرنے کیلئے اس قسم کی ایجادات کرتے ہی رہتے ہیں۔"

"لیکن یور میجسٹی! ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔" جیمسن ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ "وہ لوگ ان کا سامان بھی ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔"

"جب ادھر کوئی آتا ہی نہیں تو سامان بہرحال محفوظ ہے۔ جب چاہیں گے اٹھا لے جائیں گے۔ ان کے سامان میں اسلحہ بھی شامل ہے۔"

جوزف ایک جگہ رک گیا۔ اب بھی گا رہا تھا۔ لیکن ساتھ ہی کسی شکاری کتے کی طرح ادھر ادھر بھی دیکھے جا رہا تھا۔

وہ خاصی اونچائی پر پہنچ چکے تھے۔ دفعتاً اس سے بھی کسی قدر اونچائی سے آواز آئی۔ "جہاں ہو وہیں ٹھہر جاؤ۔ تم سب نشانے پر ہو۔"

یہ جملہ سواحلی زبان میں ادا کیا گیا تھا۔ جوزف نے گانا بند کر دیا اور آواز کی سمت دیکھنے لگا۔ ساتھ ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی اوپر اٹھا دیئے تھے اس کی تقلید ان دونوں نے بھی کی۔

"تم لوگ کون ہو! اور تمہیں یہاں آنے کی جرات کیسے ہوئی؟" اوپر سے پوچھا گیا۔

"قانون کے نام پر۔" جوزف اونچی آواز میں بولا۔ "ہم متبرک گیت گاتے ہوئے ان حدود میں داخل ہوئے ہیں۔"

"اسی لئے یہاں تک آپہنچے ہو۔ کیا چاہتے ہو؟" آواز آئی۔

"غلطی سے کچھ سرکاری مہمان یہاں اتر گئے ہیں۔ ان کی واپسی مطلوب ہے۔"

"سرکاری مہمان اوپر سے نہیں اترا کرتے۔" آواز آئی۔

"فوجی معاملات ہیں.... اس لئے یہ بھی ممکن ہے۔"

"عورتوں کا فوج میں کیا کام؟"

"کھوجی کتوں کو تربیت دینے کے لئے بلائی گئی ہیں۔" جوزف نے کہا اور عمران نے طویل سانس لی۔

"اچھی بات ہے۔ صرف تم ہی اوپر چلے آؤ۔ تمہارے سامنے جو کٹاؤ ہے اس سے بائیں

Digitized by Google

جانب مڑ جانا۔" اوپر سے آواز آئی۔

عمران بولنا چاہتا تھا لیکن لہجوں پر قادر نہ ہونے کی بنا پر خاموش ہی رہا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ جوزف تنہا اوپر جائے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ جوزف نے کہا۔ "میں خود کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ متبرک جگہوں پر اپنے ناپاک قدم رکھ سکوں بہتر یہی ہو گا کہ تم ان پانچوں کو یہیں بھیج دو۔ ہم اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

"ایسی صورت میں ان کی واپسی ناممکن ہو گی۔" اوپر سے آواز آئی۔

"تم جو کوئی بھی ہو۔ اس سے واقف ہو گے کہ حالات بدل چکے ہیں۔ پچاس سال پہلے جو بمباری ہوئی تھی وہ حقیقتاً ان چٹانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکی تھی۔ لیکن آج کا اسلحہ بیحد خطرناک ہے۔ ایک ہی بم کئی میل کے رقبے کو تہہ و بالا کر کے رکھ دے گا۔ ہیڈ کوارٹر کو اطلاع مل چکی ہے کہ اس کے مہمان یہیں اترے ہیں اور ہم ایک پرامن پیش کش کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔"

فوری طور پر اس کا کوئی جواب نہ ملا۔ جیمسن بہت زیادہ مضطرب نظر آ رہا تھا کیونکہ یہ مکالمات اس کے پلے نہیں پڑے تھے۔

اور پھر اچانک وہ غفلت میں گھیر لئے گئے تھے۔ عمران اور جوزف کی توجہ پوری طرح اس مقام کی طرف تھی جہاں سے کوئی گفتگو کرتا رہا تھا۔ وہ چاروں نہ جانے کس طرف سے برآمد ہوئے تھے اور انہیں رائفلوں کی زد پر لے لیا تھا۔ سیاہ فام ہی تھے لیکن ان کے لباس مہذب طبقے کے افراد کے ملبوسات سے مختلف تھے۔

"تم تینوں ایک ساتھ کھڑے ہو جاؤ" ان میں سے ایک نے کہا۔

"تم لوگ لاعلمی میں ایک بڑے جرم کے مرتکب ہو رہے ہو۔" جوزف نے پروقار لہجے میں کہا۔

"جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو۔ یہاں ہمارا قانون چلتا ہے۔" جواب ملا۔

"اچھی بات ہے۔" جوزف پلٹ کر عمران اور جیمسن کے قریب پہنچتا ہوا بولا۔ "نتائج کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔"

"اس دراڑ میں اتر چلو" اس آدمی نے رائفل کی نال سے ایک جانب اشارہ کیا۔

جوزف نے عمران کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں میں مثبت اشارہ پا کر بائیں جانب مڑا اور دراڑ میں اتر گیا۔ عمران نے جیمسن کو اس کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ پھر وہ بھی ادھر ہی

Digitized by Google

بڑھا۔۔۔۔ وہ بظاہر ایک قدرتی دراڑ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن کچھ ہی دور چلنے کے بعد بڑے سلیقے سے تراشے ہوئے زینوں سے سابقہ پڑا۔ یہاں اندھیرا تھا جسے دور کرنے کے لئے پتھر کے شمع دانوں میں کسی جانور کی چربی جلائی گئی تھی۔ جس کی بیزار کن چراندھ فضا میں پھیلی ہوئی تھی۔

بیس بائیس زینے طے کر کے وہ ایک مسطح جگہ پر پہنچے اور مزید کچھ آدمیوں کے نرغے میں آ گئے۔ انہوں نے ان کی جامہ تلاشی لے کر ان کے سائیلنسر لگے ہوئے پستولوں پر قبضہ کر لیا۔۔۔۔!

جوزف نے سختی سے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

انہیں پھر آگے بڑھایا گیا۔ رائفل بردار وحشی نصف دائرے کی شکل میں انہیں کور کئے ہوئے چل رہے تھے۔

جیمسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھتا جا رہا تھا۔ جگہ جگہ چربی کی مشعلیں روشن تھیں۔۔۔۔ ان چٹانوں کو اندر سے بڑے فنکارانہ انداز میں تراش خراش کر ایک بہت بڑا ہال بنایا گیا تھا۔ جس کے دوسرے سرے پر چار یا پانچ فٹ اونچا ایک چبوترہ تھا اور اسی چبوترے کے نیچے وہ **پانچوں سفید فام بیٹھے نظر آئے۔ ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔**

ان تینوں کو ان کے قریب لے جایا گیا وہ سر اٹھا کر حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔ رائفل برداروں میں سے ایک نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ "شائد یہ لوگ ہماری زبان نہیں سمجھ سکتے۔ ہم نے انگلش میں بھی ان سے گفتگو کرنی چاہی لیکن وہ اسے بھی سمجھنے سے قاصر نظر آتے ہیں۔"

"ان سے فرانسیسی میں بات کرو۔" جوزف بولا۔ "یہ فرانس کے باشندے ہیں۔ انگریز نہیں۔"

"کوئی بھی ہوں۔ سفید فام تو ہیں۔۔۔۔ دو سو سال سے یہاں صرف سفید فاموں کی قربانی دی جاتی رہی ہے۔۔۔۔ پچاس سال سے یہ سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ پورے پچاس سال بعد یہ چھ عدد خود بخود قربان گاہ کی حدود میں آسمان سے ٹپک پڑے ہیں۔ لہٰذا اگر تم میں سے کوئی ان کی زبان جانتا ہو تو انہیں ان کے مقدر سے آگاہ کر دے۔ گزالی کے بھیڑیوں کی روحیں پورے پچاس سال سے بڑے کرب میں مبتلا ہیں۔"

"وہ میں بعد میں کروں گا۔ لیکن کیا تم اس کی جرات کر سکو گے۔۔۔۔ یہ سرکاری مہمان ہیں۔۔۔۔!" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ان کے ہمدردوں کا بھی وہی حشر ہو گا جو ان کا ہونے والا ہے۔" جواب ملا۔

"اگر ہم ایک معینہ مدت کے اندر اندر ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ نہ دے سکے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟"

"کیا ہو گا....؟"

"کی گولو کا پورا میدان فوج سے بھر جائے گا۔" جوزف نے کہا۔

"کس وہم میں مبتلا ہو۔ اب کوئی چٹانوں کے قریب بھی نہ آ سکے گا۔ حالات بدل چکے ہیں۔ سفید فاموں کے ہمدردوں پر آسمانی قہر نازل ہونے لگا ہے۔"

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ خاموش رہے اور خود اس عورت کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس کی کلائی پر بندھے ہوئے ایمبش ڈیٹکٹر کو بار بار دیکھنے لگتی تھی۔

"انچارج کون ہے؟" عمران نے فرانسیسی میں اسے مخاطب کیا۔

"میں ہوں۔" وہ عورت بولی۔

"تمہارے ایمبش ڈیٹکٹر ہی نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ آخر تم لوگ یہاں کس بناء پر بھیجے گئے ہو جبکہ تمہیں اس کا علم بھی نہیں تھا کہ تم کہاں اتر رہے ہو۔ آر فائیو سے ایسے افراد مانگے گئے تھے جو یہاں کے حالات اور جغرافیہ سے بخوبی واقف ہوں۔"

"ہم مشرقی افریقہ کے اسپیشلسٹ ہیں....!" عورت بولی۔

"اسی لئے کی گولو کے میدان میں اتر پڑے ہو۔"

"کی گولو کا میدان...." وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔ "نہیں ہمیں علم نہیں تھا کہ ہم کہاں اترے ہیں۔ ہمیں طیارے سے چھلانگ لگانے کا وقت بتایا گیا تھا۔ اس سے زیادہ ہم اور کچھ نہیں جانتے۔"

"اب یہ لوگ کہہ رہے ہے کہ تمہیں قربان کر دیا جائے گا۔"

دفعتاً رائفل برداروں کا سرغنہ چیخنے لگا۔ "اتنی دیر سے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ ہمیں بھی بتاؤ۔ کوئی سازش نہ کر سکو گے۔"

"انگارے مت چباؤ۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "وہ شکوہ کر رہی ہے کہ یہ کیسی مہمان نوازی ہے اور میرا باس انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ ایسی جگہ اترے ہیں جس سے انہیں دور ہی رہنا چاہئے تھے۔"

"اب اس سے کیا فرق پڑے گا اور تمہاری واپسی بھی اب ناممکن ہے۔"

جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور قیدیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔

عمران ان سے کہہ رہا تھا۔ "ہم نہیں جانتے کہ ہمارا بھی کیا حشر ہو گا۔"

"تم لوگوں کی طرف سے ہدائت ہی کے مطابق ہم لوگ یہاں اتارے گئے ہوں گے۔"

ایک مرد نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "ہمارا سارا نظام کمپیوٹرائزڈ ہے۔"

"ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے دوست۔ اب یہ سوچنا ہے کہ اس مصیبت سے کیونکر نجات پائی جائے۔"

"ہم تو بے خبری میں مارے گئے۔ ان وحشیوں نے ہم پر اعصاب کو مفلوج کر دینے والی ڈارٹس سے حملہ کیا تھا۔ قریباً دو گھنٹے بعد ہم اپنے اعضاء کو حرکت دینے کے قابل ہو سکے تھے۔"

دفعتاً عجیب سے گڑگڑاہٹ سنائی دی اور ایسا محسوس ہوا جیسے چٹانیں لرزنے لگی ہوں۔

"راستہ بند کر دو۔" رائفل برداروں کا سرغنہ چیخا۔ "ان کے ہیلی کاپٹر آ رہے ہیں۔"

"کون سارا راستہ بند کرا رہے ہو؟" جوزف نے ہنس کر پوچھا۔

"جدھر سے تمہیں لایا گیا تھا۔" وہ دانت پیس کر بولا۔ "وہ دراڑ حیرت انگیز طور پر بند ہو جائے گی۔"

ادھر عمران قیدیوں سے کہہ رہا تھا۔ "فکر نہ کرو۔ ہمارے ہیلی کوپٹر پہنچ گئے ہیں۔ جلد ہی تمہیں رہائی نصیب ہو جائے گی۔ تمہارا سارا سامان وہیں موجود ہے جہاں تم نے چھوڑا تھا اس میں تمہارا اسلحہ تک موجود ہے۔"

ان میں سے کوئی کچھ نہ بولا۔ عمران نے ان سے گفتگو کے دوران ہی میں جوزف کو اردو میں مخاطب کیا۔ "انہیں باتوں میں الجھائے رکھ.... غصہ دلانے والی باتیں کر...."

جیمسن اپنی کھوپڑی سہلانے لگا۔ لیکن کچھ بولا نہیں۔ ادھر رائفل برداروں میں سے دو آدمی وہاں سے چلے گئے تھے۔ اب ان کی تعداد پانچ رہ گئی تھی۔ ان ساتوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی وہاں نہیں دکھائی دیا تھا۔

جوزف نے عمران کی ہدایت کے مطابق رائفل برداروں کے سرغنہ سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی....!

"حکومت نے تم لوگوں کو بڑی چھوٹ دے رکھی تھی۔ لیکن اب ایسا نہیں ہو گا۔" اس نے کہا۔

Digitized by Google

"بکواس بند کرو۔" سرغنہ پیر پٹخ کر دھاڑا۔ "چھوٹ ہم نے اس نا ہنجار حکومت کو دے رکھی ہے.... ورنہ جب چاہیں اس کا تختہ الٹ دیں....!"

"ان دقیانوسی رائفلوں کے بل بوتے پر!" جوزف مضحکہ اڑانے والے انداز میں ہنس کر بولا۔

"میں تمہاری زبان بند کردوں گا۔ ورنہ خود ہی خاموش رہو۔"

"اب تھوڑا سا مکھن لگا دے۔" عمران نے جوزف کی طرف مڑے بغیر اس طرح کہا جیسے قیدیوں سے کچھ کہا ہو۔

جوزف نے سرغنہ سے کہا۔ "ناراض ہونے کی ضرورت نہیں میں تو صرف تمہارے جذبے کی گہرائی ناپ رہا تھا۔ ورنہ اس حکومت سے کون خوش ہے کوئی غیرت مند اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ انگریزوں سے نجات پا جانے کے باوجود بھی ہم ابھی تک سفید فاموں ہی کے دروں پر سجدے کر رہے ہیں۔ اب یہی دیکھو کہ یہ پانچ مختلف شعبوں کے ماہرین فرانس سے بلوائے گئے ہیں۔ کیا ہمارے یہاں باصلاحیت آدمیوں کی کمی ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟" سرغنہ یک بیک بے حد نرم لہجے میں بولا۔

"یہی کہ اگر تم کوئی ٹھوس پروگرام رکھتے ہو تو مجھے بتاؤ.... میں بھی تمہارے ساتھ ہو جاؤں گا.... اور ہم تینوں تمہارے نظریات کی تبلیغ فوج میں کریں گے۔"

"ہم اجنبیوں سے اپنے پروگرام کے بارے میں بات نہیں کرتے۔"

"یہ بری بات ہے۔ اس طرح تم محدود ہو کر رہ جاؤ گے۔ عوام کی ہمدردیاں حاصل کرو۔ کام آسان ہو جائے گا۔"

"عوام کی مدد کے بغیر بھی ہم جب چاہیں حکومت پر قبضہ کر لیں۔"

"تو پھر دیر کیوں کر رہے ہو؟"

ٹھیک اسی وقت غار کی فضا میں کچھ ایسی آواز گونجی جیسے کسی تیز رفتار گاڑی کے بریک چرچرائے ہوں۔

"یہ کیا ہے....؟" جوزف اچھل پڑا۔

"دراڑ بند ہوئی ہے۔" سرغنہ نے لاپرواہی سے کہا۔ "اب قربان گاہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ اوپر ہی اوپر چکرا کر واپس چلے جائیں گے۔"

"کیا یہ کسی مشینی عمل کے تحت ہوا ہے۔"

"اور کیا تم اسے جادو کا کرشمہ سمجھتے ہو۔" سرغنہ نے قہقہہ لگایا۔

جوزف ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔ سرغنہ کہہ رہا تھا۔ "ہم نے اپنے طور پر سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی ہے۔ ان دقیانوسی رائفلوں پر نہ جاؤ۔ یہ محض دکھاوے کی چیزیں ہیں۔"

"اوہ.... تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ اب اس متبرک مقام پر اور کوئی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔" جوزف نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اور غالباً اب تم سمجھ گئے ہو گے کہ ان قیدیوں کا ہاتھ آ جانا محض اتفاق نہیں تھا۔ ہمیں علم تھا کہ یہ کس وقت یہاں اتریں گے۔ تمہارا یہ کہنا قطعی درست نہیں کہ یہ نادانستگی میں یہاں اتر پڑے ہیں۔"

"ہمیں علم نہیں۔ ہم سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ ہم تم سے ان کی واپسی کی بات کریں۔"

"لیکن تمہارا رخ ٹھیک اسی طرف کیونکر ہوا تھا جدھر ہم تھے؟" سرغنہ نے سوال کیا۔

"اسے تو تم اتفاق ہی سمجھو۔" جوزف بولا۔

"ناقابل یقین....!" سرغنہ خشک لہجے میں بولا۔ "تمہیں بتانا پڑے گا کہ سمت اور جگہ کی نشاندہی کس نے کی تھی؟"

دفعتاً عمران نے جوزف سے انگلش میں کہا۔ "کچھ چھپانا بیکار ہے۔ سچی بات کرو۔ پھر جو حشر بھی ہو ہمارا....!"

"ضرور.... ضرور....!" سرغنہ بھی انگلش ہی میں بولا۔ "ہو سکتا ہے اس کے عوض تمہارے ساتھ کوئی رعایت ہو جائے۔"

"میں مراکش کا باشندہ ہوں۔ سواحلی پر عبور نہیں رکھتا۔ اس لئے انگلش میں بات کروں گا۔ معذرت کے ساتھ۔"

"کوئی بات نہیں! ہم زبانوں سے متنفر نہیں۔ ہمیں سفید فاموں کے کردار سے نفرت ہے۔"

"قربان گاہ کی صحیح نشاندہی جنرل کیو کے سیکرٹری کیپٹن مشامبا نے کی تھی۔"

"کیا....؟" سرغنہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"سچی بات پر تم حیرت کیوں ظاہر کر رہے ہو؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

Digitized by Google

"اوہ.... کچھ نہیں.... اس اطلاع کا شکریہ! ٹھہرو میں ابھی بتاتا ہوں کہ تم لوگوں کے ساتھ کیا رعایت کی جاسکتی ہے۔" سرغنہ نے کہا اور ان لوگوں سے متعلق اپنے آدمیوں کو کچھ ہدایت دے کر وہاں سے چلا گیا۔

"کچھ شروع کر دیں باس۔!" جوزف نے اردو میں پوچھا۔

"ابھی نہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہائے بیچاریاں....!" جیمسن کراہا۔

"یہ تم لوگ کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو....؟" ریتا نے عمران سے پوچھا۔

"سواحلی میں....!" عمران نے جواب دیا۔

"جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ۔ ہم افریقہ کی بیشتر زبانیں جانتے ہیں۔"

"پھر تم نے ان پر کیوں نہیں ظاہر ہونے دیا کہ تم سواحلی بول اور سمجھ سکتے ہو۔"

"اپنی پوزیشن کا اندازہ لگانے کے لئے۔"

"اب تو بخوبی اندازہ ہو گیا ہوگا؟"

"اب ہوا ہے۔ تم لوگوں کے پہنچنے سے قبل ہم قطعی تاریکی میں تھے۔"

"پھر کیا خیال ہے....؟"

"ایسی صورت میں کیا خیال ظاہر کیا جاسکتا ہے۔ تم اپنی رائے ظاہر کرو۔"

"فی الحال کچھ بھی ممکن نہیں ہے۔"

"اور جیسا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ تمہارے آدمی سچ مچ یہاں نہ پہنچ سکیں گے۔" ریتا نے سوال کیا۔

"غالباً وہ ٹھیک کہہ رہا تھا۔ زیادہ سے زیادہ تمہارا سامان ان کے ہاتھ لگ جائے گا۔ اور بس۔"

"تو ہم اب انہی لوگوں کے رحم و کرم پر ہیں۔" ریتا نے طویل سانس لے کر کہا۔ "اور یہ بات تو اب پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ تم لوگوں کے درمیان بھی ان کے آدمی موجود ہیں۔ ورنہ انہیں ہماری آمد کی خبر کیسے ہوتی۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ اب تک کئی ایسے آدمی ہماری گرفت میں آچکے ہیں۔"

ریتا کچھ اور کہنے والی تھی کہ رائفل برداروں کا سرغنہ واپس آگیا۔ اور عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "کیا ہمارے لئے کوئی بری خبر لائے ہو؟"

"ہرگز نہیں۔" وہ ہنس کر بولا۔ "بری خبر تو ان لوگوں کے لئے بھی نہیں ہے۔" اس کا اشارہ قیدیوں کی طرف تھا۔

"میں نہیں سمجھا۔" عمران نے کہا۔

"فی الحال تم سب قیدیوں کی حیثیت سے یہاں رکھے جاؤ گے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ لیکن جوزف پھر بھڑک اٹھا اور سخت لہجے میں بولا۔ "میں ذاتی طور پر تمہارے اس فیصلے سے متفق نہیں ہوں۔"

"ہو یا نہ ہو۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"بہت فرق پڑتا ہے مسٹر۔ میں بے موت مر جاؤں گا۔ کیونکہ قیدیوں کو کہیں بھی شراب پیش نہیں کی جاتی۔"

"میں نہیں سمجھا۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"شراب کے بغیر میں مر جاؤں گا۔ چھ بوتل یومیہ میرا کوٹہ ہے۔"

"ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ زندہ رہو یا مر جاؤ۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ دونوں آدمی بھی اس دوران میں واپس آگئے تھے جو اس کے حکم پر دراڑ بند کرنے گئے تھے۔ اور اب پھر سات رائفلیں ان پر تنی ہوئی تھیں۔

سرغنہ نے عمران کیطرف دیکھ کر انگلش میں کہا۔ "تم سواحلی سمجھ سکتے ہو لیکن بول نہیں سکتے۔"

"ٹوٹی پھوٹی بول بھی سکتا ہوں۔"

"تم جنرل کیو کے سیکرٹری کو کیا جانو؟"

"کیوں۔ کیا وہ جادو کے زور سے نظروں سے غائب رہتا ہے؟"

"تمہارا عہدہ کیا ہے؟"

"انٹر سروسز انٹیلی جنس کے ڈائریکٹوریٹ جنرل سے میرا تعلق ہے۔"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔ ڈائریکٹوریٹ جنرل میں کسی غیر ملکی کا کیا کام؟"

"میرا باپ یہیں کا باشندہ تھا۔ میری پیدائش مراکش میں ہوئی تھی۔ وہیں پلا بڑھا تھا۔"

"میں نے پوچھا تھا تمہارا عہدہ کیا ہے؟"

"ایک ڈپٹی ڈائریکٹر کا پرسنل اسسٹنٹ ہوں۔ کیپٹن مشامبا میرے باس کے دوستوں میں سے

Digitized by Google

ہے۔اور بعض وجوہات کی بناء پر۔ مجھ پر بہت مہربان ہے۔"

"میں وہ وجوہات بھی معلوم کرنا چاہوں گا۔"

"ناممکن....! سب کے سامنے میں ان وجوہات کا اظہار نہیں کر سکتا۔"

"چلو....!" وہ رائفل کی نال ہلا کر بولا۔ "علیحدگی میں بتاؤ۔"

"کیا یہ ضروری ہے؟"

"بہت زیادہ ضروری ہے۔"

"لیکن اس معاملے کا تعلق میری نجی زندگی سے ہے۔"

"تم حکم کی تعمیل کرتے ہو یا!" اس نے جملہ پورا کرنے کی بجائے رائفل کا بولٹ سرکایا تھا۔

"نن... نہیں!" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں ہاتھ پھیلا کر بولا۔ "چچ چلو... چلتا ہوں!"

"ادھر چلو.....اور اپنے ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لو۔"

عمران چپ چاپ ادھر ہی چل پڑا جدھر اشارہ کیا گیا تھا۔ کچھ دور سیدھا چلا تھا۔ پھر سرغنہ کی ہدایت پر بائیں جانب گھوم کر ایک راہداری میں داخل ہوا تھا۔

"اس دروازے میں۔" وہ اس کی کمر سے رائفل کی نال لگاتا ہوا بولا۔

یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں کچھ ایسا سامان نظر آیا جو اس کے آپریشن روم ہونے پر دلالت کرتا تھا۔ تو گویا اسے یہاں اس لئے لایا گیا تھا کہ اس کی آواز کہیں اور نہ پہنچائی جاتی۔ دفعتاً وہ بڑی پھرتی سے گھوما اور رائفل کی نال پر ہاتھ ڈال دیا۔ وہ فرش کی طرف جھکتی چلی گئی۔ یہ اتنے غیر متوقع طور پر ہوا تھا کہ سرغنہ کو سنبھلنے کا بھی موقع نہ مل سکا۔ رائفل کی نال کے ساتھ ہی وہ خود بھی جھکا تھا اور ٹھیک اسی وقت عمران کا دایاں گھٹنا اس کی ناک پر پوری قوت سے پڑا تھا۔ ہلکی سی آواز بھی نکالے بغیر وہ بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر اسے سیدھا کیا۔ بیہوشی گہری تھی۔ جامہ تلاشی لینے پر اس کے پاس سے انہیں تینوں پستولوں میں سے ایک برآمد ہوا جو ان سے چھینے گئے تھے۔ اس کے بعد اس نے ان لاسلکی آلات کی طرف توجہ دی تھی جو وہاں موجود تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے انہیں بھی بیکار کر دیا۔

دوسری طرف جیمسن اور جوزف اردو میں اوٹ پٹانگ ہانک رہے تھے اس بار رائفل برداروں میں سے ایک کو دخل اندازی کرنی پڑی۔

"یہ کون سی زبان ہے۔"

"لشکری....!" جوزف نے جواب دیا۔

"ہم نے تو اس کا نام بھی نہیں سنا۔"

"یہ تمہاری اپنی نالائقی ہے....!"

دوسرے رائفل بردار نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "یہ سرے سے کوئی زبان نہیں ہے.... خواہ مخواہ آوازیں نکال رہے ہیں۔"

"کتے خواہ مخواہ آوازیں نکالا کرتے ہیں.... آدمی نہیں۔" جوزف بھنا کر بولا۔

"تم لوگ شائد یہ سمجھتے ہو کہ یہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔"

"ہمیں قطعاً اس کی فکر نہیں ہے کہ دوسرے لمحے میں کیا ہو گا۔" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔ "لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ تھوڑی ہی دیر بعد مجھے بیحد خونخوار ہو جانا پڑے گا۔ کیونکہ میرا نشہ اکھڑ رہا ہے۔"

ٹھیک اسی وقت رائفل برداروں کے عقب سے آواز آئی۔ اپنی رائفلیں فرش پر ڈال دو۔ اگر کسی نے مڑ کر دیکھا تو پچھتانے کے لئے زندہ نہیں رہے گا۔"

جوزف نے قہقہہ لگایا اور رائفل برداروں سے بولا۔ "وہی کرو جو میرا باس کہہ رہا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بے آواز مشین پستول ہے اور تمہارا چیف مارا گیا۔"

رائفلیں فرش پر گرنے لگیں۔ فرنچ قیدیوں کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔ رائفل برداروں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے اور عمران کے ساتھیوں نے ان کی جامہ تلاشی لے کر اپنے مزید دو عدد مشین پستول بھی برآمد کر لئے۔ ان کے پاس سے تین ریوالور بھی برآمد ہوئے تھے۔

پھر انہی رسیوں سے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے جن سے فرانسیسیوں کے باندھے گئے تھے۔ ان کا سرغنہ بھی وہیں اٹھا لایا گیا اور جیمسن اسے ہوش میں لانے کی تدبیریں کرنے لگا۔

ریناعمران سے اپنے ساتھوں کا تعارف کراتی ہوئی بولی۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم اسے علیحدہ کیوں لے گئے ہو۔"

"وہ مجھے آپریشن روم میں لے گیا تھا۔ غالباً مقصد یہ تھا کہ میری گفتگو کسی اور تک پہنچا سکے۔" مجھے آپریشن روم میں لے چلو۔"

Digitized by Google

"کیا کرو گی.... میں نے اسے بیکار کر دیا ہے...."

"اس سے کیا فائدہ ہو گا؟"

"بیکار کرتے وقت اس کے علاوہ اور کوئی خیال نہیں تھا کہ یہ لوگ باہر سے رابطہ قائم نہ کر سکیں۔ اس کا اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ اتنی آسانی سے قابو میں آجائیں گے۔"

رینا کچھ نہ بولی۔ بیہوش سرغنہ کی طرف متوجہ ہو گئی تھی جس کے حلق سے ہلکی ہلکی کراہیں نکل رہی تھیں۔ پھر اس طرح چونکی جیسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ عمران کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "کیا تم انہی میں سے ہو جن سے ہمیں ملنا تھا....؟"

"تمہارا خیال درست ہے۔" عمران نے کہا۔

"شناخت....!"

"اُو زیڈ ایم....!"

"درست۔" وہ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتی ہوئی بولی۔ عمران نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ ذرا بھی گرمجوشی کا اظہار نہ ہونے دیا۔

"لیکن....!" رینا نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا۔ "مجھے بتایا گیا تھا کہ وہ غیر افریقی ہوں گے۔"

"ہم غیر افریقی ہی ہیں۔" عمران بولا۔

"مراکش افریقہ ہی میں ہے۔"

"میں نہ سیاہ فام ہوں اور نہ مراکشی۔"

"تو پھر فرانسیسی ہی ہو سکتے ہو۔"

"یہ بھی غلط ہے۔ اس کی فکر مت کرو۔ اوہ اس نے آنکھیں کھول دی ہیں۔" عمران نے کہا اور جوزف سے سواحلی میں بولا۔ "اسے سہارا دے کر بٹھا دو۔"

سرغنہ عمران کو قہر آلود نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ اور جوزف نے جیسے ہی سہارا دینا چاہا اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔ پھر خود ہی اٹھ بیٹھا تھا۔ ناک سے بہا ہوا خون ہونٹوں اور ٹھوڑی پر جم گیا تھا۔ جسے اس نے ہتھیلی سے پونچھ کر کہا۔ "اس کے باوجود بھی تم لوگ یہاں سے نکل نہیں سکو گے۔"

اور جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "یہ تو مراکشی ہے لیکن تم پر میں قوم سے غداری کا الزام عائد کرتا ہوں۔"

"میری قوم یہی شخص ہے....!" جوزف نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں اس کا پالتو کتا ہوں۔"

"تم اول درجے کے ذلیل ہو۔ تم نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہو۔"

"اور تم جانتے ہو کہ تم کیا کر رہے ہو....؟" جوزف نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"فضول باتوں میں وقت نہ ضائع کرو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔

"یہ خواہ مخواہ بات بڑھا رہا ہے باس....!"

"تم.... ہمیں یہاں سے نکلنے کا راستہ بتاؤ گے۔"

"کوشش کر کے دیکھ لو.... ہم میں سے کسی کی بھی زبان نہ کھلوا سکو گے.... جب تمہارا تشدد ناقابل برداشت ہو جائے گا تو ہم مر جائیں گے۔"

"اپنی مرضی سے....!" جوزف نے ہنس کر پوچھا۔

"تم اپنی مکروہ آواز مجھے نہ سناؤ تو بہتر ہو گا۔" وہ تنفر آمیز لہجے میں بولا۔

"پھر لاحاصل باتیں شروع ہو گئیں....!" عمران نے جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا اور سرغنہ سے بولا۔ "میں نے تمہارے آپریشن روم کو ناکارہ کر دیا ہے۔ لہٰذا یہ خیال بھی دل سے نکال دو کہ باہر سے تمہارا رابطہ قائم ہو سکے گا۔"

"اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔"

"تو پھر سچ مچ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ جب چاہو گولی مار سکتے ہو۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے آقا تمہارے ہمدرد ہیں....؟"

"نہ ہوں۔ لیکن ہم یہ ضرور جانتے ہیں کہ سفید فاموں کی اقتصادی گرفت سے نکلنے کے لئے ہم ان پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا بھی کوئی مفاد اس سے وابستہ ہو۔ لہٰذا بعد میں ہم ان کے کام آئیں گے۔"

"کام نہیں آؤ گے بلکہ ان کے مقاصد کے حصول کے لئے زبردستی کارآمد بنائے جاؤ گے۔"

Digitized by Google

تم نہیں جانتے کہ بین الاقوامی بلیک میلرز کے ہتھے چڑھ گئے ہو۔"

"ان کے بارے میں عام طور پر یہی خیال پایا جاتا ہے۔ لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں۔"

"تمہارے متفق ہونے یا نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ ساری دنیا اس پر متفق ہے۔"

"اور اس کے باوجود اسی دنیا سے ہمارا کام چلتا ہے۔" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بات بڑھانے سے کیا فائدہ باس۔" دفعتاً جوزف بولا۔ "میں ان سبھوں کو ختم کئے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اطمینان سے خود ہی راستہ تلاش کر لینا۔ تمہاری نظروں سے بھلا کب کوئی چیز پوشیدہ رہ سکی ہے۔"

"مجھے سوچنے دو....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"تم سوچو جب تک میں اپنے پستول کا میگزین چیک کر لوں۔"

"کیا قصہ ہے....؟" شیپرو نے عمران سے پوچھا۔

"باہر نکلنے کا راستہ خود ہی تلاش کرنا پڑے گا۔ ان سے اس کی توقع نہ رکھنی چاہئے کہ یہ بتا دیں گے۔"

"میں اگلوا لینے کے طریقے جانتا ہوں۔"

"میں خود بھی جانتا ہوں لیکن یہ محض وقت کی بربادی ہوگی۔ یہ لوگ اس تنظیم کا ساتھ اس یقین کے ساتھ دے رہے ہیں کہ اس براعظم کو سفید فاموں سے قطعی طور پر خالی کرالیں گے۔"

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو! ہمیں الجزائریوں کا تجربہ ہو چکا ہے۔" رینا بولی۔

"لیکن اس ملک کے لوگ تو برطانیہ کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہیں۔" شیپرو نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اب یہ لوگ اتنے بھولے بھی نہیں ہیں کہ متبادل دام کو نہ پہچان سکیں۔ یہ جانتے ہیں کہ اب ان پر اقتصادی امداد کا جال پھینکا گیا ہے۔ اپنے سرمائے کی زنجیروں میں انہیں جکڑنے کی کوشش کی جارہی ہے۔" عمران نے کہا۔

"بھئی مسئلہ یہاں سے نکلنے کا ہے.... بین الاقوامی سیاست کا نہیں۔" رینا بول پڑی.... اور عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اور کیا.... اور کیا....!"

"پہلے کس پر فائر کروں باس۔" جوزف نے اپنا مشین پستول سیدھا کر کے عمران سے پوچھا۔

"ٹھہر جاؤ۔" دفعتاً ان میں سے ایک چیخا۔ سرغنہ کسی زخمی سانپ کی طرح اس کی طرف بڑ

Digitized by Google

تھا۔ لیکن وہ کہتا رہا۔ "میں خود بھی یہی سوچتا رہا ہوں کہ ہمیں بیوقوف بنایا جارہا ہے۔ یہ لوگ بھی تو سفید فام ہی ہیں۔ وہ ہم پر ترس کھا سکتے ہیں لیکن برابری کا درجہ کبھی نہیں دے سکتے۔"

"تم اس ملک کے عقلمند ترین آدمی ہو۔" عمران بولا۔

"کیوں بکواس کر رہا ہے۔ کبانا۔" سرغنہ اپنے آدمی کو گھورتا ہوا غرایا۔

"اسے یہاں سے لے جاؤ۔" عمران نے جوزف سے کہا۔

اس کا اشارہ سرغنہ کی طرف تھا۔

جوزف آگے بڑھا ہی تھا کہ سارے رائفل بردار اس آدمی پر ٹوٹ پڑے جو عمران کو کچھ بتانا چاہتا تھا۔ ان کے صرف ہاتھ باندھے گئے تھے پیر آزاد تھے اور پھر جتنی دیر میں وہ سب مل کر انہیں ہٹانے کی کوشش کرتے انہوں نے اس کو ختم ہی کر دیا۔ کسی نے اپنا گھٹنا اس کی گردن پر رکھ کر کام تمام کر دیا تھا۔

سرغنہ نے ایک وحشیانہ قہقہہ لگایا.... کچھ دیر ہنستا رہا پھر بولا۔

"اب ان جیالوں کی زبان کون کھلوا سکے گا۔"

رینا عمران کے قریب پہنچ کر آہستہ سے بولی۔ "میرا خیال ہے کہ انہیں کہیں بند کر دیا جائے۔ پھر ہم اطمینان سے راستہ تلاش کریں۔"

"ضرور.... ضرور....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ وہ مرنے والے کو پر تشویش نظروں سے دیکھے جارہا تھا۔ دفعتاً اس نے اونچی آواز میں کہا۔ "ان پانچوں نے اس تنہا آدمی کو مار ڈالا۔ کیا تم میں سے کسی کو میری رائے سے اختلاف ہے؟"

اس نے یہ سوال اپنے ساتھیوں اور پانچوں فرانسیسیوں سے کیا تھا۔

"نہیں! ہمیں اس سے اختلاف نہیں ہے۔" شیپرو بولا۔ "کیونکہ ہم نے یہ سانحہ بچشم خود دیکھا ہے۔"

"بس تو پھر میں ان پانچوں کو سزائے موت دیتا ہوں۔ جوزف ان میں سے ایک کے ہاتھ کھول دو اور اس سے اس کی آخری خواہش بھی پوچھ لینا۔"

"او کے باس۔" کہتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا کہ یکایک ایک رائفل کی نال عمران کی کمر سے آ لگی۔ وہ چونک کر مڑا اور رینا کے ہاتھ میں رائفل دیکھ کر ایک طویل سانس لی۔

"کیوں؟ تمہارے دل میں کیا ہے؟" اس نے ریناسے سوال کیا۔

جوزف اور جیمسن الرٹ ہو گئے....

"اپنا ماسک اتارو....!" رینا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"تمہیں اس کا حق کس نے دیا ہے۔" جیمسن بھنا کر بولا۔ عمران تو خاموش ہی رہا تھا۔

رینا کے تینوں ساتھیوں نے بھی رائفلیں سیدھی کر لیں۔

عمران نے چپ چاپ اپنا ماسک اتار دیا۔ اور آہستہ سے بولا۔ "بہت زیادہ عقلمند بننے کی کوشش مت کرو۔"

"تو تم فرانسیسی ہی ہو۔"

"رائفل ہٹاؤ۔" عمران رائفل کی نال پر ہاتھ مارتا ہوا بولا۔

"اف فوہ... یہ کیا ہونے لگا ہے۔" سارہ پہلی بار بولی اور جیمسن نے سر ہلا کر کہا....

"تمہاری آواز تو خاصی دلکش ہے....!"

سرغنہ عمران کو گھورے جا رہا تھا۔ دفعتاً اس نے جوزف سے کہا۔ "اب تم بھی اپنا ماسک اتار دو۔ خدا کا شکر ہے کہ تم لوگ اپنوں میں سے نہیں ہو۔ اب مجھے اپنے مرنے کا ذرہ برابر بھی غم نہ ہو گا۔"

جوزف کچھ نہ بولا۔ عمران کے چہرے پر حماقت طاری ہو گئی تھی۔ اور جیمسن سارہ کو گھورے جا رہا تھا۔

"چلو.... تم دونوں ایک کنارے بیٹھو۔" دفعتاً عمران نے جوزف اور جیمسن سے کہا۔ "اب یہی لوگ سب کچھ کریں گے۔"

وہ خود بھی وہاں سے ہٹ کر اسٹیج کے قریب جا کھڑا ہوا تھا۔ جیمسن اور جوزف بھی قریب پہنچ گئے۔

"یہ کتیاں منہ لگانے کے قابل نہیں ہوتیں۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"دوسری حلیم الطبع معلوم ہوتی ہے۔ بس ذرا سی موٹی ہے۔" جیمسن نے کہا۔

"میں تو کہتا ہوں باس انہیں جہنم میں جھونکو.... چپ چاپ راستہ تلاش کرو اور نکل چلو۔"

"آنا تھا تو اکیلی ہی آتیں...... تین عدد مردوں کو بھی ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی۔"

Digitized by Google

جیمسن نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس معاملے سے بالکل ہی دستبردار ہو گیا ہو۔

وہ پانچوں دور کھڑے انہیں دیکھتے رہے.... عمران اسٹیج پر چڑھ گیا۔ جوزف اور جیمسن نے بھی اس کی تقلید کی.... ادھر سرغنہ بری طرح چیخنے لگا۔ "نیچے آؤ... ناپاکو.... قرگان گاہ سے اترو....!"

جوزف نے عمران کی طرف دیکھا.... اور عمران سر ہلا کر بولا۔ "اسے بکواس کرنے دے۔ تو کرسچن ہے۔ تجھے سڑے بسے دیوتاؤں کی قربان گاہ سے کیا سروکار۔"

"ٹھیک ہے باس.... لیکن ہم خواہ مخواہ اوپر کیوں چڑھ آئے ہیں۔"

"ذرا بہتر طور پر ان کی نگرانی کر سکیں گے۔"

"مجھے یہ پانچوں قطعی پسند نہیں آئے۔ اگر ان کے ساتھ مل کر کام کرنا پڑا تو میرا خون ہر وقت کھولتا رہے گا۔"

"دیکھا جائے گا۔" عمران نے لاپرواہی سے شانے سکوڑے۔

شیپرو، فارگو اور گیسپر نے ان چھ قیدیوں پر تشدد شروع کر دیا تھا اور وہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کر رہے تھے۔ ان کے چہروں پر ٹھوکریں ماری جا رہی تھیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں کچلی جا رہی تھیں۔ پنڈلیوں پر رائفلوں کے کندے مارے جا رہے تھے....

"اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا باس....!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تم وقت نہ ضائع کرو.... راستہ تلاش کرو....!"

"میرا خیال ہے کہ مجھ سے ایک بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"کیا ہوا باس....؟"

"مجھے ان کے آپریشن روم کو قابل استعمال رہنے دینا چاہئے تھا۔ اگر کسی نے اس دوران ان سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو اس تباہ کاری سے آگاہ ہو جائے گا۔"

"پھر کیوں تباہ کر دیا تھا باس....!"

"مجھے یقین نہیں تھا کہ یہ سب اتنی آسانی سے قابو میں آ جائیں گے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ان کی تعداد بڑھنے نہ پائے۔ اس کا محفوظ ترین طریقہ یہی تھا کہ انہیں باہر سے رابطہ قائم کرنے

سے روکا جائے....!"

"خیر! اَب کچھ اور سوچو.... میں یہ بھی برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ سفید سُور میرے ہم وطنوں کو ٹھوکریں مار رہے ہیں.... تم نے تو کہہ دیا تھا کہ وہ زبان نہیں کھولیں گے اور میں بھی یہی کہتا ہوں۔!"

"اور میں یہ سوچ رہا ہوں کہ جنرل کیو نے فرانس کے ساتھ یہ خصوصیت برتی ہی کیوں تھی۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"مجھ پر ان فرانسیسیوں کو مسلط کرنے کی کوشش کیوں کی۔ گویا مجھ پر کلی طور پر اعتماد نہیں کرسکتا تھا۔ پھر اُس کے سیکریٹری نے اُسے بھی ڈبل کراس کیا اور سول سائیڈ میں مسوما جیسے لوگوں سے ہماری ملاقات ہوئی۔!"

"تم شائد یہ کہنا چاہتے ہو باس کہ یہاں کوئی بھی قابلِ اعتماد نہیں ہے۔!"

"ہوسکتا ہے وہ مجھے ہی قابلِ اعتماد نہ سمجھتے ہوں۔ تھریسیا نے اپنی ایٹمی شعاع کی آزمائش کے لئے مجھے آلہ کار بنایا تھا۔ ہر چند کہ میں اس کا مخالف تھا کہ اُس حصے میں جہاز بھیجے جائیں پھر بھی....!" عمران جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہوگیا۔! کچھ دیر بعد بولا "اب یہ میرا ذاتی مسئلہ بن گیا ہے....!"

جوزف اور جیمسن خاموش رہے۔ وہ دونوں ہی کچھ سوچ رہے تھے۔ اُدھر وہ لوگ قیدیوں پر تشدد کرتے کرتے تھک گئے تھے۔ لیکن اُن سے کچھ اُگلوا نہیں سکے تھے۔!

رینا بے بسی سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً تیزی سے اسٹیج کی طرف بڑھی۔ اور قریب پہنچ کر عمران سے بولی "میرا ایمبش ڈیٹکٹر واپس کردو....!"

"اُوہاں.... " عمران چونک پڑا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں کلائی سے ڈیٹکٹر کھولنے لگا۔ وہ اُسے غور سے دیکھ رہی تھی۔ عمران نے جیب سے چمک دار جھالر بھی نکالی اور دونوں چیزیں اُسے تھماتا ہوا بولا "ہمارے لئے بے حد منحوس ثابت ہوا ہے تمہارا ڈیٹکٹر....!"

"کیا مطلب....!"

"نہ اس کی نوعیت سے واقف ہوتے اور نہ یہاں اس طرح آ پھنستے۔!"

Digitized by Google

"تم آخر ہو کیا شے....!"

"اس سوال کا جواب شائد میرا باپ بھی نہ دے سکے۔!" عمران نے کہا اور احمقانہ انداز میں منہ چلاتے ہوئے جیمسن کو آنکھ ماری۔

جیمسن نے رینا سے کہا "کیا ان لوگوں کا اس طرح یہاں پڑا رہنا مناسب ہے۔!"

"پھر کیا کریں....!"

"انہیں سامنے سے ہٹادو....!"

"ہٹا کر کہاں لے جائیں۔!"

"یہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کرو....!"

دفعتاً اسٹیج ہلنے لگا.... اور رینا اُچھل کر پیچھے ہٹ گئی۔ یہ تینوں لڑکھڑا کر گرے اور لڑھکتے ہوئے اسٹیج کے دوسرے سرے کی طرف چلے گئے کیونکہ اسٹیج کی سطح اسی طرح اوپر اٹھ رہی تھی جیسے کسی صندوق کا ڈھکن کھل رہا ہو۔ غنیمت یہی تھا کہ وہ ایک دوسرے سے کسی قدر فاصلے پر گرے تھے ورنہ سرے تک پہنچتے پہنچتے کسی نہ کسی کی ایک آدھ ہڈی ضرور ٹوٹ جاتی۔!

رینا نے اسٹیج کی سطح کو اٹھتے دیکھا اور بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی.... ٹھیک اُسی وقت ہال میں کسی کی بھاری بھرکم آواز بھی گونجی تھی۔ "اپنا اسلحہ فرش پر ڈال دو تم سب مشین گن کی زد پر ہو۔!"

یہ آواز اُسی تاریک خلاء سے آئی تھی جو اسٹیج کی سطح کے اوپر اٹھنے سے پیدا ہوا تھا۔ رینا بڑی پھرتی سے فرش پر لیٹ گئی۔ جملہ انگلش میں ادا کیا گیا تھا۔ اُس کے ساتھیوں نے رائفلیں فرش پر ڈال دیں اور آنکھیں پھاڑے اُس تاریک خلاء کو گھورتے رہے۔

"اگر کسی نے بھی اپنی جگہ سے جنبش کی تو چیتھڑے اڑ جائیں گے۔" آواز پھر آئی۔ ساتھ ہی اُس خلاء سے دو افراد برآمد ہوئے اُن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ زرد فام تھے اور مشرق بعید کے کسی ملک کے باشندے معلوم ہوتے تھے۔

"اب تم تینوں ان کے ہاتھ کھول دو۔!" خلاء سے آواز آئی۔

رینا جہاں گری تھی وہیں پڑی رہی۔ خلاء سے برآمد ہونے والے دونوں افراد نے آنکھ اٹھا کر اُسے دیکھا تک نہیں تھا۔! لیکن اچانک اسٹیج کے نیچے والے اندھیرے سے اُسے بھی مخاطب کیا گیا۔ "عورت....! تم بھی اٹھو اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ جاؤ۔!"

رینا نے اٹھنے میں دیر نہیں لگائی تھی۔ شیپرو، فارگو، اور گیسپر اُن وحشیوں کے ہاتھ کھولنے لگے جن پر ذرا ہی دیر پہلے تشدد کی انتہا کر چکے تھے۔ اُن میں سے صرف دو ہی ہوش میں تھے۔ ایک سرغنہ اور دوسرا ایک اور....!

سرغنہ نے اٹھتے ہی چیخنا شروع کر دیا.... "وہ تینوں کہاں ہیں جنہوں نے لاسلکی نظام کو ناکارہ کر دیا۔ بولو بتاؤ....!"

لیکن رینا اور اُس کے ساتھی خاموش رہے.... سرغنہ نے کچھ اور کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ دوسری طرف الٹ گیا.... اس کی پیشانی سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ پھر یہی حشر اُس دوسرے کا بھی ہوا جو ہوش میں تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ کہاں سے ہو رہا ہے؟" تاریک خلاء سے آواز آئی ادھر اسٹین بردار دونوں نووارد اسٹیج کی جانب مڑے ہی تھے کہ یکے بعد دیگرے وہ دونوں بھی فرش پر گر پڑے اور ان کی پیشانیاں بھی خون اگل رہی تھیں۔

"احمقو! کھڑے کیا دیکھ رہے ہو۔!" رینا جلدی سے بولی "ان پانچوں بیہوشوں کو اپنی اوٹ بنالو۔!"

لیکن جیسے ہی وہ اُس کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے بیہوش آدمیوں کی طرف بڑھے۔ تاریکی سے مشین گن کا برسٹ مارا گیا۔ گیسپر اور فارگو اُچھل کر دور جا پڑے۔ دونوں ہی چھلنی ہو کر رہ گئے تھے۔!

شیپرو بڑی پھرتی سے فرش پر لیٹ گیا! رینا اور سارہ نے بھی یہی کیا.... تاریک خلاء سے آواز آئی.... "تم تینوں اس طرح بھی نہیں بچ سکو گے.... زندگی چاہتے ہو تو بتاؤ.... وہ تینوں کہاں ہیں....!"

وہ کچھ نہ بولے.... ٹھیک اُسی وقت خلاء سے دو آدمی پھر نکلے اور کچھ دور چلنے کے بعد یکلخت اسٹیج کی طرف گھوم گئے۔ اُن کے ہاتھوں میں بھی اسٹین گنیں تھیں۔ انہوں نے اسٹیج کی

Digitized by Google

طرف گولیوں کی بوچھاڑ شروع کر دی.... ان کا لباس عجیب تھا۔ چہرے نہیں دکھائی دیتے تھے۔ صرف آنکھوں کی جگہ پر دو سوراخ تھے۔ سر سے پاؤں تک آہن پوش لگتے تھے۔!

شیپرو، رینا اور سارہ دم بخود پڑے رہے! رینا نے اندازہ لگا لیا تھا کہ نئے آنیوالوں پر گولیاں اثر انداز نہیں ہو سکیں گی اور اب اُسے اُن تینوں کی عافیت خطرے میں نظر آ رہی تھی جو اسٹیج پر سے اب تک اُن کا تحفظ کرتے رہے تھے۔

دفعتاً اسٹیج کی اٹھی ہوئی سطح پھر آہستہ آہستہ نیچے آنے لگی.... رینا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ پہلے مارے جانے والوں کی دو اسٹین گنیں فرش ہی پر پڑی ہوئی تھیں۔ لیکن لاحاصل وہ اُن دونوں آہن پوشوں کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکتی۔!

اسٹیج کی سطح آہستہ آہستہ اپنی اصل پوزیشن میں آئی......لیکن......اُن تینوں کا کہیں پتا نہ تھا۔

وہ پھر رینا کی طرف مڑے اور انہیں فرش سے اٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ چھ لاشوں اور پانچ بیہوش آدمیوں کے درمیان وہ تینوں اس طرح لڑکھڑا رہے تھے جیسے انہیں بھی اسی انجام کی طرف دھکیلا جا رہا ہو۔

"وہ تینوں کہاں ہیں جن کا ذکر اُس نے کیا تھا۔!" ایک آہن پوش نے سرغنہ کی لاش کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔! زبان فرنچ ہی تھی۔

"وہ اُسی ڈائس پر تھے۔!" رینا نے اسٹیج کی جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم لوگوں نے اگر اپنی جگہوں سے جنبش بھی کی تو اپنے ساتھیوں ہی کی طرح مار ڈالے جاؤ گے۔!"

وہ خاموش کھڑے رہے۔ آہن پوش نے اسٹیج کی دونوں جانب والی دیواروں پر نظر دوڑائی تھی۔!.... اور پھر چھت کے قریب وہ بڑا روشن دان رینا کو بھی نظر آ گیا جس سے ایک خاصا تندرست آدمی بھی بخوبی گذر سکتا تھا۔ آہن پوش اپنے داہنے ہاتھ کی پشت منہ کے قریب لا کر کچھ کہنے لگا.... رینا اس کی آواز تو سن سکتی تھی لیکن الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُسی آہن پوش نے چھلانگ لگائی اور اسٹیج پر پہنچ گیا.... لیکن وہ کھڑا نہیں رہا تھا۔ فوراً ہی سینے کے بل لیٹ گیا تھا۔ پھر اسٹیج کی سطح دوبارہ کسی صندوق کے ڈھکنے کی طرح اوپر اٹھنے لگی حتیٰ کہ اس کا سر چھت سے جا لگا۔ رینا اور اس کے ساتھی بے حس و حرکت کھڑے رہے۔ دوسرے

آہن پوش کا رخ انہی کی جانب تھا۔ اور اُس کی اسٹین گن انہیں کور کر رہی تھی۔!

اس بار انہیں اسٹیج کے نیچے والے خلاء میں روشنی بھی نظر آئی تھی۔ سامنے ہی مشین گن بھی رکھی دکھائی دی۔ لیکن اُس کے قریب کوئی موجود نہیں تھا۔ رینا سوچنے لگی کہ صرف یہی دونوں تھے اور انہی میں سے کسی نے مشین گن کا برسٹ مارا تھا۔!

پندرہ بیس منٹ گذر گئے۔ لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ رینا سوچ رہی تھی۔ اگر کسی طرح اس آہن پوش کو گرالیا جائے تو کیسی رہے۔ لیکن پھر اسٹیج کے نیچے والے خلا پر نظر پڑتے ہی یہ خیال ذہن کے تاریک حصوں میں گم ہو گیا۔ مشین گن کے پاس کوئی موجود نہیں تھا۔ مگر اُس کے عقب والی تاریکی میں کیا کچھ تھا۔ اس کا اندازہ لگانا آسان نہیں تھا۔ اس کے ساتھیوں کی لاشیں تھوڑے ہی فاصلے پر اوندھی پڑی ہوئی تھیں۔

اُس نے اُن پر اُچٹتی ہوئی سی نظر ڈالی اور پھر اسٹیج کے نیچے والے خلا کی طرف متوجہ ہو گئی! اِس بار مشین گن کے قریب کوئی کھڑا نظر آیا۔ لیکن روشنی کم ہونے کی بناء پر چہرہ واضح طور پر نہیں دکھائی دیتا تھا۔ اُس نے اونچی آواز میں آہن پوش سے کچھ پوچھا تھا جس کا جواب اُس نے انگلش میں دیا اور جواب ہی سے رینا نے سوال کا اندازہ لگایا۔ غالباً اُس نے دوسرے آہن پوش کی واپسی کے بارے میں پوچھا تھا۔ اور آہن پوش نے نہ صرف جواب دیا تھا بلکہ اسٹیج کی سطح کو نیچے لانے کی تجویز بھی پیش کی تھی۔!

سطح آہستہ آہستہ نیچی ہونے لگی اور ٹھیک اُسی وقت دوسرے آہن پوش کی کھوپڑی دکھائی دی جو شائد سطح پر اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ اُس نے ہاتھ ہلا کر اپنے ساتھی کو کسی قسم کا اشارہ بھی کیا تھا۔!

اسٹیج کی سطح پھر معمول پر آئی۔ رینا کا دل حلق سے دھڑکنے لگا۔ دونوں سیاہ فام اوندھے پڑے ہوئے تھے اور آہن پوش اُن پر اسٹین گن تانے قریب ہی کھڑا تھا۔!

"تیسرا کہاں ہے۔؟" دوسرے آہن پوش نے اونچی آواز میں پوچھا۔

"شائد وہ سرنگ میں اتر گیا ہے! تم انہیں دیکھو۔ اُسے پھر تلاش کرتا ہوں۔" اُس کے ساتھی نے ہانپتے ہوئے کہا۔ دونوں نے گفتگو کے لئے انگلش استعمال کی تھی۔!

جوزف اور جیمسن کو اٹھنے کا حکم دیا گیا۔ وہ ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے کھڑے ہو گئے انہیں اسٹیج

Digitized by Google

سے اتار کر رینا اور اُس کے ساتھیوں کے قریب کھڑا کر دیا گیا۔

"اگر وہ سُرنگ میں اُترا ہے تو ہمیں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں۔" دوسرے آہن پوش نے کہا "زیادہ دور نہیں جا سکے گا....!"

"جیسا تم کہو!" اُس کے ساتھی نے رُک رُک کر کہا! وہ اَب بھی بُری طرح ہانپ رہا تھا۔

"ہم انہیں لے کر چلتے ہیں! اُس کے بارے میں رپورٹ دے دیں گے۔!"

"ان کا کیا ہو گا۔!" پہلے آہن پوش نے بیہوش افریقیوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ دوسرے دیکھیں گے۔ اِن پانچوں کے ہاتھ باندھ دو اور لے چلو!"

"میں تو بُری طرح تھک گیا ہوں! تم ہاتھ باندھو! میں کور کئے رہوں گا۔!"

دوسرے نقاب پوش نے بیہوش آدمیوں کے ہاتھ کھولے اور یکے بعد دیگرے ان پانچوں کے ہاتھ باندھنے لگا۔ رینا سوچ رہی تھی کہ شائد پھر اسٹیج کی سطح اُوپر اٹھے گی اور انہیں اسکے نیچے سے گذار کر کہیں لے جایا جائے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ وہ تو انہیں ایک راہداری کی طرف لے چلے تھے۔ روانگی سے پہلے دونوں اُن سے دور جا کھڑے ہوئے تھے اور آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے تھے۔!

جیمسن جو رینا کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا آہستہ سے بولا "یہ سب کچھ محض تمہاری وجہ سے ہوا ہے....؟"

"مجھے احساس ہے....!" رینا بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ "مجھے تمہارے ساتھی کا ماسک اس طرح نہیں اُتروانا چاہئے تھا۔!"

"مجھے تو تم بھی میک اَپ میں معلوم ہوتے ہو....!" رینا نے کہا۔

"تمہارا خیال درست ہے لیکن یہ ماسک نہیں ہے۔!"

"پھر بھی اصلی رنگت معلوم ہوتی ہے۔ اوہ تمہارا وہ ساتھی کس طرف نکل گیا۔!"

"میں نہیں جانتا۔ اُس روشندان سے گذر کر ہم چند زینوں تک پہنچے تھے۔ اور ہمارا ساتھی آگے کا راستہ دیکھنے کے لئے زینے طے کرنے لگا تھا۔ ہم اوپر ہی کھڑے تھے کہ اچانک وہ نازل ہو گیا اور اَب تم ہمیں پھر یہیں دیکھ رہی ہو۔!"

"اُس نے کسی سُرنگ کا ذکر کیا تھا۔!"

"خدا جانے.... میں نے تو صرف زینے دیکھے تھے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی سرنگ ہی کی طرف جاتے ہوں۔!"

"چلو....!" دفعتاً آہن پوشوں میں سے ایک نے اسٹین گن سے راہداری کی طرف اشارہ کیا تھا۔!

کچھ دور چلنے کے بعد وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ پہلی نظر میں کمرہ ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن حقیقتاً اُس کی بناوٹ لفٹ کی سی تھی۔ دروازہ بند کرتے ہی انہیں احساس ہوا کہ وہ تیزی سے نیچے جا رہے ہیں! رینا کو اتنی تیز رفتار لفٹ کا تجربہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ ذرا ہی سی دیر میں دل ڈوبنے لگا! غالباً سب کی یہی کیفیت تھی۔ وہ دیواروں سے ٹکے کھڑے تھے۔!

بالآخر زور کا دھچکا لگا اور لفٹ رُک گئی.... ذہنوں پر عجیب سا سناٹا طاری ہو گیا تھا.... لفٹ کا دروازہ کھلا اور وہ ایک بہت بڑے گیراج میں داخل ہوئے جہاں متعدد گاڑیاں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ لیکن آس پاس کوئی آدمی نہ دکھائی دیا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے.... تم آگے کیوں نہیں بڑھتے....!" ایک آہن پوش نے دوسرے سے کہا۔!

"میں سوچ رہا ہوں کہ اس کا فیصلہ یہیں ہو جانا چاہئے کہ کون کس کی ہو گی....!" دوسرے نے کہا۔!

"مسخرہ پن سے محظوظ ہونے کے موڈ میں نہیں ہوں.... چلو گاڑی پر۔!"

"میرا دایاں بازوں بہت شدت سے دکھ رہا ہے! میں ڈرائیو نہیں کر سکوں گا اور پھر کیا تم ان سبھوں کو وہاں لے جاؤ گے۔!"

"پھر کہاں لے جائیں....!"

"مردوں کو یہیں بندھا پڑا رہنے دو۔ عورتوں کو لے چلو۔!"

"میں اس قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔!"

"مردوں کو ختم ہی نہ کر دوں....!"

"شائد تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ انہیں زندہ پیش کرنا ہے۔!"

ایک بڑی گاڑی کی طرف انہیں چلنے کو کہا گیا۔ جوزف نے بھاڑ سا منہ کھول کر جماہی لی

Digitized by Google

تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور ایک آہن پوش نے گیراج کا دروازہ کھولا۔ دوسرا گاڑی کو باہر نکالنے لگا۔ باہر گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔

دوسرا آہن پوش گاڑی کے پچھلے حصے میں قیدیوں کے پاس آ بیٹھا۔ گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ اور جھٹکے بھی لگ رہے تھے۔ کسی دشوار گذار راستے پر چل رہی تھی۔

"کچھ بولتے رہو..... تم لوگ.... دم گھٹ رہا ہے....!" رینا نے کہا۔

"بہت دیر سے ایک مسئلے پر غور کر رہا ہوں۔" جیمسن بولا "وہاں اُس ہال میں چربی کی بدبودار مشعلیں کیوں روشن تھیں۔!"

"بھلا اس کی اہمیت کیا ہے کہ تم اُس کے بارے میں سنجیدگی سے کچھ سوچنے بیٹھ جاؤ....!"

"سوچنے کی بات ہے محترمہ رینا....!"

"میں سمجھ گیا تم کیا کہنا چاہتے ہو!" دفعتاً آہن پوش بول پڑا۔ "تمہیں اس پر حیرت ہو گی کہ جب وہاں برقی قوت سے لفٹ چلائی جا سکتی ہے۔ تو روشنی کا ہزاروں سال پُرانا نظام کیوں برقرار رکھا گیا ہے....!"

"ہاں! میں یہی جاننا چاہتا ہوں۔!" جیمسن نے کہا۔

"مجھے خود بھی نہیں معلوم ورنہ ضرور بتا دیتا۔" آہن پوش نے کہا۔

"تم مجھے بہت اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔!" جیمسن بولا۔

"نہیں اتنا زیادہ اچھا بھی نہیں ہوں۔!"

"آخر ہم لوگ کہاں لے جائے جا رہے ہیں۔!" رینا نے انگلش میں سوال کیا۔

"ہم تمہیں اپنی قیام گاہ پر لے جا رہے ہیں۔ مردوں کو ایک کمرے میں بند کر دیں گے اور تم دونوں ہمارے ساتھ رہو گی۔!"

"تم ایسا نہیں کر سکتے۔!" سارہ بپھر گئی۔

"مجھ پر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں! میں عورتوں سے دور بھاگتا ہوں۔ یہ میرے ساتھی کی تجویز ہے۔!"

"لیکن آخر ہم اس طرح کیوں گھیرے گئے ہیں۔!"

"یہ بھی میرا ساتھی ہی بتا سکے گا۔ میں شاعر قسم کا آدمی ہوں۔ عالم بیداری میں بھی خواب

دیکھتا رہتا ہوں....!"

جیمسن نے خاموشی اختیار کرلی تھی۔ اور جوزف تو شروع ہی سے خاموش تھا۔ ویسے بھی دوسروں کی گفتگو کے دوران میں دخل اندازی کرنے کی عادت نہیں تھی۔

گاڑی یکساں رفتار سے چلتی رہی۔ پھر شائد پورے ایک گھنٹے بعد رُکی تھی۔!

آہن پوش پچھلا دروازہ کھول کر نیچے اُتر گیا.... اور اسٹین گن کو جنبش دے کر اُن سے نیچے اُترنے کو کہا گیا۔

یہاں بھی اندھیرا ہی تھا نیچے اُترتے ہی تھوڑے فاصلے پر انہیں مدھم سی روشنی نظر آئی۔ یہ کسی عمارت کی روشن کھڑکیاں تھیں۔ اُن سے عمارت کی جانب چلنے کو کہا گیا۔

عمارت مختصر سی ثابت ہوئی اور اس کی تعمیر میں کسی سلیقے کو دخل نہیں تھا۔ چھوٹے بڑے ہر قسم کے پتھروں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔

عمارت میں پہنچ کر پچ مردوں کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔

"میں لباس تبدیل کرنے جارہا ہوں....!" ایک آہن پوش نے دوسرے سے کہا۔"تم یہیں ٹھہرو.... پھر تم تبدیل کر آنا۔!"

"ضرور جاؤ....!" دوسرے آہن پوش کے لہجے مین بیزاری تھی۔ اُس کے چلے جانے کے بعد اُس نے رینا سے کہا" جو کچھ بھی ہونے والا ہے میں اُسے پسند نہیں کرتا۔!"

"تب تو تمہارے حصے میں آنے والی محفوظ رہے گی۔" رینا بولی۔

"دیکھو کیا ہوتا ہے! میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔!"

"ہمیں کس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔!"

"فی الحال تو ہماری ہی پیشی میں ہو۔ ویسے میں پھر بتاتا ہوں کہ میرا ساتھی ہی سب کچھ جانتا ہے۔ میں بہت کم ہوش میں رہتا ہوں۔!"

تھوڑی دیر بعد دوسرا آہن پوش واپس آگیا۔ وہ نسلاً کسی سفید فام قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ اور اب سفید قمیض اور سفید پتلون میں ملبوس تھا۔

اُس کے آتے ہی دوسرا آہن پوش اٹھ گیا۔ اُس کے ساتھی نے کہا۔ "جلدی کرو۔!"

وہ کچھ کہے بغیر چلا گیا۔

Digitized by Google

"ہمارے ہاتھ کب تک بندھے رہیں گے۔!" رینا نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

"خاموش بیٹھی رہو۔ اور ہمارا شکریہ ادا کرو کہ ہم نے تمہیں زندہ رہنے دیا ہے۔!"

"میں ہاتھ کھولنے کو کہہ رہی تھی....!"

"ہاتھ بندھے ہی رہیں گے۔!"

"یہ درندگی ہے....!"

"میں درندہ ہی ہوں....!"

رینا کچھ کہنے والی تھی کہ دوسرا آہن پوش واپس آگیا۔ لیکن اُس نے اپنے ساتھی کی طرح اپنے جسم پر سے فولادی خول نہیں اُتارے تھے۔ اُس کے ساتھی نے حیرت سے کہا"تم کیا کرتے پھر رہے ہو۔!"

"پہلے یہ طے ہو جانا چاہئے کہ کون کس کی ہے....!"

"کیا بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو۔ ارے دونوں ہماری ہیں۔!"

"یہ ناممکن ہے۔!"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔!"

"آہن پوش نے اُس کی گردن پر اسٹین گن کی نال رسید کر دی اور وہ دھم سے فرش پر آگرا۔ پھر دوبارہ نہیں اٹھ سکا تھا۔!

پھر جیسے ہی آہن پوش نے اپنا فولادی خود اُتارا۔ وہ دونوں اُچھل پڑیں۔ یہ تو اُن دونوں سیاہ فاموں کا حماقت مآب ساتھی تھا۔ اور انہیں احمقانہ انداز میں دیکھے جارہا تھا۔

"تت.... تم....!" رینا ہکلائی۔

"اندر بھی ایک آدمی تھا۔ اُسے بھی ٹھیک کر آیا ہوں۔!" عمران نے بڑی سادگی سے کہا اور آگے بڑھ کر رینا کے ہاتھ کھولنے لگا۔ پھر سارہ کے ہاتھ بھی کھول دیئے تھے اور انہیں رسیوں سے بیہوش آدمی کے ہاتھ پیر باندھ دیئے۔

"تت.... تم نے تو کمال ہی کر دیا۔" سارہ بولی۔ "اُس سے کس طرح نپٹے تھے جو تمہاری تلاش میں گیا تھا۔!"

"بس کیا بتاؤں۔!" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "اب اُس کے لئے دل دکھ رہا ہے۔

بیچارے کی آنکھ میں پستول کی نال ٹھونس کر فائر کرنا پڑا تھا۔!"

"ارے تو اب اُن بیچاروں کو بھی رہائی دلاؤ۔" رینا نے کہا۔

"میرے والے قطعی بیچارے نہیں ہیں۔ تمہارا ہو گا بیچارا۔ اچھی بات ہے جا رہا ہوں۔ انہیں بھی لئے آتا ہوں۔!"

عمران وہاں سے چلا گیا۔ اور سارہ بولی "مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا۔ عجیب آدمی ہے۔!"

"ہے تو...." رینا سر ہلا کر بولی۔ "ہماری زبان کے لہجوں پر قادر ضرور ہے لیکن مجھے تو فرانسیسی نہیں معلوم ہوتا۔!"

"کوئی بھی ہو.... ہمارے لئے تو فرشتہ رحمت ثابت ہوا ہے۔!"

"پتا نہیں اب ہم کہاں ہیں۔ کی گولو میدان سے کتنی دور....!"

"صبح ہونے دو، شائد دونوں سیاہ فام آدمی بتا سکیں۔!"

"اُن میں سے ایک سیاہ فام نہیں ہے۔!"

"اس کا بھی ماسک کیوں نہیں اُتروا دیا تھا۔"

"وہ ماسک میں نہیں.... میک اَپ میں ہے.... وہی جو دبلا پتلا ہے۔!"

"اُوہ.... وہ.... وہ بھی اچھی خاصی فرنچ بول سکتا ہے....!"

عمران کے ساتھ صرف شپیرو واپس آیا تھا۔

"تمہارے آدمی کہاں ہیں۔!" رینا نے پوچھا۔

"کچن میں چھوڑ آیا ہوں انہیں.... بھوکا رہ کر رات نہیں گذار سکوں گا۔!"

"دوسرا آدمی کہاں ہے....!" رینا نے پوچھا۔

"تمہارے لئے بیکار ہے اُس سے کچھ معلوم نہیں کر سکو گی۔ کیونکہ وہ ایک گونگا سیاہ فام آدمی ہے....!"

"ہو سکتا ہے کچھ اور لوگ بھی اس عمارت سے متعلق ہوں اور کسی وقت بھی آ جائیں۔!"

"دیکھا جائے گا۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میرا ایک آدمی کچن میں ہے اور دوسرا باہر نگرانی کر رہا ہے۔ غفلت میں نہیں مارے جا سکیں گے۔ مطمئن رہو۔!"

"اُوہ.... شائد وہ ہوش میں آ رہا ہے۔!" شپیرو نے نوگرفتار کی طرف دیکھ کر کہا۔

وہ آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔ پھر اُس نے آنکھیں کھول دیں۔ اٹھنے کی بھی کوشش کی تھی۔ لیکن ہاتھ پیر تو جکڑے ہوئے تھے۔!

"تم لوگوں کو پچھتانا پڑے گا۔!" وہ غصیلی آواز میں بولا۔ پھر اُس کی نظر عمران پر جم گئی۔!

"یہ کون ہے....!"

"میں وہی ہوں جس نے تمہاری گردن پر وار کیا تھا! چاہتا تو گولی بھی مار سکتا تھا۔ اسی لئے میں اول درجے کا بیوقوف سمجھا جاتا ہوں۔ اور میں وہی تیسرا آدمی ہوں جو تمہاری گرفت میں نہیں آ سکا تھا۔!"

اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار دکھائی دیئے پھر اُس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کچھ سوچ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولیں اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "تو تم نے میرے ساتھی کو مار ڈالا تھا اور اُس کے بلٹ پروف خود پہن لئے تھے۔"

"تم ٹھیک سمجھے ہو.... اور ہم سب وہاں اس مسئلے پر غور کرنے کے لئے اکٹھا ہوئے تھے کہ آخر وہاں چربی کی مشعلیں کیوں جلائی گئی ہیں جبکہ بجلی کا اتنا عمدہ نظام موجود ہے۔!"

سفید فام نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھا تھا اور نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا۔

"اس طرح کیا دیکھ رہے ہو۔" عمران احمقانہ انداز میں بولا۔

"تم صرف یہی معلوم کرنے کے لئے وہاں آئے تھے۔!"

"اور کیا! حیرت انگیز واقعہ ہے۔ جہاں لفٹ چل سکے وہاں بلب بھی روشن کئے جا سکتے ہیں۔ آخر بدبودار مشعلیں کیوں....؟"

"اُف فوہ! تب تو خواہ مخواہ اتنا خون خرابہ ہوا۔!" سفید فام پُر تاسف لہجے میں بولا۔

"یعنی اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ ہم کیا چاہتے ہیں تو تم ہمیں اس راز سے آگاہ کر دیتے۔!"

"اور کیا اتنی جانیں کیوں ضائع ہوتیں....!"

"چلو اب بتا دو.... ورنہ تمہاری جان بھی ضائع ہو جائے گی...." شپیرو بول پڑا۔

"وہ ایک قدیم قربان گاہ ہے۔ جسے ہم اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مقامی باشندے جو وہاں لائے جاتے ہیں انہیں علم نہیں کہ وہاں جتنی بھی حیرت انگیز باتیں ظہور

Digitized by Google

پذیر ہوتی ہیں وہ برقی قوت کی رہین منت ہیں۔ وہ اُسے روحوں سے منسوب کرتے ہیں اور قربان گاہ کے وفادار ہو جاتے ہیں۔ قربان گاہ سے جاری ہونے والے احکامات کی تعمیل کرتے ہیں۔ اِس قربان گاہ کے توسط ہی سے ہماری تحریک کالوں میں جڑ پکڑ رہی ہے۔ اُن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ سب برقی توانائی کے کھیل ہیں۔!"

"لیکن جنہوں نے ہمیں گھیرا تھا وہ بھی تو کالے ہی تھے.... اور وہاں کالا سلکی نظام انہی کی تحویل میں تھا۔!"

قیدی ہنس پڑا.... اور کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔ "وہ سیاہ فام نہیں تھے.... سیاہ فام بنائے گئے تھے۔!"

عمران بڑی تیزی سے اپنی پیشانی پر ہتھیلی رگڑے ڈال رہا تھا۔ اُسے مسوما اور کیپٹن بگا سی یاد آئے۔ جنہوں نے انتہائی درجے کا تشدد برداشت کرنے کے باوجود بھی اپنی تحریک کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ مسوما تو تشدد برداشت کرتے کرتے مر بھی گیا تھا۔ چونکہ انہیں مذہب کے توسط سے اس جال میں پھانسا گیا تھا اسی لئے اُن کی زبانیں نہیں کھلوائی جا سکی تھیں۔ وہ قربان گاہ کے وفادار تھے! اُس قربان گاہ کے وفادار تھے جہاں اُنکے بزرگوں کی روحیں آیا کرتی تھیں۔

وہ سب خاموش تھے اور قیدی انہیں عجیب نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے کہا "تم لوگ کہیں سے آئے ہو۔ کسی کے بھی ایجنٹ ہو، لیکن ہو سفید فام ہی۔ اس لئے تمہیں ہمارے مشن سے ہمدردی ہونی چاہئے۔!"

"اگر تمہارا مشن ہم پر واضح ہو جائے تو ہم اِس پر بھی غور کر سکتے ہیں۔!" عمران بھی بولا۔

"ہم افریقہ کو سفید فاموں ہی کی گرفت میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن دو بڑی طاقتوں کی باہمی چپقلش کی بناء پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ یہ ناممکن نظر آ رہا ہے۔!"

"تمہاری بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی ہے۔!"

"ہر سمجھ دار سفید فام ہم سے متفق ہو جائے گا۔!"

"کیا خیال ہے۔!" عمران نے رینا کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بات سمجھ میں آنے والی ہے! لیکن اس پر مزید غور کرنا پڑے گا۔!"

"ضرور غور کرو۔ ہم کسی کو کسی بات پر مجبور نہیں کرتے۔ خیر اب میرے ہاتھ پیر کھول دو۔!"

Digitized by Google

"مزید غور کئے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔!" عمران نے کہا۔

"مجھے اس طرح باندھ رکھنا تم سبھوں کیلئے بے حد خطرناک ثابت ہو گا۔!"

"وہ کس طرح۔!"

"میں یہاں اس عمارت میں تنہا نہیں ہوں۔!"

"اُس گونگے کو بھی ہم نے قابو میں کر لیا ہے۔ بے فکر رہو۔!"

"تم نہیں سمجھ سکتے کہ کیا کر بیٹھے ہو۔!"

"ارے بھئی! تم لوگ بھی تو کچھ بولو۔!" عمران نے دوسروں کی طرف دیکھ کر کہا۔ "میں ہی کہاں تک سر ماروں۔!"

"ہم بھی اس پر متفق نہیں ہیں کہ کوئی سمجھوتہ ہوئے بغیر کسی قسم کی رعایت دی جائے۔" رینا نے کہا "ویسے تم جو مناسب سمجھو۔!"

"خالی پیٹ شیطان کا گھر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ پہلے پیٹ بھر لیں۔!" عمران بولا۔

رینا عمران کو دوسرے کمرے میں چلنے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران آہستہ آہستہ اُس کے پیچھے چل رہا تھا۔ دوسرے کمرے میں پہنچ کر وہ اُس کی طرف مڑی اور بولی "شائد ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔!"

"مجھے تو ابھی تک اُس کی اطلاع نہیں ملی۔!"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... وہ ہمیں کس ارادے سے لایا تھا اور اَب کیسی باتیں کر رہا ہے۔!"

"سخت نالائق معلوم ہوتا ہے۔!"

"کیا مطلب....!"

"اُسے چاہئے کہ اَب باقاعدہ طور پر تحریری درخواست پیش کرے۔!"

"کیا بک رہے ہو....!" رینا بھڑک اٹھی۔

"مم.... مطلب یہ کہ.... کچھ نہیں! میں پہلے ہی کہہ رہا ہوں کہ پیٹ بھرے بغیر کام نہیں چلے گا۔ کم از کم میں تو بھوک کے عالم میں کوئی ڈھنگ کی بات سوچ ہی نہیں سکتا۔!"

"تو جتنی جلدی ممکن ہو اپنا پیٹ بھر لو۔!"

آدھے گھنٹے بعد وہ کھانے کی میز پر تھے! قیدی کے ہاتھ کھول دیئے گئے تھے اور اُسے بھی ساتھ ہی بٹھایا گیا تھا۔ جوزف نے گونگے سیاہ فام آدمی کو پہلے ہی کھلا پلا دیا تھا۔ اور ایک الماری سے وہسکی کی بوتلیں برآمد کر کے بحقِ نفسِ امارہ ضبط کر لی تھیں۔ اور اَب کھانے کی میز پر باتیں بنا رہا تھا۔ عمران نے اُسے غور سے دیکھا اور اس کی آنکھوں میں تشویش کے سائے لہرانے لگے۔

"تو بہت چہک رہا ہے۔!" بالآخر موضوع پر اظہار خیال کر ہی دیا۔

"خوشی کی رات ہے باس! میرا خسارہ پورا ہو گیا۔!" جوزف نے بڑے ادب سے کہا۔

"تو اسے خوشی کی رات کہہ رہا ہے۔ آخر کس بناء پر....!"

"دو چار دن اور زندہ رہ جاؤں گا۔!"

"میں سمجھا! غالباً تو نے اپنی کوئی ضرورت غیر متوقع طور پر پوری کر لی ہے۔!"

"تمہارے علاوہ مجھے اور کون سمجھ سکتا ہے باس! لیکن میں اس میں کسی کو بھی حصہ نہیں لگانے دوں گا۔!"

"بس! اس موضوع پر بات ختم۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

ریتا نے قیدی سے پوچھا۔ "یہاں سے ہم کہاں لے جائے جائیں گے۔!"

"اگر کہیں نہ جانا چاہو تو یہاں بھی رہ سکتے ہو۔ کسی کو کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ البتہ اب اپنی دنیا میں تمہاری واپسی ناممکن ہے۔!"

"ہمارا مصرف کیا ہو گا۔؟" شیپرو نے پوچھا۔

"ہم تمہیں اپنی آئیڈیالوجی کی تعلیم دیں گے۔!"

"یہ معلوم کئے بغیر کہ ہم کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔!"

"ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ ہم تو تمہیں زیرو لینڈ کا شہری بنانے کی کوشش کریں گے۔!"

"یہ کام تو تم فوری طور پر شروع کر دو۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔

"یہ اتنا وقت لینے کی کوشش کر رہا ہے کہ اس کے کچھ اور ساتھی بھی یہاں آجائیں۔" سارہ بولی اور جیمسن اُسے پیار بھری نظروں سے دیکھنے لگا۔!

"یہ کیا ہو رہا ہے۔!" عمران نے اُسے اُردو میں ٹوکا۔ "اپنے حواسوں میں رہنا اگر تم پر گر پڑی

Digitized by Google

تو چور چور ہو جاؤ گے۔!"

"مجھے ایسی ہی جسامت والی عورتیں پسند ہیں....!"

"تم یہاں عورتیں پسند کرنے نہیں آئے۔!"

"سامنے پڑ گئی ہے تو پسند بھی آئے گی جناب.... میرے بنیادی حقوق سلب نہ فرمایئے یور میجسٹی پلیز....!"

"آلو کھاؤ آلو۔ زیادہ اونچے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔!"

"یہ تم کس زبان میں گفتگو کر رہے ہو۔" ریتا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"کتنی بار یہ سوال دہراؤ گی۔ یہ ہماری اپنی اختراع ہے۔ ابھی ہم نے اسے کوئی نام نہیں دیا۔"

"فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو! میں نے کہا تھا کہ اس کے بارے میں کچھ سوچو۔" اشارہ قیدی کی طرف تھا! ٹھیک اُسی وقت قیدی سر اٹھائے بغیر بولا۔

"اگر تم لوگ مجھے مار بھی ڈالو تو یہاں سے نکل کر اپنی دنیا میں واپس نہیں پہنچ سکو گے۔!"

"ہم خود ہی واپس نہیں جانا چاہتے۔ وہاں رکھا ہی کیا ہے۔" جیمسن نے کہا اور عمران کی طرف داد طلب نظروں سے دیکھنے لگا!

"تم لوگ پچھتاؤ گے۔ اگر میرے مشورے پر عمل نہ کیا۔" قیدی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تمہاری یہاں موجودگی کا علم اُسی وقت مرکز کو ہو گیا ہو گا جب تم نے یہاں قدم رکھا تھا۔"

"تو پھر کوئی نہ کوئی مرکز سے چل ہی پڑا ہو گا۔!"

"میں اس معاملے میں اس حد تک باخبر نہیں ہوں۔!"

"پھر تمہیں اتنی خود اعتمادی سے بات ہی نہ کرنی چاہئے۔!"

کھانے سے فارغ ہو کر عمران نے اُس کے ہاتھ دوبارہ باندھ دیئے اور تجویز پیش کی کہ باری باری سے سب لوگ سوتے جاگتے رہیں۔

رات اسی طرح گذر گئی تھی اور کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ دوسری صبح انہیں عمارت کے محلِ وقوع سے آگاہی ہوئی تھی۔ خشک چٹانوں کے درمیان اُس کی تعمیر ہوئی تھی۔ چٹانوں کے اس سلسلے کے نیچے ہی سے گھنا جنگل دور تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ لیکن ان سے اُتر کر جنگل تک پہنچنا بظاہر ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ چٹانیں بالکل سیدھی کھڑی ہوئی تھیں۔ عمران نے

اپنے تھیلے سے دور بین نکالی اور گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا۔ جوزف اور جیمسن کو اُس نے اُس راستے کی نگرانی کرنے کی تاکید کی تھی۔ جس سے وہ پچھلی رات عمارت تک آئے تھے۔ قیدی بدستور قیدی تھا اور اب اُس نے اپنی زبان قطعی بند کرلی تھی۔ عمران کا خیال تھا کہ انہیں جو کچھ بھی کرنا ہے جلد کر ڈالیں۔ ورنہ پھر کسی دشواری میں پڑیں گے۔!

"ہمیں علم نہیں ہے کہ ہم کہاں ہیں۔!" رینا بولی "اس لئے بہت سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے۔!"

"ادھر قدم اٹھایا تو دھڑام سے نیچے گئیں۔!" عمران نے چٹان کے سرے کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آسکے۔" رینا بھنا کر بولی۔

"تمہاری سمجھ میں آیا ہوں یا نہیں۔!" عمران نے بیک وقت سارہ اور شیپرو سے پوچھا۔

انہوں نے انکار میں سر ہلا دیا۔

"اچھا تو سمجھنے کی کوشش کرو۔!"

"کیا یہ ضروری ہے۔!" سارہ ہنس کر بولی۔

"اِن سے پوچھو۔!" عمران نے رینا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "نہ سمجھ پانے کا شکوہ کیا تھا انہوں نے! ارے تم لوگ زیبرا مین کی تلاش میں آئے ہو۔ مجھے سمجھ کر کیا کرو گے۔!"

"ہمیں زیبرا مین سے کوئی سروکار نہیں۔۔۔۔!" رینا نے خشک لہجے میں کہا۔

"یہ تو کہہ رہی تھیں کہ جلد از جلد اُسے دیکھ لینا چاہتی ہیں۔!" عمران نے سارہ کی طرف اشارہ کیا۔!

"ہمارا مسئلہ زیبرا مین نہیں ہے۔!"

"پھر کیا مسئلہ ہے۔!"

"وہ طیارے جو ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئے۔!" رینا اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"لیکن مجھے صرف تم لوگوں سے سروکار ہے اور کسی چیز کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مجھ سے یہ کہا گیا تھا کہ ہر معاملے میں تمہاری مدد کروں۔!"

"ہمارے دو ساتھی مار ڈالے گئے تم نے کیا کیا۔!" شیپرو بول پڑا۔

Digitized by Google

"تمہاری اپنی حماقت سے مارے گئے تھے۔ بہر حال میری ہی وجہ سے تم تینوں بچ گئے ہو۔!"

"ہمیں اس کا اعتراف ہے۔" سارہ بولی "اور تمہاری ہی وجہ سے ہم پر کوئی جبر بھی نہیں ہو سکا۔!"

"مگر تم اس قدر بیوقوف کیوں نظر آتے ہو۔!" شیپرو نے ہنس کر پوچھا۔

"یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے تمہارا نہیں۔ ویسے تم لوگ میرے خلاف شکوک و شبہات ہی میں مبتلا رہو گے۔!"

"تم نے اپنا کیا نام بتایا تھا۔!" رینا نے اُس کی بات کو نظر انداز کر کے پوچھا۔

"آلی موران۔۔۔۔!"

"پہلے تم مراکشی تھے۔ پھر یوگوسلاویہ کے باشندے ہو گئے۔!"

"دن بھر میں کئی ملک مجھے پسند آتے ہیں۔!"

"تمہارے ساتھی نے شراب کی ساری بوتلوں پر قبضہ کر لیا ہے۔" شیپرو نے ناخوشگوار لہجے میں کہا "ہمیں بھی ضرورت ہے۔!"

"اُس سے چھین سکتے ہو تو چھین لو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔!"

"ہم جھگڑا نہیں کرنا چاہتے۔!" رینا بولی۔

"میں کوشش کروں گا کہ وہ تمہیں بھی حصہ دار بنا لے۔!"

"ہاں تم نے یہ کس بناء پر کہا تھا کہ ہم لوگ تمہارے خلاف شکوک و شبہات ہی میں مبتلا رہیں گے۔؟"

"اس لئے کہ زیرولینڈ کی سب سے بڑی عورت مجھ سے فلرٹ کرتی رہتی ہے۔!"

"اُوہو۔۔۔۔!" رینا نے طنزیہ انداز میں آنکھیں چپکائیں۔ "بھلا وہ کون ہے؟"

"ٹی تھری بی۔۔۔۔ تھریسیا بمبل بی آف بوہیمیا۔"

"خوب۔۔۔۔ تو تم اس کا نام جانتے ہو۔!"

"اسی لئے یہاں پایا جاتا ہوں۔ ورنہ کون سے سرخاب کے پر لگے ہوئے تھے مجھ میں۔!"

"وہ تم سے فلرٹ کرتی ہے۔!"

"تم دیکھ لوگی۔!"

"میں نے تمہارا نام پہلے کبھی نہیں سنا۔!"

"ضروری نہیں ہے کہ تم میرا نام بھی سنو۔!"

دفعتاً جیمسن دکھائی دیا جو انہی کی طرف دوڑا آرہا تھا۔ قریب پہنچ کر ہانپتا ہوا بولا "ایک گاڑی غالباً ادھر ہی آرہی ہے۔!"

"جوزف اُوٹ میں ہے نا۔!" عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں.... نیچے سے دیکھا نہیں جاسکتا۔!"

"کیا بات ہے۔!" رینا نے پوچھا۔

"راستے پر ایک گاڑی دیکھی گئی ہے جو غالباً اسی عمارت کی طرف آرہی ہے۔"

"یہاں سے تو ہم دیکھ لئے جائیں گے۔!" رینا نے کہا۔

"اُدھر ہی چلو۔ عمارت کے آس پاس چھپنے کے لئے بہت جگہیں ہیں۔!"

وہ تیزی سے عمارت کی طرف بڑھے۔ جیمسن کی نظر خصوصیت سے سارہ پر تھی۔ اُس کے چلنے کے انداز سے محظوظ ہو رہا تھا۔

"آنکھیں نیچی کرو ناہنجار....!" عمران آہستہ سے بولا۔

"آپ مجھے زندہ بھی رہنے دیں گے یا نہیں۔!"

"ارے تو کیا اس کے بغیر مر جاؤ گے۔!"

"اب غریب الوطنی میں آنکھیں بھی بند کرلوں۔!"

"یہ اُس قسم کی عورتیں نہیں ہیں جن سے تمہاری جمالیاتی حس کی تسکین ہو سکے۔!"

"تم دونوں پیچھے کیوں رہ گئے ہو۔ جلدی کرو۔!" رینا مڑ کر بولی۔

"یہ میرا ساتھی عورتوں کے پیچھے ہی رہنا پسند کرتا ہے۔!" عمران نے رینا کے قریب پہنچ کر کہا۔

عمارت کے سامنے ہی وہ چند بڑے پتھروں کے پیچھے چھپ گئے۔ تھوڑی دیر بعد کسی گاڑی کے انجن کا شور سنائی دیا تھا۔ اور پھر گاڑی بھی سامنے آگئی تھی۔ عمارت کے قریب رُک گئی اور انجن بند کر دیا گیا۔

دو آدمی اُترے۔ اُن میں سے ایک سیاہ فام تھا اور دوسرا یورپین معلوم ہوتا تھا۔

"خبردار! جہاں ہو! وہیں ٹھہرو۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ "اور اپنے ہاتھ سر پر رکھ لو۔!"

وہ ٹھٹک گئے اور پھر آواز کی جانب مڑے.... تین رائفلیں اُن کی جانب اٹھی ہوئی تھیں۔! انہوں نے اپنے ہاتھ سروں پر رکھ لئے۔ سب سے پہلے عمران آگے بڑھا۔

"اُوہو.... کیپٹن مشامبا۔ خوش آمدید۔!" عمران نے کہا۔ "مجھے توقع نہیں تھی کہ تم سے دوبارہ ملاقات ہو سکے گی۔!"

سیاہ فام کچھ نہ بولا۔ اُس کی آنکھوں میں اضمحلال کی سی کیفیت نظر آنے لگی تھی۔

وہ انہیں اندر لائے اور اُس کمرے میں بٹھا دیا جہاں اُن کا پہلا قیدی ایک کرسی پر رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔

"ہم بڑی مشکلوں سے اپنی جانیں بچا سکے ہیں کیپٹن مشامبا۔" عمران نے کہا۔

"جنرل کیو نے تم سے ہرگز یہ نہیں کہا تھا کہ مہمانوں کا خیر مقدم کی گولو کے میدان میں کیا جائے۔!"

"تم کیا چاہتے ہو۔!" مشامبا نے مُردہ سی آواز میں پوچھا۔

"فی الحال مجھے اُس زرعی پروجیکٹ کے بارے میں بتاؤ جو پورشیا نامی عورت کے زیرِ نگرانی تکمیل کو پہنچایا جارہا ہے۔!"

"مجھے زرعی منصوبوں سے کیا سروکار۔ میں اُن سے قطعی لاعلم ہوں۔"

"مجھے تشدد پر مجبور نہ کرو....!"

"تمہاری مرضی اعتبار کرو یا نہ کرو۔!"

"جادوگر مواکازی کے بارے میں بھی کچھ نہ جانتے ہوگے۔!"

"اُس کے متعلق کیا معلوم کرنا چاہتے ہو۔!"

"وہ گونگے اور بہرے آدمیوں کی تلاش میں کیوں رہتا ہے۔!"

"مجھے اس کا علم ہے کہ وہ ایسے آدمی کہاں بھیجتا ہے۔ لیکن مقصد کا مجھے علم نہیں ہے۔"

"کہاں بھیجتا ہے۔!"

"دوسری دنیا میں۔!"

"کیا بات ہوئی۔!"

"میں نے یہی سنا ہے کہ وہ انہیں قتل کر دیتا ہے! لیکن ابھی اس کا کوئی واضح ثبوت نہیں مل

Digitized by Google

سکا۔!"

"کیا قتل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مقتول کا بلڈ گروپ پہلے ہی معلوم کر لیا جائے۔!"

"تم شائد مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ پھر اس مسئلے پر بات کرنے سے کیا حاصل۔!"

"یہ کون ہے۔!" عمران نے یورپین کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"صرف نام جانتا ہوں۔ بیک گراؤنڈ سے واقف نہیں ہوں۔!"

"بہر حال۔ تمہاری اسی تنظیم سے تعلق رکھتا ہو گا۔!"

"اُسی سے پوچھ لو۔ میں کچھ نہیں جانتا۔!"

"یہ تو شائد تم سے بھی زیادہ لاعلم ثابت ہو۔!"

مشامبا کچھ نہ بولا۔ لیکن سفید فام آدمی نے کہا "ان فضول باتوں میں کیا رکھا ہے اگر تم چاہو تو تمہیں جنرل کیو کے پاس واپس بھجوایا جاسکتا ہے۔!"

"شکریہ! ہم خود ہی کسی نہ کسی طرح پہنچ جائیں گے۔" عمران خشک لہجے میں بولا۔

"خوش فہمی ہے تمہاری۔ ہماری مدد کے بغیر تم یہاں سے نہیں نکل سکتے۔!"

"اس مسئلے پر تو بات ہی نہ کرو۔ کیا تم پورشیا سنگلٹن کو جانتے ہو۔!"

"میرے لئے یہ نام بالکل نیا ہے۔!"

عمران نے رینا کی طرف دیکھا اور بولا "کیا خیال ہے! اب تینوں کو گولی مار دی جائے ہمارے کسی کام کے نہیں ہیں۔!"

"جیسا تم مناسب سمجھو۔!"

"یہیں ختم کر دیں یا باہر لے جائیں۔!"

"شوق سے ہمیں مار ڈالو۔" مشامبا بولا "لیکن اس کے بعد یہیں ان پتھروں سے سر ٹکراتے پھرو گے۔!"

"پتھروں سے سر ٹکرانا میری ہابی ہے! سوال یہ ہے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دینے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا۔!"

"کہہ تو دیا ہے کہ تمہیں کی گوما پہنچا دیا جائے گا یا جہاں کہو گے۔!"

"ہمیں وہاں پہنچا دو جہاں سے طیارے تباہ کئے گئے تھے۔!"

"یہ تو بالکل ہی ناممکن ہے۔ جو اس طرف ہیں اُن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں ہے کہ اُدھر کیا ہے اور کہاں ہے؟"

"یہاں سے جنگل میں پہنچنے کا راستہ بتاؤ۔!"

"میری پہنچ ہمیشہ یہیں تک رہی ہے۔!"

"اِسے تو علم ہو گا۔!" عمران نے کرسی سے جکڑے ہوئے قیدی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"اسی سے پوچھ لو۔ میں نہیں جانتا۔!"

عمران نے قیدی کو گھورتے ہوئے پوچھا "کیا خیال ہے۔!"

"اگر تمہیں جنگل میں پہنچنے کا راستہ معلوم ہو جائے تو تم ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے۔"

"بہت اچھا سوال ہے۔!" عمران سر ہلا کر بولا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ "ہم اپنا سامان لئے بغیر جنگل میں داخل نہیں ہوں گے۔" شیپرڈ بولا۔

"سامان تو پتہ نہیں کہاں پہنچا ہو گا۔!" عمران نے پُر تفکر لہجے میں کہا۔

"جب ہیلی کوپٹر آئے تھے تو تم نے کہا تھا کہ سامان اُن کے ہاتھ لگ گیا ہو گا۔" رینا بولی۔

"اچھا تو پھر۔"

"بہتر یہی ہو گا کہ پہلے کی گوما چلیں۔!"

"یہ مسئلہ غور طلب ہے اس لئے فی الحال ان دونوں کو بھی یہیں روکے رکھا جائے۔!"

عمران نے کہا اور مشامبا سے سوال کیا "تم یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"ظاہر ہے کہ تمہی لوگوں کے لئے آیا تھا۔!"

"اگر ہم ہی قیدی ہوتے تو تمہارا رویہ کیا ہوتا۔!"

مشامبا کچھ نہ بولا! ایسا معلوم ہوتا جیسے اس سلسلے میں کوئی نیا جھوٹ تراشنے کی فکر میں ہو۔ اُس کا یورپین ساتھی بھی اُسے بہت غور سے دیکھنے لگا تھا۔

"ب.... بس....!" مشامبا ہکلایا "ہم سے یہی کہا گیا تھا کہ تمہیں یہیں قید رکھا جائے۔!"

"تم سچ نہیں بول رہے ہو....!"

"اچھا تو تم ہی بتاؤ کہ ہم یہاں کیوں آئے تھے۔!"

"چلو تسلیم کر لیا کہ تم سچ بول رہے ہو۔ اب یہ بتاؤ کہ تم احکامات کس سے حاصل کرتے ہو۔!"

Digitized by Google

مشامبا نے طویل سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں۔ اُس کا یورپین ساتھی نہ جانے کیوں اُسے قہر آلود نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے آنکھیں کھولیں اور اس طرح چاروں طرف دیکھنے لگا جیسے اچانک کسی اجنبی ماحول میں پہنچ گیا ہو۔

"کیا خبر ہے۔!" عمران اُس کے چہرے کے قریب ہاتھ ہلا کر بولا۔

"میں کہاں ہوں.....!" مشامبا نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ شیپرو نے قہقہہ لگایا۔

"اب انہیں بند ہی کر دینا چاہئے۔!" عمران بولا۔

پھر وہ دونوں بھی کرسیوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔

"فی الحال یہی مناسب ہے۔!" رینا اُس کمرے سے نکلتی ہوئی عمران سے بولی۔

"اسکے بعد کیا ہوگا۔" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"تم مجھے بار بار غصہ دلاتے ہو۔ اچھی بات نہیں ہے۔!"

"میں نے کیا کیا ہے۔!"

"تم نے کی گوما واپسی والی بات اڑا دی تھی۔ حالانکہ وہ ایسی پیش کش تھی کہ ہمارا مقصد حاصل ہو جاتا۔!"

"صرف تمہارا۔ میں تو آگے بڑھتے رہنے کا قائل ہوں۔!"

"بے سر و سامانی کی حالت میں ہم سفر جاری نہیں رکھ سکیں گے۔ بلکہ میں تو اپنے سامان کے بغیر جنگلوں میں قدم رکھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔!"

"اچھا تو اب جا کر اُس سے معاملات طے کر لو۔!"

"اب تو اُس نے حافظہ ہی کھو بیٹھنے کی اداکاری شروع کر دی ہے۔!"

"جا کر تھرڈ ڈگری آزماؤ.....!"

رینا کچھ کہنے ہی والی تھی جیمسن پھر دکھائی دیا۔ عمارت کی طرف دوڑا آرہا تھا۔ ان دونوں کی گرفتاری کے بعد وہ پھر جوزف کے پاس چلا گیا تھا۔!

"اَب کیا خبر لائے ہو۔!" عمران نے اُس کے قریب پہنچنے پر پوچھا۔

"بیس بائیس مسلح افراد ادھر ہی آرہے ہیں۔!"

"کس طرف سے.....!"

"اُدھر ہی سے جس طرف سے یہ دونوں آئے تھے۔ لیکن وہ مارچ کر رہے ہیں۔ گاڑیوں پر نہیں ہیں۔!"

"تم سب رائفلیں اٹھاؤ۔!" عمران نے رینا سے کہا۔ "ہم آگے بڑھ کر انہیں روکیں گے جلدی کرو.....!"

"کاش! اُس کی پیشکش قبول کر لیتے۔!" وہ عمارت کی طرف بڑھتی ہوئی بولی۔

"اور اگر وہ دھوکا دیتا تو کس سے فریاد کرتا۔ تم تو مجھے کسی چرچ کی منتظمہ معلوم ہوتی ہو۔ پتا نہیں اِس پیشے میں کیوں آگئیں۔!"

رینا ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑائی تھی۔ عمران صاف نہ سُن سکا۔

پورشیا سنگلٹن اُنہیں ٹرک سے اترتے دیکھ رہی تھی۔ سب کے سب سیاہ فام تھے اور لباس سے کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور معلوم ہو رہے تھے۔!

پھر انہیں جانوروں کی طرح ایک طرف ہانک دیا گیا۔! جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو سفید فام ٹرک ڈرائیور پورشیا سنگلٹن کے قریب آکھڑا ہوا۔

"کیا خبر ہے.....!" پورشیا نے اُس سے پوچھا۔

"مواکازی کہتا ہے کہ اس کھیپ کے بعد مزید گونگے فراہم نہ کر سکے گا۔!"

"میں سمجھتی ہوں۔ اُس گونگے کے ہسپتال سے فرار ہو جانے کے بعد سے کھیل بگڑ گیا ہے۔ سرکاری جاسوس خاص طور پر گونگوں پر نظر رکھ رہے ہیں۔!"

"مواکازی یہی کہہ رہا تھا مادام۔!"

"خیر کوئی بات نہیں ہے۔ دیکھا جائے گا۔!" پورشیا نے کہا اور ایک طرف چل پڑی۔ جھونپڑوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی اُس عمارت میں داخل ہوئی جسے تجربہ گاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔

ایک کمرے کے سامنے رُک کر اُس نے دروازے پر دستک دی۔ دروازہ کھلا اور جس نے

Digitized by Google

دروازہ کھولا تھا بوکھلائے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گیا۔ یہ ایک معمر آدمی تھا۔ چہرے پر بے ترتیب سی ڈاڑھی تھی اور سر انڈے کے چھلکے کی طرح شفاف تھا۔ آنکھوں پر موٹے فریم کی عینک تھی۔!

"ہلو پروفیسر....!" پورشیا نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یس مادام......!" وہ کسی قدر خائف نظر آرہا تھا۔!

"نیچے چلو....!" پورشیا بولی۔

"بہت بہتر مادام....!" وہ کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ بولا۔ "لیکن کیا آپ تھوڑی دیر ٹھہر نہیں سکتیں.... وہاں کا ماحول فی الحال آپ کیلئے مناسب نہیں ہے....!"

"کیا پروگرام میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔!"

"کرنی پڑی ہے مادام.... یہاں کی آب و ہوا اس کام کے لئے قطعی مناسب نہیں ہے۔! کئی افراد ضائع ہوتے ہیں تو ایک کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ بھی پندرہ دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتا....!"

"میں اسی سلسلے میں گفتگو کرنے آئی ہوں۔!"

"ضرور.... ضرور.... براہِ کرم تشریف رکھیئے.... تھوڑی دیر بعد میں آپکو نیچے لے چلوں گا! کچھ گیس منتشر ہوگئی ہے اور سبھوں کو گیس ماسک چڑھانے پڑے ہیں۔!"

"خیر....!" وہ ایک کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی "میں یہ کہنے آئی تھی کہ اس کھیپ کے بعد آدمیوں کی فراہمی ناممکن ہو جائے گی۔ لہٰذا کوشش کرو کہ کم سے کم ضائع ہوں۔!"

"مجھے تو ایک فرد کا ضیاع بھی پسند نہیں ہے۔ لیکن ٹیکنیکل دشواریاں۔!"

"اُن پر قابو پانے کی کوشش کرو۔!"

"میں نے آب و ہوا کی دشواری بیان کی تھی۔ سیاہ رنگت کی وجہ سے سفید دھاریاں ڈالنی پڑتی ہیں۔ اور یہی سفید دھاریاں اُسے ناپائیدار بنادیتی ہیں۔!"

"لیکن تمہارا دعویٰ تھا کہ سیاہ اجسام پر سفید دھاریوں سے اُس کی کارکردگی یا پائیداری متاثر نہ ہوگی۔!"

"بعض حالات میں نظریئے اور تجربے میں اختلاف بھی ہو جاتا ہے! یہاں اس تجربے نے یہ

Digitized by Google

بات واضح کردی ہے کہ آب و ہوا کے اختلاف سے بھی فرق پڑ سکتا ہے۔!"

"رنگین دھاریوں والے تو اتنے ناپائیدار نہیں تھے۔!"

"میرا خیال ہے کہ یہاں کی آب و ہوا میں اس کا تجربہ بھی ناکام رہے گا۔ یا اگر کہئے تو کسی سفید فام پر اس کا بھی تجربہ کیا جائے۔!"

"نہیں! میں اپنے کسی کارکن کو ضائع کرنا نہیں چاہتی۔ اور پھر یہاں رنگین دھاریوں کی کوئی اہمیت نہ ہوگی۔ زیبرا قسم کی دھاریوں ہی کی بناء پر ہمارا کام آسان ہوگیا ہے اور پھر کالے اجسام پر رنگین دھاریاں نمایاں بھی نہیں ہوں گی۔ اسی لئے زیبرا دھاریوں کو ترجیح دی گئی تھی۔!"

"میں سمجھتا ہوں مادام....!"

"بہرحال ابھی بہت کام باقی ہے اور اسی لئے زیبرا مین کا وجود بے حد ضروری ہے۔!"

"مجھے احساس ہے مادام۔ میں ابھی آپ کو دکھاؤں گا کہ طریق کار میں کیا تبدیلیاں کی گئیں ہیں اور اُن کے تحت ہم پہلا تجربہ کرنے جارہے ہیں۔!"

"اس تجربے کے متوقع نتائج کیا ہونگے۔!"

"شائد اُس کی زندگی کسی قدر طویل ہو جائے۔!"

"لیکن یہ ایک کیلئے پانچ ضائع ہو رہے ہیں۔!"

"اس کیلئے کچھ بھی نہیں کیا جاسکتا مادام سنگلٹن.... کیا آپ میری گفتگو مادام ٹی تھری بی سے کراسکیں گی....!"

"اگر مجھے معلوم ہو کہ وہ کب کہاں موجود ہوتی ہیں تو گفتگو ضرور کرائی جاسکتی ہے۔ ویسے تم مجھ سے کھل کر بات کرسکتے ہو! میں مادام کی ایسی ہی نمائندہ ہوں۔!"

"ہم.... میں جانتا ہوں مادام.... دراصل میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ اگر وہ ڈاکٹر بھی ہم میں شامل ہو جائے جس کے ساتھ ہم نے رنگین دھاریوں کا تجربہ کیا تھا تو شائد ہم اپنی اس خامی کی اصلاح کرسکیں....!"

"تمہارا اشارہ ڈاکٹر ضیغم اشرف[1] کی جانب ہے۔؟" پورشیا نے سوال کیا۔

"ہاں مادام....!"

[1] ڈاکٹر ضیغم اشرف کی کہانی کے لئے "جونک اور ناگن" والا سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔!

"فی الحال ناممکن ہے! کیونکہ وہ اپنے ملک کی حکومت کی کڑی نگرانی میں ہے.... ایک طرح سے نظر بند سمجھ لو....!"

"وہ عجیب آدمی تھا۔ اُس نے کبھی کھل کر بات نہیں کی۔ اپنی عورت کے دباؤ میں تھا۔ جس طرح وہ چاہتی تھی اُسی طرح وہ کام کرتا تھا۔!"

"اَب اس قصے کو ختم کرو۔ تمہیں یہ سب کچھ اُس کی مدد کے بغیر کرنا ہے۔!"

"وہ تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ ٹھہریئے! میں نیچے کی پوزیشن معلوم کرتا ہوں۔!"

اُس نے فون کا ریسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا اور ماؤتھ پیس میں بولا "یہاں مادام سنگلٹن تشریف فرما ہیں۔ کام کا جائزہ لیں گی وہاں کیا پوزیشن ہے۔!"

کچھ سنتا رہا پھر ریسیور کریڈل پر رکھ کر بولا "مزید پندرہ بیس منٹ اور لگیں گے مادام....!"

"اُوہ.... ٹھہرو.... سب سے ضروری بات تو بھول ہی گئی۔ اُس انڈے کا کیا رہا....!"

"تیار ہے مادام.... اور آپ کی ہدأیت کے مطابق وہیں بھجوا دیا گیا ہے لیکن میں ابھی تک اس کا مطلب نہیں سمجھ سکا....!"

"مطلب اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہ انہیں فضولیات میں الجھائے رکھا جائے اور ہم اپنا اصل کام کرتے رہیں۔!"

"میں اب بھی نہیں سمجھا مادام....!"

"اُسے چھوڑو۔ مجھے اُس انڈے کے بارے میں بتاؤ۔!"

"اتنا بڑا بنایا گیا ہے۔ جس کے اندر ایک انسانی سر سما سکے! قریب سے بھی وہ سر گوشت پوست ہی کا معلوم ہوتا ہے لیکن جیسے ہی اُس پر کسی کیمرے کی فلیش گن کی روشنی پڑے گی وہ پگھل کر اپنی ماہیت بدل دے گا اور اتنی تیزی سے زمین میں جذب ہو گا کہ وہ اُس پگھلے ہوئے مادے کو تجزیئے کے لئے حاصل نہ کر سکیں گے۔!"

"فرض کرو انہوں نے اُس کی تصویر لینے کی کوشش نہ کی تو فلیش گن کی روشنی کہاں سے آئے گی....!"

"اگر تصویر نہ لی گئی تو وہ اُسے وہاں سے ہٹانے کی کوشش تو ضرور ہی کریں گے۔!"

"ہاں یہ تو ہو گا....!"

"بس یہی کوشش اُسے ضائع کر دے گی لیکن اِس صورت میں وہ دھماکے کے ساتھ پھٹے گا اور دو چار جانیں ضائع ہو جائیں گی....!"

"دوسری صورت مجھے پسند نہیں آئی۔ اس معاملے کو اتنا ہی پُر اسرار ہونا چاہئے کہ وہ کوئی انسانی کارنامہ نہ معلوم ہو۔!"

"آپ یقین کیجئے کہ وہ فوری طور پر اُسے ہاتھ نہیں لگائیں گے جتنی دیر میں کسی فیصلے پر پہنچیں گے کسی نہ کسی کیمرے کی فلیش گن ضرور چل جائے گی۔!"

"کیا یہاں اُن میں سے کوئی موجود ہے....!"

"جی ہاں.... تجربہ گاہ میں ایک اور ہے لیکن اُس کے اندر والے چہرے پر زیبرا کی دھاریاں ابھی نہیں ڈالی گئیں۔

"وہاں تو مکمل ہی پہنچایا گیا ہو گا....!"

"جی ہاں.... اُوہ.... اب پوری بات میری سمجھ میں آگئی! دراصل ہم صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ اس لئے توجہ ادھر اُدھر مبذول نہیں ہوتی۔ ورنہ بالکل سامنے کی بات تھی۔!"

"کیا سمجھے؟۔"

"آپ انہیں زیبرا مین کی پیدائش کے سلسلے میں الجھن میں ڈالنا چاہتی ہیں۔ لیکن مادام انڈے میں تو صرف سر ہی سما سکا ہے۔!"

"اِس کی فکر نہ کرو.... اس کے بعد بھی انہیں متعدد انڈوں سے مختلف صورتوں میں سابقہ پڑے گا... یعنی جسم کے اعضاء....اور وہ الجھتے رہیں گے۔!"

"یقیناً مادام ایسا ہی ہو گا۔!" پروفیسر نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد اُسی عمارت کے ایک گوشے سے لگی ہوئی لفٹ انہیں فرش کے نیچے لے گئی تھی۔! تجربہ گاہ میں پہنچے۔ تجربہ گاہ کیا تھی شیشے کا گھر تھا.... پروفیسر اُسے اُس حصے میں لے گیا جہاں سیاہ فام گونگوں کو تجربات کے مختلف مراحل سے گذارا جاتا تھا۔ اُن کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ پلکیں بھی جھپکا رہے تھے لیکن ایسا لگتا تھا جیسے کچھ کر گزرنے کی سکت اُن سے چھین لی گئی ہو۔

"ہوں.... ہم اس تجربے کے سلسلے میں کسی نئے زاویئے کا ذکر کر رہے تھے۔!" پورشیا نے پروفیسر سے کہا۔

Digitized by Google

"ہاں مادام.... اَب ہم پہلے انہیں منجمد کریں گے۔ اور اسی حالتِ انجماد میں انہیں اُس مرحلے سے گذاریں گے جس میں جسم پر سفید دھاریاں پڑتی ہیں۔!"

"اس سے کیا ہوگا۔!"

"اُن کے اعصاب اُس کرب سے محفوظ رہیں گے جو دھاریوں والے مرحلے سے گذرتے وقت اُن پر طاری ہوتا ہے۔ انجماد کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اُس وقت مردہ ہوں گے جب دھاریوں والے مرحلے سے گذریں گے۔!"

"تو تمہارا خیال ہے کہ وہی کرب اُن کی زندگی مختصر کردیتا ہے....!"

"ہاں مادام.... ہم اسی نتیجے پر پہنچے ہیں....!"

"خیر تجربے کے اس نئے زاویئے کو بھی پرکھ لو۔!"

"مجھے اُمید ہے مادام کہ ہم کامیاب ہوں گے....!"

پورشیا کچھ نہ بولی۔ دفعتاً ایک آدمی تیزی سے اُن کے قریب پہنچا۔ اور بولا۔ "مادام آپ کیلئے کوئی ضروری پیغام ہے.... آپریشن روم سے اطلاع آئی ہے۔!"

"اُوہ اچھا.... پروفیسر میں مطمئن ہوں۔ لیکن انجماد کا تجربہ بیک وقت کئی افراد پر نہ کیا جائے۔ پہلے صرف ایک فرد کو اس مرحلے سے گذارا جائے....!"

"بہت بہتر مادام....!"

پروفیسر اُسکے ساتھ ہی اُوپر آیا تھا۔ اور پورشیا تجربہ گاہ سے نکل کر اُس جھونپڑے کی طرف روانہ ہوگئی جسے آپریشن روم کے طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

دونوں آپریٹرز نے اُسے تعظیم دی اور ایک نے ایک ڈی کوڈ کیا ہوا پیغام اُسکی طرف بڑھادیا!

"زیڈ۔ ایل۔ تھرٹی سکس۔ رپورٹ ٹو ہیڈ کوارٹرز۔ اُن پانچوں کو گرفتار کر کے قربان گاہ میں پہنچایا گیا.... تھوڑی دیر بعد تین سیاہ فام کی گولو کے میدان میں داخل ہوئے۔ دو فوجی وردی میں تھے۔ اور تیسرا سادہ لباس میں۔ انہیں بھی گرفتار کر کے قربان گاہ میں پہنچادیا گیا۔ وہاں ہنگامہ ہوا۔ ہمارے چار آدمی مارے گئے اور دو فرانسیسی مارے گئے پھر اسی دوران میں انکشاف ہوا کہ سادہ لباس والا سیاہ فام حقیقتاً افریقی نہیں تھا بلکہ سیاہ ماسک چہرے پر چڑھائے ہوا تھا! غالباً جنوبی ایشیا کا باشندہ تھا۔ پھر ہمارے دو آہن پوش حرکت میں آئے اور انہیں دوبارہ قابو میں کرلیا۔ لیکن جنوبی

ایشیا کا باشندہ نہ جانے کہاں غائب ہوگیا۔ ہاتھ نہیں آسکا۔ بہر حال دونوں آہن پوش پانچ قیدیوں کو قربان گاہ سے لے گئے۔ لیکن وہاں آج تک نہیں پہنچ سکے۔ جہاں قیدیوں کو لے جانے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اوور اینڈ آل....!"

پورشیا نے تین بار اس مختصر رپورٹ کا جائزہ لیا تھا۔ اور وہ خود بھی کاغذ کے ایک ٹکڑے پر لکھنے لگی تھی۔!

"فرام ہیڈ کوارٹر ٹو زیڈ.... ایل.... تھرٹی سکس۔ جنوبی ایشیائی کی تلاش میں بے حد ضروری ہے۔ آہن پوشوں کے کوڈ نمبروں سے ہیڈ کوارٹرز کو آگاہ کیا جائے.... انہیں بھی تلاش کر کے قیدیوں سمیت اسپاٹ سیون پر پہنچادیا جائے۔ اوور اینڈ آل۔!"

کاغذ کا ٹکڑا آپریٹر کی طرف بڑھا کر اٹھ گئی۔ اُسکی آنکھوں میں گہری تشویش کا آثار تھے۔!

عمران نے دوربین آنکھوں سے لگائی۔ وہ لوگ فوجیوں ہی کے سے انداز میں اُس راستے پر مارچ کر رہے تھے جو اِس عمارت کی طرف آتا تھا۔

"ٹھہرو.... ابھی ٹھہرو۔!" اُس نے جیمسن سے کہا جس نے ابھی ابھی اپنی رائفل کا بولٹ کھڑکایا تھا۔

"کیوں دیر کر رہے ہو باس! وہ جلد ہی قریب پہنچ جائیں گے۔!" جوزف بولا۔

"ذرا اور آگے آنے دو.... تاکہ وہ دوڑ کر پتھروں کے پیچھے پناہ نہ لے سکیں۔!"

"اچھی بات ہے باس! ہونا تو یہی چاہئے کہ ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچے ورنہ اگر کوئی نکل گیا تو مزید کمک لے آئے گا۔!"

"وہسکی موجود ہے تیرے اندر....! اچھا تو جتنی تیزی سے جاسکتا ہو.... اُس چٹان کے پیچھے چلا جا۔ بھاگنے والوں کا رخ اُسی طرف ہوگا۔!"

"بہت بہتر باس....!" جوزف نے کہا اور جھکا ہوا اُسی سمت دوڑنے لگا جدھر عمران نے اشارہ کیا تھا۔ جیمسن متحیر رہ گیا۔ کیونکہ اس طرح دوڑنے سے اُس کے وزنی جوتوں نے ہلکی سی

Digitized by Google

آواز بھی نہیں نکالی۔

جوزف اُس چٹان کے پیچھے پہنچا ہی تھا کہ عمران نے اونچی آواز میں "فائر" کہا اور نیچے آنے والوں پر تین اطراف سے گولیاں برسنے لگیں۔ وہ بوکھلا گئے۔ اُن میں ابتری پھیل گئی۔ گولیاں کھا کھا کر گر رہے تھے۔ ایک بھی کسی پتھر کی اوٹ میں پناہ نہیں لے سکا تھا۔

اب پھر وہی پہلے کا سا سناٹا فضا پر طاری ہو گیا۔ عمران نے اونچی آواز میں جوزف کو ہدایت دی کہ وہ جہاں ہے وہیں ٹھہرے.....! پھر جیمسن سے بولا۔ "سوال تو یہ ہے کہ وہ آخر کتنی دور سے مارچ کرتے ہوئے کیوں آ رہے تھے۔ یہ راستہ ایسا ہے کہ اس پر گاڑیاں بھی آ سکتی ہیں.....!"

"اس پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا تھا۔!"

"یہ سوال پہلے ہی سے میرے ذہن میں تھا۔!" عمران نے کہا۔

"غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ وہ قریب ہی کہیں سے آئے تھے۔!"

"اور وہاں ابھی کچھ اور لوگ بھی ہوں گے جو فائروں کی آواز سن کر ادھر دوڑ پڑیں گے۔!"

دفعتاً جوزف نے پھر ایک فائر کیا۔ نیچے گرے ہوؤں میں سے ایک نے اٹھنے کی کوشش کی تھی۔ دوسری گولی لگتے ہی کئی فٹ اوپر اچھلا اور پھر ڈھیر ہو گیا۔!

"تب تو ہم نے شائد جلد بازی سے کام لیا ہے۔!" جیمسن بولا۔

"نہیں یہ غلطی تو کرنی ہی تھی ورنہ وہ عمارت تک پہنچ جاتے۔!"

"کیا میں دیکھوں کہ اُن میں سے کوئی زندہ تو نہیں ہے۔!"

"نہیں.... چپ چاپ بیٹھے رہو.... اگر آس پاس کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں تو وہ ادھر ضرور آئیں گے۔!"

"لیکن آپ نے اُن تینوں کو عمارت میں واپس بھیج کر اچھا نہیں کیا ہے! وہ عورت رینا ڈانواں ڈول ہو رہی تھی۔ انہیں ساتھ ہی رکھنا تھا۔!"

"خواہ مخواہ بکواس کر کے دماغ خراب کرتی ہے۔!"

اور ٹھیک اُسی وقت عقب سے رینا کی آواز آئی "یہ کیا کر ڈالا تم نے۔!"

"تم موجود نہیں تھیں ورنہ تم سے اجازت لے کر کرتے!" جیمسن بھنا کر بولا۔ "چلو جلدی سے ادھر آ جاؤ.... میرے قریب ابھی خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔!"

"پتا نہیں وہ لوگ کون تھے۔!"

"یہاں اس ویرانے میں کون لوگ ہو سکتے ہیں۔" عمران نے سوال کیا۔

"ہو سکتا ہے تنزانیہ کے کسی فوجی کیمپ کے لوگ ہوں۔!"

"چپٹی ناکوں اور گندمی رنگت والے۔!" عمران نے پھر سوال کیا۔

"اتنی دور سے کیسے اندازہ لگایا۔!"

"فیلڈ گلاسز ہیں میرے پاس.....!"

"اب کونسا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے۔!" رینا نے جیمسن سے پوچھا۔!

"عورت جو مغز کھا کر مارتی ہے۔!"

"بکواس مت کرو.....!"

"بہت بہتر محترمہ.... مناسب یہی ہو گا کہ واپس جاؤ۔!"

"ہرگز نہیں.... اَب میں تمہیں کوئی احمقانہ قدم نہیں اٹھانے دوں گی۔!"

ٹھیک اسی وقت دور سے موٹر سائیکلوں کا شور سنائی دیا تھا۔ اور رینا چونک کر آواز کی سمت دیکھنے لگی تھی۔!

"اِدھر نہیں اُدھر.....!" عمران بولا۔ "ادھر صرف بازگشت ہے۔!"

اور پھر تین موٹر سائیکل سوار دکھائی دیئے۔ لیکن شائد لاشیں دیکھ کر انہوں نے اپنی گاڑیاں موڑنے کی کوشش کی تھی۔ ٹھیک اُسی وقت اوپر کی تینوں رائفلیں گولیاں اگلنے لگیں۔ تینوں اچھل اچھل کر گرے تھے اور ان کی گاڑیاں بھی گر کر دور تک گھسٹتی چلی گئی تھیں۔

"تت.... تم لوگوں پر دیوانگی طاری ہو گئی ہے۔!" رینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ایسے حالات میں یہی ہوتا ہے محترمہ۔!" جیمسن آہستہ سے بولا اور اُسے آنکھ مار کر مسکرانے لگا۔!

"شٹ اَپ.....!"

"خدا کی قسم میں کالا نہیں ہوں۔ یہ میک اَپ ہے! اگر میری اصلی شکل دیکھ لو تو رحم ہی کھاتی چلی جاؤ۔!"

"کیا تم اس سے زبان بند رکھنے کو نہیں کہہ سکتے۔!" رینا نے عمران کو مخاطب کیا۔

Digitized by Google

"بحالت جنگ ہم سب ایک جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور غیر جنگی معاملات میں کوئی کسی پر اپنی برتری مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ عورتوں کار سیا اور میرا دشمن جانی ہے۔ کیونکہ میں عورت اور مرد دونوں کو ایک گھاٹ پانی پلاتا ہوں۔!"

"اچھا تم بھی خاموش رہو۔"

"لیکن تم بولتی رہو.....!" جیمسن نے کہا۔

"خاموش ہو جاؤ...." عمران نے اُردو میں کہا۔ "قصہ ابھی ختم نہیں ہوا۔!"

"میں نہیں سمجھا۔!"

"پہلے پیدل.... پھر موٹر سائیکل.... اَب ہو سکتا ہے کہ کسی ہیلی کوپٹر سے سابقہ پڑ جائے۔

موٹر سائیکلوں کے انجن بند نہیں ہوئے ہیں۔ اُن کا شور اور ہیلی کوپٹر کی آواز کہیں گڈمڈ نہ ہو جائے اس لئے اپنے کان کھلے رکھو....!"

رینا شائد مرنے والوں کا شمار کر رہی تھی.... جیمسن نے اُسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ رینا نے تھوڑی دیر بعد کہا "کل سے اَب تک تم لوگوں نے ستائیس آدمی مارے ہیں۔"

"ایسے حالات میں تم لوگ کیا کرتے۔!" جیمسن نے پوچھا! لیکن رینا خاموش ہی رہی۔

عمران نے جیمسن سے اُردو میں کہا "اس عورت کو یہیں روکے رکھنا میں ابھی آیا۔!"

"بہت بہتر یور میجسٹی۔!"

عمران تیزی سے ڈھلان میں اترتا چلا گیا۔ رینا نے مڑ کر دیکھا ضرور تھا لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔ جیمسن نے اُس سے کہا "تم میرے باس کی باتوں کا بُرا مت مانا کرو۔ دل کا برا نہیں ہے۔!"

"اس مشورے کی ضرورت....!"

"آپس میں ایک دوسرے کو سمجھ لینے سے بہتیری الجھنیں رفع ہو جاتی ہیں۔!"

"ہمیں ایک دوسرے کی ذاتی الجھنوں سے کیا سروکار۔ میں ذاتی طور پر کشت و خون سے دور ہی رہنا چاہتی ہوں۔ تو پھر کیا تم لوگ میری وجہ سے احتیاط برتو گے۔!"

"میرا خیال ہے کہ تم صرف سیاست دانوں کے درمیان کام کرتی رہی ہو۔!"

"تمہارا خیال درست ہے! ڈپلومیٹک فیلڈ....!"

Digitized by Google

"تب پھر اِس کام کیلئے تمہارا انتخاب غلط ہوا ہے۔!"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔!"

"اور محترمہ سارہ۔!"

"میں نہیں جانتی! پرسوں شام تک ہم ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی رہے ہیں۔!"

"موسیو شیپرڈ کسی قدر خوش مزاج واقع ہوئے ہیں۔"

"تمہارا باس ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آیا اور..... تم شائد اُسے یور میجسٹی کہہ کر مخاطب کرتے ہو۔!"

"بادشاہوں کو اور کس طرح مخاطب کرتے ہیں۔!"

"کہاں کا بادشاہ ہے۔!"

"ہر حال میں مست رہنے والے بادشاہ ہی ہوتے ہیں۔!"

"صورت سے اول درجے کا احمق معلوم ہوتا ہے۔!"

"بس محترمہ! حد سے آگے بڑھنے کی ضرورت نہیں۔!"

"تم لوگ چڑچڑے بھی ہو۔!"

جیمسن کچھ نہ بولا.... وہ اس طرف متوجہ ہو گیا تھا جہاں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اُس نے دیکھا کہ عمران موٹر سائیکلوں کے انجن بند کرتا پھر رہا ہے!

رینا بھی اُدھر ہی متوجہ ہو گئی۔ موٹر سائیکلوں کے بعد وہ لاشوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ انہیں الٹتا پلٹتا رہا۔ جیمسن نے دوربین اٹھائی اور آنکھوں کے قریب لا کر بولا۔

"اوہ.... وہ کارتوسوں کی پیٹیاں اتار رہے ہیں۔!"

رینا کچھ نہ بولی۔ تھوڑی دیر بعد عمران واپس آگیا تھا۔ لیکن کارتوسوں کی پیٹیاں ساتھ نہیں لایا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ فی الحال کوئی خطرہ نہیں ہے! ہمیں واپس چلنا چاہئے۔ لیکن کم از کم ایک آدمی کو باری باری سے راستے کی نگرانی کرنی پڑے گی۔!"

"کارتوس نہیں لائے۔" رینا نے پوچھا۔

"خاصا وزن تھا۔ ایک جگہ چھپا آیا ہوں۔ ضرورت پڑنے پر حاصل کئے جا سکیں گے۔"

"اب کیا کرو گے۔!"

"اُن چاروں قیدیوں کا مسئلہ حل کرنا ہے۔!"

"کیا انہیں بھی مار ڈالو گے۔!"

"حالات پر منحصر ہے۔!"

جوزف نے راستے کی نگرانی کی ذمہ داری لی تھی اور وہ تینوں عمارت کیطرف چل پڑے تھے۔!

قیدی اُسی حال میں ملے جس میں وہ چھوڑ کر گئے تھے! عمران چند لمحے اُن کے سامنے کھڑا رہا پھر بولا۔ "وہ کیمپ یہاں سے کتنی دور ہے! اور وہاں کل کتنے آدمی ہیں۔!"

اُس کا مخاطب وہ آہن پوش تھا جس کے ساتھ وہ لوگ یہاں پہنچے تھے۔!

"میں کچھ نہیں جانتا۔ یہ فائروں کی آوازیں کیسی تھیں۔!"

"لوگ نشانہ بازی کی مشق کر رہے تھے۔ کیمپ کدھر ہے۔" عمران نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔!

"یہاں سے تین میل کے فاصلے پر مشرق کی طرف۔!"

"کتنے آدمی ہیں وہاں۔!"

"بائیس....!"

"کتنی گاڑیاں ہیں۔!"

"ایک ٹرک اور تین موٹر سائیکل۔!"

عمران نے طویل سانس لی.... بائیس لاشیں گن کر آیا تھا.... اور تین موٹر سائیکلیں، ٹرک وہیں ہو گا۔!

سفید فام قیدی بے اعتباری سے عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔!

"آس پاس اور کوئی کیمپ۔" عمران نے پھر سوال کیا۔

"نہیں اور کیمپ نہیں ہے۔!"

"یہاں! اس کیمپ کا مقصد کیا ہے۔!"

"تم ایسی ہی باتیں پوچھ رہے ہو جن کا مجھے علم نہیں....!"

"کیا وہ اس اسپاٹ کے محافظ نہیں ہیں....!"

Digitized by Google

"میری بات سنو۔!" دفعتاً کیپٹن مشامبا بولا۔ "تم لوگ خواہ مخواہ بات بڑھا رہے ہو۔ اپنی زندگیوں سے مت کھیلو.... یہیں سے واپس چلے جاؤ۔ تم وہاں تک لاکھ برس میں نہیں پہنچ سکو گے۔ جہاں جانا چاہتے ہو۔!"

"میں اس سلسلے میں تم سے علیحدگی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

مشامبا نے باری باری سے دونوں سفید فاموں کی طرف دیکھا جیسے اس سلسلے میں ان کا عندیہ لینا چاہتا ہو۔ دونوں نے اپنے سروں کو اثباتی جنبش دی اور مشامبا عمران کے ساتھ کہیں جانے پر تیار ہو گیا۔!

عمران نے جیمسن سے کہا کہ وہ رسیاں کھول کر اُسے کرسی سے اٹھا دے۔ لیکن ہاتھ بدستور پشت پر بندھے رہنے دیئے جائیں۔!

تھوڑی دیر بعد وہ مشامبا کو لے کر باہر نکلا اور اُسی مقام کی طرف چل پڑا جہاں سے بائیس مسلح آدمیوں پر فائرنگ کی تھی۔!

"یہ.... یہ.... تت.... تم نے کیا کیا۔!"

"میں نہ کرتا تو ان کے ہاتھوں خود اسی حشر کو پہنچتا۔!"

"میں پھر کہتا ہوں کہ تم لوگوں کو کی گویا پہنچا دیا جائے گا۔ اِس معاملے سے دستبردار ہو جاؤ۔!"

"سنو.... اگر یہ میرا ذاتی معاملہ نہ ہوتا تو ضرور دستبردار ہو جاتا۔!"

"ذاتی معاملہ! میں نہیں سمجھا۔!"

"زیرولینڈ کی سربراہ سے میرا ذاتی معاملہ۔!"

"ایسی باتیں نہ کرو کہ اِس غمناک موقعے پر بھی مجھے ہنسی آجائے۔!"

"بظاہر یہ ایسا ہی مضحکہ خیز خیال ہے۔ لیکن تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ مجھے جنگل میں داخل ہونے کا وہ راستہ بتاؤ جس سے تم لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ ورنہ تم تینوں کو بھی ایک ایک کر کے یہاں لاؤں گا اور گولی مار دوں گا۔!"

مشامبا تھوک نگل کر رہ گیا۔ کبھی وہ اُن لاشوں کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور کبھی عمران کی طرف۔!

"تم دونوں کے آنے سے قبل وہ آدمی جس قسم کی باتیں کرتا رہا تھا اگر تم سن پاتے تو شائد اُسے خود ہی گولی مار دیتے۔!" عمران نے کہا۔

"کیسی باتیں کر رہا تھا۔!"

"اُسی کے سامنے بتاؤں گا! قربان گاہ کے نام پر جو فراڈ کیا گیا ہے کیا تم اُس سے ناواقف ہو۔!"

"کیسا فراڈ؟"

"وہاں قدیم زمانے کی مشعلیں جلائی جاتی ہیں جبکہ جدید ترین برقی نظام موجود ہے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ وہاں کوئی برقی نظام موجود ہے۔!"

"میں وہیں سے گذر کر آیا ہوں۔ وہاں جو روحانی کرشمے دکھائے جاتے ہیں وہ برقی نظام ہی کے مرہونِ منت ہیں۔!"

"مم.... میں نہیں جانتا.... لیکن یہ ناممکن ہے.... میں نے خود.... دیکھا تھا....! وہ برقی نظام کا کرشمہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا۔ عین قربان گاہ کے اوپر نیچے تک ایک چمکیلا غبار چھا گیا تھا اور اُس غبار کے درمیان میں نے عظیم چاکا کی روح دیکھی تھی.... وہ بول رہی تھی.... میں نے اُس کی آواز سنی تھی.... وہ غبار کسی برقی نظام کا مرہونِ منت ہرگز نہیں ہو سکتا۔!"

"وہ زیرولینڈ والوں کا ٹیلی ویژن ہے! اور میں اُسے برسوں پہلے سے جانتا ہوں۔ میرے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔!"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔!"

"مت کرو.... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بیچارے بھولے بھالے آدمیوں کو بیوقوف بنا کر اس کالی تنظیم کا ہمدرد بنایا جارہا ہے.... اُس سفید فام نے تم لوگوں کے آنے سے قبل کھلے ہوئے الفاظ میں کہا تھا کہ ہم افریقہ کو سفید فاموں ہی کی گرفت میں رکھنا چاہتے ہیں لیکن دو بڑی طاقتوں کی باہمی چپقلش کی بناء پر ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں کہ یہ ناممکن نظر آرہا ہے۔!"

مشامبا کچھ نہ بولا۔ عمران نے کہا "واپس چلو.... میں تمہارے سامنے ہی اُس سے اعتراف کراؤں گا۔"

"چلو....!" مشامبا مردہ سی آواز میں بولا۔ عمران نے جوزف کو مزید ہدایات دیں اور عمارت کی طرف چل پڑا۔

Digitized by Google

اس بار مشامبا کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے برسوں کا بیمار ہو۔ عمارت میں پہنچا تو بھی پھٹی پھٹی سی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہ سب دونوں قیدیوں سمیت اُسی کمرے میں موجود تھے۔

"کیپٹن مشامبا....!" عمران اونچی آواز میں بولا۔ "اب تم انہیں اطلاع دے سکتے ہو کہ تم نے وہاں کیا دیکھا....!"

"ہاں.... ہاں....!" مشامبا سر ہلا کر بولا "مم.... میں نے بائیس لاشیں اور تین موٹر سائیکلیں دیکھی ہیں۔!"

"کیا کہہ رہے ہو۔" وہ سفید فام چیخا جو انہیں قیدی بنا کر اس عمارت میں لایا تھا۔!

"میں غلط نہیں کہہ رہا.... اَب تم بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا کہا تھا ہم لوگوں کے بارے میں۔!"

"میں نے کیا کہا تھا۔!"

"یہی کہ حقیقتاً تمہارا مشن افریقہ کو سفید فاموں کی گرفت میں رکھنا ہے اور دو بڑی طاقتوں کی چپقلش نے تمہارے کام کو مشکل بنا دیا ہے۔!"

"وہ تو.... وہ تو یونہی....!"

"بکواس مت کرو۔!" مشامبا حلق پھاڑ کر چیخا۔ "سچی بات بتاؤ....!"

"لاشیں دیکھ کر شائد تم اپنے حواس کھو بیٹھے ہو....!"

"میں پوری طرح ہوش میں ہوں! مجھے بتاؤ کیا قربان گاہ میں کوئی برقی نظام بھی موجود ہے۔!"

"میں نہیں جانتا....!" اُس نے عمران سے آنکھیں چراتے ہوئے کہا۔

"تم جھوٹے ہو۔!" رینا بولی "پچھلی رات تم نے اس موضوع پر لمبی چوڑی تقریر کی تھی۔ تم نے کہا تھا کہ کالے آدمیوں کو بیوقوف بنانے کے لئے وہاں اَب بھی چربی کی مشعلیں روشن کی جاتی ہیں.... ورنہ وہاں تو جدید ترین برقی نظام موجود ہے....!"

قیدی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔ اور مشامبا بھرائی ہوئی آواز میں بولا "تو یہ حقیقت ہے کہ قربان گاہ کے اوپر چھا جانے والا چمکیلا غبار جس میں قدیم باشندوں کی روحیں نظر آتی ہیں وہ

ٹیلی ویژن ہے۔!"

قیدی تھوک نگل کر رہ گیا۔

مشامبا عمران کی طرف مڑ کر بولا۔ "میرے ہاتھ کھول دو میں مرنے سے پہلے ایک قتل کرنا چاہتا ہوں۔!"

عمران خاموشی سے آگے بڑھا اور اُس کے ہاتھ کھولنے لگا۔!

"یہ ظلم ہے.....!" دوسرا سفید فام قیدی خوفزدہ آواز میں بولا۔ "ہم بندھے بیٹھے ہوئے ہیں اور تم اس کے ہاتھ کھول رہے ہو۔!"

عمران نے اُس کے ہاتھ کھول دیئے اور وہ پہلے قیدی پر جھپٹ پڑا۔ دونوں ہاتھوں سے اُس کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ اور اُس کی آنکھیں ابلی پڑ رہی تھیں۔ دوسرا قیدی وحشیانہ انداز میں چنگھاڑتا رہا۔ رینا نے مداخلت کرنی چاہی تھی۔ لیکن جیمسن اُس کی راہ میں حائل ہوتا ہوا بولا۔ "ہز میجسٹی کے معاملات میں مداخلت کرنے والا زندہ نہیں رہتا۔!"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔!

"یہ دھمکی نہیں سیدھا سادا بیان ہے۔!"

"تمہیں دخل اندازی کی ضرورت ہی کیا ہے.....!" شیپرو بولا۔

"یہ غیر انسانی حرکت ہے! اُس کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔!"

"ہمارے دو ساتھی بھی درندگی کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں۔ اپنی جگہ خاموش کھڑی رہو۔!"

مشامبا کا شکار ختم ہو چکا تھا! دوسرا قیدی گھگھیا کر بولا۔ "ہم دونوں تو دوست ہیں نا.....!"

"میں نے کہا تھا کہ مرنے سے پہلے صرف ایک قتل کرنا چاہتا ہوں۔!"

"میں ان معاملات کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا! مجھے تو لوگوں نے ایک معاملے میں بلیک میل کر کے اپنا ساتھی بنایا تھا۔!"

مشامبا کچھ نہ بولا۔ وہ عمران کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اُس نے کہا "مجھے وہاں تک پہنچنے کا محفوظ ترین راستہ معلوم ہے اور میں وہیں جانے کے لئے یہاں آیا تھا! ملٹری پولیس میری تلاش میں ہے! جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اگر تم مجھے گولی ہی مارنا چاہتے ہو تو میں اس کیلئے تیار ہوں۔ اب مجھے اپنی زندگی بوجھ معلوم ہو رہی ہے۔!"

"نہیں میرے دوست!" عمران اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تمہاری زندگی بے حد قیمتی ہے۔ اب تم اپنے آدمیوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرو گے.....!"

وہ کچھ نہ بولا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے ہوئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دوسرا قیدی کہہ رہا تھا "مجھے ان لوگوں سے شدید نفرت ہے لیکن انہوں نے مجھے اپنے ملک کے قانون کی نظروں میں مجرم بنوا دیا ہے اس لئے میں وہاں قدم نہیں رکھ سکتا۔!"

"کیا تمہیں یہیں تک آنا تھا یا مشامبا کے ساتھ ہی تم بھی وہیں جانے والے تھے۔!" عمران نے اُس سے پوچھا.....!

"نہیں میں اُسے یہاں تک پہنچا کر واپس چلا جاتا۔!"

"لیکن اب تمہیں ہمارے ساتھ ہی رہنا پڑے گا۔!"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تیار ہوں۔!"

رینا اور اُس کے ساتھی دور کھڑے آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے! اور جیمسن کی نظریں اُس سفید فام پر جمی ہوئی تھیں جسے ابھی ابھی گلا گھونٹ کر مارا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد مشامبا سر اٹھا کر بولا۔ "راستہ اسی عمارت کے نیچے سے گذرتا ہے۔"

"گذرتا ہے یا یہیں سے شروع ہوتا ہے۔!" عمران نے پوچھا۔

"گذرتا ہے..... یہ لوگ حیرت انگیز ہیں..... سینکڑوں میل لمبی سرنگ بنائی ہے..... اور اس قسم کے اسپاٹ جیسی یہ عمارت ہے دراصل سرنگ سے باہر آنے کے راستے ہیں۔!"

یہ دونوں سواحلی میں گفتگو کر رہے تھے اور سفید فام آدمی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ دفعتاً عمران اُس سے اُس کا نام پوچھ بیٹھا۔!

"لوتھر.....!" اُس نے جواب دیا۔ "لوتھر بارج.....!"

"اگر تم اپنی بات پر قائم رہے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں ان لوگوں کے چکر سے نکال لونگا۔!"

"اگر قابل اعتماد ثابت نہ ہو سکوں تو گردن اڑا دینا۔ مجھے ان لوگوں سے شدید نفرت ہے۔ میں نے کبھی کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔ بس ایک بار نادانستگی میں ایک غلطی کر بیٹھا تھا اس کی سزا ان لوگوں کے ہاتھوں بھگت رہا ہوں۔"

Digitized by Google

"مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ تم کیا تھے۔!"

اس کے بعد عمران مشامبا کو بتانے لگا تھا کہ وہ کس طرح قربان گاہ تک پہنچے تھے اور وہاں اُن پر کیا گذری تھی۔ اور پھر وہ کس طرح یہاں تک پہنچے تھے۔!

مشامبا بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "مجھے بے حد افسوس ہے کہ ان کے دو آدمی مارے گئے.... میں کیا کرتا۔ کچھ دیر تک میں ان لوگوں کا ایسا ہی وفادار تھا۔!"

"جو بات ختم ہوگئی اب اُس کا ذکر فضول ہے! کیا میں تمہارے ساتھی کے ہاتھ پیر کھول دوں۔!"

"تم اپنی ذمہ داری پر جو چاہو کرو۔ میں اب ان میں سے کسی پر بھی اعتماد نہیں کر سکتا۔!"

پورشیا سنگلٹن غصے سے سرخ ہو رہی تھی اور اُس شخص کے چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی تھیں جو اس وقت اس کے سامنے موجود تھا۔

دفعتاً وہ پیر پٹخ کر بولی "میں نے تم سبھوں کو آگاہ کر دیا تھا کہ اگر عمران تمہاری نظروں سے اوجھل ہوا تو سارا کھیل بگڑ جائے گا! خدا کی پناہ.... دو دن میں ہمارے اٹھائیس آدمی مار دیئے گئے۔!

"ہم نے نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا تھا مادام.... لیکن ہم آپ کی اجازت کے بغیر کی گولو کے میدان میں کیسے قدم رکھ سکتے تھے۔! ہم مطمئن رہے کہ وہاں والے انہیں سنبھال لیں گے۔!"

"میں نے مشامبا کو حکم دیا تھا کہ وہ اُسی اسپاٹ سے جنگل کی طرف نکل جائے لیکن ابھی تک اُس کے بارے میں بھی رپورٹ نہیں ملی.... کہیں وہ بھی عمران کے ہتھے نہ چڑھ گیا ہو۔ ایسا ہوا ہے تو یہ سمجھو کہ ہم دشواریوں میں پڑ گئے ہیں۔ کیونکہ وہ سرنگ میں سفر کرنے کے طریقوں سے واقف ہے....!"

"نہیں مادام۔ مشامبا مر جائے گا لیکن کسی کو ہمارے رازوں سے آگاہ نہیں کرے گا۔!"

Digitized by Google

"میرا بھی یہی خیال ہے....! لیکن عمران۔!"

"اُوہ.... کچھ نہیں مادام.... آپ اندیشوں میں نہ پڑیئے.... البتہ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ وہ انہیں اُس اسپاٹ میں کیوں لے گیا تھا جبکہ کسی اور جگہ لے جانے کی ہدایت پہلے ہی دے دی گئی تھی۔!"

"سنو! عمران تھا اس کے ساتھ اس لئے سب کچھ ممکن ہے۔ جسے مادام ٹی تھری بی خطرناک قرار دے دیں۔ وہ یقیناً خطرناک ہی ہوگا۔ میں اچھی طرح تصور کر سکتی ہوں کہ کیا ہوا ہوگا۔ شارلی دھوکے میں مارا گیا۔ عمران نے ڈوپن کو مار کر اُس کے بلٹ پروف خود پہن لئے ہوں گے اور شالی اُسے ڈوپن ہی سمجھا ہوگا۔ اسپاٹ میں پہنچ کر عمران نے اُسے مار ڈالا اور اپنے ساتھیوں کو رہا کرا لے گیا۔!"

"لیکن مادام.... شارلی اُس اسپاٹ پر گیا ہی کیوں تھا۔!"

"صرف یہی ایک الجھاوا ہے! اگر عمران اُسے اُس اسپاٹ پر لے گیا تھا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ پہلے سے آگاہ تھا۔ لیکن یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں۔!"

"مشامبا کے ساتھ لوتھر بارج بھی تھا مادام! لیکن اُس کا بھی کہیں پتا نہیں....!"

"میں سخت بے اطمینانی میں مبتلا ہو گئی ہوں.... سُرنگ کے محافظوں کو ہوشیار کر دو۔ جسے بھی سرنگ میں جہاں دیکھیں وہیں روک لیں اور ہیڈ کوارٹر کو مطلع کر دیں۔!"

"بہت بہتر مادام....!"

"بس جاؤ....!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "اس کے جانے کے بعد تھوڑی دیر تک ٹہلتی رہی۔ پھر فون پر کسی کے نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر بولی "بارنی سے ملاؤ۔!"

"او کے مادام۔!" دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی اور پھر تھوڑی دیر بعد کسی مرد نے کہا۔ "بارنی حاضر ہے مادام۔!"

"کیا رپورٹ ہے۔!"

"سب کچھ توقعات کے مطابق ہوا ہے مادام۔ جائزہ لینے والی ٹیم اُس مقام پر پہنچی تھی جہاں عمران بیہوش پایا گیا تھا.... پانچ بڑے ممالک کے نمائندے اُس ٹیم میں شامل تھے۔ بہر حال وہ اڈے تک پہنچ گئے اور اُسے دور ہی سے دیکھ رہے تھے کہ کسی کیمرے کی فلیش گن کی روشنی اُس

پر پڑ گئی اور وہ فوری طور پر پگھل کر زمین میں جذب ہو گیا.... اور اب وہاں کی مٹی کھودی جا رہی ہے۔!"

"تم نے اچھی خبر سنائی ہے۔!"

"دوسرے انڈوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔!"

"بس اتنا ہی کافی ہے۔ انہیں محفوظ رکھو! دوسری بار وہ فلیش گن کی روشنی اُس پر نہیں پڑنے دیں گے۔ اور پول کھل جائے گی۔!"

"یہ بات تو ہے مادام....!"

"انہیں الجھا لینے کے لئے اتنا ہی کافی ہے! دوسری بات! میں آج رات کو باہر جانا چاہتی ہوں۔ چھوٹا فے گراز تیار رکھنا....!"

"بہت بہتر مادام....!"

"تم میرے ساتھ رہو گے....!"

"عزت افزائی مادام....!"

پورشیا نے ریسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر ٹہلنے لگی۔!

تھوڑی دیر بعد دوبارہ فون پر نمبر ڈائیل کئے تھے۔!

"ہیلو....!" دوسری طرف سے آواز آئی "مواکازی بول رہا ہے۔!"

"مشامبا اور لوتھر بارج غائب ہو گئے ہیں۔ غالباً اُس اسپاٹ پر نہیں پہنچے جہاں تم نے انہیں بھیجا تھا۔!"

"وہ اس اسپاٹ پر نہیں پہنچے تو راستے ہی میں کہیں گھیر لئے گئے ہوں گے۔ لیکن میرے پاس ابھی تک کوئی ایسی اطلاع نہیں پہنچی جس سے اُن کا گرفتار کر لیا جانا ثابت ہوتا ہو۔!"

"مشامبا کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟"

"میں اس سوال کا مطلب نہیں سمجھا محترمہ۔"! دوسری طرف سے آواز آئی۔

"کیا وہ تنظیم سے غداری کر سکتا ہے۔!"

"میری دانست میں تو وہ ایسا نہیں ہے۔ اگر پکڑا بھی گیا تو کچھ ظاہر کر دینے پر موت کو ترجیح دے گا۔!"

"اُن دونوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ میں نہیں چاہتی کہ مشامبا کسی کے ہاتھ لگے۔ اس لئے اُسے پناہ گاہ کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ بہر حال اُوہ.... کیا تمہیں علم ہے کہ اُس اسپاٹ کے سارے محافظ مار ڈالے گئے۔!"

"تب پھر ہو سکتا ہے کہ مشامبا سرکاری آدمیوں کے ہتھے چڑھ گیا ہو۔ اور اسپاٹ کی نشاندھی بھی کر دی ہو۔ ورنہ وہاں کسی دشمن کے پہنچنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اُن دونوں کی لاشیں مرنے والوں میں شامل نہیں ہیں تو پھر وہ دونوں سرکاری تحویل ہی میں ہوں گے۔!"

لوتھر بارج کو بالآخر رسی کی بندشوں سے نجات مل گئی اور اُس نے عمران سے کہا "سرنگ میں اترنے سے قبل تم سبھوں کو سیاہ فام بننا پڑے گا۔!"

"اس کی کیا ضرورت ہے۔!" ریتا بولی۔

"مجھے بھی بننا پڑے گا۔!" لوتھر نے کہا۔

"مچھروں اور حشرات الارض سے بچاؤ کے لئے۔!" عمران بولا۔

"اُوہ.... تو تم جانتے ہو۔!" لوتھر چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"اسی بناء پر اس مہم پر نکلا ہوں۔!" عمران سر کو اثباتی جنبش دے کر بولا۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں.... وضاحت کرو....!" ریتا نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

"وہ ایک ایسا سیاہ پینٹ ہے جس سے حشرات الارض دور بھاگتے ہیں۔ کیپٹن مشامبا پر بھی اُس کا ایک کوٹ کیا جائے گا۔ جیمسن اور جوزف بھی نہیں بخشے جائیں گے۔ ویسے بے فکر رہو۔ بعد میں اُس کی صفائی بھی ہو سکے گی۔!"

"شائد تم یہ بھی جانتے ہو کہ صفائی کیسے ہو سکے گی۔"

"میں جانتا ہوں....!"

"تب پھر تمہاری معلومات ہم سے بھی زیادہ ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی صفائی کس کیمیکل سے ہوتی ہے۔!" لوتھر نے حیرت سے کہا۔

Digitized by Google

رینااور سارہ دور جاکر سرگوشیاں کرنے لگیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہ تجویز انہیں قطعاً پسند نہ آئی ہو۔

لوتھر عمران کی طرف دیکھنے لگا اور عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "خواتین کسی حال میں بھی اپنا حلیہ بگاڑنا پسند نہیں کرتیں۔ لیکن مجبوری ہے۔ اس کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ لیکن ان کے سنہرے بالوں کا کیا ہوگا۔!"

"جسم کا کوئی حصہ بھی اگر اُس پینٹ سے خالی رہا تو اُسی جگہ خوفناک مچھروں کی یلغار ہو جائے گی۔ اس لئے سر کی جلد بھی خالی نہیں چھوڑی جاسکتی۔ بالوں کی رنگت سیاہ ہو جائے گی۔ لیکن وہ بھی بعد میں صاف ہو جاتے ہیں۔ میرا ذاتی تجربہ ہے۔!"

بہر حال وہ دونوں بڑی مشکل سے اس پر آمادہ ہوئی تھیں۔ اس طرح سات سیاہ فام آدمی سرنگ میں اترے تھے۔!

خاصی کشادہ اور صاف ستھری سرنگ تھی اور انہیں پیدل نہیں چلنا پڑا تھا! ایک بڑی سی ٹرالی میں بیٹھ گئے تھے۔ جو میٹر گیج کی ایک ریلوے لائن پر دوڑتی رہی تھی.... سرنگ میں یہ لائنیں دو طرفہ بچھی ہوئی تھیں۔ غالباً ایک ٹریک واپسی کی تھی۔ سرنگ کے دونوں کناروں پر یہ لائنیں تھیں اور اُن کے درمیان اتنی جگہ خالی تھی کہ اُس پر سے ایک بڑا ٹرک بہ آسانی گذر سکتا تھا۔!

رینااور اُس کے ساتھی حیرت سے اس انتظام کو دیکھ رہے تھے.... بالآخر شیپرو بولا۔ "مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی خواب دیکھ رہا ہوں....!"

"ہالی ووڈ کی سائنس فکشن فلموں کا سا خواب۔!" عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

"آخر انہوں نے کتنے عرصے میں یہ سب کچھ کر لیا ہوگا اور کس طرح کیا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔!"

"یہ تنظیم ایسی ہی ہے۔!" عمران بولا۔

"اور ہم پانچ افراد اُس سے ٹکرانے نکلے ہیں۔" شیپرو بھنا کر بولا۔ "خودکشی صد فیصد خودکشی۔!"

"خاموش رہو۔!" رینا غرائی۔

"غلط تو نہیں کہہ رہا۔" سارہ بول پڑی "موسیو الائی موران میری سمجھ سے باہر ہیں۔ یا تو یہ دیو جانس کلبی کے قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر کنفیوشس کی نسل کے آدمی ہیں۔!"

"دونوں باتیں غلط ہیں۔!" عمران نے کہا "میں چنگیز خان کی نسل سے تعلق رکھتا ہوں۔"

"تب تو پھر ٹھیک ہے! دیوانگی اور وحشیانہ پن ورثے میں پایا ہوگا۔!" سارہ نے کہا "بالکل ٹھیک ہے لیکن ہم....!"

"سارہ خاموش رہو....!" رینا پھر بولی۔

"مادام رینا بہت سمجھ دار ہیں۔!" عمران سر ہلا کر بولا "وہ اچھی طرح جانتی ہیں ایک بہت بڑی فوج بھی ان لوگوں سے نپٹنے کے لئے ناکافی ہوگی۔!"

"اس کے باوجود بھی پانچ افراد....!" شیپرو جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"لیکن مجھے امید ہے کہ مسٹر الائی موران کچھ نہ کچھ کر گزریں گے۔" لوتھر ابولا۔

"مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے یور میجسٹی....!" دفعتاً جیمسن نے کہا۔

"ضرور.... ضرور....!" تم بھی کیوں خاموش رہو....!"

"کیا اُن لوگوں کو اس کا علم نہیں ہو سکتا کہ سرنگ میں کس قسم کے لوگ سفر کر رہے ہیں۔ ساری لاشیں ہم کھلے میدان میں چھوڑ آئے تھے۔!"

"تم نے ڈھنگ کا سوال کیا ہے۔" عمران بولا۔ "میں نے محض موسیو شیپرو کی وجہ سے اس قسم کا کوئی سوال بہ آواز بلند نہیں کیا تھا۔!"

"تو اب سوال قائم ہو گیا ہے۔!" شیپرو نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

"جواب یہ ہے مسٹر شیپرو کہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ ہم مر جائیں گے اور ہماری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ پھر کچھ بھی ہوا کرے۔ کیا فرق پڑتا ہے۔!"

"یقین کرو دوستو کہ ہم ایک دیوانے کے ہتھے چڑھ گئے ہیں۔!"

"شیپرو....!" رینا نے پھر اُسے للکارا۔

مشامبا شروع ہی سے خاموش بیٹھا رہا تھا۔ اب بھی کچھ نہ بولا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے احساس ہی نہ ہو کہ اُس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔ ٹرالی زیادہ تیز رفتار نہیں تھی۔ لیکن اس کی حرکت بے آواز تھی۔

"باس....!" جوزف نے کہا "میں نے اپنے پاکٹ ٹرانسسٹر ریڈیو پر ایک حیرت انگیز خبر سُنی تھی۔ اُس وقت جب میں چٹانوں کے درمیان بیٹھا راستے کی نگرانی کر رہا تھا۔!"

Digitized by Google

"کیا خبر تھی....!"

"مپانڈا کے قریب ایک حیرت انگیز انڈا دریافت ہوا ہے.... بڑی طاقتوں کی جائزہ ٹیم وہاں پہنچ گئی تھی.... انڈا اتنا بڑا تھا کہ اُس میں سے ایک انسانی سر جھانک رہا تھا۔ ایسا چہرہ.... جس پر زیبرا کی سی دھاریاں تھیں....!" انڈے کا کچھ حصہ ٹوٹا ہوا تھا اُسی سے وہ چہرہ جھانک رہا تھا۔!"

"بکواس مت کرو.... زیبرا کی مادہ انڈے نہیں دودھ دیتی ہے۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اُسے بات تو پوری کرنے دو۔ یہ ایک حیرت انگیز خبر ہے۔!" رینا بولی۔

"تم ان چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنا ایمبش ڈٹیکٹر نکالو... اور سیٹ کر کے سامنے رکھ لو۔ مجھے یقین نہیں آتا کہ ہم اتنی آسانی سے اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔!" عمران نے کہا۔

"مجھے بھی یقین نہیں ہے۔!" لوتھر بارج بول اٹھا۔

ٹرالی تیز رفتاری سے مسافت طے کر رہی تھی۔ سرنگ میں گھٹن کا ذرہ برابر بھی احساس موجود نہیں تھا اور مرکری ٹیوب لائٹ کی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ روشنی سرنگ کی دونوں اطراف کے اوپری جوڑوں سے پھوٹ رہی تھی۔

"ہاں! تم کیا کہہ رہے تھے۔!" شیپرو نے جوزف کو مخاطب کیا۔ "انڈے میں زیبرا مین کا سا چہرہ تھا۔!"

"ہاں......لیکن وہ دیکھتے ہی دیکھتے پگھل کر زمین میں جذب ہو گیا۔!" جوزف نے پُر جوش لہجے میں کہا۔

"ریڈیو کی خبر ہے۔!" شیپرو نے سوال کیا۔

"ہاں مسٹر۔!"

"میں نے اسے کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا۔!" جیمسن بولا۔

"میں اسے جھوٹا تو نہیں کہہ رہا....!"

"ہو سکتا ہے زیبرا مین کی مادہ کا انڈا ہو....!" عمران نے خیال ظاہر کیا۔

"تم تو ایسے معاملات میں بولا ہی نہ کرو....!" سارہ جھک کر آہستہ سے اسکے کان میں بولی۔

"تم کہتی ہو تو اب نہیں بولوں گا۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ اس اسپاٹ سے منزل مقصود تک راہ میں کتنے اسپاٹ اور ہیں۔!"

"تین اسپاٹ....!" لوتھر بولا۔

"تب تو ہمیں اطمینان سے نہیں بیٹھنا چاہئے....!"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو....!" شیپرو بولا۔

"یہی کہ ہم کہیں نہ کہیں ضرور گھیرے جائیں گے۔!"

"اور وہ اس سفر کا آخری مرحلہ ہوگا۔!" شیپرو بھنا کر بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اس مہم پر آنے کے لئے آمادہ کیوں ہو گئے تھے۔!"

"مجھے اس کی نوعیت کا علم نہیں تھا! میں اس قسم کا فیلڈ ورکر نہیں ہوں۔!"

"محترمہ رینا.... میں اس کے لئے کیا کروں۔!" عمران نے دردناک لہجے میں سوال کیا۔

"اوہ.... موران.... تمہارا خیال درست تھا.... یہ دیکھو ڈٹیکٹر کیا بتا رہا ہے۔!" رینا اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے بولی۔

"اوہ.... سوئی تو اسی سمیت اشارہ کر رہی ہے، جدھر ہم جا رہے ہیں۔!" عمران نے جھک کر ڈٹیکٹر پر نظر جماتے ہوئے کہا۔ وہ ٹرالی پر رکھا ہوا تھا۔

"ٹرالی روک دو لوتھر....!" رینا بولی۔

"یہ تو اگلے اسپاٹ ہی پر رکے گی۔!" لوتھر نے کہا۔!

"کیا مطلب....؟" عمران چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"یہ چلائی جا سکتی ہے۔ روکی نہیں جا سکتی! ہر اسپاٹ پر پہنچ کر خود بخود رکتی ہے۔!"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہمیں ہر حال میں اگلے اسپاٹ پر رکنا پڑے گا۔!"

"ہاں! یہی بات ہے! الیکٹرک سے چلتی ہے! جیسے ہی کسی اسپاٹ پر پہنچتی ہے خود کار نظام کے تحت کرنٹ منقطع ہو جاتا ہے! پھر آگے کیلئے کرنٹ اسی اسپاٹ سے ملتا ہے۔"

"گویا اگر اُس اسپاٹ کے لوگ نہ چاہیں تو ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔!"

"تمہارا خیال درست ہے۔!"

"تو پھر بچاؤ کی کیا صورت ہوگی۔!"

"میں ہوں تمہارے ساتھ.... تم اس کی فکر نہ کرو۔" لوتھر نے کہا۔!

"کیپٹن مشامبا۔ تم کچھ نہیں بول رہے۔!" عمران بولا۔

Digitized by Google

"میں کچھ سن ہی نہیں رہا۔ میں تو صرف یہ سوچ رہا ہوں کہ کم از کم کتنے افراد کو مار کر مجھے مرنا چاہئے۔!"

"یہ ٹرالی اگلے اسپاٹ پر رکے گی۔!"

"ہاں رکے گی تو....!"

"وہاں ہم گھیرے بھی جا سکتے ہیں! جو کچھ بھی ہوا ہے اس سے تنظیم اب تک آگاہ ہو چکی ہو گی۔!"

"میں تم سے متفق ہوں۔!"

"تو پھر تم کیا کرو گے اگر گھیر لئے گئے۔!"

"مارنا اور مارنا... اُس وقت تک مارنا جب تک خود نہیں مر جاتا۔!"

"اس سے کیا فائدہ.... آٹھ دس کو مار دینے سے افریقہ ان لوگوں کے شر سے تو محفوظ نہیں ہو سکے گا۔!"

"میری عقل کام نہیں کر رہی تم ہی کچھ سوچو۔!" مشامبا بولا۔

"بہت دیر سے معلوم ہوا ہے مجھے کہ ٹرالی کی نوعیت کیا ہے۔!"

"تم خواہ مخواہ فکر کر رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے ہر اسپاٹ سے کس طرح گذرنا ہے۔ مجھے ہی تو مشامبا کو وہاں تک پہنچانا تھا۔!" لوتھر نے عمران کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"تم بھی سب کی طرح کالے ہو گئے ہو۔! وہ تمہیں پہچانیں گے کس طرح۔!" عمران نے سوال کیا۔!

"کوڈ نمبر سے....!"

"مشامبا کا بھی کوئی کوڈ نمبر ضرور ہو گا۔ لیکن ہم کس کھاتے میں جائیں گے۔!" عمران نے کہا۔

"اچانک ٹرالی ایک جھٹکے کے ساتھ رک گئی اور عمران جلدی سے اردو میں بولا۔ "تم دونوں پوری طرح تیار رہنا۔ سفید سور نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔!"

دفعتاً اوپر سے ایک لفٹ آئی اور ٹرالی کی راہ میں حائل ہو گئی۔ ساتھ ہی لفٹ کے اندر سے کسی نے کہا تھا۔ "اپنی شناخت ظاہر کرو۔!"

"زیڈ.... ایل.... سکس ٹین....!" لوتھر بولا۔

"موسم کیسا ہے۔!" لفٹ سے آواز آئی۔ لیکن قبل اس کے کہ لوتھر کچھ کہتا عمران کا مشین پستول اُس کی کمر سے جا لگا.... وہ چونک کر یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"موسم کیسا ہے۔!" لفٹ سے پھر آواز آئی۔

"خ.... خوش گوار ہے۔!" لوتھر ہکلایا۔ "راستہ دو۔!"

"ساتھیوں کے کوڈ نمبر....!" آواز پھر آئی۔

"زیڈ.... ایل.... سکسٹی سیون....! اور دوسرے مزدور ہیں۔"

"مزدوروں کو یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جاؤ...." آواز آئی۔

"یہ.... یہ.... ساتھ جائیں گے....!" لوتھر پھر ہکلایا۔

"اوپر سے حکم آیا ہے کہ تم دونوں کے علاوہ اور کسی کو آگے نہ جانے دیا جائے۔!"

"تم بکواس کر رہے ہو۔!" مشامبا دھاڑتا ہوا اٹھ گیا "احکامات اس طرح نہیں بدلا کرتے۔!"

"حالات کے ساتھ احکامات بھی بدل جایا کرتے ہیں سکسٹی سیون۔!" اس بار نسوانی آواز آئی۔ "مسٹر علی عمران! تم اپنا مشین پستول لوتھر کی کمر سے ہٹالو۔ تم سب موت کی زد پر ہو۔!"

"تم بہت سمجھ دار معلوم ہوتی ہو۔!" عمران نے اونچی آواز میں کہا "اگر کسی مرد نے اس قسم کا مشورہ دیا ہوتا تو ہرگز قبول نہ کرتا۔ لیکن تمہیں میرا نام لینے کا مشورہ کس نے دیا تھا۔!"

عمران کا نام سُن کر رینا بُری طرح چونکی تھی اور پھر اُس کی آنکھوں میں ایسا تاثر نظر آیا تھا جیسے یادداشت پر زور دے رہی ہو۔

"تمہارا نام لینے میں کیا قباحت ہے۔!"

"یہاں کی آب و ہوا میں پسیجنے لگتا ہے۔!"

"میں نے کہا تھا کہ مشین پستول ہٹالو....!"

"ہٹالیا گیا۔!"

"انتباہ کہ تم اُسے استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔!"

"اب تم سب بھی اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دو۔!" عمران نے طنزیہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے کہا۔!

"نہیں اس کی ضرورت پیش نہیں آئے گی....!" عورت کی آواز آئی "تم لوگ چشم زدن

Digitized by Google

میں اس قابل بھی نہ رہ جاؤ گے کہ ہاتھ پیر ہلا سکو....!"

اور ٹھیک اُسی وقت اوپر سے لفٹ پر تیز قسم کی روشنی پڑی.... عجیب سا سناٹا اُن کے ذہنوں پر طاری ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اَب اپنے اعضاء کو جنبش بھی نہ دے سکیں گے۔ اضمحلال لمحہ بہ لمحہ بڑھتا رہا اور پھر وہ بالکل ہی بے سدھ ہو گئے۔ اُن کی آنکھیں کھلی ضرور ہوئی تھیں۔ لیکن منجمد سی ہو کر رہ گئی تھیں۔ گویا وہ روشنی سکتہ طاری کر دینے والی تھی۔

مشامبا اس کے سامنے دم بخود کھڑا تھا۔ اُسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ اتنی خوبصورت عورت پہلے بھی کبھی نظروں سے گذری ہو۔ سفید فام ہی تھی۔ لیکن مشامبا کو ابھی تک تو اُس پر غصہ نہیں آیا تھا۔ وہ اُسے خاموشی سے دیکھے جا رہا تھا۔ اور اُسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے کی کوشش کر رہی ہو۔!

"کیپٹن مشامبا۔!" وہ بالآخر بولی۔ "مجھے تم وہ کہانی سنا سکتے ہو جو سنانے والے تھے۔!"

"میں کوئی کہانی نہیں سنانا چاہتا۔!"

"کچھ کہو.... یوں خاموش نہ کھڑے رہو۔!"

"تمہیں علم ہے۔ سب کچھ جانتی ہو۔ لوتھر بارج نے تمہیں بتایا ہوگا۔!"

"جو کچھ اس نے کہا ہے۔ وہی تم کہہ دو۔" عورت بولی۔

"اُس نے یہ کہا ہوگا کہ وہ حقیقتاً تمہارا وفادار ہے۔ قیدیوں سے وقتی طور پر مصالحت کر لی تھی۔ مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ دھوکے سے اُن پر قابو پایا جائے۔!"

"ہاں! میں یہی چاہتی ہوں۔!"

"لیکن میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ مجھے تنظیم سے نفرت ہو گئی ہے۔!"

"غلط فہمی کی بناء پر وقتی غصہ ہے۔ کل تک ٹھنڈا پڑ جائے گا۔ کیپٹن مشامبا ہم افریقہ کو اس طرح متحد کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر ایک ہی حکومت ہو۔ ہم بڑی طاقتوں کو یہاں سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ ہمارا اصل مقصد ایک عالمی حکومت کا قیام ہے۔ اس طرح ہم مستقبل کی تباہ کار جنگوں

Digitized by Google

کو روکنا چاہتے ہیں۔ کیوں نہ یہ مبارک قدم افریقہ ہی اٹھائے۔!"

"اتنی بڑی باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں.... میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ تم لوگوں نے ہمیں بیوقوف بنا کر....!"

"نہیں....!" وہ اُس کی بات کاٹ کر بولی۔ "ایسا نہ کہو.... حکمت عملی کو بیوقوف بنانا مت کہو۔ اس طرح ایک بار پھر ہم نے تمہیں مذہب سے قریب کر دیا ہے۔ تمہاری وفاداریاں قربان گاہ سے وابستہ کر دی ہیں۔ اتنے تھوڑے وقت میں اسی حکمت عملی کی بناء پر بہترین نتائج نکلے ہیں۔!"

"یعنی تھوڑے سے وقت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بیوقوف بنایا جا چکا ہے۔"

"کیپٹن مشامبا....!" وہ تیز لہجے میں بولی "تم ہم سے اختلاف رکھنے کے باوجود بھی ہمارے لئے کام کرنے پر مجبور ہو پھر کیوں نہ ہم سے متفق ہو کر خوش دلی سے کرو....!"

"بس تو پھر اس سلسلے میں کچھ کہنا سننا ہی بے کار ہے.... میں تمہارے لئے کام کرنے پر مجبور ہوں لیکن تم سے متفق نہیں ہو سکتا....!"

"ایسے لوگوں سے اِس قسم کی مشقت لی جاتی ہے کہ وہ زندگی سے بیزار ہو جاتے ہیں۔"

مشامبا نے لاپرواہی ظاہر کرنے کے لئے شانوں کو جنبش دی۔

"اسے لے جاؤ۔!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔ دو مسلح آدمی مشامبا کے پیچھے آ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اس کو اس کمرے میں پہنچا دیا جہاں دوسرے قیدی رکھے گئے تھے لیکن ان میں لوتھر بارج نہیں تھا۔ وہ شروع ہی سے اُن کے ساتھ نہیں رکھا گیا تھا۔ مشامبا کو بھی الگ ہی رکھا گیا تھا جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ عمران کے علاوہ اور سب اس کے گرد اکٹھا ہو گئے۔!

"تم کہاں تھے....!" ریٹا نے سوال کیا۔

"ایک کمرے میں.... لوتھر نے دھوکا دیا.... مسٹر عمران کا خیال صحیح تھا۔!"

"تو اس کا نام سچ مچ علی عمران ہے....!"

"ہاں.... یہی نام ہے....!"

"جنوبی ایشیا سے آیا ہے۔!"

"یہ میں نہیں جانتا...." مشامبا نے کہا "وہ عورت مجھے باور کرانے کی کوشش کر رہی تھی

کہ ہمارے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ محض حکمت عملی تھی۔ اُسے فریب دہی نہیں کہا جاسکتا۔ اس طرح جلد از جلد ہمیں قربان گاہ کی طرف متوجہ کرلیا گیا۔ جسے ہم جدیدیت کا شکار ہوکر فراموش کر بیٹھے تھے۔!"

"تم ہم میں کس حیثیت سے واپس آئے ہو۔!"

"بدستور قیدی کی حیثیت سے کیونکہ میں اُسے فراڈ ہی کہتا رہا تھا۔!"

"اب کیا ہوگا۔!"

"وہ کہہ رہی تھی کہ میں اُس کے لئے کام کرنے پر بہر صورت مجبور ہوں۔ اسکی آئیڈیالوجی سے متفق ہوں یا نہ ہوں۔ متفق نہ ہونے کی صورت میں مجھ سے ایسے کام لئے جائیں گے کہ میں اپنی زندگی سے بیزار ہو جاؤں گا۔!"

"بڑی اچھی خبر سنائی تم نے....!" عمران اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا اور انہی کے قریب آکھڑا ہوا۔

"کیا اچھائی ہے اس خبر میں۔!" شیپرو نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"یہی کہ وہ بہر حال زندہ رہے گا۔!" عمران بولا۔ پھر اُس نے مشامبا سے پوچھا "کیا وہی عورت تھی جس کی آواز لفٹ سے آتی رہی تھی۔!"

"آواز سے تو وہی معلوم ہوتی تھی....!"

"کیسی تھی....!"

"اتنی حسین عورت میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی....!"

"حلیہ بتاؤ....!"

"حلیہ.... حلیہ....!" مشامبا ناک بھوں پر زور دیتا ہوا بولا۔ پھر مایوسانہ انداز میں سر کو منفی جنبش دے کر رہ گیا۔!

"یعنی بس وہ بہت خوبصورت تھی لیکن اس کے خدوخال کی بناوٹ تمہارے ذہن سے محو ہو چکی ہے۔!"

"تم شائد ٹھیک ہی کہہ رہے ہو۔ میں اُس کا حلیہ بیان نہ کرسکوں گا.... عجیب چہرہ تھا۔!"

"اور وہ اسی عمارت میں موجود ہے۔!"

Digitized by Google

"یہیں موجود نہ ہوتی تو میں اُس سے گفتگو کس طرح کرتا۔" مشامبا جھنجھلا کر بولا۔

"معاف کرنا میرے دوست۔!" عمران درد آمیز لہجے میں بولا۔ "اُس عورت کا ذکر سُن کر میں اپنے حواس کھو بیٹھتا ہوں۔!"

رینا اور سارہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگیں۔!

"کیا تم اُسے جانتے ہو۔!" شیپرو نے سوال کیا۔

"وہ.... وہ....!" عمران کانپتی ہوئی سی آواز میں بولا "وہ خون بن کر میری رگ رگ میں جاری رہتی ہے....!"

"کس کی بات کر رہے ہو....!" رینا بالآخر پوچھ بیٹھی۔

"اُسی کی جس کو لوگ گھنٹوں دیکھتے ہیں لیکن حلیہ یاد نہیں رکھ سکتے۔!"

"وہ کون ہے....!"

"ٹی.... تھری.... بی....!"

"نہیں....!" رینا اُچھل پڑی۔

عمران پھر اُسی گوشے میں جا بیٹھا جہاں سے اٹھ کر آیا تھا۔!

"تم بار بار اس کے نام کی تصدیق کیوں کر رہی ہو۔!" سارہ نے رینا سے پوچھا۔ آواز سرگوشی سے آگے نہیں بڑھی تھی۔

"اُوہ تم شائد اسے نہیں جانتیں! مجھے یقین ہے کہ ہمارے محکمے کا سربراہ اس سے لاعلم تھا۔!"

"کس سے لاعلم تھا۔!"

"اسی سے کہ اس آدمی کے ساتھ ہمیں کام کرنا پڑے گا۔!"

"کیا خرابی ہے اس میں....!"

"انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ایس ڈی سی ای کے کئی بہترین دماغ اس کی وجہ سے ناکارہ ہوگئے۔! وہ عورت تو مجھے کبھی نہیں بھولے گی جو اس کی وجہ سے اٹلی میں پاگل ہوگئی تھی۔ ایڈلاوا والا کیس تمہیں یاد ہی ہوگا۔!"

"اُوہو.... تو یہ وہ آدمی ہے....!" سارہ اچھل پڑی.... چند لمحے عمران کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی۔ "نہیں مجھے یقین نہیں آتا۔ صورت سے ایسا لگتا ہے جیسے ماں باپ بچپن ہی میں مر

گئے ہوں۔!"

"ٹی۔ تھری۔ بی کو مختلف ملکوں میں متعدد بار شکست دے چکا ہے۔!"

"تب تو وہ اسے ہرگز زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اَب آیا ہے اس کی گرفت میں۔!"

"اوہ.... ختم کرو..... یہ سوچو کہ ہمارا کیا حشر ہونے والا ہے۔!"

سارہ کچھ نہ بولی۔ اُدھر جوزف اور جیمسن عمران کے قریب جا بیٹھے تھے اور ان کے درمیان سرگوشیاں شروع ہو گئیں تھیں۔!

ٹھیک اسی وقت کمرے کی محدود فضا میں ایک آواز گونجی جو اُن میں سے کسی کی نہ تھی۔!

"غور سے سنو قیدیو۔!" کوئی کہہ رہا تھا۔ آواز مردانہ تھی۔

"غور سے سنو قیدیو! اپنے ذہنوں میں مایوسی کو راہ نہ دو۔ ہم مجرموں کو سزا نہیں دیتے۔ بلکہ انہیں کام کے آدمی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ تمہیں آج سے زیرو لینڈ کی شہریت تفویض کی جاتی ہے۔ تم وہاں ضرور پہنچو گے۔ جہاں پہنچنا چاہتے تھے۔ لیکن تمہارے دلوں میں جذبہ تعمیر ہوگا۔ تمہارے تخریبی رجحانات یہیں سلب کر لئے جائیں گے۔ فی الحال بے فکر ہو کر وقت گذارو۔!"

اس طویل گفتگو کے اختتام میں عجیب سا سناٹا چھا گیا۔ وہ خاموشی سے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھے جا رہے تھے۔ عمران رینا کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ وہ جھنجھلا کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔!

"پوری عمارت بگڈ معلوم ہوتی ہے۔!" شیپر و آہستہ سے بولا۔

"سارا کھیل برقی توانائی کا ہے۔" مشامبا نے کہا۔

"تو وہ ہمیں اُس مقام تک خود ہی پہنچائیں گے جہاں سے طیارے تباہ کئے گئے تھے۔!" شیپر و نے کہا۔

"پتا نہیں کس مقام پر لے جائیں گے۔ لیکن اب جانوروں کی طرح زندگی بسر کرنے پر تیار ہو جاؤ.....!" مشامبا نے کہا۔

"کک..... کیا مطلب.....؟"

"بیگار کے مزدوروں کی طرح تمہیں دن رات کام کرنا پڑے گا اور دو وقت کی روٹی مل جائے گی۔!"

اس دوران میں عمران پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر مشامبا کے قریب آ کھڑا ہوا تھا۔ شیپر و کے کچھ کہنے سے قبل بولا۔ "دشمنوں کو فوری طور پر مار ڈالنے کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ اُن کے لئے کام کرتے کرتے مر جاتے ہیں۔ اس طرح وہ گٹھلیوں کے دام بھی وصول کرتے ہیں۔!"

"سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔!" شیپر و بھنا کر بولا "اگر تم مسٹر مشامبا کی بات مان لیتے تو ہم کیگوما میں ہوتے اور شائد اب تک دارالسلام بھی پہنچ چکے ہوتے۔!"

"اُسے بھول جاؤ.... موسیو شیپر و..... وہ محض بلف تھا۔! موقع پاتے ہی میں تم سبھوں کو مار ڈالنے کی کوشش کرتا۔!" مشامبا نے زہر خند کے ساتھ کہا۔

رینا اور سارہ بھی ان کے قریب پہنچ گئی تھیں۔!

"تم نے سنا۔!" سارہ رینا کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

"سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا ہوگا۔!" رینا نے عمران کی طرف دیکھ کر کہا۔

"مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔ اپنی عقل استعمال کرو۔ میں تو تم لوگوں کے چکر میں پڑ کر مفت میں مارا گیا۔!"

"تم شائد ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہیں تو وہ لوگ ہرگز نہیں بخشیں گے۔!"

"کیا دم نکل آئی ہے میرے۔!"

رینا بھنا کر کچھ کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھلا اور دو آدمی باہر کھڑے نظر آئے جن کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔!

"خواہ مخواہ۔!" عمران ہاتھ نچا کر بولا۔ "اب ان کی کیا ضرورت ہے جب ہم زیرو لینڈ کے شہری بنا لئے گئے ہیں۔ ان اسٹین گنوں کے بغیر بھی ہم تمہاری سنیں گے۔!"

"ان پر اعتراض نہ کرو۔!" وہی آواز پھر سنائی دی جو کچھ دیر پہلے اُن کے لئے جاں بخشی کا مژدہ لائی تھی۔!

"یہ اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح اُن کے ساتھ چل پڑو اگر تم نے امن پسندی کا ثبوت دیا تو تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔!"

اُن دونوں کے اشارے پر وہ ایک ایک کر کے اُس کمرے سے نکلے اور ایک لائن میں کھڑے ہو گئے۔ پھر وہاں سے ایک بڑے کمرے میں لائے گئے۔! یہاں نشستوں کی ترتیب سے ایسا معلوم

Digitized by Google

ہوتا تھا جیسے کمرہ مشاورت ہو۔ اُن سے بیٹھنے کو کہا گیا۔ سامنے چھوٹا سا اسٹیج تھا۔

وہی آواز پھر آئی۔ "خوش آمدید دوستو۔ یہ نئے شہریوں کی درسگاہ ہے تم یہاں ایک معلوماتی فلم دیکھو گے جس کا عنوان "زیبرا مین" ہے۔"

رینا اور سارہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئیں۔ جوزف عمران اور جیمسن ساتھ بیٹھے تھے۔ دفعتاً ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی اور اسٹیج والی دیوار پر ایک اسکرین نمودار ہوئی.... پھر عقب سے پروجیکٹر چلنے کی آواز آئی تھی.... اسکرین پر بڑے بڑے حروف میں زیبرا مین لکھا ہوا نظر آیا.... حروف دھندلکے میں مدغم ہو گئے.... اور اُسی دھندلکے سے ایک منظر اُبھرا۔

کسی گھنے جنگل کا منظر تھا جو آہستہ آہستہ اسکرین پر پھیلاؤ اختیار کرتا رہا۔ جگہ جگہ مختصر سی جھونپڑیاں دکھائی دیں۔ پھر نیم برہنہ جنگلیوں کی ٹولیاں نظر آئیں.... اور ساتھ ہی کمنٹری شروع ہو گئی۔ "...! یہ وہ علاقہ ہے جہاں وانڈیری قبائل آباد ہیں.... راستے اتنے دشوار گذار ہیں کہ ہم سے پہلے کسی مہذب آدمی کے قدم یہاں نہیں پہنچے اور نہ یہ وانڈیری ہی مہذب دنیا تک پہنچ سکے۔ ان پر قابو پانا مشکل تھا۔ لہذا ان کے علاقوں میں سب سے پہلے زیبرا مین بھیجا گیا....!"

مبصر خاموش ہو گیا۔ فلم چلتی رہی.... اسکرین پر زیبرا مین دکھائی دیا۔ جو بڑے بڑے تناور درختوں کو جڑ سے اکھاڑ کر گراتا جا رہا تھا۔ وانڈیری قبائل اس سے خوفزدہ ہو کر ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

مبصر کی آواز پھر آئی۔

"اس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کہ وانڈیریوں کو قابو میں کر کے انہیں اپنے لئے کار آمد بنایا جائے۔ کچھ وانڈیری خائف ہو کر مہذب لوگوں کی طرف جا نکلے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ ایسا ہو۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ وانڈیری زیبرا مین کی برتری تسلیم کر لیں اور جہاں آباد ہیں وہیں رکے رہیں۔ یہ بے حد دشوار کام تھا.... انہیں کس طرح سمجھایا جاتا کہ زیبرا مین سے ڈر کر بھاگنے کی بجائے اُس کے آگے سر جھکائیں۔ اس کے لئے ہمیں کچھ نقلی وانڈیری بنانے پڑے جو مہذب دنیا سے فراہم کئے گئے تھے۔ انہوں نے زیبرا مین کی پوجا شروع کر دی اور زیبرا مین ان کی خوراک کے لئے بڑے بڑے ہاتھی شکار کرنے لگا۔ بس اُن نقلی جنگلیوں کی دیکھا دیکھی اصل وانڈیری بھی راہ پر لگ گئے اور وہی کرنے لگے جو ہم چاہتے تھے۔ آہستہ آہستہ ہم انہیں اپنے کام

کے قابل بناتے رہے اور اب وہ ہمارے لئے دن رات انتھک محنت کر رہے ہیں۔...!"

اسکرین پر وانڈیری درخت کاٹتے اور پتھر توڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔ پھر منظر بدلا.... **ایک اگلونما بہت بڑی عمارت تعمیر ہو رہی تھی۔ وانڈیری اس کیلئے کام کر رہے تھے اور زیبرا مین ان** کی نگرانی کر رہا تھا۔ پھر منظر بدلا اور زیبرا مین پہاڑ سے بڑے بڑے پتھر لڑھکاتا ہوا نظر آیا!

مبصر کی آواز پھر آئی۔

"یہ مقصد ہے زیبرا مین کی تخلیق کا۔ مہذب دنیا کو زیبرا مین کے بارے میں کچھ بھی نہ معلوم ہو سکتا اگر کچھ وانڈیری خوفزدگی کے عالم میں جنگل سے فرار نہ ہو گئے ہوتے۔ ہم قطعی نہیں چاہتے تھے کہ زیبرا مین کی پبلسٹی ہو۔ اور ہم خاموشی سے اپنا کام کرتے رہیں۔ یاد رکھو! ہم یہ سب کچھ اس لئے کر رہے ہیں کہ زمین سے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو جائے اور یہ اُسی صورت میں ممکن ہے جب سارے بنی نوع انسان ایک ہی نظریہ حیات کو تسلیم کریں۔ کیونکہ فتنہ و فساد کی اصل وجہ نظریات کا تضاد اور اختلاف ہے۔ اگر ایک ہی نظریہ حیات پر سب متفق ہو جائیں تو دنیا جنت بن جائے گی۔ اس کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں گورے کالے کا فرق مٹ جائے گا اور وہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے ہوئے اپنی منزل کی طرف گامزن ہوں گے۔ ہماری ایجادات حیرت انگیز ہیں۔ ابھی حال ہی میں ہم نے مسٹر علی عمران کے تعاون سے اپنے ایک انتہائی تباہ کن حربے کا تجربہ کیا تھا۔ ہم مسٹر علی عمران کے بے حد شکر گذار ہیں۔ ورنہ اُس حربے کا تجربہ کرنے کے لئے نو عدد جنگی طیارے کہاں سے فراہم کرتے.... ہم تو اپنے طیارے تباہ کرنے سے رہے۔ زیرو لینڈ کا سرمایہ بہت قیمتی ہے اور احتیاط سے صرف کیا جاتا ہے۔ بہر حال مسٹر علی عمران کی کوششوں کے نتیجے میں تنزانیہ کی ہوائی فوج کے دس عدد طیارے... لیجئے آپ خود ہی ملاحظہ فرمایئے....!"

مبصر کے خاموش ہوتے ہی اسکرین پر منظر بدل گیا! بیکراں نیلگوں آسمان پر کیمرہ حرکت کر رہا تھا.... دفعتاً طیاروں کا شور سنائی دیا۔ اور دس عدد طیارے اسکرین پر دکھائی دیئے اور مبصر کی آواز آئی۔ "اب دیکھئے کہ یہ طیارے ایک ایک کر کے کس طرح غائب ہوتے ہیں۔ وہ دیکھئے ایک معدوم ہوا.... وہ دوسرا.... وہ تیسرا.... وہ چوتھا.... وہ پانچواں....!"

اسکرین پر ایک ایک طیارہ غائب ہوتا رہا۔ پھر آخر میں ایک ہی رہ گیا....!"

Digitized by Google

مبصر کی آواز آئی۔

"بس یہی بچ کر واپس گیا تھا! ہم نے اسے تباہ نہیں کیا تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ اُس طیارے کا پائلٹ ہماری دھمکی بڑی طاقتوں تک پہنچادے بہت بہت شکریہ مسٹر علی عمران....!"

فلم رک گئی اور کمرہ دوبارہ روشن ہو گیا۔ عمران ہونقوں کی طرح ایک ایک کی شکل دیکھے جارہا تھا۔ جیمسن کی نظر مشامبا کی طرف گھوم گئی۔ اُس کے دانت بھنچے ہوئے تھے۔ آنکھیں اُبلی پڑ رہی تھیں اور اس قہرناکی کا رخ عمران ہی کی طرف تھا! جیمسن نے جوزف کو اُس کی طرف متوجہ کیا ہی تھا کہ مشامبا عمران کو گھونسہ دکھا کر غرایا "تو یہ ہے تمہاری اصلیت۔"

جوزف اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اور مشامبا کی طرف دیکھ کر بولا۔ "اگر کسی نے میرے باس کو ٹیڑھی نظر سے دیکھا بھی تو میں اُس کی گردن نرخرے سمیت جسم سے کھینچ لوں گا۔!"

"اُوہ نہیں....!" عمران آہستہ سے بولا۔ "بیٹھ جاؤ.... یہ لوگ اتنے احمق نہیں ہیں کہ اس الزام کو سچ سمجھ لیں گے۔!"

"میں جانتا ہوں.... اچھی طرح جانتا ہوں۔!" مشامبا سر ہلا کر بولا۔

"کیا جانتے ہو۔!" عمران نے پوچھا۔

"مپانڈا کے قریب تم ہی بیہوش پڑے ملے تھے۔!"

"اس سے کیا ہوتا ہے....! کیا ثابت کرنا چاہتے ہو....!"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مپانڈا کے قریب کبھی کوئی ہڈیوں کا ایسا ڈھانچہ نہیں ملا تھا جس کے قبضے میں کسی قسم کی تصویریں رہی ہوں۔!"

"تو پھر یہ جنرل کیو کا جھوٹ رہا ہو گا۔ مجھ سے کیوں الجھ رہے ہو۔ ویسے یہ حرکت اسی لئے کی گئی ہے کہ فلم کے ختم ہوتے ہی تم لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑو۔!" اُس نے خاموش ہو کر رینا کی طرف دیکھا اور بولا "تمہیں یاد ہو گا میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ اس سفر کے دوران میں تم لوگ بار بار میرے خلاف شکوک و شبہات میں مبتلا ہوتے رہو گے۔!"

"کیونکہ.... ٹی.... تھری.... بی تم سے فلرٹ کرتی ہے۔!" رینا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

اور عمران طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تھریسیا ایسا ہی وار کر گئی تھی کہ دفاع کرنا مشکل ہو گیا تھا۔!"

"مشامبا....!" اُس نے کھنکار کر کہا۔ "تم یہی کہنا چاہتے ہو نا کہ میں بھی زیرو لینڈ کا ایجنٹ

Digitized by Google

ہوں۔!"

"ہاں.... میں یہی کہنا چاہتا ہوں۔" مشامبا سینے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ضرور کہو۔ میں مزید صفائی پیش نہیں کروں گا۔!"

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

"کیوں بھونک رہا ہے۔!" جوزف غرایا۔

"تو اپنا دماغ ٹھنڈا رکھ جوزف۔ یہ شخص قابلِ رحم ذہنی حالت سے دوچار ہے۔!"

"مجھ پر رحم نہ کھاؤ۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔!"

رینا اور اُس کے ساتھی دم بخود تھے.... جیمسن نے چاروں طرف نظر دوڑائی لیکن وہ دونوں مسلح آدمی کہیں نہ دکھائی دیئے۔ جو انہیں اس کمرے تک لائے تھے۔!

"کیا اب ہم یہیں بیٹھے رہیں گے۔!" رینا نے کہا اور ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ شائد وہ بھی انہی دونوں مسلح آدمیوں کو تلاش کر رہی تھی۔

"وہ دونوں کہاں گئے۔!" اُس نے اونچی آواز میں کہا۔

"یہ تو نہیں جانتا.... لیکن اُن کی عدم موجودگی کی وجہ ضرور بتا سکوں گا۔!" عمران بولا۔

رینا نے ناگواری سے منہ پھیر لیا۔ لیکن سارہ بولی۔ "کیا وجہ ہے؟۔"

"وہ اس لئے ہٹا دیئے گئے ہیں کہ تم لوگوں کو مجھ پر اچانک ٹوٹ پڑنے میں آسانی ہو۔!"

مشامبا نے پھر دانت پیسے۔ اور بولا "تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا۔!"

"بس.... بس....!" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "اپنے قوی جذبات کا بہت زیادہ مظاہرہ مت کرو.... خدا کی قدرت.... کل کا غدار.... آج کا محبِ وطن.... کیا ان کے دونوں ساتھی تمہاری ہی غداری کا شکار نہیں ہو چکے۔ ان کے کی گولو کے میدان میں اترنے کی صد فیصد ذمہ داری تم ہی پر عائد ہوتی ہے۔!"

"اُس معاملے کا ذکر نہ کرو....!" رینا نے کہا "ہم قطعی غیر جانبدار رہنا چاہتے ہیں۔!"

"اس طرح چھ افراد کے درمیان تم بالکل تنہا رہ گئے ہو۔!" عمران مشامبا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"مجھے اس کی قطعی پرواہ نہیں ہے۔!"

دفعتاً کمرے کی روشنی دوبارہ بجھ گئی۔ اور اسکرین روشن ہو گیا۔ پھر وہی زیبرا مین۔! اس بار اس کی کارکردگی تفصیل سے دکھائی جا رہی تھی۔ کہیں وہ کام کرنے والے جنگلیوں کی نگرانی کر رہا تھا کہیں بڑے بڑے اور بہت وزنی گارڈرز ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پہنچا رہا تھا۔ اور پھر اچانک وہ کسی خوابگاہ میں ایک بستر کے قریب کھڑا نظر آیا۔ اور پھر بستر پر سونے والے شخص کا کلوز اَپ دیکھ کر ہر فرد اپنی جگہ پر اچھل پڑا۔ خود اس کی بھی یہی حالت ہوئی تھی جس کا کلوز اَپ تھا۔

"خدا غارت کرے....!" عمران اردو میں بڑبڑایا۔ کیونکہ یہ خود اُسی کی اپنی تصویر تھی۔ بے خبر سو رہا تھا اور زیبرا مین سینے پر ہاتھ باندھے مؤدبانہ کھڑا غالباً اسکے بیدار ہونے کا منتظر تھا۔!

"اب کہو کہ یہ فوٹو گرافی کا کمال ہے۔!" مشامبا کی آواز کمرے میں گونجی۔ لیکن عمران خاموش ہی رہا۔!

کمرے میں پھر روشنی ہو گئی۔ فلم ختم ہو چکی تھی۔ ایک بار پھر وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگے۔ لیکن عمران شانوں کو جنبش دے کر بولا "اگر تم لوگ جھگڑا ہی کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں....!"

کوئی کچھ نہ بولا۔ جوزف اور جیمسن پہلے سے زیادہ چاق و چوبند نظر آنے لگے تھے۔ لیکن اب تو مشامبا نے بھی خاموشی اختیار کر لی تھی۔

"میں نے تم سے کہا تھا کہ زیرولینڈ میرا ذاتی مسئلہ بھی ہے۔!" عمران نے رینا کو مخاطب کیا۔

"ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔!" رینا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ تم خواہ مخواہ انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔!" جوزف جھلا کر بولا۔ "یہ بات ان لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔!"

عمران اٹھ گیا۔ جوزف اور جیمسن بھی اٹھے۔ لیکن وہ چاروں بیٹھے رہے۔ کمرے سے راہداری میں پہنچ کر عمران اُن کی طرف مڑا.... اور آہستہ سے بولا "سیدھے اُسی کمرے میں چلو جہاں سے ہم لائے گئے تھے۔!"

انہوں نے سروں کو جنبش دی اور اس کے پیچھے چل پڑے۔ عمارت پر سناٹا طاری تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہاں اُن کے علاوہ اور کوئی موجود نہ ہو کمرے میں پہنچ کر عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"تم لوگوں کو میری کہانی یاد ہوگی کہ کس طرح میں سنگ ہی سے لڑتا ہوا بیہوش ہو گیا تھا۔

Digitized by Google

غالباً وہ منظر میری بیہوشی ہی کے کسی مرحلے پر فلم بند کیا گیا ہوگا۔!"

"لیکن اس کا مقصد واضح نہیں ہوا یور میجسٹی۔ آخر وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔!"

"میں بتا تو چکا ہوں۔ تھریسیا بڑی ستم ظریف ہے۔ ہمیں آپس میں لڑا کر محظوظ ہونا چاہتی ہے.... اوہ.... لیکن نہیں ٹھہرو....!" عمران یک بیک خاموش ہو گیا۔ پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف جھپٹا اب وہ پھر اُسی کمرے کی طرف جا رہا تھا جہاں فلم دیکھی تھی۔

جوزف اور جیمسن بھی اسکے پیچھے لپکے.... کمرہ خالی پڑا تھا.... وہ چاروں نظر نہ آئے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری عمارت چھان ماری لیکن نہ وہ چاروں مل سکے اور نہ وہیں کا کوئی فرد دکھائی دیا۔ پوری عمارت خالی پڑی تھی اور نکاسی کے سارے دروازے بند تھے۔ دیواروں کے اندر میکانکی طور پر سرکنے والے فولادی دروازے۔ جنہیں توڑا بھی نہیں جا سکتا تھا۔!

"یہ کیا چکر ہے باس۔!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"کاش! پہلے ہی عقل آ جاتی۔!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر رہ گیا۔

"کچھ بتاؤ بھی تو....!"

"تم مقصد پوچھ رہے تھے۔!" عمران نے جیمسن سے کہا۔ "اب سنو! مجھے یقین کامل ہے کہ تینوں فرانسیسی واپس بھجوا دیئے جائیں گے۔ ہو سکتا ہے کی گوما ہی بھیجے جائیں۔ کیونکہ جنرل کیو وہیں مقیم ہے۔ اگر انہوں نے جنرل کیو کو ان دستاویزی فلموں کے بارے میں بتا دیا تو جانتے ہو کیا ہوگا۔؟"

"کک.... کیا ہوگا۔!"

"میں زیرولینڈ کا ایجنٹ قرار دے دیا جاؤں گا۔ بات ہمارے ملک تک پہنچے گی۔ اور پھر.... اُف فوہ....!"

"اور ہم جنگل میں پہنچا دیئے جائیں گے۔ بن جائیں گے زیرولینڈ کے شہری اور دوبارہ اپنی دنیا میں پہنچنے کی بجائے جنگل ہی میں مرکھپ جائیں گے۔!" جیمسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"اور مشامبا کا کیا ہوگا باس۔!" جوزف نے سوال کیا۔

"اسے واپس نہیں بھیجا جا سکتا۔ وہ خود ہی نہ جانا چاہے گا۔ کیونکہ اُس پر غداری کا الزام ثابت ہو چکا ہے۔!"

"تب تو ہم واقعی دشواری میں پڑ گئے ہیں۔!"

"اوہ.... دیکھا جائے گا۔!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"سچ مچ ہماری پوزیشن خراب ہو گئی ہے۔!" جیمسن بولا "جنرل کیو اسے حقیقت ہی سمجھے گا۔ کیونکہ وہ آپ ہی کی فراہم کردہ معلومات سے متاثر ہو کر اپنے نو عدد طیارے تباہ کرا چکا ہے۔ پانسہ پلٹ دیا ہے۔ تھریسیا نے....!"

"ہم اس لئے آئے تھے کہ ان لوگوں کے درمیان چھپے ہوئے غداروں کو بے نقاب کریں۔ لیکن اب ہم بھی انہی میں شامل سمجھے جائیں گے۔!"

"بہت برا ہوا باس۔!" جوزف بولا۔

"اب سیریس ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس صورت حال سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ وہ شروع ہی سے دعویٰ کرتی ہے کہ مجھے زیرو لینڈ کا شہری بنا کر ہی دم لے گی اور میں اُس کے ہاتھوں میں ہتھ کڑیاں ڈال دینے کا عہد کرتا آیا ہوں۔ لہٰذا ان میں سے کوئی نہ کوئی حادثہ ہو کر ہی رہے گا۔!"

"خدا کی پناہ....!" جیمسن کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا "ذرا میرے آرٹسٹک بناوٹ والے ہاتھ دیکھئے۔ کیا یہ پتھر توڑنے کے قابل ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے تمہیں زیرو لینڈ کی کلرکی نصیب ہو جائے۔!"

"اپنے لئے بھی کوئی عہدہ منتخب کر لو مسٹر عمران۔!" وہی آواز پھر آئی۔ "فرانسیسی واپس بھجوا دیئے جائیں گے تاکہ جنرل کیو کو تمہاری حیثیت سے آگاہ کر سکیں۔ تم خود تصور کرو۔ کیا اس کے بعد تم جنگل سے واپسی کی ہمت کر سکو گے۔!"

"یار تم جو کوئی بھی ہو سامنے آؤ۔ آخر اتنا ڈرتے کیوں ہو۔!"

"ہم احکامات کے پابند ہیں۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کرتے۔ ورنہ تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کی جاتی۔!" نادیدہ آدمی کی آواز آئی۔

"ہمیں کب تک یہاں رہنا پڑے گا۔!" عمران نے سوال کیا۔

"جب تک کوئی حکم نہ آئے۔!"

"کیا حکم دینے والی یہاں سے جا چکی ہے....؟"

"اس سوال کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔" آواز آئی۔

Digitized by Google

"میں اُس عورت کی بات کر رہا ہوں جس نے مشامبا سے کچھ دیر گفتگو کی تھی۔!"

"میں اُس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔!"

"پھر ہماری یہاں سے روانگی کا حکم کون دے گا....؟"

"ہیڈ کوارٹر سے حکم آئے گا۔ میں اُس مخصوص فرد کو نہیں جانتا جو حکم دے گا۔!"

"اچھا تو اب اور کتنی دیر تک دماغ چاٹو گے....!"

"اب تم میری آواز نہیں سنو گے۔ ویسے ایک وارننگ دے رہا ہوں۔ راہ فرار تلاش کرنے کی کوشش ہرگز نہ کرنا۔!"

"اور اگر کوشش کر ہی ڈالی تو کیا ہو گا۔!"

"تمہاری ہڈیوں تک کا پتہ نہیں چلے گا۔ بے بسی کی موت مر جاؤ گے۔!"

"کھانے پینے کا کیا انتظام ہے.... بھوک خاصی چمک اٹھی ہے۔!"

"کچن تلاش کر لو وہاں سب کچھ موجود ہے۔!"

"شکریہ! اب تم آرام کرو۔!" عمران سر ہلا کر بولا۔ اور جیمسن کو آنکھ مار کر مسکرایا بھی....! آواز پھر نہیں آئی تھی.... وہ جانتے تھے کہ کچن کہاں ہے.... کچھ ہی دیر پہلے جب وہ اُن چاروں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے، کچن بھی دیکھ لیا تھا لیکن اُس وقت وہاں میز پر گرما گرم کھانوں کی قابیں موجود نہیں تھیں۔

"کمال ہے۔!" جیمسن ایک قاب کا ڈھکنا اٹھاتا ہوا بولا "آثار اچھے ہیں.... زیرو لینڈ کی شہریت مہنگی نہیں پڑے گی۔!"

"بوتلوں کے بارے میں بھی پوچھ لیتے باس....!" جوزف گلوگیر آواز میں بولا!

"تو خود ہی دوڑ کر پوچھ آ....!"

پھر انہوں نے کھانا شروع کر دیا تھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد عمران نے محسوس کیا جیسے ہاتھ پیروں کی جان نکل گئی ہو۔ جوزف اور جیمسن نے بھی ہاتھ روک لئے تھے اور خلاء میں گھورے جا رہے تھے۔ گویا کھانے میں کسی ایسی شے کی آمیزش تھی جس نے اُن کے اعصاب کو مفلوج کر دیا تھا۔ عمران نے اٹھنا چاہا۔ لیکن جنبش بھی نہ کر سکا۔ کچھ بولنا چاہا تو حلق سے آواز بھی نہ نکلی.... نکلتی کیسے ہونٹ تک تو ہلے نہیں تھے۔!"

تھوڑی دیر بعد وہی دونوں آدمی کچن میں داخل ہوئے جو انہیں اسٹین گنیں دکھا کر پروجیکشن روم میں لے گئے تھے۔ عمران سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ سمجھ بھی رہا تھا۔ لیکن ہاتھ پیر نہیں ہلا سکتا تھا۔ دونوں نے اُس کی بغلوں میں ہاتھ دیکر اٹھایا اور ٹانگا ٹولی کر کے راہداری میں لائے۔ یہاں تین عدد مریضوں والی کرسیاں پہلے سے موجود تھیں۔ ایک پر عمران کو بٹھا کر کچن میں واپس چلے گئے.... پھر یہی برتاؤ جوزف اور جیمسن کے ساتھ بھی ہوا۔!

جوزف اور جیمسن کی کرسیاں دونوں آگے دھکیل لے گئے۔ عمران نے انہیں کرسیوں سمیت اسی راہداری کے ایک کمرے میں داخل ہوتے دیکھا! عمران کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوتی جارہی تھیں اور کانوں پر سیٹیاں سی بج رہی تھیں۔ اور پھر وہ گہری نیند سو گیا۔

دوبارہ آنکھ کھلی تو آسمان نظر آیا۔ چمکیلی دھوپ دکھائی دی۔ لیکن یہ کیا.... کیا وہ فضا میں اڑ رہا ہے۔ بوکھلا کر اٹھ بیٹھا.... جوزف اور جیمسن قریب ہی پڑے ہوئے نظر آئے۔ پھر پچویشن بھی سمجھ میں آئی۔ وہ کسی کیبل کار میں ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی طرف سفر کر رہا تھا۔ اتنی بڑی اور کشادہ کیبل کار پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ کسی ریلوے ٹرین کا ڈبہ معلوم ہوتی تھی۔ اُس نے کھڑکی سے سر نکال کر نیچے دیکھا اور سرد سی لہر ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔ ہزاروں فٹ کی گہرائی نظر آرہی تھی۔

اُس نے جوزف اور جیمسن کو جھنجھوڑنا شروع کیا۔ اور بالآخر وہ دونوں بھی اٹھ بیٹھے۔!

"ارے.... ارے.... یہ کیا....!" جیمسن بوکھلا کر بولا۔

"کیبل کار میں سفر ہو رہا ہے۔!"

"اُف فوہ... ہم شائد مفلوج ہو گئے تھے۔!" جیمسن نے کہا اور زور زور سے ہاتھ ہلانے لگا۔!

"اب تو ٹھیک ہے۔!" وہ اپنے بازوؤں اور کلائیوں کا جائزہ لیتا ہوا بولا۔!

کیبل کار رکی تھی اور اُس کا دروازہ خود بخود کھل گیا تھا۔

"اترو.... میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔!" عمران نے دونوں سے کہا۔

"سوچ لو اچھی طرح باس۔!" جوزف نے کہا۔ "شائد ہم جنگل میں پہنچ گئے ہیں۔!"

"میں اسے آپریٹ کر کے واپس بھی لے جا سکتا ہوں۔!" جیمسن نے کہا۔

"ایسی کوشش بھی نہ کرنا۔!" کیبل کار کے ایک اسپیکر سے آواز آئی۔ "ورنہ کار سمیت

Digitized by Google

تمہارے پرخچے اڑ جائیں گے۔ چپ چاپ اتر جاؤ۔ زیرولینڈ کا انڈسٹریل یونٹ تمہیں خوش آمدید کہتا ہے۔!"

وہ چپ چاپ اتر گئے۔ اور حیران نگاہوں سے گردوپیش کا جائزہ لینے لگے۔ کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے۔! لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ انہیں دوسری جانب کی ڈھلان پر لڑھکنا ہے یا آسمان کی طرف پرواز کر جانا ہے۔

"برے پھنسے۔!" جیمسن کراہا۔

"بکواس مت کرو.... نیچے اُترنے کا راستہ تلاش کرو۔!" عمران بولا۔

"نن.... نیچے تو گھنا جنگل ہے....! مم.... مجھے شیر کی دھاڑ قطعی پسند نہیں آتی۔!"

"ادھر سے باس۔!" جوزف نے ایک جانب اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔!" عمران نے کہا اور جیمسن کی گدی پکڑ کر بولا۔ "اب کھسکو بھی....!"

ختم شد

عمران سیریز نمبر 102

جنگل کی شہریت

([illegible])

پیشرس

"ہلاکت خیز" اختتام کو پہنچی یعنی "جنگل کی شہریت" اس سلسلے کی آخری کتاب ہے، البتہ ابھی میں یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جیمسن زندہ ہے یا مر گیا۔ بہر حال تلاش جاری ہے۔ ہو سکتا ہے اس کی بازیابی کسی بہت ہی دلچسپ کہانی کے ساتھ ہو۔

فریدی اور حمید سے ملاقات کا مطالبہ بہت زور پکڑ گیا ہے۔ ایک صاحب نے تو یہاں تک دھمکایا ہے کہ اگر اگلا ناول جاسوسی دنیا کا خاص نمبر نہ ہوا تو میرے خلاف "جیلی جام" ہڑتال کرا دیں گے (اطلاعاً عرض ہے کہ ناشتے میں روکھی روٹیاں کھانے کا عادی ہوں جیلی جام ہڑتال سے میرا بال بھی بیکا نہیں ہوگا)۔

ویسے میرا خود بھی یہی ارادہ تھا کہ عمران کو کچھ دن آرام کرنے دوں۔ بہت تھک گیا ہے۔ بیچارہ۔

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ تھریسیا اور عمران کی شادی کرا دی جائے تو بڑا مزہ آئے.... بھائی آپ کو کیا مزہ آئے گا؟ پہلے آپ اس کا جواب دیجئے پھر میں اس رشتے کی تجویز پر غور کروں گا۔ ویسے عمران کا یہ قول آپ کے علم میں بھی ہوگا کہ وہ ابھی شادی کے قابل ہی نہیں ہوا ہے۔

ایک اور صاحب رقم طراز ہیں کہ آپ کو سیاست میں ضرور حصہ لینا چاہئے لیکن شرافت سے.... بھائی جان، سیاست اور شرافت کو میرے فرشتے بھی یکجا نہیں کر سکیں گے۔ لہٰذا مجھے صرف ہوائی قلعے بنانے دیجئے

ہاں ہاں [illegible]

ابن صفی

۳۰ر جولائی ۱۹۷۷ء

Digitized by Google

سورج مغرب میں جھکنے لگا تھا... عمران نے جیمسن کی گردن چھوڑ دی اور جوزف کو بھی رکنے کا اشارہ کیا... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی نئے خیال نے بڑھتے ہوئے قدم روک دیئے ہوں... وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوئے تھے اور ہزاروں فٹ کی گہرائی میں بے داغ سبزی حدِ نظر تک پھیلی ہوئی تھی۔ اتنی اونچائی سے اندازہ لگانا دشوار تھا کہ وہ محض گھاس کے میدان ہیں یا گھنے جنگل، جدھر سے کیبل کار انہیں اِس چوٹی تک لائی تھی۔ اُدھر سے نیچے اُترنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا کیونکہ دو ڈھائی سو فٹ تک چٹانیں سیدھی کھڑی ہوئی تھیں... اُس کے بعد کہیں ایسی ڈھلان بنی تھی جس پر قدم جمائے جاسکتے...! جوزف نے دوسری طرف اُترنے کا جو راستہ تجویز کیا تھا۔ شائد وہی راستہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگ استعمال کر چکے تھے... وہاں کچھ ایسے ہی آثار ملے تھے۔!

"کیا بات ہے باس! رُک کیوں گئے۔؟" جوزف نے سوال کیا۔

"نیچے پہنچتے پہنچتے اندھیرا پھیل جائے گا۔!"

"ہاں یہ بات تو ہے...!"

"تو پھر کیوں نہ یہیں کوئی ایسی جگہ تلاش کریں جہاں رات گذاری جاسکے ویسے کیا خیال ہے تیرا... یہ نیچے گھاس کے میدان ہیں یا جنگل...!"

"گھنے جنگل باس... لیکن میں یہ نہیں بتاسکوں گا کہ ہم کہاں ہیں۔!"

"بس تو پھر... یہیں کیا بُرے ہیں۔!"

"اور کیا...! بھوک لگے گی تو پتھر چاٹیں گے...!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "سردی تو ابھی

سے لگ رہی ہے۔!"

"پچھلی بار تو میرے کپڑے بھی اُتار لئے گئے تھے۔!" عمران نے کہا۔

"آپ سطح سمندر سے زیادہ اونچائی پر نہ رہے ہوں گے۔!"

"بے حد گھنا جنگل تھا... اور شدید گرمی تھی۔!"

"تحت... تو آپ بالکل برہنہ تھے۔!"

"بس کمر کے گرد خشک گھاس کی جھالر لپیٹ دی گئی تھی! اس بار دیکھو کیا گذرے۔!"

"ایک بات سمجھ میں نہیں آئی یور میجسٹی...!"

"بہتیری سمجھ میں نہ آئیں گی۔ لہٰذا فی الحال صرف ایک بات ذہن نشین کرنے کی کوشش کرو کہ ہمیں ہر حال میں یہاں سے واپس جانا ہے۔!"

جوزف نے بڑی کربناک آواز کے ساتھ جماہی لی اور آنکھوں سے بہنے والا پانی خشک کر کے جیمسن سے بولا... "باس کو کچھ دیر آرام کرنے دو... ہم دونوں کچھ تلاش کریں...!"

"کچھ تلاش کرو گے...!" جیمسن اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ہاں ہاں... اور نہیں تو کیا بھوکے مریں گے...!"

"مطلب یہ کہ کھانے کو کچھ تلاش کرو گے... لیکن یہاں کیا ملے گا...!"

"یلا کو ضرور ہوگا یہاں کیونکہ ٹپوکا بکثرت دکھائی دے رہا ہے...!"

"تو پھر ٹپوکا ہی کھالو... یلا کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے...!"

"ٹپوکا زہریلا ہوتا ہے...!" جوزف نے کہا۔

"یہ کیا بکواس شروع کر دی تم دونوں نے...!" عمران انہیں گھورتا ہوا بولا۔

"پیٹ بھرنے کی بات ہو رہی ہے باس... تم آرام کرو... ہم دونوں ذرا کھانے کے لئے کچھ تلاش کرلیں... اور شائد میرا بھی کام بن جائے۔!" جوزف نے کہا۔

"دفع ہو جاؤ۔!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "رات گذارنے کے لئے بھی کوئی جگہ تلاش کرو۔"

وہ دونوں عمران کو وہیں چھوڑ کر ڈھلان میں اُترنے لگے۔ کانٹے دار جھاڑیوں سے بچ بچ کر چلنا پڑ رہا تھا۔ اور یہ جھاڑیاں کھرنیوں کے سے پیلے پیلے پھلوں سے پٹی پڑی تھیں!

"یہی پٹوکا ہے۔!" جوزف نے انہی پھلوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

Digitized by Google

"اور یہ زہریلا ہوتا ہے۔!" جیمسن نے پوچھا۔

"کھا کر آدمی مرتا تو نہیں ہے لیکن معدہ حلق میں آجاتا ہے اتنی الٹیاں ہوتی ہیں۔!"

"خیر.... خیر تو وہ یلا کو صاحب کہاں پائے جائیں گے....!"

"یہیں کہیں اُس کی بیلیں ضرور ہوں گی۔ کچے ٹماٹروں سے مشابہہ ہوتا ہے۔ لیکن واہ وا.... ذائقہ مصری کا اور خوشبو اناس کی....!"

"بہت میٹھا ہوتا ہے....!" جیمسن نے پوچھا۔

"لیکن اس مٹھاس سے جی نہیں بھرتا مسٹر! کھاؤ گے تو پتا چلے گا۔!"

دونوں ڈھلان میں اُترتے رہے۔ دفعتاً ایک جگہ جوزف رُک گیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کسی قسم کی روئیدگی کو بغور دیکھنے لگا۔ پھر یک بیک زور سے ہنس پڑا۔ ایسی ہی ہنسی تھی کہ دل کی گہرائیوں سے طلوع ہونے والی لگی تھی۔ جیمسن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے دیکھنے لگا۔!

پھر جوزف سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اُس کی دھندلائی ہوئی آنکھوں میں عجیب سی چمک عود کر آئی تھی۔ اُس نے جیمسن کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر بڑے پیار سے کہا۔ "اب میں ساری زندگی اس جنگل میں گذار سکتا ہوں۔!"

"یک بیک تم پر کوئی بدروح تو مسلط نہیں ہو گئی ہے۔!" جیمسن ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔!

"نہیں پیارے.... مجھے وہ مل گئی ہے....!"

"کہاں ہے....!" جیمسن بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔!

"یہ رہی....!" جوزف نے اس ننھی ننھی گھاس کی طرف اشارہ کر کے کہا جسے گھٹنوں کے بل بیٹھا دیکھتا رہا تھا۔ یہ گھاس بناوٹ میں دوب سے مشابہہ تھی لیکن رنگت عجیب سی تھی۔ پتوں کی اُوپری سطح فالسئی تھی اور نچلی سطح گہری سبز.... اور وہ بہت تھوڑی سی جگہ میں اُگی ہوئی تھی۔

"یہ ہے کیا بلا....!" جیمسن نے پوچھا۔

"بلا نہ کہو میرے دوست.... یہ نازک اندام [illegible]

[illegible] ہے۔

"یلا کو کہاں ہے؟" جیمسن نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

جوزف نے آنکھوں پر ہتھیلی کا سائبان بنا کر دور دور تک نظر دوڑائی اور مایوسی سے

بولا۔ "اُس کیلئے شائد اور نیچے جانا پڑے گا۔"

پھر وہ دوبارہ گھٹنوں کے بل وہیں بیٹھ گیا اور بڑے احتیاط سے اُس گھاس کو ایک ایک کر کے چٹکی سے اکھاڑنے لگا۔

جیمسن نے بھنا کر عمران کی طرف دوڑ لگا دی.... واقعی دوڑا تھا چڑھائی پر.... اور عمران کے قریب پہنچ کر گر پڑا تھا۔

"ہائیں.... ارے.... کیا ہوا....!" عمران اُچھل پڑا۔

"پپ.... پاگل ہو گیا.... ہے.... سالا۔!" جیمسن ہانپتا ہوا بولا۔

"کون.... جوزف....!"

"جج.... جی ہاں.... ! یلا کو ڈھونڈنے کی بجائے.... گھاس اُکھاڑ رہا ہے۔! کہتا ہے کہ یہ نازک اندام حسینہ سرمستی کے دیوتا کی مونچھ کہلاتی ہے۔!"

"آہا.... تو شپالالی مل گئی بدبخت کو.... کیا نیلے رنگ کی ننھی ننھی گھاس ہے۔!"

"نیلی تو نہیں غالباً جامنی رنگت ہے....!"

"وہی وہی....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شراب کی طرح خون کی روانی تیز کرتی ہے اور نشہ لاتی ہے....!"

"نہیں....!" جیمسن جلدی سے اٹھ بیٹھا۔!

"ہاں.... اَب اُسے یلا کو یاد نہیں رہے گا....!" کہتا ہوا اٹھا اور ڈھلان میں اُترنے لگا۔

جوزف بڑے انہماک سے گھاس اُکھاڑنے میں مشغول تھا۔ شائد ایک آدھ پھنکی بھی لگائی تھی اور مسلسل جگالی کئے جا رہا تھا۔

عمران نے عقب سے اُس کا گریبان پکڑا اور اٹھاتا چلا گیا۔

"بب.... باس.... خدا کیلئے.... اگر ایک پتی بھی ضائع ہو گئی تو....!"

"شٹ اَپ.... یلا کو کہاں ہے....!"

"ابھی.... ابھی.... بتاتا ہوں باس.... یہ [illegible] ہے۔

"یلا کو....!"

"مم.... میں نے اِسے پہچان بتا دی ہے!" جوزف نے جیمسن کی طرف دیکھ کر کہا۔ "پتا

Digitized by Google

نہیں یہاں سے کب بھاگنا پڑ جائے۔ یہ ذرا سی مل گئی ہے.... اُکھاڑ لینے دو باس۔"

"اُکھاڑو.... !" عمران اسے دھکا دے کر بولا۔

پھر وہ جیمسن کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔!

ڈھلان میں اترتے ہوئے جیمسن اطراف و جوانب میں نظر دوڑاتا رہا تھا۔ اچانک وہ رُک گیا.... بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر بولا "وہ ڈھیر دیکھئے.... کسی قسم کی بیل ہی معلوم ہوتی ہے۔ پھیلنے کی بجائے ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئی ہے۔!"

"ہاں ہے تو.... !"

"ہو سکتا ہے وہی بیل ہو جس میں یلا کو لگتے ہیں.... کچے ٹماٹروں سے مشابہہ ہوتے ہیں۔!"

وہ دونوں اُسی طرف بڑھے! بائیں جانب گھوم کر پھر چڑھائی پر جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بیلوں کے اُس ڈھیر کو الٹتے پلٹتے نظر آئے جوزف کے بیان کردہ پھل وافر مقدار میں ہاتھ لگے تھے۔!

"پہلا پھل کون کھائے گا یور میجسٹی۔!" جیمسن نے عمران سے پوچھا۔

"ظاہر ہے کہ تم ہی.... !" عمران نے رواروی میں جواب دیا۔ کیونکہ وہ تو اُسی بیل کے جھاڑ جھنکاڑ پر جھکا ہوا شائد کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا! پھر یک بیک بُری طرح کھانسنے لگا اور جیمسن اُچھل کر پیچھے ہٹ گیا.... بیلوں کے درمیان پھوٹنے والا دھواں اُسے بھی نظر آ گیا تھا۔!

"یہ.... یہ کیا.... مصیبت ہے۔!" وہ ہکلایا۔

"کسی باورچی خانے کا دھواں معلوم ہوتا ہے۔ اُس سے پہلے میں نے فرائی کئے جانے والے گوشت کی بو محسوس کی تھی.... !" عمران نے جواب دیا اور وحشیانہ انداز میں بیلوں کے اُس جھنکاڑ کو اُکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرنے لگا۔!

جیمسن بالکل ایسے ہی انداز میں اُسے دیکھے جا رہا تھا جیسے اُس کی دانست میں اُس کا کوئی اسکریو ڈھیلا ہو گیا ہو.... !

پھر وہ اُچھل کر جوزف کی طرف بھاگا۔ یلا کوؤں کا ڈھیر بھی وہیں چھوڑ گیا تھا۔!

جوزف نے اُسے اس حال میں دیکھا تو بوکھلا گیا! اتنی دیر میں اُس نے وہاں کی ساری گھاس چن لی تھی اور اُس کی جیبیں پھولی ہوئی تھیں۔

"کیا ہوا.... ؟"

"تمہارے باس کی ذہنی حالت ٹھیک نہیں ہے۔!" جیمسن ہانپتا ہوا بولا۔

"بتاؤ کیا ہوا.... جلدی کرو.... !"

"یلا کو کی بیلیں اُکھاڑ پھینکیں کہتے ہیں کہ اُن سے فرائی کئے جانے والے گوشت کی خوشبو آ رہی ہے۔ میں نے جھاڑیوں سے دھواں نکلتے بھی دیکھا تھا۔!"

"پتا نہیں کیا بکواس کر رہے ہو، چلو میرے ساتھ۔!"

وہ اُسے وہیں لے آیا جہاں عمران کو چھوڑ گیا تھا۔!

ساری بیلیں اپنی جگہ سے اکھڑ چکی تھیں اور عمران قریب ہی بیٹھا یلا کو کھا رہا تھا.... لیکن اُن کی نظریں اُس سوراخ پر جم گئیں جس سے دھواں نکل کر فضا میں منتشر ہو رہا تھا.... یہ سوراخ بیلوں کے اُسی ڈھیر کے نیچے سے برآمد ہوا تھا۔ جس کا قطر چھ سات انچ سے کم نہ رہا ہو گا.... !

"واقعی.... بہت لذیذ ہیں۔!" عمران منہ چلاتا ہوا بولا۔

"لل لیکن یہ کیا ہے باس۔!" جوزف نے سوراخ کی طرف ہاتھ اٹھا کر پوچھا۔

"کسی باورچی خانے کی چمنی.... دھوئیں میں گوشت کی خوشبو بھی شامل ہے۔ ذرا قریب سے سونگھو.... !"

جیمسن پہلے ہی اُس سوراخ پر جھکا پڑا تھا اور حیرت سے اُسے دیکھے جا رہا تھا.... اتنا مکمل دائرہ قدرتی نہیں ہو سکتا تھا.... یقیناً اُسے کسی انسانی ہاتھ ہی نے تراشا ہو گا.... جیمسن نے اپنے اس خیال کا اظہار بھی کر دیا.... !

"تم ٹھیک کہتے ہو.... !" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو اس کا یہ مطلب ہوا باس کہ اس پہاڑ کے اندر کوئی ایسی جگہ موجود ہے جہاں گوشت پکایا جا رہا ہو۔!"

"اب اُس جگہ کی تلاش میں سر کھپاؤ۔!" عمران سر جھٹک کر بولا۔ "میں تو پیٹ بھر کر یہیں ڈیرہ ڈالتا ہوں.... !"

"تو پھر میں جاؤں تلاش میں.... !" جوزف نے کہا۔!

"خواہ مخواہ تھکنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ وہ خود ہی ہماری تلاش میں نکلیں گے۔!" عمران نے کہا۔ "بے فکری سے بیٹھے رہو۔ مار ڈالنا ہوتا تو وہیں مار ڈالتے ہمیں یہاں تک لانے کی کیا

Digitized by Google

ضرورت تھی۔"

"یہ تو ٹھیک ہے۔!" جیمسن نے کہا اور خود بھی بیٹھ کر یلا کو کھانے لگا۔!

جوزف بھی بالآخر کراہتا ہوا بیٹھا گیا اور جیمسن نے کہا۔ "اگر یہ یلا کو نہ ملتے تو کیا ہوتا۔"

"کچھ نہ کچھ تو ملتا ہی۔" جوزف بولا۔ "یہ شہر نہیں جنگل ہے۔ سب کا پیٹ پالتا ہے۔!"

"واقعی بہت لذیذ پھل ہے! کیا یہ سرخ بھی ہو جاتے ہیں۔" جیمسن نے پوچھا۔

"نہیں.... کچے سفید ہوتے ہیں پکنے پر سبز ہو جاتے ہیں۔!"

"ابے ہم یہاں یلا کو پر ریسرچ کرنے نہیں آئے....!" عمران غرایا۔

"ہم آئے کب ہیں باس! لائے گئے ہیں....!"

"اچھا ابے! اگر لائے گئے ہیں تو یلا کو پر ریسرچ کریں گے....!"

"جو چاہو کرو۔ جنگل تمہارا ہے.... اس پر کسی کا دعوئی نہیں....!"

"کیوں بکواس کر رہا ہے.... دعوئی نہ ہوتا تو ہم اپنے گھروں پر ہی خوش نہ ہوتے۔"

"مطلب یہ کہ....!"

"شٹ اَپ....!"

جوزف نے جیمسن کی طرف دیکھا اور وہ صرف بائیں آنکھ دبا کر رہ گیا۔

عمران کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اچانک شمال مشرق سے بادلوں کا ایک ریلا آیا اور وہ گہری دھند میں ڈوب گئے۔ جیمسن کے تو دانت بجنے لگے تھے۔ سردی میں یکلخت اضافہ ہو گیا تھا.... اور پھر ذرا سی دیر میں ایسی دھواں دار بارش شروع ہوئی تھی کہ انہیں گھٹنوں میں سر دے لینا پڑا تھا۔

"کک.... کیسی مصیبتیں نازل ہو رہی ہیں۔!" جیمسن کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "خدا غارت کرے اِس تھریسیا کی بچی کو۔!"

"اے اُسے کچھ نہ کہو....!" عمران بولا۔

"پھر کسے کہوں....!"

"مجھے کہو! یہاں بیٹھ رہنے کی بجائے سر چھپانے کی کوئی جگہ تلاش کرنی چاہئے تھی۔!"

بارش جس تیزی سے آئی تھی۔ اتنی ہی جلدی رُک بھی گئی.... پہاڑ پر چھائی ہوئی بادلوں کی

Digitized by Google

دھند اُن سے دور ہوتی جا رہی تھی۔

اچانک جوزف اٹھ کھڑا ہوا.... چوکنا ہو کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا ساتھ ہی اُس کے نتھنے بھی رہ رہ کر اس طرح سکڑ رہے تھے جیسے کچھ سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

پھر وہ تیزی سے عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔ "آس پاس کوئی گوریلا بھی موجود ہے باس....!"

"کیسے معلوم ہوا....؟"

"تم نہیں سمجھ سکو گے! بھیگنے کے بعد اُس کے جسم سے ایک خاص قسم کی بو منتشر ہوتی ہے۔!" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔ "اور ہم بالکل نہتے ہیں....!"

"ہاں ہیں تو.... پھر...." عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"بات گوریلے کی ہو رہی ہے یور میجسٹی۔!" جیمسن نے دانت کٹکٹا کر کہا۔

"میں سن رہا ہوں....!"

"اور اتنے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں۔!"

"تو کیا اٹھ کر گوریلے ہی کے سے انداز میں چہل قدمی شروع کر دوں۔!"

"خدا جانے آپ کو کیا ہو گیا ہے۔" جیمسن زیر لب بڑبڑا کر رہ گیا۔ ساتھ ہی اُس کی نظریں کسی اتنے بڑے پتھر کی تلاش میں سرگرداں تھیں جسے گوریلے کے خلاف حربے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا۔!

"ادھر دیکھ۔!" دفعتاً عمران نے جوزف کو مخاطب کیا۔ "کیا وہ یلا کو کھاتا ہے۔!"

"گوریلا.... ہاں ہاں بہت شوق سے کھاتا ہے۔!" جوزف نے جواب دیا۔

"اگر آس پاس کسی گوریلے کا وجود ہوتا تو یہ یلا کو اُس سے بچے ہوتے....!"

"ہاں.... یہ تو ممکن ہوتا....!"

"پس ثابت ہوا کہ اگر کوئی گوریلا آس پاس موجود بھی ہے۔ تو وہ یہاں کا مستقل باشندہ نہیں معلوم ہوتا....!"

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔!" جیمسن بھنا کر بولا۔

"گوریلا اپنی قیام گاہ کے آس پاس بے حد خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر سفر میں ہے تو

آسانی سے مار کھا جاتا ہے۔۔!"

"تم یہ بھی جانتے ہو باس....!" جوزف نے حیرت سے کہا۔

"لیکن اگر وہ کئی عدد ہوئے تو....!" جیمسن بولا۔

"کئی عدد ہوتے تو ان کی آواز ضرور سنائی دیتی۔ تنہا گوریلا کوئی خطرہ محسوس کئے بغیر آواز نہیں نکالتا....!"

"اگر میں گوریلوں کے بارے میں اتنا جانتا ہوتا تو شادی کر کے گھر بیٹھ رہتا۔!" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"کیا بات ہوئی....!" جوزف نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"عقل خبط ہو کر رہ گئی ہے۔!" جیمسن بُرا سامنہ بنا کر بولا۔

"تو بھی تھوڑے سے یلا کو کھالے پتہ نہیں کب گوریلا آجائے۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"میں کچھ اور سوچ رہا ہوں باس۔!"

"کہہ ڈال جلدی سے تاکہ...." عمران جملہ پورا نہ کرسکا! کیونکہ ایک طویل القامت گوریلے نے براہِ راست اُسی پر چھلانگ لگائی تھی! اور دونوں آپس میں گتھے ہوئے نشیب میں لڑھکنے لگے تھے.... پھر ایک بڑے کٹاؤ نے اُن کی راہ روک لی۔

"ناممکن.... قطعی ناممکن....!" جوزف مضطربانہ انداز میں کہتا ہوا آگے بڑھا۔

"کیا ناممکن ہے....!" جیمسن اُس کے پیچھے لپکا۔

"کوئی گوریلا ایسی چھلانگ نہیں لگا سکتا! یہ کوئی آدمی ہے گوریلے کی کھال میں۔!"

اُدھر وہ دونوں ایک دوسرے کو رگڑ ڈالنے کے لئے زور لگا رہے تھے۔

جوزف اور جیمسن بھی اُن کے قریب پہنچ گئے۔ جوزف نے پیچھے سے گوریلے کی گردن دبوچ لی اور جیمسن اُس کی ایک ٹانگ پکڑ کر موڑنے لگا۔ پھر اُس کی گرفت عمران پر ڈھیلی پڑ گئی۔ وہ تو اس کی گرفت سے نکل گیا۔ لیکن جوزف اور جیمسن بدستور اُس پر طبع آزمائی کرتے رہے۔ ایک نے گردن دبوچ رکھی تھی اور دوسرا ٹانگ مروڑ رہا تھا۔ گوریلا نچلے دھڑ سے اُسی جانب بل کھاتا چلا جارہا تھا۔ جدھر ٹانگ مروڑی جارہی تھی.... دفعتاً عمران زور سے چیخا "ارے بد بختو.... کیا چچا کو مار ہی ڈالو گے.... چلو چھوڑو.... ہٹو.... غلط فہمی ہوئی تھی چچا کو....!"

Digitized by Google

جوزف اور جیمسن نے اُسے حیرت سے دیکھا اور گوریلے کو چھوڑ کر ہٹ گئے۔

"ابے او جوزف کے بچے.... کبھی خواب میں بھی اتنا لمبا گوریلا دیکھا تھا....!" عمران اُسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"نہیں باس۔!" جوزف ہانپتا ہوا بولا۔ "کبھی بزرگوں سے بھی نہیں سُنا۔!"

گوریلا بے حس و حرکت چت پڑا ہوا تھا....!

"بھوکا معلوم ہوتا ہے....!" جیمسن بولا۔

"چچا سنگ.... اَب اٹھ بیٹھو....!" عمران نے کہا۔ "اب تم شیخ کے خیمے میں ہو....!"

"میں واقعی بہت بھوکا ہوں....!" گوریلے نے کراہتے ہوئے کہا اور اٹھ بیٹھا۔

"یلا کو کھلاؤ چچا کو....!" عمران نے کہا۔

جیمسن دوڑ کر یلا کو اٹھا لایا.... سنگ انہیں غور سے دیکھتا رہا.... پھر بولا۔ "کچے ٹماٹروں سے خالی پیٹ میں آگ لگ جائے گی....!"

"تم کھا کر دیکھو.... یہ ٹماٹر نہیں ہیں!" عمران نے کہا اور خود بھی ایک اٹھا کر کھانے لگا۔!

سنگ نے یلا کو کھائے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں چہکنے لگا تھا۔!

"آخر بن مانس بننے کی کیوں سوجھی چچا....!" عمران نے پوچھا۔

"ایک طوطے نے زندگی تلخ کر رکھی تھی بھتیجے....!"

"طوطے نے....!"

"ہاں.... وہ کئی زبانیں بول سکتا ہے! ہر وقت سر پر منڈلاتا اور مجھے گالیاں دیتا رہتا تھا.... بس رات ہی کو اُس سے پناہ ملتی تھی....!"

جیمسن اور جوزف زور سے ہنس پڑے....

"یقین کرو.... میں تمہیں دکھادوں گا....!"

"قدرت کے کھیل ہیں....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "جس نے ساری دنیا کو انگلیوں پر نچایا ہو.... وہ ایک طوطے سے بھاگا بھاگا پھر رہا ہے! آخر وہ کس یونیورسٹی کا گریجویٹ ہے۔!"

سنگ کچھ دیر خاموش بیٹھا رہا پھر بولا۔ "بمشکل تمام جنگل سے نکل کر ادھر پہنچ سکا ہوں۔"

"اُس کالی عورت کا کیا ہوا تھا جس کے لئے تم مجھ سے لڑ گئے تھے۔!" عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا کہ وہ کون تھی اور کہاں گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد میں نے خود کو اُس غار میں نہیں پایا تھا....!"

"اور اُس کے بعد سے گوریلے کی کھال اوڑھ لی۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "بات حلق سے نہیں اُترتی چچا کہ تم نے محض کسی طوطے کی وجہ سے یہ کشٹ اٹھایا ہو۔ کوئی اور معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں....!"

"کٹے جاؤ بکواس۔!"

"اُب اُتار دو یہ کھال۔ اب کوئی طوطا تمہاری طرف ٹیڑھی آنکھ سے بھی نہیں دیکھ سکتا۔! تمہارا بچھڑا ہوا بھتیجا پھر تم سے آن ملا ہے....!"

"پہلے تو تم تنہا تھے۔ یہ دونوں کہاں رہ گئے تھے۔!" سنگ نے موضوع بدلنے کی کوشش کی۔!

"کہیں اور پھنس گئے تھے.... بہر حال میں نے بھی ہوش میں آنے کے بعد خود کو ان کے درمیان پایا تھا.... اور بس اَب بھٹکتے پھر رہے ہیں۔!"

"وہ کتیا ہمیں احساس بے بسی میں مبتلا کرنا چاہتی ہے۔!"

"خدا جانے میری تو عقل چکرا کر رہ گئی ہے۔!"

"کیا تم یہاں آج ہی پہنچے ہو....!" سنگ نے پوچھا۔

"ہاں کچھ دیر پہلے.... اور تمہارے منتظر تھے....!"

"کہاں کی ہانک رہے ہو۔!"

"اگر تمہاری کھال بارش میں نہ بھیگتی تو انتظار کرنے کا سوال ہی نہ پیدا ہوتا۔ بارش ختم ہوتے ہی جوزف نے آس پاس کسی گوریلے کی موجودگی کا اعلان کر دیا تھا۔!"

"جیسے ساتھی تمہیں میسر ہیں بھتیجے۔ اگر میرے ساتھ ہوتے تو میں تین دن میں تھریسیا کا تختہ اُلٹ دیتا۔!"

"تم شوق سے ہمیں اپنا ساتھی تصور کر سکتے ہو۔!"

"بیوقوف بنانے کی کوشش مت کرو....!"

"تم نے مجھ پر حملہ کیوں کیا تھا چچا۔!"

"پہچان کر نہیں کیا تھا۔ ورنہ پہلے ہلے میں تمہاری گردن توڑ دیتا بھتیجے۔!"

Digitized by Google

"اب کوشش کرو....!"

"اب ہوشیار ہو گئے ہو۔!"

"ختم بھی کرو ان پرانے جھگڑوں کو.... یہ بتاؤ سر چھپانے کے لئے بھی کوئی ٹھکانہ ہے تمہارے پاس یا نہیں....!"

"ہے کیوں نہیں.... لیکن میں تمہیں وہاں ہرگز نہیں لے جاؤں گا۔!"

"تمہارا بھتیجا چور یا اُٹھائی گیرہ نہیں ہے۔!"

"اول درجے کا حرامی ہے سالا۔!"

"طوطے کا غصہ مجھ پر کیوں اتار رہے ہو۔!"

"میں جا رہا ہوں....!" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا....!"

"کیا مطلب۔!"

"مطلب تم اچھی طرح سمجھتے ہو۔!"

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔!"

"دھمکی دینا تو مجھے آتا ہی نہیں چچا.... براہِ راست ہاتھ چھوڑ دیتا ہوں۔ دھمکی کمزوری کی علامت ہے۔ ایک حیلہ ہے کہ شائد اسی طرح کام چل جائے اور پٹ جانے کا خطرہ مول نہ لینا پڑے۔!"

"تم آخر چاہتے کیا ہو....؟"

"بوڑھے ہو چلے ہو.... بھتیجے کو خدمت کا موقع دو....!"

"میں تمہیں اپنی پناہ گاہ میں ہرگز نہیں لے جاؤں گا۔!"

"میں سمجھا....!" عمران سر ہلا کر بولا۔ "شائد ایک آدھ چچی ہاتھ لگ گئی ہے! لیکن تم مجھے غلط سمجھے ہو۔ وہ عورت پہلے سے میرے ساتھ تھی جس کی وجہ سے ہمارا جھگڑا ہوا تھا۔ ورنہ مجھے اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے....!"

سنگ خاموش رہا.... شائد کچھ سوچ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بولا۔ "شراب نہ ملنے کی وجہ سے شائد میں کچھ چڑچڑا ہو گیا ہوں۔!"

"ابے چچا کو بھی تھوڑی سی گھاس کھلا دے۔!" عمران نے جوزف سے کہا۔

"تھوڑی سی تو ہے باس۔ پھر میں کیا کروں گا....!"

"کیسی گھاس....!" سنگ نے پوچھا۔

"شراب ہی کا سا نشہ طاری کرتی ہے.... جوزف کے بیان کے مطابق۔!"

"کہاں ہے.... مجھے بھی دکھاؤ....!" سنگ لہک کر بولا۔

جوزف نے تھوڑی سی پتیاں اُس کے پھیلے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیں۔ سنگ انہیں بغور دیکھتا رہا۔ پھر جوزف سے بولا۔ "اب کھا کر بھی دکھاؤ....!"

جوزف نے جیب میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھری اور بھاڑ سا منہ کھول کر پھنکی لگا گیا۔ اور جگالی کر کر کے شیلالی کا عرق چوستا رہا! سنگ نے بھی تجربہ کیا اور عمران سے بولا۔ "واقعی دماغ گرم ہو گیا ہے.... یہ تمہارا آدمی بہت کام کا معلوم ہوتا ہے....!"

"وہ پھل بھی اسی کی دریافت ہے...." عمران بولا۔

"بھتیجے میں اسی آدمی کی خاطر تمہیں بھی برداشت کرلوں گا۔" سنگ نے کہا اور جوزف سے بولا۔ "میرے ٹھکانے کے قریب یہ گھاس بکثرت دکھائی دیتی ہے۔"

"مارا گیا....!" عمران کراہ کر بولا۔ "اب تم دونوں دن رات چرتے رہا کرو گے۔"

"ذرا اور دینا....!" سنگ نے پھر جوزف کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"اگر واقعی تمہارے ٹھکانے کے قریب ایسی گھاس موجود ہے تو تھوڑی سی اور دے دوں گا۔" جوزف بولا۔

"یہ پھل کہاں ملتے ہیں.... اور کیا کہلاتے ہیں۔!"

"جنگل میں یلا کو کہلاتے ہیں.... جنگل کے باہر ان کا کوئی نام نہیں۔ کیونکہ یہاں سے نکل ہی نہیں پاتے.... یہاں بہت ہوگا۔!"

"تو پھر چلیں....!" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میرے پاس اس وقت پانچ عورتیں ہیں.... تم وعدہ کرو کہ گڑبڑ نہیں کرو گے....!"

"پانچ سو بھی ہوں تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گی....!"

"اور دوسری بات....! وہ مجھے گوریلا ہی سمجھتی ہیں۔ اس لئے تم لوگ اُن کے سامنے مجھ

Digitized by Google

سے بات نہیں کرو گے۔ اور ایسے بن جاؤ گے جیسے میں انہی کی طرح تمہیں بھی پکڑ لایا ہوں۔!"

"کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمیں انہی کے لئے پکڑ لائے ہو!.... ارے اور کیا سمجھیں گی.... بھلا کسی گوریلے کے لئے ہم مردوں کا کیا مصرف....!"

"پھر یاد دلا دوں چچا کہ ہم تین ہیں۔!"

"مجھے چیلنج کر رہے ہو....!"

"اظہار حقیقت کو چیلنج نہیں کہتے۔ تمہاری کھال اُتار کر مادر زاد کر دینگے...."

"یہ بات ہے تو.... آؤ....!" سنگ کئی قدم پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

عمران نے زوردار قہقہہ لگایا.... لیکن جہاں تھا وہیں بیٹھا رہا.... اس کا رویہ دیکھ کر جوزف اور جیمسن بھی اپنی جگہوں سے نہ ہلے....!

"آؤ.... نا....!" سنگ نے ہاتھ ہلا کر انہیں للکارا۔

"جاؤ جاؤ....!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ "عورتوں کی صحبت نے تمہیں شیخی خورہ بنا دیا ہے.... بس اَب جاؤ.... ورنہ مجھے مزید قہقہے آجائیں گے۔!"

"میں تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دوں گا۔!" سنگ نے کہا۔

"حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ مجھے فی الحال تم سے کوئی سروکار نہیں۔!"

"ہو سکتا ہے سروکار ہو ہی جائے۔!"

"وہ کس طرح چچا جان....!"

"اُن پانچ عورتوں میں سے دو سفید فام ہیں.... میں نے انہیں تمہارے متعلق گفتگو کرتے سنا ہے....! اور وہ کل ہی اسی جگہ میرے ہاتھ لگی تھیں۔!"

جیمسن نے معنی خیز نظروں سے عمران کی طرف دیکھا.... اور عمران نے پُر تشویش انداز میں سنگ سے سوال کیا۔ "کیا اُن میں سے ایک کسی قدر بھاری جسم والی ہے....!"

"ہے.... اور بہت خوب ہے.... لیکن دوسری ابھی تک میرے قابو میں نہیں آئی....!"

"اُن کے ساتھ کوئی مرد بھی تھا۔!"

"نہیں....!"

"میں ضرور چلوں گا تمہارے ساتھ۔!"

"لیکن انہی شرائط کے ساتھ۔!"

"مجھے منظور ہے۔۔۔۔!" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن جو تمہارے قابو میں نہیں ہے اُس سے دور ہی رہنا۔۔۔۔!"

"کیوں۔۔۔۔؟"

"بس! یہ میری ہابی ہے کہ میں ایسی عورتوں کا تحفظ کرتا ہوں۔۔۔۔!"

"پھر تم نے وہی حرکت شروع کی۔۔۔۔!"

"میں نے تمہاری ساری شرطیں منظور کرلی ہیں۔ ایک آدھ کی گنجائش تم بھی رکھو۔!"

"خیر۔۔۔۔ یہ بعد کی باتیں ہیں۔ فی الحال تم چلو۔!"

"میں نے پہلے ہی سے آگاہ کردیا ہے۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

وہ پانچوں ایک بہت بڑے غار میں قید تھیں۔۔۔۔ غار بھی عجیب نوعیت کا۔۔۔۔ اُس کے فرش کا کچھ حصہ مسطح تھا اور کچھ حصوں میں کنوؤں کی شکل کے کئی بڑے بڑے گڑھے تھے! سنگ نے پانچوں عورتوں کو انہی گڑھوں میں اُتار دیا تھا اور وہ اس کی مدد کے بغیر اُن گڑھوں سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں۔!

تین سیاہ فام عورتیں ایک ہی گڑھے میں نظر آئیں لیکن غار میں اندھیرا ہونے کی بناء پر ان کے خدوخال واضح طور پر دکھائی نہیں دیئے تھے۔!

"باس! مجھے تو یہ دونوں وہی فرانسیسی عورتیں معلوم ہوتی ہیں۔!" جوزف آہستہ سے بولا۔

"شائد۔۔۔۔ لیکن یہاں ان کی موجودگی میری سمجھ میں نہیں آرہی۔!"

"تم پوچھو ان سے۔۔۔۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اُسے اس پر بھی حیرت تھی کہ سنگ انہیں تنہا کیوں چھوڑ گیا تھا۔ وہ جیمسن کو ساتھ لے کر مزید یلا کوؤں کی تلاش میں نکل گیا تھا۔ باہر ابھی اتنا اجالا تھا کہ وہ دونوں یہ کام بخوبی انجام دے سکتے تھے۔!

عمران ایک گڑھے میں جھک کر فرانسیسی میں بولا "کیا تم رینا ہو۔!"

"کک۔۔۔۔ کون ہے۔۔۔۔!" گڑھے سے خوفزدہ سی آواز آئی۔

"ڈرو نہیں۔!" عمران نے کہا۔ "میں عمران ہوں۔!"

"اوہ۔۔۔۔!" وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ لیکن گڑھے کی گہرائی اتنی تھی کہ اُس کے ہاتھ اوپر تک نہیں پہنچ سکتے تھے۔!

"تت۔۔۔۔ تم کہاں۔۔۔۔ وہ درندہ کہاں گیا۔!"

"اُس کی بات چھوڑو۔۔۔۔ یہ بتاؤ شیپرو کہاں ہے۔!"

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔ لیکن تم۔۔۔۔!"

"میں تو سمجھا تھا کہ تم تینوں کو میرے خلاف ورغلا کر کی گوما بھیج دیا جائے گا جہاں تم جنرل کیو سے رابطہ قائم کرسکو۔!"

"میں کچھ نہیں جانتی! میری آنکھ ایک کیبل کار میں کھلی تھی۔ میرے ساتھ سارہ بھی تھی۔۔۔۔ ایک جگہ کیبل کار رُکی اور ہم سے اُترنے کو کہا گیا۔!"

"تم دونوں کے علاوہ کوئی اور بھی موجود تھا۔؟"

"نہیں۔" آواز آئی تھی۔ "ہم دونوں اتر گئیں۔ اور کیبل کار فوری طور پر واپس چلی گئی۔ میرا خیال ہے کہ وہ وائرلیس سے آپریٹ ہوتی ہے۔؟"

"پھر گوریلا تمہیں یہاں لے آیا۔!"

"کیا تم جانتے ہو۔!"

"ہاں مجھے علم ہے۔ ہم تینوں کو بھی وہی گھیر کر لایا ہے اور یہاں تک پہنچنے کی کہانی بھی وہی ہے جو تم نے سنائی ہے۔!"

"مجھے وہ گوریلا نہیں معلوم ہوتا۔!" رینا نے کہا۔ "کوئی آدمی ہے گوریلے کی کھال میں۔!"

"لیکن تم اُس پر اپنا شبہ ظاہر نہ ہونے دینا۔۔۔۔ میں دیکھوں گا کہ اس سلسلے میں کیا کرسکتا ہوں۔۔۔۔ مگر شیپرو کہاں گیا۔۔۔۔!"

"خدا جانے۔۔۔۔ اور سنو۔۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم زیرو لینڈ کے کارندے نہیں ہو۔ ہمیں بہکانے کی کوشش کی گئی ہے۔!"

Digitized by Google

"لیکن یہ حقیقت ہے کہ تھریسیانے میرے ہی توسط سے تنزانیہ کے جنگی طیارے تباہ کرائے تھے میں تمہیں اطمینان سے بتاؤں گا.... وہ تصویر یاد کرو جس میں زیبرا مین میرے بستر کے قریب کھڑا تھا۔!"

"ہاں مجھے یاد ہے۔!"

"بحالت بیہوشی پڑا ہوا تھا سو نہیں رہا تھا۔!"

"میں یقین کرلوں گی۔ کیونکہ مجھے بھی کیبل کار ہی میں ہوش آیا تھا۔ اُس پوائنٹ سے کیبل کار تک مجھ پر کیا گذری ہوگی میں نہیں جانتی۔!"

"سارہ شائد دوسرے گڑھے میں ہے۔!"

"میں نہیں جانتی۔!"

"ٹھہرو.....! میں دیکھتا ہوں.....!" عمران نے کہا اور اُس گڑھے کی طرف بڑھ گیا جس میں دوسری سفید فام عورت تھی۔!

"ہیلو..... سارہ.....!" عمران نے اُسے آواز دی۔

"کون ہے۔؟" وہ اچھل پڑی۔

"عمران.....!"

"ارے تم..... تم کہاں.....!"

"مجھے بھی گوریلا پکڑ لایا ہے۔!"

"تمہیں..... اوہ.....!" وہ ہنس پڑی اور پھر بولی۔ "لیکن وہ تمہیں کیوں پکڑ لایا ہے۔ تمہارا کیا کرے گا۔!"

"تم بہت خوش معلوم ہوتی ہو۔!"

"حیرت انگیز تجربہ ہے موسیو عمران۔ وہ بالکل آدمیوں کی طرح محبت کرتا ہے۔!"

"تو تم خوش ہو۔!"

"بہت خوش..... وہ عجیب چیز ہے۔ کاش میں اُسے بتا سکتی کہ میں اُسے کتنا پسند کرتی ہوں۔!"

"تم دونوں کے علاوہ اُس نے تین کالی عورتیں بھی قید کر رکھی ہیں۔!"

"کر رکھی ہوں گی۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔!"

"اچھی بات..... تو خوش رہو۔!" کہتا ہوا عمران اُس گڑھے کے پاس سے ہٹ آیا۔

دوسری طرف جوزف کالی عورتوں سے گفتگو کر رہا تھا..... لیکن وہ کوئی افریقی زبان نہیں بول سکتی تھیں۔ انگلش گفتگو کا ذریعہ بنی تھی۔

اُن میں سے ایک کہہ رہی تھی۔ "اُس کمبخت گوریلے نے ہمارے مردوں کو مار ڈالا اور ہمیں ایک ایک کر کے یہاں اٹھا لایا۔!"

پھر اُس نے جوزف سے سوال کیا تھا کہ وہ کون ہے۔

"مجھے بھی پکڑ لایا ہے۔!" جوزف نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا کرے گا۔!"

"شائد مجھے اس لئے لایا ہے کہ میں تم لوگوں سے باتیں کروں اور غار میں روشنی کا انتظام کروں۔!"

"ہم بہت بھوکے ہیں..... آج اُس نے کھانے کو کچھ نہیں دیا۔!"

"اچھی بات ہے! میں کچھ تلاش کر کے لاتا ہوں.....!"

"تم بھاگ کیوں نہیں جاتے..... ہم تو اس گڑھے سے نکل نہیں سکتے۔!"

"بھاگ کر کہاں جاؤں۔ یہاں اس غار میں کم از کم بارش اور دھوپ سے تو بچ سکوں گا۔!"

جوزف نے کہا اور غار کے پاس سے ہٹ آیا۔ اُسے علم تھا کہ جیمسن اور سنگ یلا کوؤں کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں۔!

ادھر عمران رینا کے گڑھے کے قریب بیٹھا اُسے اپنی رام کہانی سنا رہا تھا۔ اُس کے خاموش ہونے پر رینا بولی۔ "میں پہلے تو غلط فہمی میں مبتلا ہوئی تھی لیکن پھر سوچا تھا کہ اگر تم زیرولینڈ کے ایجنٹ ہوتے تو اتنی بے دردی سے اپنے ہی آدمیوں کا قتل عام کیوں کرتے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ جب ہمیں بھی یہیں پھینکوا دینا تھا تو پھر وہ فلم کیوں دکھائی گئی تھی۔!"

"ہو سکتا ہے کہ شیپر وکو واپس بھجوا دیا ہو کیونکہ وہ ہر معاملے میں سختی سے میری مخالفت کرتا رہا تھا۔!" عمران نے کہا۔

"ممکن ہے.....! لیکن اب ہمارا کیا ہوگا۔!"

"زبردستی زیرولینڈ کے لئے کام کرایا جائے گا۔ تھریسیا کے بے شمار آدمی میرے ہاتھوں

Digitized by Google

مارے گئے ہیں۔ لاتعداد جیلوں کی نذر ہوئے ہیں۔ لیکن وہ مجھ پر قابو پانے کے بعد ہمیشہ اسی کیلئے کوشاں رہتی ہے کہ میں زیرولینڈ کا ایجنٹ بننا منظور کرلوں....!"

"بڑی عجیب تنظیم ہے۔!"

"یہ لوگ قاتل کو سزائے موت دینے کی بجائے اُس سے اتنا کام لیتے ہیں کہ وہ کام کرتے کرتے مر جائے۔!"

"تمہارا کیا خیال ہے یہ آدمی جس نے گوریلے کی کھال پہن رکھی ہے ہم سے کیا چاہتا ہے۔!"

"کبھی اسکا شمار بھی زیرولینڈ کے بڑوں میں ہوتا تھا۔ لیکن اب تھریسیا اس سے کھٹک گئی ہے۔!"

"تو تم اُس سے واقف ہو۔!"

"ناممکن ہے کہ تم بھی واقف نہ ہو۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"سنگ ہی....!"

"اوہ....وہ چینی۔!"

"ہاں....ہاں وہی.... تمہارے یہاں بھی اُس کا ریکارڈ ہوگا۔!"

"تو اس نے گوریلے کا روپ کیوں دھار لیا ہے۔!"

"سارہ جیسی عورتوں کیلئے.... جن کے لئے یہ تجربہ خوش کُن اور تحیر خیز ہے۔! تم دونوں کے علاوہ تین کالی عورتیں اور بھی ہیں! ہاں.... توجہ سے سنو! اُس پر یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تم اس کی اصلیت سے آگاہ ہوگئی ہو۔ اُس سے تمہیں محفوظ رکھنے کی ذمہ داری میری ہے۔!"

"تم کیا جانو کہ میں محفوظ ہوں۔!"

"اُسی نے بتایا تھا۔ مجھے مصلحتاً اُس سے سمجھوتہ کرنا پڑا ہے۔!"

رینا کچھ نہ بولی۔ اتنے میں جیمسن اور سنگ واپس آگئے۔ دونوں ڈھیروں یلا کو اور جلانے کے لئے خشک لکڑیاں لائے تھے۔ غار کے ایک تاریک گوشے میں پہلے ہی سے آگ موجود تھی۔ اُس میں مزید خشک لکڑیاں ڈال دی گئیں۔

عمران رینا اور سارہ کیلئے یلا کو لے گیا تھا اور جوزف نے کالی عورتوں کو پہنچائے تھے۔!

پھر وہ بھی ایک جگہ بیٹھ کر کھانے لگے۔ جیمسن سنگ کے قریب ہی بیٹھا تھا۔ اور دونوں کے

درمیان مختلف اقوام کی عورتوں کے بارے میں گفتگو ہورہی تھی۔ عمران کبھی کبھی کنکھیوں سے اُن کی طرف دیکھنے لگتا۔ جوزف یلا کو کی بجائے شپلالی سے شغل کررہا تھا۔!

اچانک انہوں نے دیکھا کہ سنگ اوبکائیاں لیتا ہوا غار کے دہانے کی طرف دوڑا جارہا ہے۔!

جیمسن جوزف کو آنکھ مار کر مسکرایا۔ پہلے تو جوزف کے چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔ پھر وہ جھپٹ کر جیمسن کے پاس پہنچا۔

"کیا تم نے اُسے پٹو کا کھلا دیا ہے۔!"

"اپنے باس کو نہ بتانا۔!" جیمسن آہستہ سے بولا۔

سنگ کے دھاڑنے کی آواز برابر چلی آرہی تھی۔

"یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ساری زندگی کا کھایا پیا اِسی وقت نکل جائے گا اور اگر وہ زندہ رہا تو چلنے پھرنے کے قابل بھی نہیں رہے گا کئی دنوں تک۔" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں کہا۔

عمران انہیں سرگوشیاں کرتے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور اُن کے قریب آکھڑا ہوا۔ وہ یکلخت خاموش ہوگئے۔

"کیا بات ہے۔ کیا کسی یلا کو میں مکھی گھسیڑ دی تھی۔!" عمران نے جیمسن کو گھورتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں جناب۔ بھلا میں کیوں۔!"

"پھر وہ کیوں مر رہا ہے۔!"

"بھلا میں کیا عرض کرسکتا ہوں یور میجسٹی۔ ہم سبھی یلا کو کھا رہے ہیں۔!"

"تو کیوں خاموش ہے جوزف۔!"

"میں کیا بولوں باس۔!"

"وہ الٹیاں کیوں کررہا ہے۔!"

"وہی جانے باس! میں کیا کہہ سکتا ہوں....!"

"تم دونوں کے درمیان ابھی تک کیا باتیں ہورہی تھیں۔!"

"میں نے مسٹر جیمسن سے پوچھا تھا کہ کہیں انہوں نے اس کو پٹو کا تو نہیں کھلا دیا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

Digitized by Google

"یہ پٹو کا کیا بلا ہے۔!"

"ایک زہریلا پھل ہوتا ہے باس۔!"

"اسے علم ہے۔!"

"ہاں.... میں نے بتایا تھا۔!"

عمران پھر جیمسن کو گھورنے لگا اور وہ تڑسے بولا۔ "اُسی سے جا کر پوچھ لیجئے کہ میں نے اُسے کیا کھلایا تھا۔ یلا کو توڑتے وقت خود ہی ایک پٹو کا نگل گیا ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں۔!"

"ارے مر گیا۔ کوئی آؤ....!" غار کے دہانے کی طرف سے سنگ کی کراہ سنائی دی....

عمران تیزی سے اُسی جانب بڑھ گیا۔ اور جیمسن جوزف پر اُلٹ پڑا۔

"اتنی سی بات دل میں نہیں رکھ سکے۔!"

"میں کیا کرتا مسٹر.... باس نے سوال ہی ایسے کئے تھے لیکن میں نے اُن سے یہ تو نہیں کہا کہ واقعی تم نے اُسے پٹو کا کھلایا ہے۔!"

"اَب بتا دینا کہ میں نے دو تین یلا کوؤں میں سوراخ کر کے پٹو کا کا گودا اندر پہنچا دیا تھا۔ اور کھاتے وقت وہی یلا کو اُسے تھما دیئے تھے۔!"

"تم نے آخر ایسا کیا ہی کیوں۔ باس جو مناسب سمجھتے کرتے۔!"

"میں ایسے لوگوں کو جان سے مار دینا چاہتا ہوں جو عورتوں سے وحشیانہ سلوک کرتے ہیں۔!"

"پھر بھی باس سے پوچھے بغیر۔!"

جوزف جملہ پورا نہ کر سکا۔ کیونکہ عمران سنگ ہی کو سہارا دیئے اُسی طرف آتا دکھائی دیا تھا۔ سنگ کے قدم لڑکھڑا رہے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ اگر عمران نے اُسے چھوڑ دیا تو دھڑام سے نیچے آ رہے گا۔ جوزف بھی اٹھا۔ لیکن جیمسن نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی۔ اُن دونوں نے مل کر سنگ کو بہ آہستگی لٹا دیا۔

سنگ مسلسل کراہے جا رہا تھا۔ دفعتاً اُسے پھر ابکائیاں آنے لگیں۔ مگر شائد اب معدے میں کچھ تھا ہی نہیں۔ نکلتا کیا۔ بس پیٹ دبائے ابکائیاں لیتا اور قلابازیاں کھاتا رہا۔!

پھر اچانک چیخنے لگا۔ "پھنکا جا رہا ہوں.... تپ رہا ہوں.... یہ کھال اُتار دو.... خدا کے لئے

Digitized by Google

اُتار دو۔!"

اس تکلیف کے عالم میں بھی اُسے خیال تھا کہ کہیں اُس کی اصلیت اُن عورتوں پر نہ آشکارا ہو جائے لہٰذا انگلش کی بجائے اُردو میں غل غپاڑا مچا رکھا تھا۔!

"ٹھہرو.... میں کچھ کرتا ہوں....!" عمران اُس پر جھکتا ہوا بولا۔

پتا نہیں کس کس طرح سنگ نے وہ کھال اپنے جسم پر منڈھی تھی۔ بڑی دشواریوں سے الگ ہو سکی.... لیکن عمران نے اُسے آڑا کر کے اُس کے برہنہ جسم پر ڈال دیا۔

"ارے ہٹاؤ.... ہٹاؤ اِسے....!" سنگ کراہا۔

"نومولود لگو گے چچا۔!" عمران بولا۔

"چپ بے.... ہٹاتا ہے یا.... میں....!"

"یا کچھ بھی نہیں کر سکتے.... میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ہاتھ پیر بھی نہیں ہلا سکتے۔!"

"ہٹا دیجئے....!" جیمسن نے کہا! "ہم فرض کر لیں گے کہ ابھی ابھی کسی گوریلن کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔!"

"چپ بے جُمن کے بچے۔!"

"آپ نے اِسے بھی بتا دیا یور میجسٹی۔!" جیمسن نے بُرا مان کر کہا۔

"میں نے کچھ نہیں بتایا۔ یہ خود ہی چلتی پھرتی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اسے کیا نہیں معلوم.... یہاں تک جانتا ہے کہ میرے پرنانا چوہے سے ڈرتے تھے اور شیر کا شکار کرتے تھے۔!"

"مجھ پر.... مجھ پر غشی طاری ہو رہی ہے....!" سنگ گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔

"بیہوش ہو جاؤ....!" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "اسی میں فائدہ ہے۔!"

"انہیں نہ معلوم ہونے پائے.... اور.... اور.... اور....!"

وہ جملہ پورا نہ کر سکا! اور اُس کے دانت سختی سے جم کر رہ گئے! عمران نے غصیلی نظروں سے جمسن کی طرف دیکھا اور وہاں سے اٹھ کر اُس گڑھے کے قریب پہنچا جس میں رینا تھی۔!

"کیا تم نے پھل کھائے۔!" اُس نے نیچے جھک کر اُس سے پوچھا۔!

"ہاں کھائے.... بہت لذیذ تھے! لیکن یہ شور کیسا تھا۔ کیا تمہارے کسی ساتھی کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔!"

"نہیں.... گوریلے کی کھال اُتر گئی ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"اُسی پر اُلٹیوں کا دورہ پڑا تھا۔ کھال اُتروادی اَب بیہوش پڑا ہے۔!"

"ہم کو اس گڑھے سے کب نکالو گے۔!"

"بس یہ رات اور گذار لو۔!"

"تمہاری موجودگی نے مجھے مطمئن کر دیا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ آخر تم دونوں کو اس مہم پر کیوں بھیجا گیا تھا۔!"

"ہمارے پاس بہت ہی خاص قسم کے آلات تھے جنہیں میرے اور سارہ کے علاوہ اور کوئی آپریٹ نہیں کر سکتا تھا۔ اُن آلات کا استعمال عام نہیں ہے۔ اور پھر میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایسے ہوشربا حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔!"

"لیکن میں تو تمہارے ایمبش ڈٹیکٹر کے استعمال سے واقف تھا۔!"

"وہ کسی حد تک عام ہو چکا ہے۔ لیکن یہ بتاؤ کہ ہم اس جنجال سے کیسے نکلیں گے۔!"

"دیکھا جائے گا۔ بار بار اس سے بھی زیادہ خراب حالات سے گزر چکا ہوں۔!"

"لیکن میرے لئے پہلا اتفاق ہے۔!"

"فکر نہ کرو.... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن تم مجھ سے جھگڑا نہیں کرو گی۔!"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"اچھا۔ اب آرام کرو۔!" عمران نے کہا اور وہاں سے ہٹ آیا۔

سنگ اُسی حال میں بے خبر پڑا تھا۔ جوزف اور جیمسن آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے اور ہنستے بھی جا رہے تھے۔ اس بار عمران نے جیمسن کو بھی جگالی کرتے دیکھا۔

"آپ بھی شوق فرما رہے ہیں۔!" عمران نے اُسے للکارا۔

"بڑا سرور بخشتی ہے یور میجسٹی۔!"

"ارے تو کیا تم گھاس کھانے آئے ہو۔!"

"یہ بھی تو کھا رہا ہے۔!"

"پرانا جنگلی ہے۔!"

Digitized by Google

"مجھے بھی واپسی کی اُمید نہیں ہے جناب۔!"

"چلو سو جاؤ۔!"

"اتنی جلدی۔ ابھی نیند کہاں آئے گی۔!"

عمران اُن سے کسی قدر دور جا لیٹا تھا۔ کچھ دیر جاگتا رہا۔ پھر دوسری صبح ہی کو آنکھ کھلی تھی۔! سنگ پہلی ہی سی حالت میں چت پڑا نظر آیا۔ لیکن اُس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں.... پلکیں بھی جھپکا رہا تھا۔!

"کیا حال ہے تمہارا۔!" عمران نے اُس کے قریب کھسک کر پوچھا۔

سنگ نے آہستہ آہستہ اُس کی طرف سر گھمایا اور نحیف سی آواز میں بولا۔ "پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔!"

"تم نے یلا کو کے علاوہ اور کیا کھایا تھا۔!"

"کچھ بھی نہیں۔!"

"اچھی طرح یادداشت پر زور دو۔!"

"کچھ بھی نہیں۔ اُن پھلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔!"

"وہ تو سبھی نے کھائے تھے۔!"

سنگ کچھ نہ بولا۔ عمران اُسے پُر تشویش انداز میں دیکھے جا رہا تھا۔ اتنے میں جوزف اور جیمسن بھی بیدار ہو گئے اور انہوں نے بھی سنگ کی مزاج پُرسی کی۔

"شائد اب تم یہ کھال نہ پہن سکو۔!" عمران بولا۔ "کیونکہ اُتارنے کی جلدی میں اسکا حلیہ بگڑ گیا ہے۔!"

"جہنم میں جائے۔!" سنگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اور ان عورتوں کا کیا کریں۔!" جیمسن نے سوال کیا۔

"وہ بھی جہنم میں جائیں۔!"

"کس کے ساتھ جائیں گی۔ تم میں تو چلنے پھرنے کی سکت نہیں معلوم ہوتی۔!" جیمسن ہنس پڑا۔

"اس سے کہو کہ بکواس نہ کرے۔!" سنگ نے عمران سے کہا۔

"اچھا اچھا.... کیا اب انہیں گڑھوں سے نکال لیا جائے۔!" عمران نے پوچھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ جو دل چاہے کرو۔!"

"واہ رے پٹوکا۔!" عمران خوش ہو کر بولا۔

"کیا مطلب.... کیا کہا۔!"

"کچھ نہیں اُن عورتوں کے مقدر پر عش عش کر رہا تھا۔ ویسے اُس سفید فام عورت کو بے حد دُکھ ہوگا تمہیں آدمی دیکھ کر۔!"

"میں کہتا ہوں اُن کی بات مت کرو۔!"

"اچھی بات ہے۔ میں انہیں یہ بتاؤں گا کہ ہم نے اُس گوریلے کو اتنا مارا کہ وہ کھال چھوڑ کر بھاگ گیا۔!"

سنگ نے برا سا منہ بنا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"اب میرا مشورہ ہے کہ اسی کھال سے ایک ٹکڑا کاٹ کر کمر کے گرد لپیٹ لو۔!" عمران بولا۔

"تم ہی یہ کام کر دو.... مجھ میں تو سکت نہیں ہے۔!"

پھر عمران کو اس ناگوار مرحلے سے بھی گذرنا پڑا تھا۔ جیمسن ہونٹ بھینچ بھینچ کر ہنستا رہا۔ البتہ جوزف بے حد سنجیدہ دکھائی دیتا تھا۔

بڑی دشواریوں سے وہ پانچوں گڑھوں سے نکالی گئیں۔ اور عمران نے سچ مچ انہیں یہی بتایا کہ چاروں نے مل کر گوریلے کو مار بھگایا۔!

"لیکن یہ چوتھا کون ہے۔!" سارہ پوچھ بیٹھی۔!

"یہ بھی ہمارے ساتھ ہی تھا۔ گوریلے نے بیچارے کو بری طرح رگڑ ڈالا ہے۔ فی الحال اٹھ بیٹھ نہیں سکتا۔!"

رینا قطعی خاموش تھی۔ وہ تو جانتی ہی تھی کہ اصل بات کیا ہے۔!

ادھر جیمسن آہستہ آہستہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "ہم پر جو سیاہ پینٹ کیا گیا تھا بدستور موجود ہے۔ لیکن آخر یہ دونوں صاف ستھری کر کے کیوں بھیجی گئی ہیں۔!"

"میں کیا جانوں مسٹر۔!" جوزف بھنا کر بولا۔ "تم سارے مشکل سوال مجھی سے کرتے ہو۔!"

سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ سارہ عمران سے گوریلے کے بارے میں مزید سوالات کئے جا رہی

Digitized by Google

تھی اور اس کا موڈ بہت خراب معلوم ہوتا تھا۔! کالی عورتیں گوریلے کو گالیاں دے رہی تھیں۔!

دفعتاً عمران نے انہیں مخاطب کر کے کہا۔ "تم تینوں وانڈیری تو نہیں ہو! بلکہ سرے سے افریقی ہی نہیں لگتیں۔!"

وہ کچھ نہ بولیں۔ عمران نے پھر پوچھا۔ "مشرق بعید کے کس ملک سے تعلق ہے تمہارا۔!"

"جاپان سے....!" اُن میں سے ایک نے جواب دیا۔

"یہاں کس طرح پہنچیں....!"

"ہمارے بوائے فرینڈز لائے تھے۔!"

"وہ کہاں ہیں....!"

"انہیں اُس منحوس گوریلے نے مار ڈالا۔!"

"کیوں نہ میں اس منحوس کو بھی مار ہی ڈالوں۔!" جیمسن نے اردو میں کہا۔

"خاموش بیٹھے رہو۔!" عمران غرایا۔

"میں عرض کر رہا تھا کہ اس نے تین آدمیوں کو مار ڈالا ہے.... خواہ مخواہ.... اور ہم قانون کے محافظ ہیں۔!"

"کس قانون کے محافظ ہو.... جنگل کے....؟ یہ جنگل کی شہریت ہے۔!" عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی مرضی۔!"

"تمہیں اس سے تکلیف کیا پہنچی ہے! ہو سکتا ہے اِسے تم سے پہنچی ہو۔!"

سنگ نے سر گھمایا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔

"تم مطمئن رہو! میری موجودگی میں کوئی کسی بے بس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔!"

سنگ نے پھر آنکھیں بند کر لیں۔ دفعتاً سارہ چیخنے لگی۔ "مجھے بتاؤ وہ کس طرف گیا ہے.... میں اُسے تلاش کروں گی....!"

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔!" رینا غرائی۔ سنگ نے پھر آنکھیں کھول دیں اور سارہ کو عجیب نظروں سے دیکھنے لگا۔

"سبحان اللہ۔ آپ تو بہت گہری نکلیں۔!" جیمسن اردو میں بولا اور سنگ نے عمران سے

بدقت کہا۔ "کیا تم اس خبیث کی زبان بند نہیں کر سکتے۔!"

"اب اتنے چڑچڑے بھی نہ بنو.... تمہاری شخصیت پر نہیں سجتی یہ بات۔!"

"خدا جانے مجھے کیا ہو گیا ہے۔!" سنگ کراہ کر رہ گیا۔!

"ویسے پیارے چچا جان۔ اگر میں اس عورت کو یہ بتادوں کہ گوریلے تم ہی تھے تو یہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گی۔ کیونکہ اسے گوریلے میں اپنے لئے خلوص نظر آیا تھا۔ یقین کرو ایک مکار آدمی کی حیثیت سے تمہارا گلا گھونٹ دے گی۔!"

"ہوں۔!" سنگ کی یہ "ہوں" بہت طویل تھی۔ پھر وہ سارہ کو دیکھنے لگا۔ جیمسن جوزف کو آنکھ مار کر مسکرایا تھا۔

عمران نے رینا سے فرنچ میں کہا۔ "مجھے حیرت ہے کہ تم دونوں پر جو سیاہ پینٹ تھا وہ کیوں اُتار دیا گیا۔ جبکہ ہم ویسے کے ویسے ہی رہے۔!"

"میں کیا بتا سکتی ہوں اسکے بارے میں....!"

عمران نے پُر تشویش انداز میں سر کو جنبش دی اور اپنے ساتھیوں سے بولا۔ "تم دونوں بیٹھے منہ کیا دیکھ رہے ہو۔! ناشتے کی فکر کرو گے یا نہیں۔!"

"پھر وہی یلا کو....!" جیمسن بُرا سا منہ بنا کر اٹھتا ہوا بولا۔ جوزف بھی اٹھا اور دونوں غار کے دہانے کی طرف بڑھے.... لیکن جیسے ہی باہر نکلے ان کا راستہ روک لیا گیا۔ تین ریوالور بردار سامنے کھڑے تھے! اور ریوالور کا رخ غار کے دہانے ہی کی طرف تھا۔ تینوں سفید فام تھے۔

"واپس جاؤ....!" ان میں سے ایک بولا۔

لیکن وہ دونوں بت بنے کھڑے رہے....!

"تم نے سنا نہیں۔!"

وہ چپ چاپ مڑے اور اندر چلے آئے۔ عمران نے انہیں استفہامیہ انداز میں دیکھا۔

"وہ نہیں چاہتے جناب کہ ہم آوارہ گردی کریں۔!" جیمسن نے کہا۔

"کون نہیں چاہتے۔!"

"تین ریوالور بردار عین ہمارے پھاٹک کے سامنے موجود ہیں۔!"

عمران تیزی سے دہانے کی طرف بڑھا۔ رینا اُس کے پیچھے لپکی تھی۔!

Digitized by Google

"نہیں.... تم وہیں ٹھہرو۔" عمران نے مڑ کر کہا اور آگے بڑھ گیا۔

وہ تینوں اب بھی وہیں کھڑے تھے۔!

"واپس جاؤ....!" اُن میں سے ایک نے عمران کو للکارا۔

"تم کون ہو....!" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

"بحث مت کرو۔!"

"ہم بھوکے ہیں۔ کھانے کے لئے کچھ تلاش کرنے جارہے تھے۔!"

"کھانا یہیں پہنچ جائے گا۔ واپس جاؤ۔!"

"ہم نو افراد ہیں۔!"

"ہمیں علم ہے۔!"

"ایک بیمار بھی ہے۔!"

"ہمیں علم ہے.... اُس سے کہو کہ کھال اُتار دے ورنہ اُسی میں سڑ جائے گا۔!"

"اوہ.... تو تم جانتے ہو۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے.... تم واپس جاؤ....!"

"اس طرح واپس جاؤ کے نعرے لگاؤ گے تو میں تقریر شروع کردوں گا۔!"

"تم نہیں سنو گے....!"

"صرف ایک بات اور.... میں غاروں میں زندگی بسر کرنے کا عادی نہیں ہوں.... کیا یہاں کوئی بنگلہ کرائے پر مل سکے گا۔!"

"محل تعمیر ہو رہا ہے تمہارے لئے۔!"

"شکریہ.... شکریہ.... ناشتہ جلد بھجوانا۔!" کہتا ہوا عمران واپسی کیلئے مڑ گیا۔

"ٹھہرو....!" اُن میں سے ایک نے کہا۔ عمران رُک کر مڑا۔

"تینوں سیاہ فام عورتوں کو یہاں بھیج دو۔!" اُس نے کہا۔

"تم نے آخر ان پر یہ ظلم کیوں ہونے دیا۔!"

"ہم کچھ نہیں جانتے جو کچھ کہا جارہا ہے کرو....!"

عمران نے شانے سکوڑے اور واپس آگیا اور اُن تینوں عورتوں سے باہر جانے کو کہا۔

"کیوں جائیں.... ہم نہیں جائیں گی۔!" ایک نے کہا۔

"وہ تمہیں طلب کر رہے ہیں۔!"

"کون ہیں....؟"

"خود جا کر دیکھ لو.... میں تو نہیں پہچانتا۔!"

وہ ہچکچاتی ہوئی آگے بڑھیں.... دہانے تک گئیں اور پھر چیخیں مارتی ہوئی پلٹ آئیں۔!

"ہمیں بچاؤ ان سے۔!" اُن میں سے ایک عمران کے پیچھے چھپتی ہوئی بولی۔ "یہ درندے ہیں۔ اُس بن مانس سے بھی زیادہ خطرناک۔ خدا کیلئے ہمیں بچالو....!"

سفید فاموں میں سے ایک پستول تانے دوڑتا ہوا اُن کے پیچھے چلا آیا تھا۔!

"چلو.... چلو.... نکلو تم تینوں.... باہر نکلو....!" وہ ریوالور کو جنبش دے کر غرایا۔

عمران نے اپنے پیچھے پناہ لینے والی کا ہاتھ پکڑا اور گھسیٹتا ہوا بولا۔ "چلو جاؤ! کیا ہمیں بھی مرواؤ گی۔!"

وہ اُسے کھینچ کر سفید فام آدمی کے قریب لایا۔ پھر وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ عمران نے عورت کو دائیں جانب دھکا دے کر ریوالور پر ہاتھ ڈال دیا۔ ساتھ ہی اُس کا دایاں گھٹنا بھی اوپر اٹھا تھا! حریف کراہ کر الٹ گیا! ریوالور عمران کے ہاتھ میں تھا۔

"اسے سنبھالو....!" وہ جوزف سے کہتا ہوا دہانے کی طرف بڑھ گیا۔!

"ہوشیاری سے....!" اُس نے رینا کو کہتے سُنا۔

ریوالور اُس نے جیب میں ڈال لیا اور دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے ہوئے غار سے باہر نکل آیا۔

"وہ تینوں اُس سے چمٹ گئی ہیں! گرا لیا ہے اور بُری طرح مرمت کر رہی ہیں چلو دیکھو۔!"

اُس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں انہیں اطلاع دی۔ وہ بے ساختہ آگے بڑھے۔ عمران ایک طرف ہٹ گیا۔ لیکن وہ اُس سے ایک ہی قدم آگے بڑھے ہوں گے کہ ریوالور کا دستہ ایک کی گردن پر پڑا اور دوسرا جتنی دیر میں معاملے کی نوعیت کو سمجھ سکتا خود بھی سر پر چوٹ کھا بیٹھا۔ یکے بعد دیگرے دونوں منہ کے بل گرے تھے۔ اور دوبارہ نہیں اٹھ سکے تھے۔!

عمران نے بڑی پھرتی سے دونوں ریوالور اٹھا لئے اور جیمسن کو آواز دی۔!

وہ فوراً ہی دوڑ آیا تھا۔ اُن دونوں کو اس حال میں دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

Digitized by Google

"جلد ہی ہوش میں آجائیں گے! انہیں بھی اندر ہی اٹھوا لے چلو۔" عمران نے کہا۔

جیمسن کے پیچھے پیچھے رینا بھی وہیں چلی آئی اور وہی دونوں انہیں ایک ایک کر کے اٹھا لے گئے۔ اُن کا تیسرا ساتھی ہوش ہی میں تھا۔

اُن دونوں کو اس حال میں دیکھ کر اُس کے منہ سے مغلظات کا طوفان اُمنڈ پڑا۔

"زبان بند کرو۔ ورنہ گلا گھونٹ دوں گا۔!" جوزف اُس کی گردن دبوچ کر بولا۔

عمران نے تینوں کی کارتوسوں کی پیٹیاں بھی اُتروا لیں اس کے علاوہ اور کوئی کام کی چیز اُن کے پاس سے برآمد نہیں ہوئی تھی۔!

"تمہیں پچھتانا پڑے گا اس کیلئے جو کچھ کر رہے ہو۔!" سفید فام نے عمران کو وارننگ دی۔

اس دوران میں سنگ بھی اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ لیکن قطعی خاموش تھا۔ دفعتاً سفید فام نے اُس کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔ "کیا ہم نہیں جانتے تھے کہ گوریلا یہی ہے۔ جب چاہتے گولی مار دیتے۔!"

"میں ان حرکتوں کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔!" عمران نے کہا۔

"تم ہو کون....!" سفید فام نے نتھنے پھلائے۔

"کوئی بھی ہوں۔ لیکن تم میں سے نہیں ہوں۔!"

"وہ تو ظاہر ہی ہے۔!" اُس نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

سارہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سنگ ہی کو گھورے جا رہی تھی۔ اُس نے اُس کے بارے میں سفید فام آدمی کا ریمارک سُنا تھا اور اُسے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پھر دفعتاً جھپٹ کر سنگ کے قریب پہنچی اور کھال کے اُس ٹکڑے کو بغور دیکھنے لگی جو سنگ کی کمر کے گرد لپٹا ہوا تھا۔!

"مجھے معاف کر دو بے بی۔!" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کیا تم نے اُس کھال کو ضائع کر دیا۔!"

"مجھے کچھ پتا نہیں.... میری طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ میں بیہوش ہو گیا تھا جو کچھ کیا ہے انہی لوگوں نے کیا ہے۔!"

"خدا انہیں غارت کرے۔ انہوں نے میری مسرت مجھ سے چھین لی۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔!

"ویسے کیا میں گوریلے سے بھی زیادہ بدصورت ہوں۔!"

وہ اُس کے پاس سے ہٹ کر دور جا کھڑی ہوئی اور اُس کی طرف پشت کر لی۔

اُدھر عمران سفید فام آدمی سے کہہ رہا تھا۔ "تم لوگ کسی غار میں تو رہتے نہ ہو گے اس پہاڑ کو کاٹ کر کوئی معقول سی جگہ بنائی ہو گی۔ وہاں تک پہنچنے کے راستے کی نشان دہی کرو۔!"

سفید فام قہر آلود لہجے میں بولا۔ "زندہ رہنا چاہتے ہو تو حد سے آگے نہ بڑھو۔!"

"اچھا تو یہاں ہماری موجودگی کا مقصد ہی بتا دو۔!"

"ہمیں خود اپنی موجودگی کا مقصد نہیں معلوم تمہیں کیا بتائیں گے۔!"

"وقت نہ ضائع کرو۔!" سنگ نے عمران سے کہا۔ "غالباً یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔!"

"اچھا تو پھر کیا ان تینوں کو اُبال کر کھائیں گے۔" عمران نے بھنا کر پوچھا۔

"انہیں جانے دو اور ان کا اسلحہ بھی واپس کر دو۔"

"اور ان تینوں عورتوں کو بھی لے جانے دوں۔!"

"کیا فرق پڑے گا اس سے۔!"

"وہ جانا نہیں چاہتیں۔"

"جنگل کا قانون.... یہی دیکھو کہ میں نے اِن کے مردوں کو مار ڈالا ہے۔ یہ جانتے ہیں۔ لیکن مجھ سے باز پُرس نہیں کی! تم نے تھریسیا کو پریشان کر ڈالا ہے لیکن زندہ ہو....!"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو۔!"

"اگر تم اپنے مقصد کا حصول چاہتے ہو تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر مت الجھو۔ اسلحہ واپس کر دو۔!"

اُن دونوں کے درمیان اردو میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جیمسن نے کہا۔ "آپ اسکی باتوں میں ہرگز نہ آیئے گا۔ الٹیوں نے اس کا دماغ بھی الٹ دیا ہے۔!"

"تم خاموش رہو....!" عمران غرایا۔

وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اُس نے سفید فاموں کا اسلحہ میگزین سمیت اُس کے سامنے رکھ دیا جو ہوش میں تھا۔!

"تمہاری بات پوری طرح میری سمجھ میں آگئی ہے۔ دراصل جو کچھ بھی ہوا ہے غلط فہمی میں ہوا ہے۔!" اُس نے کہا۔

"ٹھیک ہے....!" سفید فام سر ہلا کر بولا۔ "ہم بھی اسے بھول جائیں گے اور یہ تینوں

Digitized by Google

ہمارے ساتھ جائیں گی۔!"

عمران کچھ نہ بولا۔ اسلحہ واپس ہوتے ہی اُن تینوں عورتوں نے پھر چیخنا شروع کر دیا۔

"خاموش رہو۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "تم یہاں بہت دنوں سے ہو اور اپنی مرضی سے آئی ہو۔ ان حالات کی عادی.... ہم نووارد ہیں اور اپنی خوشی سے نہیں آئے۔ زبردستی ساتھ لائے گئے ہیں۔ اس لئے ایسے جھگڑوں میں نہیں پڑنا چاہتے۔!"

"یہ ہم سے جانوروں کی طرح کام لیتے ہیں۔!" ایک سیاہ فام عورت بولی۔ "ہم اس زندگی سے تنگ آگئی ہیں۔!"

"ہو سکتا ہے ہم بھی اپنی زندگیوں سے تنگ آجائیں۔!" عمران نے کہا۔

اتنے میں دونوں بیہوش آدمیوں نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ کچھ دیر بے حس و حرکت پڑے رہ کر شائد حالات کا اندازہ لگاتے رہے پھر اپنے ساتھی کے قبضے میں اپنا اسلحہ دیکھ کر پھرتی سے اٹھ بیٹھے!

"سب ٹھیک ہے۔!" اُن کا ساتھی ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ یہ تینوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔!"

وہ دونوں خاموشی سے اٹھے اور اپنے اپنے ریوالور اور کارتوسوں کی پیٹیاں سنبھال لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس سے پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو.... وہ اُن تینوں عورتوں کو ساتھ لے کر غار سے چلے گئے۔!

کچھ دیر تک خاموشی رہی۔ پھر رینا بولی۔ "میری تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آرہا۔!"

"فی الحال کچھ سمجھنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔!" عمران بولا۔

"اس وقت میرا دل ٹوٹ گیا ہے۔" جیمسن نے ٹھنڈی سانس لے کر اونچی آواز میں کہا۔

"کون سی بپتا پڑی ہے تم پر۔" عمران نے اُس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"ہم تین مظلوم عورتوں کی مدد نہ کر سکے۔!"

"یہاں ہزاروں مظلوم ہیں۔ اگر اس وقت ہم صرف تین عدد کے معاملے میں الجھتے تو شائد یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتے۔ لہٰذا اُن ہزاروں مظلوموں کو مدِ نظر رکھ کر فی الحال صبر کرو.... اگر چچا بروقت نہ ٹوک دیتا تو مجھ سے بھی عقلمندی سرزد ہی ہو گئی تھی۔!"

"تم لوگ اگر انگلش ہی میں گفتگو کرو تو بہتر ہے۔!" رینا نے کہا۔

"تمہارے خلاف کچھ نہیں کہا جارہا۔" جیمسن نے نتھنے پھلائے۔

"تم اتنے چڑچڑے کیوں ہورہے ہو۔ ناشتہ ابھی آجائے گا۔!" عمران نے کہا۔

رینا اُس کے قریب آکر اُسے بغور دیکھتی ہوئی بولی۔ "اگر انہوں نے ہم دونوں کو بھی لے جانا چاہا تو تمہارا رویہ کیا ہوگا۔!"

"ہم میں سے کسی کو بھی وہ زبردستی نہیں لے جاسکتے! اُس سے پہلے انہیں مجھ کو جان سے مار دینا پڑے گا۔!"

"لیکن میں تنہا رہ گیا ہوں۔!" سنگ کراہا۔

"کون کہتا ہے۔!" عمران اُس کی طرف مڑ کر بولا۔

"تم ابھی دیکھ ہی لوگے۔ اگر وہ تم لوگوں کیلئے کھانے کو کچھ لائے۔!"

"میں نہیں سمجھا! تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!"

سنگ نے دوسری طرف منہ پھیر لیا۔ سارہ بھی اٹھ کر عمران کے قریب آکھڑی ہوئی اور آہستہ سے پوچھا۔ "یہ آخر ہے کون۔؟"

"ہے میرا ایک شناسا۔! جو مجھ سے پہلے ہی یہاں آپھنسا تھا۔!"

"آخر اس نے گوریلے کی کھال کیوں پہن رکھی تھی۔"

"عورتوں کا رسیا ہے لیکن دانتا کلکل سے گھبراتا ہے۔!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"عورتیں گوریلا سمجھ کر اس کا دماغ نہیں چاٹتیں اور یہ نہایت سکون کے ساتھ اپنے کام سے کام رکھتا ہے.... پچھلے سال چھ ماہ تک ریچھ کی کھال پہن کر ایک چڑیا گھر میں مقیم رہا تھا۔ کیونکہ اُس چڑیا گھر کی ساری کارکن عورتیں تھیں۔!"

"میرا دل چاہتا ہے کہ اسے گولی ماردوں۔!" سارہ دانت پیس کر بولی۔

"ذرا کچھ تندرست ہوجانے دو۔!"

"اسے آخر ہوا کیا ہے۔!"

"کسی پُراسرار بیماری نے جکڑ لیا ہے۔!"

"اَب بکواس بند کرو۔!" سنگ نے عمران کو فرنچ میں للکارا۔

"اوہو.... فرنچ بھی بول سکتا ہے۔!" سارہ نے کہا۔

"اسے دنیا کی بیشتر زبانوں پر عبور حاصل ہے۔!"

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ غار کے دہانے کی طرف متوجہ ہوگئے۔ وہی تینوں سفید فام پھر دکھائی دیئے اور اُن کے ساتھ ایک سیاہ فام عورت بھی تھی جس نے اپنے سر پر ایک بڑا سا ٹوکرا اٹھا رکھا تھا۔!

"یہ تمہارے لئے کھانے پینے کی چیزیں ہیں۔!" ایک سفید فام نے ٹوکرے کی طرف اشارہ کیا۔ "ان چیزوں کو تم ہماری موجودگی ہی میں استعمال کرو.... لیکن۔!"

"لیکن کیا....؟" عمران نے سوال کیا۔

"اس میں اسے کچھ نہیں ملے گا۔!" اُس نے سنگ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا بات ہوئی۔!"

"اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے۔!"

"تب پھر تم اپنا یہ ٹوکرا واپس لے جاؤ۔ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"یور میجسٹی....!" جیمسن نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اَپ....!"

"بات نہ بڑھاؤ.... کھالو تم لوگ....!" سنگ ہی نے کہا۔ "ابھی میں کچھ کھا پی نہیں سکوں گا۔ کچھ کھانے کے تصور ہی سے معدہ حلق کی طرف آنے لگتا ہے۔!"

"وہ الگ بات ہے لیکن اس شرط کے ساتھ میں اسے قبول نہیں کرسکتا۔" عمران نے کہا۔

"تو تم اسے لینے سے انکار کررہے ہو۔!"

"ہاں.... اس شرط کے ساتھ اس کی طرف دیکھنے کا بھی روادار نہیں ہوں۔!" عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"بھوکے مرجاؤ گے....!"

"یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے۔!"

"اچھی بات ہے۔!" سفید فام نے کالی عورت کو واپسی کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب غار سے نکلے

Digitized by Google

چلے گئے تھے۔!

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔!" ریٹا بولی۔

"کیا وہ پھل بُرے تھے۔!" عمران نے اُس سے سوال کیا۔

"نہیں..... بہت خوش ذائقہ تھے۔!"

"بس تو فی الحال ہم انہی پر گذارہ کریں گے۔!"

"تم نے اچھا نہیں کیا۔!" سنگ بولا۔ "میرے ساتھ اُن کا یہی رویہ ہے۔ مجھے اپنے لئے خود غذا تلاش کرنی پڑتی ہے۔!"

"میں جارہا ہوں یلا کو کی تلاش میں۔!" جوزف اٹھتا ہوا بولا۔

"یہی بہتر ہوگا۔ میں بھی چل رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور جیمسن سے بولا۔ "تم یہیں ٹھہرو گے۔!"

وہ دونوں غار سے باہر آئے۔ اِس بار اُن کا راستہ کسی نے بھی نہ روکا۔ دور دور تک کوئی بھی نہ دکھائی دیا۔

"باس! آخر وہ لوگ آئے کہاں سے تھے؟" جوزف نے پُر تشویش لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تمہیں وہ دھواں یاد نہیں.....! اسی پہاڑ کے اندر انہوں نے کوئی جگہ بنا رکھی ہے۔!"

"کیوں نہ ہم اُس کا راستہ تلاش کریں۔!"

"ابھی نہیں۔ پہلے یلا کو۔!"

جیمسن خاموش بیٹھا سنگ ہی کو گھورتا رہا۔ ریٹا اور سارہ دور جا بیٹھی تھیں۔ اور اتنی آہستگی سے گفتگو کر رہی تھیں کہ جیمسن سُن نہیں سکتا تھا۔ کبھی وہ اُن کی طرف دیکھتا اور کبھی سنگ کی طرف۔!

اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ اٹھ کر سنگ کی گردن مروڑ دے۔ اس مردود کی بدولت وہ ڈھنگ [illegible]

اُس نے سوچا اگر جان سے مار نہیں سکتا تو کم از [illegible] میں [illegible]

Digitized by Google

ہذا اُس نے اردو میں ہانک لگائی۔ "ہاں..... جی وہ طوطا تو ابھی تک کہیں نہ دکھائی دیا۔ جس نے تمہیں گوریلا بنایا تھا۔!"

"دیکھ ہی لو گے کبھی نہ کبھی۔!" سنگ بیزاری سے بولا۔

"خواب میں.....!"

"دیکھو میں الجھنا نہیں چاہتا..... تم اپنی زبان بند رکھو..... ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"میں نے تمہارا بڑا شہرہ سُنا تھا۔ لیکن تم تو دو چار الٹیاں بھی نہ سہار سکے۔!"

"پھر کہہ رہا ہوں کہ مجھے غصہ نہ دلاؤ۔!"

"ہاتھ پیر تو ہلا نہیں سکتے! غصہ کیا آئے گا۔!"

دفعتاً ریٹا نے جیمسن کو مخاطب کیا۔ "کیا تم پھر اُسے چھیڑ رہے ہو۔!"

"نہیں..... اِس کے خون میں گرمی پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ شائد اسی طرح اس کے ہاتھ پاؤں میں جان آجائے۔!"

"نہیں.....! عمران نے تمہیں باز رکھنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا میں بھی اسے پسند نہیں کروں گی۔!"

"محض اِس لئے کہ مسٹر عمران کو پسند کرنے لگی ہو۔!"

"مجھ سے گفتگو کرنے میں محتاط رہو۔ ورنہ چمڑی اُدھیڑ دوں گی۔!"

"فکر نہیں! میں بھی گوریلے کی چمڑی چڑھا لوں گا۔!"

یکایک سارہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سنگ کے پاس آبیٹھی۔ سنگ نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کا تنفس کسی قدر تیز ہو گیا۔!

"تم بالکل فکر نہ کرو۔!" وہ جھک کر آہستہ سے بولی۔ "تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔!"

سنگ نے آنکھیں کھولے بغیر پوچھا۔ "کیا تم مجھ سے ناراض نہیں ہو۔!"

"کچھ دیر پہلے تھی۔ اب نہیں ہوں۔ تمہیں دوبارہ کھال نہیں پہننے دوں گی۔ باتیں بہت کم کرتا ہوں۔!"

"تم شوق سے باتیں کرو۔ جتنی چاہو کرو..... وہ عمران تو میرا مضحکہ اڑا رہا تھا۔ میں نے کسی وجہ سے کھال [illegible]۔!"

"پہنی ہو گی۔ میں وجہ بھی نہیں پوچھوں گی۔!"

"شکریہ.....!تم بہت اچھی ہو۔!"

اُدھر جیمسن کا پارہ مزید چڑھنے لگا تھا۔ سارہ کے سلسلے میں خود امیدواری کی سوچ رہا تھا۔ یہ مردود سنگ ہی کہاں سے ٹپک پڑا۔ وہ اُسے شروع ہی سے پسند آئی تھی۔ دفعتاً غار کے ایک گوشے سے ایسی آواز آئی جیسے کسی پرندے نے پر پھڑپھڑائے ہوں۔ وہ سبھی چونک کر اُس طرف متوجہ ہو گئے.... غار کے اُس حصے میں تاریکی تھی۔ اور پھر انہیں وہ پرندہ نظر آ گیا۔ جو اُن کی طرف بڑھتا آ رہا تھا۔ یہ ایک بہت بڑا اور کئی رنگوں والا افریقی طوطا تھا۔

وہ حیرت سے اُسے دیکھنے لگے اور سنگ نے اٹھ بیٹھنے کی کوشش کر ڈالی لیکن ناکام رہا۔!

اچانک طوطا انگلش میں بولا۔ "کیوں حرامی تم یہاں چھپے ہوئے ہو.... میں تمہیں نہ جانے کہاں کہاں تلاش کر آیا۔ خواتین و حضرات.... یہ وہ شخص ہے جس کی پیدائش کے بعد بھی ماں کی شادی نہیں ہو سکی تھی۔!"

"دفع ہو جا مردود.....!" سنگ دانت پیس کر بولا۔

طوطے نے بالکل کسی آدمی کے سے انداز میں قہقہہ لگایا اور پھر بولا۔ "خواتین و حضرات! تم میں سے کوئی مجھے فارسی بھی پڑھا سکتا ہے۔!"

"کیوں نہیں۔!" جیمسن بول پڑا۔ "فارسی میں ایسے آدمی کو نُطفہ نا تحقیق کہتے ہیں۔!"

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا جیمسن.....!" سنگ دانت پیس کر بولا۔

"اوہ.... تم غصہ مت کرو.....!" سارہ آہستہ سے بولی۔ "میں اس طوطے کو پکڑنے کی کوشش کرتی ہوں۔!"

"اور پکڑتے ہی گردن مروڑ دینا۔!"

وہ اٹھ کر آہستہ آہستہ طوطے کی طرف بڑھنے لگی۔

"ٹھہر جاؤ محترمہ۔!" طوطے نے کہا۔ "اگر مجھے میری مرضی کے خلاف پکڑا گیا تو میں دھماکے کے ساتھ پھٹ جاؤں گا اور پکڑنے والے کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ میں زیرولینڈ کے عجائبات میں سے ہوں۔!"

"ٹھہر جاؤ.... ٹھہر جاؤ.... اُس کے قریب مت جانا.....!" سنگ مضطربانہ انداز میں بولا۔

سارہ مڑ کر اُس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ واپس آ جاؤ۔!"

"یعنی یہ دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔!"

"ہاں.... یہ غلط نہیں کہتا۔ مجھے دھیان نہیں رہا تھا کہ یہ کس قسم کا طوطا ہو سکتا ہے۔!" ان لوگوں نے جانوروں اور پرندوں پر بھی عجیب قسم کے تجربات کئے ہیں۔!"

"حرامی ٹھیک کہہ رہا ہے محترمہ۔!"

سارہ پھر سنگ کی طرف پلٹ گئی اور جیمسن نے کہا۔ "طوطے صاحب! میں تمہیں فارسی پڑھا دوں گا۔!"

"میرا نام الیگزانڈر ہے۔!" طوطے نے کہا۔

"تو پھر فلسفہ تم نے ارسطو سے پڑھا ہو گا۔!"

"دراں چہ شک۔!" طوطے نے فارسی میں کہا۔

"کمال ہے.... تمہیں تو آتی ہے فارسی۔!"

"بس اِسی حد تک آتی ہے۔ اُس روایتی طوطے کی طرح جس کے مالک نے صرف یہی ایک جملہ رٹا دیا تھا۔!"

"خدا کی پناہ تمہیں اُس روائیتی طوطے کا بھی علم ہے۔!"

"میں ادب کا طالب علم بھی ہوں اور ساری دنیا کے ادب کے تراجم میری نظروں سے گذر چکے ہیں۔ ویسے تمہاری اپنی زبان کیا ہے۔!"

"تم نے نام بھی نہ سنا ہو گا۔!"

"پھر بھی.... بتاؤ.... شائد سُنا ہی ہو۔!"

"اُردو....!"

"مرزا غالب کا کوئی شعر سناؤں۔!" طوطے نے اُردو ہی میں کہا اور جیمسن اُچھل پڑا۔

"حیران ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں....! دوسرا مصرعہ تم سناؤ۔!" طوطے نے کہا۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں نے ابھی تک غالب کا تفصیلی مطالعہ نہیں کیا۔!"

"مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں۔!" طوطے نے دوسرا مصرعہ بھی پڑھ دیا۔

Digitized by Google

"میں فارسی میں اتنا قابل نہیں ہوں کہ تمہیں پڑھا سکوں۔!" جیمسن کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"یہ حرامی پڑھا سکتا ہے لیکن میں اس سے نہیں پڑھوں گا۔!"

سنگ بڑا بل کھاتا رہا۔ اُس کی حالت دیکھ کر جیمسن کو ہنسی آگئی۔ سنگ سارہ کی طرف متوجہ ہو گیا اور اُس سے بولا۔ "میرا ایک کام کر دو۔!"

"بتاؤ میں ضرور کروں گی۔!"

"وہ اُدھر اس بڑے پتھر کے قریب چمڑے کا بڑا تھیلا پڑا ہوا ہے۔ اُسے اٹھا لاؤ۔!"

وہ اٹھ کر بتائی ہوئی سمت میں چل گئی۔ جیمسن طوطے سے بکواس کیئے جا رہا تھا۔ وہ اس سے طرح طرح کے سوالات کرتا اور جوابات پر متحیر ہوتا رہا۔ ادھر سارہ وہ تھیلا اٹھا لائی اور سنگ کو تھماتی ہوئی بولی۔ "کیا طوطے پر فائر کرو گے؟"

"نہیں بے بی، اس تھیلے میں ریوالور نہیں ہے، ہمیں نہتا کر دیا گیا ہے اور اسی بنا پر یہ لوگ اکڑ رہے ہیں۔!"

"لیکن تمہارے ساتھ یہ رویہ کیوں ہے؟ تمہیں کیوں ناشتے سے روک دیا گیا....؟"

"مرضی ہے اُن کی، جو دل چاہتا ہے کرتے ہیں۔" سنگ نے کہا اور تھیلے میں ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر شپلالی نکال کر منہ میں بھر لی۔

"ارے، ارے.... یہ تو گھاس کھا رہا ہے۔" طوطا چیخ پڑا۔

اُدھر جیمسن نے سوچا کہیں اب سنگ اٹھ ہی نہ بیٹھے۔ اُسے شپلالی کا تجربہ ہو چکا تھا۔ حلق سے اترتے ہی خون کے دوران کو تیز کر دیتی تھی۔ اُس نے طوطے سے کہا۔ "اب تم بھاگ جاؤ دوست.... ورنہ تمہاری خیر نہیں۔!"

"کیوں خیر.... کیوں نہیں؟"

"اب یہ اٹھ کھڑا ہو گا۔"

"کیا گھاس کھا کر؟"

"ہاں کچھ ایسی ہی بات ہے۔!"

"اٹھ کھڑا ہونے دو، میں اس کے ہاتھ نہیں آؤں گا۔ پہلے بھی بہت کوشش کر چکا ہے۔!"

"آخر تم اس کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو....!"

Digitized by Google

"اگر یہ مجھے اپنے باپ کا نام بتا دے تو میں اسے معاف کر دوں گا۔!"

"تمہیں اس کے باپ سے کیا سروکار؟"

"اس کا نام لے لے کر گالیاں دوں گا جو ایسے بدذات کی پیدائش کا باعث بنا ہے۔!"

دوسری طرف سنگ شپلالی چبا چبا کر اس کا رس حلق سے اتارتا رہا۔ اثر.... حیرت انگیز ہوا تھا۔ سارے جسم میں گرمی دوڑ گئی تھی اور وہ فوری طور پر خاصی توانائی محسوس کرنے لگا.... پھر یک بیک اُس نے طوطے پر چھلانگ لگائی لیکن وہ اڑ کر دور جا بیٹھا اور بولا۔ "میں تو صرف یہ دیکھنے آیا ہوں کہ تم زندہ ہو یا مر گئے۔ اب جا رہا ہوں۔!"

وہ پھر اڑا اور غار کے تاریک گوشے میں غائب ہو گیا جدھر سے آیا تھا۔ سنگ بھی اُسی طرف دوڑا گیا.... لیکن واپسی پر خالی ہاتھ تھا۔ جیمسن خاموشی سے اُسے دیکھتا رہا۔

"اوہ.... تو تم اب بالکل ٹھیک ہو۔ وہ کس قسم کی گھاس تھی۔!" سارہ نے حیرت سے پوچھا۔

"سارے چرندے ایسے ہی چاق و چوبند ہوتے ہیں۔" جیمسن بولا۔

"میں تجھے عمران کی موجودگی میں ٹھیک کروں گا۔ اور اس کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کس طرح تیری جان بچائے۔!"

"ابھی نپٹ لو۔" جیمسن نتھنے پھلا کر بولا۔

"نہیں، ابھی نہیں، ورنہ سچ مچ تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا۔!"

"نہیں، نہیں.... تم دونوں جھگڑا مت کرو۔" سارہ اُن کے درمیان آتی ہوئی بولی۔

رینا جیمسن کا بازو پکڑ کر دوسری طرف ہٹا لے گئی تھی۔

"تم آخر چین سے کیوں نہیں بیٹھتے؟" اُس نے کہا۔

"اُس کی شکل دیکھتے ہی غصہ آ جاتا ہے۔" جیمسن نے کہا۔

"لیکن تمہیں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمہارے باس کا کیا رویہ ہے؟"

جیمسن کچھ نہ بولا۔

"یہ طوطا میری سمجھ میں نہیں آیا....!" رینا نے کہا۔

"سمجھ میں تو میری بھی نہیں آتا، کیونکہ طوطے اتنا ہی بول سکتے ہیں جتنا انہیں رٹا دیا جاتا ہے۔ باقاعدہ گفتگو نہیں کرتے۔ قصے کہانیوں کی بات ہے۔"

اتنے میں عمران اور جوزف واپس آ گئے.... ان کے پاس خاصی مقدار میں یلا کو تھے۔ سنگ کو اس حال میں دیکھ کر متحیر رہ گئے۔

"اب تم بات نہ بڑھانا۔" رینا نے جیمسن سے کہا۔ وہ کچھ نہ بولا۔

"اوہ.... یہ تو میرے دھیان ہی میں نہیں آئی تھی۔" جوزف نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔

"چلو.... ناشتے کی میز پر۔" عمران نے ہانک لگائی۔

"میں ان پھلوں کو نہیں کھا سکتا۔" سنگ نے کہا۔

"چلو کھاؤ.... وہ محض اتفاق تھا۔!"

وہ یلا کوؤں کے ڈھیر کے گرد بیٹھ گئے اور رینا، عمران کو اُس حیرت انگیز طوطے سے متعلق بتانے لگی۔ سنگ اُن سے بہت دُور جا بیٹھا تھا۔

"تو وہ جھوٹ نہیں بولا تھا۔" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر یہاں ایسی کوئی حیرت انگیز چیز نظر آئے تو اس سے دور ہی رہنا۔"

"ہم کیا کر سکیں گے۔" رینا نے مایوسی سے کہا.... پھر اُس نے عمران کو اس وارننگ سے آگاہ کیا جو سنگ ہی نے جیمسن کو دی تھی۔

"تم باز نہیں آؤ گے؟" عمران جیمسن کو گھورتا ہوا بولا۔

جیمسن سر جھکائے یلا کو کھاتا رہا۔ "یقین کرو، تمہیں معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ کب تمہاری کس رگ پر ضرب لگی اور تم ختم ہو گئے۔ اُس سے اِس طرح محتاط رہو جیسے اندھیرے راستوں کے مسافر سانپوں کا دھیان رکھتے ہیں۔"

"سانپ کا سر ہی کیوں نہ کچل دیا جائے؟"

"فی الحال وہ سیلاب کا سانپ ہے اور ہم دونوں ہی اپنی اپنی زندگیاں بچانے کی فکر میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کسی مرحلے پر وہ ہمارے کام آ سکے۔ کیونکہ دونوں کا دشمن ایک ہی ہے۔"

"بہتر ہے، اب میں اُس سے نہیں اُلجھوں گا لیکن آپ بھی تو چٹکیاں لیتے رہتے ہیں۔"

"اور پوری طرح ہوشیار رہتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سنگ کے قریب بیٹھا نظر آیا اور اُس سے کہہ رہا تھا۔ "اب کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے۔"

"ضرور کرو۔" سنگ نے لاپرواہی سے کہا۔

"تمہیں کم از کم اس حصے کا جائزہ لینا چاہئے تھا جہاں طوطا غائب ہوا تھا۔!"

"میں سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ اُن کی اِس کمین گاہ سے بھی واقف ہوں جو انہوں نے اس پہاڑ میں بنا رکھی ہے لیکن اس سے کیا ہوتا ہے.... مجھے تو تھریسیا پر ہاتھ ڈالنا ہے۔"

"لیکن میرا مشن کچھ اور ہے۔" عمران نے کہا۔

"مجھے تمہارے مشن سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے؟"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "تو پھر میرا تمہارا کیا ساتھ؟"

"تمہاری مرضی۔" سنگ نے شانے سکوڑے۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ لیکن علیحدہ ہونے سے قبل ہمیں اس پر متفق ہونا پڑے گا۔ یہاں اس جنگل میں ہمارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔"

"ارے تو کیا تمہیں میرے اس فیصلے کی اطلاع ابھی تک نہیں ملی۔" عمران نے حیرت سے کہا۔ "حالانکہ تمہیں اس کا علم اُسی وقت ہو جانا چاہئے تھا۔ جب تم بالکل بے دست و پا پڑے ہوئے تھے اور میں نے تمہارا ٹینٹوا نہیں دبا دیا تھا۔"

"ہاں، ہاں، ٹھیک ہے لیکن سارہ میرے ہی ساتھ رہے گی۔"

"اس کا فیصلہ میں نہیں کر سکتا، رینا کرے گی.... کیونکہ سارہ خود بھی اس کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ رینا کے چارج میں ہے۔"

"یہ دونوں ہیں کون؟"

"فرنچ سیکریٹ سروس سے متعلق ہیں اور ان کا پورا گروپ میرے چارج میں دیا گیا تھا۔"

"نکل آئی نا جھگڑے والی بات؟"

"یہ مسئلہ اسی جنگل میں پیدا ہوا ہے چچا، اس لئے مجبوری ہے۔"

"یعنی تم جھگڑا کرو گے؟"

"حتی الامکان یہی کوشش ہوگی کہ جھگڑا نہ ہو۔"

Digitized by Google

"اگر سارہ میرے ساتھ رہنے پر مصر ہوئی تو؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ رینا کی موجودگی میں وہ اتنی بااختیار نہیں ہے۔"

"خیر.... خیر.... دیکھا جائے گا۔"

"ایک بات بتادوں۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اگر رینا کو کوئی گزند پہنچا تو پھر اعلان جنگ سمجھو۔"

"ابے تو کیا میں تجھ سے ڈرتا ہوں۔"

"اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟" عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا۔

"سارہ بے بی...." سنگ نے سارہ کو آواز دی اور وہ دوڑی آئی۔

"ہم یہاں سے علیحدہ ہو رہے ہیں، تم کس کے ساتھ رہنا پسند کرو گی؟" سنگ نے اُس سے پوچھا۔

"کس سے علیحدہ ہو رہے ہو؟"

"تم رینا کی پابند ہو اور وہ میرے ساتھ ہے۔" عمران بولا۔

سارہ نے مڑ کر رینا کی طرف دیکھا۔ وہ دور کھڑی انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ عمران نے اُسے اشارے سے قریب بلایا اور بولا۔ "گوریلے کا خیال ہے کہ وہ سارہ کو اپنے ساتھ لے جائے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" رینا نے سخت لہجے میں کہا۔

"سارہ بے بی، میں تمہارا فیصلہ سننا چاہتا ہوں۔" سنگ بولا۔

لیکن اُس کے کچھ بولنے سے قبل بھاری قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر غار کے دہانے کی طرف متوجہ ہو گئے۔

وہی تینوں مسلح سفید فام آدمی پھر دکھائی دیئے۔ ریوالور ہاتھوں میں تھے۔ ایک نے آگے بڑھ کر کہا۔ "اب یہ دونوں ہمارے ساتھ جائیں گی۔"

"اب بتاؤ بھتیجے؟" سنگ نے اردو میں کہا۔

"صرف یہی دونوں کیوں؟ ہم بھی کیوں نہیں؟" عمران نے سفید فام آدمی سے سوال کیا۔

"تمہارا بھی وقت آئے گا۔"

"لیکن تم انہیں اس طرح نہیں لے جا سکو گے جس طرح اُن تینوں کو لے گئے تھے۔"

"اگر کسی نے دخل اندازی کی کوشش کی تو مارا جائے گا۔"

"میں دخل اندازی کروں گا۔" سنگ اٹھتا ہوا بولا۔

"تم بیمار ہو، چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔"

"میں کہتا ہوں اگر تم تینوں زندہ رہنا چاہتے ہو تو چپ چاپ واپس چلے جاؤ۔ میں تنہا تم تینوں کے لئے کافی ہوں۔"

تینوں نے اس طرح ایک دوسرے کی طرف دیکھا جیسے کوئی غیر متوقع بات ہو گئی ہو۔

"میں سمجھتا ہوں۔" سنگ سر ہلا کر بولا۔ "واپس جاؤ اور مجھے مار ڈالنے کی اجازت حاصل کرو۔ اس سے پہلے یہ ناممکن ہے۔"

سارہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے سنگ کو دیکھے جا رہی تھی۔ سنگ نے اُن تینوں سے پھر کہا۔ "اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔ میں ضرور دخل اندازی کروں گا۔ اس لئے واپس جاؤ اور بدلتے ہوئے حالات کے تحت دوسرے احکامات حاصل کرو۔"

وہ کچھ نہ بولے...: جیمسن اور جوزف جہاں تھے وہیں بیٹھے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

دفعتاً وہ تینوں مڑ کر باہر نکل گئے اور سنگ نے کہا۔ "اب جو تدبیر کرنی ہے کرلو....!"

جوزف اٹھ کر عمران کے پاس آیا۔ "اب کیا کہتے ہو باس؟ تمہیں پہلے ہی اُن کا صفایا کر دینا چاہئے تھا۔ اگر وہ تینوں ریوالور ہمارے ہاتھ آگئے ہوتے۔"

"یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں ہے۔" سنگ بولا۔ "تین ریوالور اور چند کارتوس سے تم کیا کر لیتے۔"

"تم کیا سوچ رہے ہو؟" عمران نے سنگ سے پوچھا۔

"میں کیا سوچوں گا، جب تک تھریسیا نہ چاہے مجھے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔"

"اور اگر اب اس نے اپنے فیصلے میں تبدیلی کی تو....!"

"دیکھا جائے گا۔ میں بروقت فیصلہ کر سکتا ہوں۔"

"میں بھی اس معاملے میں تم سے مختلف نہیں ہوں۔"

"بس تو پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھئے....!" جیمسن طویل سانس لے کر بولا۔

"لیکن یہ کس طرح ممکن ہے؟" رینا بول پڑی۔ "کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی پڑے گا۔"

Digitized by Google

"سوچتی رہو....." سنگ بُرا سامنہ بنا کر بولا۔ "میں جنگل میں کہیں بھی تھریسیا کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو سکا۔ یہ طوطا جو تم ابھی دیکھ چکی ہو محض مذاق نہیں ہے اور نہ اُس کا اصل مقصد چھیڑ چھاڑ ہے۔ یہ اُس وقت نمودار ہوا تھا جب میں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ تھریسیا کے کتے میرا سراغ کھو چکے ہیں اور میں پوری طرح اُس کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا لیکن طوطا میری کمین گاہ میں پہنچا تھا اور میرا نام لے لے کر پکارنے لگا تھا۔ میری جگہ اگر جیمسن جیسے کیڑے مکوڑے ہوتے تو اس حال کو پہنچنے کے بعد خودکشی کر لیتے۔"

"دیکھئے، دیکھئے....!" جیمسن بھنا کر بولا۔ "آپ اسے کچھ نہیں کہہ رہے۔"

عمران اُسے گھور کر رہ گیا۔ لیکن سنگ بولا۔ "جب میں خود کو بے دست و پا محسوس کر رہا تھا۔ اُس وقت تمہیں مجھ پر رحم نہیں آیا تھا۔ اب میں تمہیں خودکشی پر مجبور کر دوں گا۔"

"اچھی بات ہے، میں بھی دیکھوں گا۔" جیمسن آنکھیں نکال کر بولا۔

جوزف نے اُس کا شانہ تھپک کر آہستہ سے کہا۔ "اپنا دماغ ٹھنڈا رکھو مسٹر ورنہ یہ واقعی تمہیں خودکشی پر مجبور کر دے گا۔"

"اب میں اسے مار ہی ڈالوں گا۔" جیمسن دانت پیس کر آہستہ سے بولا۔ "میرا رقیب بھی بن گیا ہے آخر۔"

"اس چکر میں تو بالکل ہی مت پڑنا۔ تم اسے اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ باس تک اس کے معاملے میں بے حد محتاط رہتے ہیں۔"

"خواہ مخواہ کا ہوا بنا رکھا ہے۔ میں تمہیں دکھاؤں گا۔ اگر چیونٹی کی طرح مسل کر نہ رکھ دوں تو نام بدل دینا۔"

"اے مسٹر، پھر کہتا ہوں، دماغ ٹھنڈا رکھو۔ تم باس سے زیادہ ہوشیار نہیں ہو۔"

"عورتوں کی وجہ سے اُن کی عقل چکرا گئی ہے۔"

"مت بکواس کرو..... وہ اُس مٹی کے نہیں بنے۔"

"خیر..... خیر دیکھ ہی لیں گے۔"

اچانک غار کے اُسی تاریک گوشے سے گہرے دھوئیں کا ایک ریلا آیا جس میں کچھ دیر قبل طوطا گم ہوا تھا اور اب اُس دھوئیں میں صرف کھانسیوں کی آواز گونج رہی تھیں۔ دھوئیں کی

کثافت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ بھی نہیں سکتے تھے۔ عمران کھانستا ہوا محض اندازے سے غار کے دھانے کی طرف بڑھنے کی کوشش کرنے لگا لیکن دو چار قدم سے زیادہ نہ چل سکا۔ لڑکھڑایا اور ڈھیر ہو گیا۔

جیمسن کی آنکھ کھلی تو سب سے پہلے سبز رنگ کی دُھند آنکھوں کے سامنے چھائی ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس نے کسی سوئمنگ پول میں غوطہ لگا کر پانی کے اندر آنکھیں کھول دی ہوں۔

پھر گیٹار کی آواز سماعت سے ٹکرائی تھی اور وہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا تھا۔ شعور کی سطح پر دھند چھٹنے لگی تھی۔ اسے غار کا دھواں یاد آیا جس کے بعد سے یاد داشت کا صفحہ بالکل سادہ تھا۔

اس نے آنکھیں کھول دیں اور بوکھلائے ہوئے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ کمرے کی دیواروں اور چھت کا رنگ سبز تھا اور وہ خود جدید طرز کے آرام دہ بستر پر بیٹھا ہوا تھا۔ کمرے میں برقی روشنی بھی موجود تھی۔

"استاد محترم۔" دفعتاً کسی نے کہا اور وہ چونک کر تیزی سے آواز کی جانب مڑا۔ ایک گوشے میں رکھی ہوئی بک شیلف پر وہی طوطا بیٹھا نظر آیا۔ اسکے سامنے ایک موٹی سی کتاب کھلی ہوئی تھی۔

"کیا آپ نے مجھ سے کچھ فرمایا جناب عالی؟" جیمسن نے بڑے اَدب سے پوچھا۔

"جی ہاں۔" طوطے نے جواب دیا۔ "ہر چند کہ آپ نے مجھے فارسی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھایا لیکن میں نے آپ کو اُستاد تسلیم کر لیا ہے۔"

"بہت بہت شکریہ، ویسے عرض کروں کہ مجھے اُردو بھی ٹھیک سے نہیں آتی۔ آپ کو فارسی کیا پڑھاؤں گا؟"

"مجھے علم ہے کہ آپ نے انگلستان میں آنکھیں کھولی تھیں۔"

"لیکن مجھے کہنے دیجئے کہ آپ طوطے ہو کر اتنے زبردست عالم ہیں کہ آپ کو شمس العلماء کہنے کو جی چاہتا ہے۔"

"کوئی اور بولتا ہے۔ میری زبان نہ سمجھو۔" طوطے نے گنگنا کر کہا۔

Digitized by Google

"تصوف میں بھی دخل ہے جناب۔" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"جو دل چاہے سمجھو.... میں تو محض ایک طوطا ہوں۔"

"ویسے کیا آپ بتا سکیں گے کہ میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"مزدوروں کے کیمپ میں۔"

"پھر آخر مجھ پر یہ عنایت کیوں؟"

"اس لئے کہ آپ کم رتبہ آدمی ہیں۔ غلام زادے.... آپ کے والد صاحب نواب مظفر الملک کے خاندانی پروردہ تھے۔"

"خدا کی پناہ، آپ اس حد تک جانتے ہیں میرے متعلق۔"

"زیرولینڈ کم رتبہ آدمیوں کو اوپر لانا چاہتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ اس یونٹ کے گورنر بنا دیئے جائیں اور آپ کی یہ گورنری پشت ہا پشت تک چلتی رہے گی.... جیمسن اول جیمسن دوم اور جیمسن سوم وغیرہ....!"

"لیکن یہ اول اور دوئم کہاں سے آئیں گے۔ میری تو شادی ہی نہیں ہوئی ہے۔"

"اب ہو جائے گی۔ کیونکہ میری مالکہ آپ پر عاشق ہوگئی ہے۔"

"یار کہیں تم جانعالم والے طوطے کی نسل سے تو نہیں ہو۔"

"اوہو.... فسانہ عجائب کا حوالہ دے رہے ہیں۔ میں نے پڑھی ہے یہ کتاب۔"

"پھر اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"دیکھئے جناب جیمسن صاحب میرے بارے میں آپ کسی غلط فہمی میں نہ پڑیئے گا۔ یہ آواز حقیقتاً میری نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔ وضاحت کرو۔"

"میں جدید سائنس کا ایک حیرت انگیز کارنامہ ہوں۔ اس سے یہ نہ سمجھئے گا کہ کسی سائنس دان نے مجھے بنایا ہے۔ حقیقتاً میں ایک طوطا ہی ہوں۔ اپنی والدہ ماجدہ کے انڈہ سے برآمد ہوا ہوں۔

جیمسن کو ہنسی آگئی۔ اُس کے ساتھ ہی طوطے نے بھی قہقہہ لگایا اور بولا۔ "سائنس کا کارنامہ وہ آپریشن تھا جو مجھ پر کیا گیا۔ میرے جسم میں بیٹری سمیت ایک ٹرانسمیٹر موجود ہے.... چونچ کے درمیان اسپیکر ہے۔ جیسے ہی اسپیکر سے آواز برآمد ہوتی ہے میں اپنی چونچ کھولنے پر

Digitized by Google

مجبور ہو جاتا ہوں.... اس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ یہ میری ہی آواز ہے میں ہی بول رہا ہوں۔"

"تو پھر میں براہِ راست اسی کو کیوں نہ مخاطب کروں جو تمہارے توسط سے میرا مغز چاٹ رہا ہے۔" جیمسن بھنا کر بولا۔

"آپ اُسی سے گفتگو کر رہے ہیں جناب۔"

"حیرت ہے کہ وہ طوطے کی آواز میں گفتگو کر سکتا ہے۔"

"اَب آپ میری مالکہ سے ملیں گے۔" طوطے نے کہا۔ شیف پر سے کودا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

جیمسن نے جلدی سے کھوپڑی سہلائی اور ایک بار پھر اچھل پڑا۔ اُس پر تو اُس نے توجہ ہی نہیں دی تھی۔ اس کے جسم پر اب وہ سیاہ پینٹ نہیں تھا جس نے اُسے کسی افریقی نسل کا فرد بنا رکھا تھا۔ پہلے ہی کی سی شفاف اور نکھری ہوئی جلد تھی۔ جسم پر ریشمی سلیپنگ سوٹ تھا۔ بستر کے قریب خرگوش کی کھال کی زیرپائیاں رکھی نظر آئیں۔

اس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اب یلا کو نہیں کھانے پڑیں گے۔ اس یونٹ کا گورنر بنایا جائے یا ورنر کا کتا.... سخت اور کھردری زمین پر تو نہیں لیٹنا پڑے گا۔

دفعتاً دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی اور جیمسن نے شاہانہ انداز میں کہا "آجاؤ"۔

ایک سیاہ فام آدمی جو امریکی اُمراء کے بٹلروں کے سے لباس میں تھا۔ اندر آکر اطلاع دی کہ غسل خانہ تیار ہے اور پھر اسی طرح وہ مختلف مراحل سے گزرتا ہوا ناشتے کی میز تک پہنچا۔ یہاں یک جوان العمر اور بڑی دلکش سفید فام عورت نے اس کا استقبال کیا۔ جیمسن کو بے اختیار شہور امریکی خاتون جیکولین یاد آگئیں۔ بالکل ویسا ہی ناک نقشہ تھا۔

"میرا طوطا تمہاری بڑی تعریف کر رہا تھا۔" وہ جیمسن سے ہاتھ ملاتی ہوئی بولی۔

"میں اس طوطے کا بہت مشکور ہوں جسکی وجہ سے تم جیسی حسین خاتون تک میری رسائی ہوئی۔"

"ناشتہ کرو.... جنگلی پھل کھا کھا کر پریشان ہوگئے ہو گے۔"

"بہت بہت شکریہ۔" کہہ کر جیمسن ناشتے کی میز پر ٹوٹ پڑا۔

"تمہارا شیو خاصا بڑھ گیا ہے۔" عورت بولی۔

"ہاں غسل خانے میں مجھے شیونگ کا سامان نہیں دکھائی دیا تھا۔"

"بڑھنے دو، میں تمہیں دوبارہ ڈاڑھی میں دیکھنا چاہتی ہوں.... اچھی لگتی ہے تمہارے چہرے پر۔"

"آپ کو کیا معلوم، میں تو عرصہ ہوا ڈاڑھی سے محروم ہو چکا ہوں۔"

"تصویر دیکھی تھی میں نے۔"

"طوطا کہاں ہے؟"

"کہیں ہوگا، آزاد رہتا ہے۔"

"مجھے بہت پسند ہے۔" جیمسن نے کہا۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا "میں اپنے ساتھیوں کے بارے میں تشویش میں مبتلا ہوں۔"

"تمہیں اب مزدوروں سے کوئی دلچسپی نہیں ہونی چاہئے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ناشتے کے بعد سمجھادوں گی۔" عورت بولی "ویسے بہتر یہی ہے کہ تمہارے ساتھی اپنی بقیہ زندگیاں یہیں گزار دیں۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"واقعی تم بہت بداخلاق معلوم ہوتے ہو، تم نے ابھی تک میرا نام بھی نہیں پوچھا ہے۔"

"خوبصورت عورت کا کوئی نام نہیں ہوتا.... بس وہ ایک خوبصورت عورت ہوتی ہے۔"

"میرا نام میریلین ہے.... تم مجھے میریا کہہ سکتے ہو۔"

"میں تو تمہیں روز کہوں گا۔ کیسا کھلا ہوا چہرہ ہے۔"

"شکریہ، ہاں تو میں یہ کہہ رہی تھی کہ تم لوگوں کے ساتھ ایک آدمی شیپرونامی بھی تھا۔"

"ہاں تھا تو؟" جیمسن اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"وہ کسی طرح ہمارے قبضے سے نکل کر شہری آبادی میں پہنچ گیا ہے اور تمہارے باس علی عمران کے خلاف وہ طوفان اٹھایا ہے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"وہ تو میرے باس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔"

"بہر حال اُس کا بڑا شدید ردِ عمل ہوا ہے۔"

"کیسا ردِ عمل؟"

"ساری دنیا میں تمہارا ملک بدنام ہو گیا ہے۔ نشر و اشاعت کے ادارے سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کو ڈبل ایجنٹ قرار دے رہے ہیں اور تنزانیہ میں تمہارے دوسرے ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔"

"میرا باس اس پر قہقہہ لگائے گا۔ دل کھول کر ہنسے گا۔"

"پچھلے دن دو جاسوس طیارے جن میں پائلٹ نہیں تھے۔ تباہ کر دیئے گئے۔" عورت نے موضوع بدل دیا۔

"تو مائی ڈیئر مس میریلین تم لوگ ناقابلِ تسخیر ہو۔"

"یقیناً اس یونٹ پر پرندہ پر نہیں مار سکتا۔"

"اگر انہوں نے زمین پر مار کرنے والے راکٹوں کی بوچھاڑ کر دی تو۔؟"

"وہ بھی یہاں تک پہنچنے سے قبل ہی تباہ ہو جائیں گے۔ یہی نہیں بلکہ وہ الٹائے بھی جا سکتے ہیں اور تنزانیہ کی بستیاں انہی سے تباہ کی جا سکتی ہیں۔"

"کہیں وہ ایسی حماقت کر ہی نہ بیٹھیں۔" جیمسن آہستہ سے بڑبڑایا۔

ہم چاہتے ہیں کہ اُن کی حماقتیں جاری رہیں۔ اس طرح ہمیں اپنی مختلف ایجادات کی آزمائش کے مواقع ملتے رہیں گے۔"

"اب یہ بتاؤ کہ مجھ غریب پر کس قسم کا تجربہ کیا جانے والا ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ تمہیں اس یونٹ کا گورنر مقرر کیا جائے گا اور مجھے تمہاری سیکرٹری کے فرائض انجام دینے پڑیں گے۔"

جیمسن ناشتہ کر چکا تھا اُس نے ریٹا اور سارہ کی بھی خیریت دریافت کی لیکن اُن کے بارے میں میریلین کچھ نہ بتا سکی۔ پھر وہ جیمسن کو ایک بڑے کمرے میں لائی جہاں کمپیوٹر قسم کی کئی مشینیں نصب تھیں۔

اس نے ایک مشین کے قریب جا کر یکے بعد دیگرے متعدد بٹن دبائے اور اسی مشین سے منسلکہ ایک اسکرین روشن ہو گیا۔ پھر ایک بٹن دبانے سے اسکرین پر کہیں کا منظر اُبھرا تھا۔ سیاہ فام نیم برہنہ آدمیوں کی بھیڑ نظر آئی۔ انہوں نے گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں اور ڈھلان سے بڑے بڑے پتھر لڑھکا رہے تھے.... میریلین نے ایک اور بٹن دبایا۔ اسکرین پر اسی بھیڑ کے ایک

Digitized by Google

مخصول حصے کا کلوز اَپ نظر آنے لگا اور جیمسن نے عمران کو صاف پہچان لیا۔ اُس کے قریب ہی جوزف بھی موجود تھا اور دونوں ایک بڑے پتھر کو ڈھلان سے لڑھکانے کی کوشش کر رہے تھے۔ جیمسن نے طویل سانس لی اور میر یلین نے ہنس کر کہا۔ "اپنے قد سے اونچی باتیں کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ دل تو یہی چاہا تھا کہ اس خوبصورت عورت کا گلا گھونٹ دے۔

"تم چاہو تو ان کی آواز بھی سن سکتے ہو۔" میر یلین بولی۔

"ضرور چاہوں گا۔"

میر یلین نے ایک اور بٹن دبایا اور عجیب طرح کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں۔ یہ شور کچھ کم ہوا تو اُس نے عمران کی آواز سنی وہ جوزف سے کہہ رہا تھا۔ "پتھر بھاری ہے لیکن میں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتا۔"

"بہت بُرے پھنسے ہو باس۔" جوزف کہتا ہوا سنا گیا۔

"تبدیلی کے لئے کیا برائی ہے۔ کچھ دن یوں ہی سہی۔ مجھے تو بڑا مزہ آرہا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ساری شیلالی ختم ہوگئی۔ ورنہ مجھے بھی مزہ آتا۔"

پتھر اپنی جگہ سے جنبش کر چکا تھا۔ پھر لڑھکتا ہوا نشیب میں جانے لگا۔

اِدھر میر یلین نے پھر کچھ بٹن دبائے اور اسکرین تاریک ہوگیا۔ جیمسن خاموش ہوگیا۔ اس نے ان دونوں کو بھی دوسروں ہی کی طرح نیم برہنہ دیکھا تھا۔ انہوں نے بھی گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں جن کی لمبائی کمر سے رانوں کے نصف حصے تک تھی۔

"تم کچھ اُداس ہوگئے ہو؟" میر یلین نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"کیا یہ غیر فطری ہے؟ وہ صرف ہمارا باس ہی نہیں بلکہ ہمارا محبوب بھی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک ہر وقت اس کے لئے جان دینے کو تیار رہتا ہے۔"

"یہ تم مجھ سے کہہ رہے ہو۔ میں جو تمہیں گورنر بن جانے کی خوش خبری سنا چکی ہوں۔!"

"بے بس ہوگئے ہیں۔ چاہے گورنر بنادو، چاہے مزدور، کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ مزدور بن کر خوش ہو رہے ہیں کہ زندگی میں تبدیلی ہوگئی ہے لیکن میں دل گرفتہ ہوں۔ سنگ ہی کا کیا حشر ہوا؟"

"اِس کا حشر بھی اُسی کی پسند کے مطابق ہوگا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"فی الحال ایک درجن سیاہ فام عورتیں اُس کی خدمت پر مامور کر دی گئی ہیں۔ اور وہ ہمارے ٹی وی کیمروں کی رینج میں نہیں ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کی پسند کا بہت خیال رکھتے ہیں۔"

"یہ میری پسند ہے۔" جیمسن نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"یقیناً ہے۔ کیا تم نے اپنے اصل باس ظفر الملک کو یور ہائی نس کہہ کر مخاطب کرتے وقت بھی نہیں سوچا کہ کاش تمہاری جگہ وہ ہوتا۔"

"اس قسم کے ہوائی قلعے بنانا میرے لئے فطری اَمر ہے۔"

"بس تو پھر اَب تم یور ایکسی لنسی کہلاؤ گے۔"

جیمسن لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ حقیقتاً اس کا کیا حشر ہونے والا ہے۔

✡

سورج غروب ہو رہا تھا۔ دفعتاً ایک تیز قسم کی سیٹی فضا میں گونجی اور کام کرنے والوں نے اپنے ہاتھ روک لئے۔ ان میں سے بہتیرے بے دم ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ ان سے تھوڑے ہی فاصلے پر زیبرا مین کمر پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا انہیں اس طرح دیکھے جا رہا تھا جیسے ان کی معمولی سی خطا پر بھی چشم پوشی کو تیار نہ ہو۔

وہ جو گر گئے تھے۔ انہیں دوسروں نے اٹھایا اور پھر وہ سب کئی لائنوں میں زیبرا مین کے سامنے کھڑے ہوگئے۔ زیبرا مین اسی طرح اکڑا ہوا کھڑا تھا۔

دفعتاً انہوں نے جھک کر اُسے تعظیم دی لیکن عمران اور جوزف اسی طرح کھڑے رہے۔ زیبرا مین نے انہیں بھی جھکنے کا اشارہ کیا لیکن عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔ دوسرے مزدور لائنوں کو برقرار رکھے ہوئے نشیب میں اترنے لگے تھے۔ عمران اور جوزف جہاں تھے وہیں کھڑے رہے۔ زیبرا مین بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا اور قہر آلود نظروں سے انہیں گھورے جا رہا تھا۔ اچانک اُس نے انگلش میں کہا۔ "تم دونوں مجھے تعظیم دیئے بغیر یہاں سے نہیں جاسکتے۔"

جوزف ہونقوں کی طرح عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

Digitized by Google

"اس میں کیا رکھا ہے ہم تعظیم بھی دے دیں گے لیکن میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے تھے؟"

"کوئی تو ہو بات کرنے کیلئے۔ یہ لوگ تو نہ ہماری سمجھتے ہیں اور نہ ہم ان کی سمجھ پاتے ہیں۔"

"یہاں باتیں نہیں ہوتیں، کام ہوتا ہے۔" زیبرا مین غرایا۔

"دراصل ہم اپنی شکایات تم تک پہنچانا چاہتے تھے۔"

"کیسی شکایات؟"

"ہمارے ساتھ دو عورتیں بھی تھیں۔ ہم عورتوں کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ لہذا انہیں ہمارے پاس پہنچا دیا جائے۔"

"مزدوروں کے کیمپ میں کوئی عورت کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ جو عورت تمہارے ساتھ رہنا چاہے اُسے رکھ سکتے ہو۔"

"ہم تو اپنی عورتیں چاہتے ہیں۔"

"کہہ دیا کہ یہاں عورتوں کے لئے ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔ تمہاری عورتوں نے جس کے ساتھ رہنا پسند کیا ہوگا، رہ پڑی ہوں گی۔"

"یعنی اب وہ ہماری عورتیں نہیں رہیں؟"

"یہی بات ہے، چلو تعظیم کرو اور بھاگ جاؤ۔"

عمران کو جھکتے دیکھ کر جوزف بھی جھکا اور وہ دونوں ڈھلان سے اترنے لگے۔ نیچے پہنچ کر انہیں اونچی اونچی گھاس کے درمیان بنائے ہوئے راستے سے گزرنا پڑا اور بالآخر وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں لاتعداد پھوس کی جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں۔

یہاں ابھی سے اتنا اندھیرا پھیل گیا تھا کہ جگہ جگہ چربی سے جلنے والی مشعلیں روشن کر دی گئی تھیں جن کی بدبو دماغ سڑائے دے رہی تھی۔ وہ دونوں اس جھونپڑی میں داخل ہوئے جس میں غار والے دھوئیں سے بیہوش ہو جانے کے بعد اُن کی آنکھیں کھل گئی تھیں اور وہ اسی عالم میں ہوش میں آئے تھے۔ یعنی اپنے لباس کی بجائے گھاس کی گھگھریاں پہن رکھی تھیں اور گھاس ہی کے بستر پر پڑے ہوئے تھے اور یہیں سے انہیں کام پر لے جایا گیا تھا۔ جوزف گھاس کے بستر پر

بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ اس مشقت کو آج پہلا ہی دن تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھے رہے پھر جوزف بولا۔ "ہم تو یہی سمجھتے رہے تھے کہ گونگے آدمی زیبرا مین بنائے جاتے ہیں۔ لیکن یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"اور لہجے سے افریقی بھی نہیں معلوم ہوتا تھا۔" عمران نے کہا۔

"کھانے کی کیا رہے گی باس؟"

"خدا جانے.... ہو سکتا ہے کسی وقت کھانے کی گھنٹی بجے اور لائن میں لگ کر روٹیاں وصول نی پڑیں۔"

"مجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے باس، لیکن تم آخر کیا کرو گے؟"

"وہی جو سب کر رہے ہیں۔ میں تیرے لہجے میں مایوسی کی جھلکیاں پا رہا ہوں۔ یہ اچھی بات ل ہے۔"

"شپلالی باس.... اگر شپلالی مل جاتی تو تم مجھے دیکھتے۔"

"اچھا، اچھا.... دیکھا جائے گا۔ تو بھی جھونپڑی کے باہر مشعل روشن کر دے اور ہاں کیا ل ہے یہ سارے مزدور وانڈیری ہی ہیں نا؟"

"یقیناً باس۔ ان میں سے ایک بھی باہر کا نہیں معلوم ہوتا۔"

"ہوں.... اچھا.... مشعل روشن کر دو۔"

کئی مشعلیں باہر رکھی ہوئی تھیں۔ روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں انہیں پہلے ہی جھونپڑی ار رکھی ہوئی ملی تھیں۔ ان ہی میں ماچس بھی تھی۔

جوزف نے مشعل روشن کر دی اور باہر ہی رُک کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ دور تک ڈیری قبائلیوں نے کھانا پکانے کے لئے جگہ جگہ آگ جلا رکھی تھی۔ وہ جلدی سے اندر پلٹ آیا بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "وہ تو اپنا اپنا کھانا پکا رہے ہیں باس.... اور ہمارے پاس کچھ بھی ل ہے۔"

"خوش قسمتی ہے ہماری کہ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ورنہ ہوتا تو ہاتھی یا لکڑ بگڑ کا گوشت۔"

جوزف خاموش رہا۔

"پتا نہیں جیمسن اور سنگ ہی پر کیا گزری؟" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ جوزف شانے

Digitized by Google

سکوڑ کر رہ گیا۔ پھر منہ پھاڑ کر جماہی لی۔ اُس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا۔

"تیری حالت افسوس ناک ہے۔" عمران اُسے گھورتا ہوا بولا۔ "لیکن میں اس سلسلے میں کر بھی کیا سکتا ہوں؟"

"تمہارا مذہب بہت اچھا ہے باس کہ اُس نے تمہیں اس سے بچائے رکھا ہے۔"

"ماننے کی بات ہے پیارے.... یسوع مسیح نے تو گوشت تک کھانے کی ممانعت کر دی تھی.... مگر تم یسوع کا کہنا ٹال گئے اُس کا جشن میلاد شراب کی بوتلیں کھول کر مناتے ہو۔"

دفعتاً جوزف دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

"پوری بات سُن۔" عمران اُس کی پشت پر زور دار ہاتھ جما کر بولا۔ "ہم میں سے بھی بہتیرے اپنے آقا کا حکم نہیں مانتے، علانیہ پیتے ہیں۔"

"میں تمہارے طنز پر نہیں رویا.... اس پر رویا ہوں کہ وہ ہمارے لئے سولی پر چڑھ گیا لیکن ہم اس کا کہنا نہیں مانتے۔"

"روئے جا.... ابھی اچانک کہیں سے ایک بوتل ٹپک پڑے تو خدا کا شکریہ ادا کرے گا۔"

"ہائے میں کیا کروں باس؟" جوزف دونوں ہاتھوں سے سینہ پیٹ کر بلبلا اٹھا۔

"صبر کر اور چپ ہو جا۔"

"شپلالی کو تو نہیں منع کیا تھا اُس نے۔"

"آ گیا نا راہ پر.... اَبے تجھے شراب کی فرقت رُلا رہی ہے۔"

جوزف روتا رہا اور عمران منہ بنائے بیٹھا رہا جیسے نادانستگی میں صابن کھا گیا ہو۔

دفعتاً باہر تیز قسم کی روشنی دکھائی دی۔ غالباً سرچ لائٹ تھی۔ دونوں اُسی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر کئی بھاری قدموں کی آوازیں آئی تھیں۔

تین باوردی اور مسلح آدمی جھونپڑے کے سامنے رُک گئے۔ ایک کے ہاتھ میں باسکٹ لٹک رہی تھی اور خاصی وزنی معلوم ہوتی تھی۔

"باہر آؤ...." اُس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تم دیکھو...." عمران جوزف سے بولا۔

جوزف باہر نکلا۔ باسکٹ اُسے تھما کر وہ تینوں بائیں جانب بڑھتے چلے گئے۔ جوزف ہونقوں

Digitized by Google

کی طرح منہ اٹھائے کھڑا رہا۔

"کب تک یونہی کھڑا رہے گا؟" عمران اندر سے بولا۔ جوزف چونک پڑا اور اندر آ کر باسکٹ پکڑا دی.... اور باہر سے مشعل اٹھا لایا۔ باسکٹ میں اوپر ہی ایک لفافہ رکھا ہوا تھا.... عمران نے اُسے اٹھا لیا۔ اس پر اُسی کا نام تحریر تھا۔ لفافہ چاک کر کے پرچہ نکالا۔ سرنامے پر نظامت زیرولینڈ کا مونوگرام تھا جس کے نیچے "گورنر یونٹ نمبر گیارہ" چھپا ہوا تھا.... اور پھر تحریر تھی۔

"گورنر جیمسن بفٹی کی طرف سے علی عمران کے نام.... آپکو آگاہ کیا جاتا ہے کہ یونٹ نمبر گیارہ کے نامزد گورنر کی حیثیت سے میں آپ کو خصوصی مراعات دے رہا ہوں.... آپ کے لئے آپ کے معیار کا کھانا مہیا کیا جائے گا۔ گوشت ذبیحہ ہے۔ مرغیاں میں نے خود ذبح کی تھیں۔ ہر چند کہ یہاں شراب ممنوع ہے لیکن آپ کے ملازم جوزف کے لئے ایک بوتل یومیہ منظوری دی جا رہی ہے۔

فقط

جیمسن بفٹی

"گورنر آف یونٹ نمبر گیارہ"

عمران نے خط جوزف کی طرف بڑھا دیا جسے وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "آخر یہ نیک دل بفٹی کون ہے باس؟"

"تم جانتے ہو؟"

"نہیں باس، جانتا ہوتا تو تم سے کیوں پوچھتا؟"

"جمن کے باپ کا نام بفاتی تھا۔"

"نہیں" جوزف اُچھل پڑا۔

"ہاں، ہاں.... بفاتی سے بفٹی کر دیا گیا ہے.... جیمسن کی مناسبت سے۔"

"اور وہ یعنی کہ اپنا جیمسن گورنر بنا دیا گیا ہے۔"

"ایسا ہی کچھ معلوم ہوتا ہے۔ خیر تم باسکٹ سے کھانا کھالو.... ورنہ کوئی سیاہ چھپکلی گوشت کی بوٹی لے کر دوڑی آئے گی۔"

"مگر یہ تو سراسر زیادتی ہے باس۔ بلکہ ناانصافی ہے کہ آفیسر تو مزدوری کرے اور اُس کا

ماتحت گورنر بنادیا جائے۔"

"وہ مجھ سے اسی طرح چھیڑ چھاڑ کرتی ہے۔"

کھانے سے فارغ ہو کر وہ گھاس کے بستر پر لیٹ گئے تھے اور جوزف شراب کی بوتل کو سینے سے لگائے سہلا تا رہا تھا۔ دفعتاً بولا۔ "سیاہ چھپکلی سے ہوشیار رہنا باس، بے حد زہریلی ہوتی ہے۔"

"ابھی تک تو کوئی قریب نہیں آئی۔ دور ہی سے دیکھتی رہتی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہم پر جو سیاہ پینٹ کیا گیا ہے اس سے سارے کیڑے مکوڑے الرجک ہیں۔ مچھر آس پاس اڑتے رہتے ہیں لیکن جسم پر نہیں بیٹھتے.... اس لئے اللہ کا نام لے کر سو جاتے ہیں۔ اتنی تھکن سے پہلے کبھی دوچار نہیں ہوئے۔"

اسی طرح کئی راتیں گزر گئیں.... دن بھر مزدوری ہوتی، ٹنڈرائی اگلوؤں کی شکل کی متعدد عمارتیں بنائی جارہی تھیں جو تیار ہو گئیں تھیں ان پر سبز رنگ کا آئیل پینٹ کیا جارہا تھا۔

عمران کی توجہ زیادہ تر زیبرا مین کی طرف رہتی اور چھٹی ہونے پر تعظیم دیتے وقت عمران اُسے کچھ نہ کچھ کہنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ آج بھی یہی ہوا تھا۔ واپسی پر جوزف بولا۔ "تم اُسے کیوں چھیڑتے رہتے ہو باس، ہم بالکل نہتے ہیں اور وہ ہاتھیوں کو پچھاڑ دیتا ہے۔"

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہی ہے یا بدل گیا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"ایک دو نہیں بنائے گئے ہوں گے لیکن میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ تھریسیا کسی سفید فام آدمی کو اس طرح ضائع کرے گی۔ وہ لہجے سے انگریز معلوم ہوتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھا باس۔"

"پہلا تجربہ اس نے ہمارے یہاں کیا تھا اور ہمارے ہی آدمی ضائع کئے تھے۔"

"اوہ.... ہاں.... لیکن تم کہہ رہے ہو کہ یہ انگریز ہے۔"

"اور ہاتھی پچھاڑ نہیں معلوم ہوتا۔ ہماری ہی طرح رنگا ہوا ہے اور وانڈریوں کو خوف زدہ رکھنے کیلئے یہاں متعین کیا گیا ہے۔ وہ محض اسی کے خوف سے کام کر رہے ہیں۔"

"ہاں، یہ ممکن ہے باس۔"

"میں نے آج ایک ایسی جگہ تجویز کی ہے جہاں سے کل میں اُس کا تعاقب کروں گا۔"

Digitized by Google

"میں تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گا۔"

"جھونپڑی کو بالکل خالی چھوڑ دینا بھی مناسب نہ ہوگا۔"

"تمہیں ادھر کے جنگلوں کا تجربہ نہیں ہے باس۔"

"خیر دیکھا جائے گا۔" عمران نے لاپرواہی سے کہا۔

وہ جھونپڑی میں پہنچے تھے اور حسبِ معمول کھانے کی باسکٹ آئی تھی۔ آج اس میں سے مختلف ممالک کے کچھ اخبارات بھی برآمد ہوئے۔ عمران اور جوزف بھوک اور تھکن کی پرواہ کئے بغیر اخبارات پر ٹوٹ پڑے۔ پھر جوزف نے کہا۔

"وہی ہوا باس، جس کا تم نے خدشہ ظاہر کیا تھا۔ ساری دنیا میں تمہیں ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے بدنام کیا جارہا ہے۔"

"کیا فرق پڑتا ہے۔" عمران لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ "یہیں خاتمہ ہو جائے گا یا ایک دن میں اپنی صداقت دنیا پر ثابت کر دوں گا۔ چلو کھانا نکالو باسکٹ سے۔"

لیکن جوزف کی آنکھیں بدستور تفکر آلود رہیں۔ کھانے کے دوران میں اس نے کہا۔ "لیکن یہ شیپر و کیا گدھا تھا جس نے سارے حالات اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی تم پر ڈبل ایجنٹ ہونے کا شبہ کر لیا اور ظاہر ہے کہ اُسے بھی بیہوشی ہی کی حالت میں جنگلوں سے باہر نکالا گیا ہوگا۔"

"میں ایسا نہیں سمجھتا۔"

"پھر کیا ہوا ہوگا؟"

"اُسے اس طرح جنگلوں سے باہر نہ نکالا گیا ہوگا جس طرح مجھے نکالا گیا تھا.... وہ اسے باہوش و حواس قیدی بنا کر جنگلوں کے اُس حصے میں لے گئے ہوں گے جہاں وہ آسانی سے کسی قریبی بستی تک پہنچ سکے.... پھر اس طرح اسے فرار ہو جانے کا موقع فراہم کیا ہوگا جسے وہ اپنی ہی ذہانت اور بہتر کارکردگی پر محمول کرے۔"

"ظاہر ہے جب وہ اس طرح فرار ہوگا تو کس قسم کی کہانیاں سنائے گا؟"

دفعتاً قریب ہی سے کسی نے سرگوشی کی۔ "کچھ میرے لئے بھی چھوڑ دو، بہت بھوکا ہوں۔"

وہ دونوں چونک پڑے۔ مشعل کی روشنی مدھم پڑ گئی تھی.... انہوں نے دیکھا کہ کوئی سینے

کے بل رینگتا ہوا جھونپڑے میں داخل ہوا اور تیزی سے اُس گوشے میں چلا گیا جو نسبتاً تاریک تھا۔

"میں ہوں بھتیجے، بڑی مشکل سے تمہارا سراغ ملا ہے۔" تاریک گوشے سے آواز آئی۔

"اوہ...." عمران نے طویل سانس لی اور چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "ہاں تمہارے لئے بھی گنجائش نکل آئے گی۔ مگر صرف کھانے کی حد تک۔"

"لاؤ.... ادھر ہی بڑھا دو، جو کچھ بھی ہے۔"

جوزف نے شراب کی بوتل جلدی سے اپنے زانوؤں کے نیچے سرکالی تھی۔ عمران نے سنگ کے لئے بچی کھچی چیزیں ایک اخبار پر رکھ دیں اور اُس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "تم تھے کہاں؟"

"بتاؤں گا.... فی الحال مجھے پیٹ بھرنے دو۔"

"ہمیشہ بھوکے ہی ملتے ہو۔"

"یہ کھانا کہاں سے ہاتھ لگا؟" سنگ نے سوال کیا۔

"خصوصی عنایت ہے، شاہی باورچی خانے سے آتا ہے۔"

پھر سنگ خاموشی سے کھاتا رہا۔ جوزف نے اس دوران میں شراب کی بوتل گھاس کے ڈھیر میں چھپا کر دل ہی دل میں دعائیں مانگنی شروع کر دی تھیں کہ عمران بھی اُسے یکسر بھول جائے اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ سنگ کو یہ نہ بتادے کہ کھانے کے ساتھ ایک بوتل بھی آئی ہے۔

سنگ نے بڑی تیزی سے کھانا ختم کیا اور آہستہ سے بولا۔ "باہر والی مشعل ایسی جگہ نصب کرو کہ اندر روشنی نہ آئے۔"

"جوزف، چچا کی یہ خواہش بھی پوری کر دو۔"

جوزف کو سنگ کی آمد بُری طرح کھل رہی تھی لیکن طوعاً و کرہاً اٹھا اور مشعل سامنے سے ہٹادی۔

"تم بڑے اطمینان سے مزدوری کر رہے ہو بھتیجے۔" سنگ کچھ قریب ہو کر بولا۔ "ایسا لگتا ہے جیسے یہاں رہ پڑنے کا ارادہ ہو۔"

"اب تو یہی سوچ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے برخوردار جیمسن بفٹی کو اس یونٹ کا گورنر بنادیا ہے۔"

"بڑے مہربان لوگ ہیں۔" سنگ نے جلے کٹے لہجے میں کہا "ہر ایک کے ٹیسٹ کا خیال رکھتے ہیں۔ مجھے پوری ایک درجن عورتیں عطا کر دی ہیں۔"

"اور میں ٹھہرا صرف پیٹ کا کتا...." عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اس لئے محض

کھانے کی باسکٹ پر ٹال رہے ہیں۔"

"بڑی اچھی تدبیر کی ہے۔ اگر تم اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤ تو پھر کھانے کی باسکٹ کا کیا ہوگا۔؟"

"پاگل ہوا ہوں کہ اُن کی نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔"

"یہی تو بات ہے.... نظروں سے اوجھل ہوئے.... اور بھوکوں مرے.... کیا جوزف کے لئے شراب نہیں بھجواتے؟"

"کہاں بھجواتے ہیں مسٹر۔" جوزف بوکھلا کر بولا۔ "مجھے تو بھول ہی گئے مسٹر جیمسن۔"

"کیوں جھوٹ بولتے ہو؟" سنگ نے کہا۔

"یقین کرو مسٹر....!" جوزف کراہا۔ "مر رہا ہوں۔ ادھر تو شپلالی بھی نہیں دکھائی دی۔"

"میں کہتا ہوں بوتل نکالو۔"

"کہاں سے نکالوں۔" جوزف جھلا کر بولا۔ "میں نے کوئی ڈسٹلری لگا رکھی ہے۔"

"ہائیں.... تو کیا تم دونوں جھگڑو گے؟" عمران نے جلدی سے کہا۔

"اگر آئی ہو تو تھوڑی سی پلادو۔"

"میں کچھ نہیں جانتا.... اب جاؤ.... ہم آرام کریں گے۔"

"اس طرح تمہاری ساری زندگی یہیں گزر جائے گی۔ میں تو عورتوں کو چھوڑ بھاگا ہوں۔"

"وہ تو ہونا ہی تھا.... عام لوگ تو ایک ہی سے بھاگے بھاگے پھرتے ہیں.... ہونہہ ایک درجن دماغ کی سوئیاں بن گئی ہوں گی.... آہا.... ٹھہرو، کیا وہ دونوں بھی اُن میں شامل ہیں؟"

"نہیں.... میں سارہ ہی کی تلاش میں نکلا ہوں۔"

"فطرت تو ایسی نہیں ہے تمہاری کہ ایک کے لئے ایک درجن سے ہاتھ اٹھالو۔"

"دنیا کی پہلی عورت تھی جس نے مجھ سے دلی لگاؤ کا اظہار کیا تھا.... بھتیجے اُس کے لئے زمین، آسمان ایک کر دوں گا۔"

"تو جاؤ ایک کر دو۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

اچانک باہر سے شور کی آواز آئی.... باہر پھیلی ہوئی مشعلوں کی روشنی اچانک بہت تیز ہوگئی۔ جوزف اور عمران جھونپڑی سے نکلے۔ سنگ ان کے پیچھے تھا۔ آس پاس کی کئی جھونپڑیاں

Digitized by Google

دھڑادھڑ جل رہی تھیں۔ وانڈیری قبائل چیخ رہے، ایک دوسرے پر جھپٹ رہے تھے۔

"بھاگو...." سنگ بولا۔ "وہ آپس میں لڑ پڑے ہیں۔ سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ جائے گا۔ ہو سکتا ہے مارے جاؤ۔"

جوزف جھپٹ کر اپنی جھونپڑی میں پہنچا اور گھاس کے ڈھیر سے بوتل نکال کر باہر نکل آیا۔ اتنے میں ایک جلتی ہوئی مشعل اُن کی جھونپڑی پر بھی آپڑی اور وہ اُچھل کر بھاگے۔

"میرے پیچھے چلے آؤ۔" سنگ بولا۔

"اندھیرا ہے، آگے چل کر دکھائی نہ دو گے۔" عمران نے کہا۔

"چک چک اسی آواز پر چلے آؤ........ چک.... چک.... چک.... چک۔"

اور وہ سنگ کی چک چک کا تعاقب کرتے رہے۔ جوزف کو شراب کی بوتل کی پڑی تھی کہ کسی طرح اُسے سنگ ہی سے محفوظ رکھے۔

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر وہ لوگ اُس سے چاہتے کیا ہیں۔ گورنری والی بات اُسے مضحکہ خیز لگی تھی۔ میریلین سے دن میں کئی بار ملاقات ہوتی۔ وہ اُسے یور ایکسی لنسی کہہ کر مخاطب کرتی تھی لیکن جیمسن نے یہاں جب سے آنکھ کھولی تھی آسمان نہیں دیکھا تھا۔ عجیب سی جگہ تھی۔ کمرے بڑی نفاست سے بنائے گئے تھے اور انہیں جدید ترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ برقی نظام کے تحت ساری تن آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ لیکن طوطے کا اب کہیں پتا نہ تھا۔ اپنا راز ظاہر کرنے کے بعد سے جو غائب ہوا تھا تو پھر نہیں دکھائی دیا تھا۔

اس وقت جیمسن دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولے کے لئے لیٹا ہی تھا کہ کسی نے خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی۔

"آجاؤ۔" وہ اونچی آواز میں کہتا ہوا اٹھ بیٹھا اور سلیپنگ گاؤن پہننے لگا۔

دروازہ کھول کر میریلین اندر داخل ہوئی۔

"معافی چاہتی ہوں یور ایکسی لنسی۔"

"تم مجھے اس طرح شرمندہ نہ کیا کرو۔ حقیقتاً میں تم لوگوں کا قیدی ہوں۔"

Digitized by Google

"اور آپ بار بار اس کا ذکر کر کے میرا دل نہ دکھایا کیجئے۔" میریلین نے کہا۔ "اس وقت میں آپ کو ایک اطلاع دینے آئی ہوں۔"

"بے تکلفی سے بات کیا کرو۔ پہلے تو اس طرح آداب والقاب نہیں استعمال کرتی تھیں۔"

"پہلے آپ گورنر نہیں تھے۔ ڈسپلن.... ڈسپلن ہے۔"

"خیر.... کہو کیا بات ہے؟"

"پچھلی رات مزدوروں کی اس بستی میں خاصی تباہی ہوئی ہے جہاں آپ کے ساتھی مقیم تھے.... اُن کا کہیں پتہ نہیں۔ لاشیں بھی نہیں ملیں۔"

"تباہی سے کیا مراد ہے تمہاری؟"

"جنگلی آپس میں لڑ پڑے تھے۔ پوری بستی جل کر راکھ ہو گئی۔ کچھ لوگ مارے بھی گئے۔ میں نے سوچا، آپ کو ساتھیوں کی گمشدگی سے مطلع کر دوں۔"

"کیا وہ تمہارے ٹی وی کیمروں کے حیطۂ عمل میں نہیں ہیں۔؟"

"نہیں.... یہی دشواری ہے۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔" جیمسن کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "اچھا سنگ کے بارے میں بتاؤ وہ کہاں ہے ر کیا کر رہا ہے؟"

"اتفاق سے وہ بھی فی الحال ہماری گرفت سے نکل گیا ہے۔"

"یہ اُس سے زیادہ بُری خبر ہے۔"

"غالباً آپ یہ کہنا چاہتے ہیں یور ایکسی لنسی کہ آپ کے ساتھیوں اور اُس کے درمیان گٹھ جوڑ بھی ہو سکتا ہے۔"

"نہیں، میں ایسی کوئی بات نہیں کہنا چاہتا کیونکہ یہ ناممکن ہے۔"

"علی عمران سے کچھ بعید نہیں ہے۔"

"وہ کسی مجرم سے گٹھ جوڑ نہیں کر سکتے.... اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو تم لوگوں پر کیا اثر پڑے گا۔ وہ صرف تین ہی ہیں۔"

میریلین کچھ نہ بولی۔ جیمسن اُسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اُس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اُسے اسکے بیان پر شبہ ہو۔ میریلین اسکی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

"آج تم کل سے زیادہ حسین لگ رہی ہو۔" جیمسن نے کہا۔

"میرے حسن کی تعریف آپ کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔"

"تمہارے طوطے نے مجھے اطلاع دی تھی کہ تم مجھ پر عاشق ہو گئی ہو۔"

"اس کی بکواس کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوتی۔"

"لیکن میں تو اب تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔"

"یہ آپ کا ذاتی معاملہ ہے۔ زندہ رہیں یا نہ رہیں۔"

"کیا تمہیں کسی پر عاشق ہو جانے کی اجازت نہیں ہے؟"

"یہاں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔"

"تو پھر مجھ سے کون سا قصور سرزد ہوا ہے۔ سنگ ہی جیسے لیچڑ کے حصے میں درجن بھر آئیں اور میں یوں محروم رہ جاؤں۔؟"

"اسی قسم کی دو درجن آپ کے سامنے بھی پیش کی جاسکتی ہیں۔"

"اوہو.... اصل موضوع تو رہ ہی گیا۔" جیمسن چونک کر بولا۔ "آخر تم مجھے اُن کی گمشدگی کی اطلاع دینے کیوں آئی تھیں جبکہ ان کی اور میری حیثیتوں میں اتنا فرق واضح ہو چکا ہے۔"

"گورنر کو یونٹ کے حالات سے آگاہ ہونا چاہئے۔"

"ایسی صورت میں تمہیں کم از کم مرنے والوں کی تعداد ضرور بتانی چاہئے تھی۔"

"تعداد کا علم مجھے نہیں ہے۔"

"حالانکہ گورنر کو ان کا علم ضرور ہونا چاہئے۔"

"معلوم کر کے اطلاع دوں گی۔"

"اچھا تو پھر اب میرے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟"

"جب تک مل نہ جائیں، تلاش جاری رہے گی۔"

"کیا میں تمہیں اچھا نہیں لگتا؟"

"آپ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے تمہیں اب تک وہ آرٹسٹ نظر نہیں آیا جو آج کل میرے اندر دم توڑ رہا ہے؟"

"کیا آپ آسمان دیکھنا پسند کریں گے؟"

"کیوں نہیں.... ضرور.... ضرور...."

"تو پھر لباس تبدیلی کر لیجئے اور لانگ بوٹ پہنئے گا تاکہ گھاس میں چھپے ہوئے سانپوں سے محفوظ رہ سکیں۔"

وہ چلی گئی اور جیمسن پہلی بار باہر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ یہاں اُس کے ناپ کی ہر چیز موجود تھی۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد اُس نے گھٹنوں تک پہنچنے والے لانگ بوٹ پہنے۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور میریلین دو آدمیوں کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔ اس بار اُس نے دستک دے کر اجازت حاصل کرنے کا تکلف نہیں کیا تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوتے ہی جیمسن پر ٹوٹ پڑے۔ اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔ کیونکہ اُن کی یہ حرکت قطعی غیر متوقع تھی۔ کسی تحصیلدار کے ماتحت بھی اُس کے ساتھ اس قسم کی حرکت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ گورنر۔ انہوں نے اُس کے ہاتھ پشت پر لے جا کر ہتھ کڑیاں ڈال دیں۔ "کیا اب تاج پوشی بھی ہوگی؟" جیمسن میریلین کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اب آپ کو بتایا جائے گا کہ آپ کے فرائض کیا ہیں یور ایکسی لنسی۔"

"ضرور.... ضرور...." جیمسن لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دے کر بولا۔ اس کے بعد اس کی آنکھوں پر چمڑے کا تسمہ بھی چڑھا دیا گیا تھا۔ گویا وہ نہیں چاہتے تھے کہ اُسے نکاسی کے راستے کا علم ہو سکے۔

"بس اب چلئے" اس نے میریلین کی آواز سنی۔

"کہیں گر نہ پڑوں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے یور ایکسی لنسی۔ آخر ہم غلام کس لئے ہیں؟" اس بار کسی مرد نے کہا تھا۔ پھر وہ اُسے سہارا دے کر چلاتے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اُس نے محسوس کیا جیسے وہ کسی لفٹ میں پہنچ گیا ہو اور وہ نیچے کی جانب حرکت کر رہی ہو۔ لفٹ کے رکنے کا جھٹکا بھی محسوس کیا۔

اس مرحلے سے گذرنے کے بعد پیدل چلنا پڑا تھا۔ اچانک کسی جگہ رکنے کو کہا گیا اور آنکھوں پر سے چرمی تسمہ ہٹا دیا گیا۔ وہ کھلے آسمان کے نیچے کھڑا تھا اور چاروں طرف دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ اُس نے کئی گہری گہری سانسیں لیں اور سچویشن کا اندازہ لگانے لگا۔ اب مسلح آدمیوں کی

Digitized by Google

تعداد سات ہو چکی تھی لیکن میریلین کا کہیں پتہ نہ تھا۔

"کیا ہتھ کڑیاں نہ کھولو گے؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"نہیں یور ایکسی لنسی۔" دراز قد آدمی نے بڑے اَدب سے جواب دیا۔

"میں دنیا کا عجیب ترین گورنر ہوں۔" جیمسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"رکئے نہیں.... یور ایکسی لنسی .... چلتے رہئے.... ورنہ کمر پر رائفل کا کندہ مارنا پڑے گا۔" اسی دراز قد آدمی نے کہا جو اُس دستے کا لیڈر معلوم ہوتا تھا۔ جیمسن نچلا ہونٹ دانتوں میں دبائے چلتا رہا۔ وہ پہاڑ کی ڈھلان سے اُتر رہے تھے لیکن یہ وہ پہاڑ معلوم نہیں ہوتا تھا جس پر سنگ ہی سے ملاقات ہوئی تھی۔

"بہت زیادہ تھکن محسوس ہو تو آگاہ کر دیجئے گا۔ دراز قد آدمی نے کہا۔

"ضرور.... ضرور...." جیمسن ہنس کر بولا۔

وہ بہت دیر تک چلتے رہے۔ سنگ آگے تھا اور منہ سے "چک چک" کی آوازیں نکالتا ہوا اُن کی رہنمائی کر رہا تھا۔ تاریکی کا یہ عالم تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ بالآخر وہ ایک غار میں پہنچے تھے۔

"سنبھل کر چلنا" سنگ نے کہا۔

"میرے پاس ماچس ہے۔" جوزف بولا۔

"یہ بڑی اچھی خبر سنائی۔ یہاں خشک گھاس کا انبار لگا رکھا ہے میں نے.. لاؤ ماچس مجھے دو۔"

جوزف نے ماچس والا ہاتھ آواز کی جانب پھیلا دیا۔ ماچس سنگ کے ہاتھ میں منتقل ہوئی اور ذرا ہی سی دیر میں غار روشن ہو گیا۔ سنگ نے خشک گھاس کے ایک ڈھیر میں آگ لگا دی اور بولا۔ "فی الحال یہی میری پناہ گاہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ میرا سراغ کھو چکے ہیں۔"

جوزف سوچ رہا تھا کہ اَب اُس کی نظر بوتل پر پڑ جائے گی جسے روشنی ہوتے ہی اُس نے اپنی گھاس کی گھگھریا میں چھپا لیا تھا۔

Digitized by Google

"لیکن چچا۔ اچانک وہ جھگڑا کیسے شروع ہو گیا تھا۔" عمران نے سوال کیا۔

"میں کیا جانوں ویسے کوئی خاص بات نہیں۔ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہی رہتے ہیں۔" سنگ بولا۔

"بہر حال اَب گھاس ہی کھانی پڑے گی۔ وہاں کم از کم ڈھنگ کا کھانا تو مل جاتا تھا۔"

"تمہارے ساتھ بڑی رعایت کی جا رہی ہے۔"

"مجھے خود بھی اس پر حیرت ہے۔"

"اور شائد جیمسن تم سے بھی بہتر حالت میں ہے۔"

"ہو گا۔" عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ دفعتاً جوزف بڑے مضحکہ خیز انداز میں بیٹھ گیا۔ گھگھریا کے نیچے رانوں میں دبی ہوئی بوتل کھسکنے لگی تھی۔

"تمہیں کیا تکلیف ہے!" سنگ نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"اب تو کوئی تکلیف نہیں ہے۔" جوزف جلدی سے بولا اور مزید سنبھل کر بیٹھنے کی کوشش میں بوتل اُس کے نیچے سے سرک کر لڑھکتی ہوئی روشنی میں آ گئی.... اور پھر وہ بدحواسی میں اس پر لیٹ گیا۔

"واہ...." سنگ نے زور دار قہقہہ لگایا۔ "یہ تکلیف تھی تمہیں۔"

"اس میں ایک قطرہ بھی کسی کو نہ دونگا، خواہ جان چلی جائے۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

سنگ نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا لیکن عمران اُس کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔ "اسے مت پریشان کرو۔ بہت دکھی ہے۔ سب سے زیادہ قیامت اسی پر ٹوٹی ہے۔ ایک بوتل یومیہ کا سہارا ہو گیا تھا۔"

"تنہا تو نہیں پی سکتا میری موجودگی میں۔ کیا میں بھی ترسا ہوا نہیں ہوں.... میں جو ہمہ وقت بوتل میں غرق رہتا تھا۔"

"بات نہ بڑھاؤ.... تمہیں بھی مل جائے گی۔"

"نہیں باس.... مجھ پر یہ ظلم نہ کرو۔" جوزف کراہا۔

"لا بوتل مجھے دے۔"

"باس.... باس.... خدا کے لئے۔"

سنگ جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اُس پر اچانک ٹوٹ پڑنے کے لئے گھات لگا رہا ہو۔

عمران نے بوتل جوزف کے نیچے سے نکالی اور ایک بڑے پتھر پر پٹخ کر توڑ دی۔ بس پھر کیا تھا۔ سنگ کے منہ سے عمران کے لئے مغلظات کا طوفان امنڈ پڑا اور جوزف نے دہاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا۔

"ابے ابے چُپ.... رہ کہیں تیری آواز غار کے باہر نہ پہنچ جائے۔" عمران بوکھلا کر بولا۔

"میں تمہیں مار ڈالوں گا۔" دفعتاً سنگ نے عمران پر چھلانگ لگائی اور عمران جو اُس کی طرف سے غافل نہیں تھا بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا تھا۔

جوزف کی بلبلاہٹوں میں بریک لگ گیا۔ پھرتی سے اٹھا اور سنگ ہی کو چھاپ بیٹھا کیونکہ وہ اپنے حملے میں ناکامی کی بنا پر گر پڑا تھا۔ لیکن وہ سنگ ہی کو قابو میں نہ رکھ سکا.... اُچھل کر گھاس کے ایک ڈھیر پر جا گرا.... اور عمران نے اُس کی کراہ سُنی۔

"کیوں شامت آئی ہے چچا...." عمران سرد لہجے میں بولا۔

"اُبے تو نے بوتل کیوں توڑ دی؟" سنگ نے اُسی جگہ اچھل کر کہا۔

"میری مرضی۔"

سنگ نے پھر دو چار گالیاں دیں اور بوتل کی کرچیوں سے بچ کر چلتا ہوا دوسری طرف چلا گیا۔ جوزف جہاں گرا تھا وہاں سے پھر نہ اٹھ سکا۔ شاید بیہوش ہو گیا تھا۔ پتا نہیں سنگ نے کہاں ضرب لگائی تھی۔ عمران نے اُسے گھاس کے ڈھیر سے اٹھا کر سیدھا لٹا دیا۔ پھر سنگ کو آواز دی۔

"مرے گا نہیں۔" کسی گوشے سے سنگ کی کھرکھراتی ہوئی سی آواز آئی۔ "اگر وہ مجھ پر حملہ نہ کرتا تو اِس حال کو نہ پہنچتا۔"

"تمہیں میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔"

"اسی لئے تم نے بوتل توڑ دی۔"

"کبھی کبھی میں بھی سنک جاتا ہوں.... اسے جلد ہوش میں آنا چاہئے۔"

"یقین کرو.... اگر حالات نارمل ہوتے تو میں تمہیں زندہ نہ چھوڑتا۔"

"حالات نارمل ہونے کا انتظار کرو۔ میں کہیں بھاگا نہیں جاتا۔ جب دل چاہے زندہ نہ چھوڑنا۔"

سنگ کچھ نہ بولا اور عمران جوزف کو ہوش میں [illegible] تدبیریں کرتا رہا۔ وہ زیادہ دیر تک

بے خبر نہیں رہا تھا۔ ہوش آتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور کسی شکاری کتے کے سے انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"بس....!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بات ختم ہو گئی۔ وہ ہیوی ویٹ چیمپئن نہیں ہے۔"

"مم.... میری سمجھ میں نہیں آتا باس۔"

"کیا سمجھ میں نہیں آتا؟"

"مجھ کو کیا ہو گیا تھا؟"

"کچھ بھی نہیں.... شاید تم نے خواب دیکھا ہے۔"

"وہ کہاں گیا؟"

"آرام کر رہا ہے۔"

"بدلہ ضرور لوں گا۔"

"کس بات کا؟ تم خواہ مخواہ چچا بھتیجے کے درمیان آ گئے تھے۔ دخل اندازی مت کیا کرو۔"

"آخر گیا کہاں ہے؟"

"اُسے تم سے زیادہ دُکھ پہنچا ہے۔"

دفعتاً تاریک گوشے سے آواز آئی۔ "شور مت مچاؤ۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

"آہستہ بولو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "فی الحال وہ ہمارا محسن ہے۔ ہمیں اُس ہنگامے سے نکال لایا ہے۔"

"ہنگامہ بھی اسی کتے کے بچے ہی نے برپا کرایا ہو گا۔ کوئی حرکت کر کے ہماری جھونپڑی میں گھسا۔"

"یہ بھی خارج از امکان نہیں ہے۔"

"تو پھر ہم اسی طرح اس سے مروّت برتتے رہیں گے۔"

"چل سو جا! آرام کر.... یہ میرے دیکھنے کی باتیں ہیں۔"

جوزف چپ چاپ ایک جانب چلا گیا اور زمین پر خشک گھاس پھیلانے لگا۔ دوسری صبح بیدار ہوا تو سنگ وہاں موجود نہیں تھا۔

"تم نے دیکھا! اس [illegible]" جوزف بولا [illegible] کسی جگہ میں پھانس کر خود [illegible] ہو گیا۔"

Digitized by Google

"ارے تو کیا میں اُس کے بھروسے پر گھر سے نکلا تھا؟" عمران بولا۔

"کچھ کھانے کے لئے تلاش کرنا چاہئے۔" جوزف نے کہا۔ اُسے خود بھی حیرت تھی کہ جنگلوں میں قدم رکھتے ہی اس کی بھوک کیوں کھل گئی تھی۔ ہر وقت پیٹ ہی کی فکر میں مبتلا رہتا تھا۔ عمران کچھ نہ بولا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ جوزف اُسے وہیں چھوڑ کر غار سے باہر نکل گیا۔

عمران نے گھاس کا ایک پولا بنایا اور اس میں آگ لگا کر ہاتھ میں اٹھائے غار کے تاریک گوشوں کا جائزہ لینے لگا۔ جگہ جگہ خشک گھاس کے ڈھیروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔

"کیا دیکھتے پھر رہے ہو؟" دفعتاً عقب سے آواز آئی اور عمران چونک کر مڑا۔ ایک بڑا سا خوش رنگ طوطا غار کے دہانے کے قریب نظر آیا۔

"اخاہ تو آپ ہیں۔" عمران چہک کر بولا۔

"جنابِ عالی.... لیکن آپ کی تعریف؟" طوطے نے پوچھا۔

"آمد کا مقصد بیان کرو۔ تم مجھے جانتے ہو۔"

"وہ حرامی ایک گڑھے میں گر پڑا ہے.... خود سے نہیں نکل سکے گا۔"

"غالباً تمہاری وجہ سے گرا ہوگا۔"

"میں نے تو صرف باپ کا نام پوچھا تھا۔"

"مجھے حیرت ہے تھریسیا کہ آخر تم کس قسم کا کھیل کھیل رہی ہو؟"

"میرا نام الیگزنڈر ہے۔"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت میں براہِ راست تھریسیا سے مخاطب ہوں۔ اگر تم نے مجھے دنیا کے سامنے ڈبل ایجنٹ کی حیثیت سے پیش بھی کر دیا تو کیا ہوگا۔ میرا ملک عالمی برادری میں کوئی نمایاں حیثیت نہیں رکھتا۔"

"تمہاری وجہ سے نمایاں حیثیت حاصل کرے گا۔ خواہ مخواہ دیر کر رہے ہو۔ اسے گڑھے سے نکالنے کی کوشش کرو۔"

"اُسے جہنم میں جھونکو.... میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

"یہ ناممکن ہے۔"

"تمہاری مرضی.... اور ہاں سنگ تمہارا دردِ سر ہے، میرا نہیں.... میں یہاں سے ہلوں گا

Digitized by Google

ہی نہیں۔"

"شاید وہ زخمی بھی ہو گیا ہے۔"

"مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"تم پھر مزدوروں کے کسی کیمپ میں پہنچا دیئے جاؤ گے۔"

"پچھلی رات آخر کیا ہوا تھا؟"

"میں نے وجہ جاننے کی کوشش نہیں کی۔ بس وہ آپس میں لڑ پڑے تھے۔ اس کیمپ کے بہت تھوڑے مزدور زندہ بچے ہیں۔ کیا واقعی تم اُسے گڑھے سے نہیں نکالو گے؟"

"یقیناً اس گڑھے کی گہرائی کچھ زیادہ ہی ہو گی۔"

"یہی بات ہے۔ اسی لئے وہ کسی دوسرے کی مدد کے بغیر اُس سے چھٹکارا نہیں پا سکے گا۔"

"اُس نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ تم اُس کی بے بسی سے لطف اندوز ہو رہی ہو۔"

"اور تمہارا اپنی پوزیشن کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

"میں اپنے تجربات میں اضافہ کر رہا ہوں۔"

طوطے نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "لیکن تمہارے تجربات سے لوگ فائدہ نہ اٹھا سکیں گے.... خیر گھاس کا وہ ڈھیر ہٹاؤ جو تمہاری بائیں جانب ہے۔ اس کے نتیجے میں تمہیں چوری کا بہتیرا سامان ملے گا۔ رسی کا ایک بڑا لچھا بھی اس میں شامل ہے۔ سنگ نے یہ سارا سامان مختلف کیمپوں سے چرا کر یہاں اکٹھا کیا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ شاید ہم نے اس کا سراغ کھو دیا ہے۔"

"مجھے اس کی غلط فہمی کا اندازہ پہلے ہی ہو گیا تھا۔" عمران بولا۔

"کیمپ سے وہی تم دونوں کو یہاں لایا تھا۔"

"نہیں.... ہم بھاگ رہے تھے کہ وہ ٹکرا گیا۔"

"اور یہاں لے آیا۔"

"ظاہر ہے.... ورنہ اور کہیں ہوتے۔ ایک بات، کیا تم مجھے دیکھ بھی رہی ہو۔"

"پوری وضاحت کے ساتھ.... میں بھی دیکھ رہی ہوں اور طوطا بھی دیکھ رہا ہے۔ اس کی ایک آنکھ خود اس کے لئے ہے اور دوسری میرے لئے۔"

"یعنی دوسری آنکھ ایک چھوٹا سا ٹی وی کیمرہ ہے۔"

"تم ٹھیک سمجھے۔"

"میرا خیال ہے کہ ایسے ہی بے شمار چلتے پھرتے اور اڑتے ہوئے کیمرے تمہیں جنگل کے احوال سے آگاہ کرتے رہتے ہوں گے۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"لہذا اب ہمیں سچ مچ مایوس ہو جانا چاہئے۔"

"میں یہی جتانا چاہتی ہوں کہ تم لوگ یہاں سے کبھی نہیں نکل سکو گے۔"

"آج کل تمہیں میری شکل کیسی لگتی ہے؟" عمران نے ہنس کر پوچھا۔

"خوفناک.... تمہاری ڈاڑھی بڑی تیزی سے بڑھتی ہے۔"

"گھر پر دن میں تین بار شیو کرنا پڑتا تھا۔" عمران نے کہا اور پھر چونک کر بولا۔ "اور وہاں، اُن دونوں عورتوں ریٹا اور سارہ کا کیا حشر ہوا؟"

"دونوں میرے کام کی ہیں۔ اُن کی برین واشنگ کی جارہی ہے اور وہ تیزی سے ہمارے اثرات قبول کررہی ہیں۔"

"میری بھی کردو کہ اس عذاب سے نجات ملے۔"

"میں نے کہا تھا کہ اس ڈھیر کو ہٹاؤ۔"

"زیادہ دیر تک تمہاری دل نشین آواز سننا چاہتا ہوں۔"

"مکاری کی باتیں ختم کرو.... رسی کا لچھا ڈھیر سے نکالو اور میرے ساتھ چلو۔"

عمران نے گھاس کا ڈھیر ہٹانا شروع کیا تھا۔ پھر وہ متحیر رہ گیا کیونکہ اُس کے نیچے سے نہ صرف رسی کا لچھا برآمد ہوا بلکہ بہتیری ایسی چیزیں ملی تھیں جن کے بارے میں یہی سوچا جاسکتا تھا کہ سنگ نے اُن کی مالکوں کو جان ہی سے مار کر انہیں حاصل کیا ہوگا۔ ان میں دو رائفلیں وافر میگزین اور ایک ریوالور شامل تھا۔ زیرولینڈ کے سپاہیوں کی وردیاں بھی تھیں۔

عمران نے صرف رسی کا لچھا اٹھایا اور طوطے کے پیچھے چل پڑا.... غار سے نکل کر طوطا کچھ دور پیروں سے چلتا اور کچھ دور نیچی پرواز کرتا رہا.... بالآخر اس نے عمران کو اُس گڑھے کے قریب پہنچا دیا تھا اور قبل اس کے کہ عمران گڑھے میں جھانکتا طوطا ایک جانب پرواز کر کے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔

وہ گڑھا کیا اچھا خاصا کنواں تھا۔ سنگ تہہ میں اوندھا لیٹا ہوا دکھائی دیا۔ عمران نے اُسے آواز دی۔ سنگ بڑی پھرتی سے سیدھا ہوا تھا۔

"میں رسی لٹکا رہا ہوں، اوپر آجاؤ۔" عمران جھنجلا کر بولا۔ سنگ نے ہاتھ ہلا کر انکار کیا اور پھر اوندھا ہو گیا۔ عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائی تھیں۔ اُوپر سے ایسا لگ رہا تھا جیسے سنگ اوندھا پڑا اپنی پیشانی پتھر سے رگڑ رہا ہو۔

"کیا کسی صدمے نے تمہارا دماغ اُلٹ دیا ہے۔" عمران نے پھر ہانک لگائی۔ اس بار سنگ نے اُسے آواز دی۔ شاید رسی لٹکانے کو کہہ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ عمران کے قریب کھڑا گہری گہری سانسیں لیتا نظر آیا۔ عمران نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "بیٹھ جاؤ.... اب میں جوزف کو دیکھتا ہوں.... کہیں اُس پر بھی ایسی ہی کوئی افتاد نہ پڑی ہو۔!"

"نہیں.... ٹھہرو.... پہلے مجھے بتاؤ تمہیں کیونکر علم ہوا کہ میں گڑھے میں گر پڑا ہوں؟"

"طوطے نے نہ صرف اطلاع دی تھی بلکہ یہ بھی بتایا تھا کہ مجھے رسی کہاں سے ملے گی؟"

"کہاں سے ملی تھی؟"

"اُس نے مجھ سے گھاس کے ایک ڈھیر کو ہٹانے کے لئے کہا تھا۔"

"اور رسی تمہارے قریب ہی موجود تھی؟" سنگ نے سوال کیا۔

"مطمئن رہو۔ اُس نے وہ اسلحہ اور وردیاں بھی دیکھی تھیں جو اس ڈھیر کے نیچے سے برآمد ئی تھیں۔"

"تو میں غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ اُسے میری اس کمین گاہ کا علم نہیں ہے۔"

"کیا گڑھے میں گرنے سے قبل تمہیں وہ طوطا دکھائی دیا تھا۔"

"نہیں تو۔"

"لیکن مجھ سے اُس نے اسی انداز میں گفتگو کی تھی جیسے تم اُسکی وجہ سے گڑھے میں گرے ہو۔"

"اُس کا دور دور تک پتا نہیں تھا...." سنگ نے کہا اور کچھ سوچنے لگا پھر تھوڑی دیر بعد پُر م لہجے میں بولا۔ "وہ مجھے احساس بے بسی میں مبتلا نہیں کر سکتی۔"

"کہیں چوٹ تو نہیں آئی؟"

Digitized by Google

"کیا اَب تم میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش کر رہے ہو؟" سنگ غرایا۔

"نہیں یہ اظہارِ ندامت ہے۔ مجھے پہلے ہی پوچھنا چاہئے تھا۔ بے خبری میں گرے ہو گے.... اور یہ تو اچھا خاصا کنواں ہے۔"

"تہہ تک پہنچنے سے پہلے ہی بے خبری کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس لئے بچ گیا ورنہ ہڈیوں کا ڈھیر ہو تا۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟ یہ غلط فہمی تو رفع ہو گئی کہ وہ لوگ تمہاری نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے قابل نہیں رہے۔"

"فکر نہ کرو۔ اس گڑھے کی تہہ میں مجھ پر ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ بس اِسے محض اتفاق ہی کہنا چاہئے کہ میں اس گڑھے میں جا گرا۔"

"کیا انکشاف ہوا ہے؟"

"یہ ابھی نہیں بتاؤں گا۔"

سفر لمبا معلوم ہو تا تھا۔ پشت پر ہاتھ بندھے ہونے کی بنا پر چلنے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔ کئی بار وہ لڑکھڑا کر گرنے کو ہوا تھا لیکن مسلح آدمیوں میں سے کسی نے اُسے سنبھال لیا تھا۔

"تم آخر میری ہتھ کڑیاں کیوں نہیں کھول دیتے.... میں نہتا ہوں.... تم لوگوں سے بچ نہیں سکوں گا۔" جیمسن نے مسلح آدمیوں سے کہا.... لیکن وہ کچھ نہ بولے۔

آخر ایک جگہ جیمسن جھنجھلا کر بیٹھ گیا۔ وہ ساتوں بھی بیٹھ گئے۔ لیکن ایسا نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ جیمسن کی وجہ سے بیٹھے ہوں.... اُن میں سے ایک نے جیب سے تاش کی گڈی نکالی اور اپنے ساتھیوں کے درمیان پتے بانٹنے لگا۔

جیمسن حیرت سے آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھے جا رہا تھا۔ وہ اُس کی طرف سے لاپرواہ ہو کر کھیل میں مشغول ہو گئے۔

"آخر جانا کہاں ہے؟" جیمسن نے غصیلی آواز میں پوچھا لیکن اس بار بھی کوئی جواب نہ ملا۔ انہوں نے اُس کی طرف دیکھا تک نہیں تھا۔ دفعتاً کسی طرف سے وہی طوطا بر آمد ہوا اور جیمسن

Digitized by Google

کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔

"کیا اَب تم بھی بور کرو گے؟" جیمسن بھنا کر بولا۔

"یہ لوگ تو تم سے بات نہیں کریں گے۔ میں نے سوچا میں ہی کچھ کروں۔"

"تم کیا کر سکو گے۔ یہ تک تو بتا نہیں سکتے کہ بیچارے یونٹ گورنر کے ساتھ یہ برتاؤ کیوں کیا گیا ہے؟"

"اس لئے کہ یونٹ گورنر براہِ راست آسمان سے نہیں اُترا۔ اُس نے بھی اسی زمین پر عام آدمیوں کی طرح جنم لیا ہے۔ اس لئے اُس کے ہاتھوں میں بھی ہتھ کڑیاں پڑ سکتی ہیں۔"

"لیکن مجھے میرا قصور تو بتایا جائے؟"

"تم نے اپنے آدمیوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا تھا۔ اُن کے کھانے پینے کے لئے ایسی چیزیں بھجوائی تھیں جو دوسرے مزدوروں کو میسر نہیں ہیں۔"

"کوئی میں نے اپنی مرضی سے بھجوائی تھیں؟ میریلین نے کہا تھا۔" جیمسن نے حیرت سے کہا۔

"تم نے اس مسئلے پر میریلین کی مخالفت کیوں نہیں کی تھی؟"

"کیا مجھے مخالفت کرنی چاہئے تھی؟"

"یقیناً.... گورنر ہو.... کاٹھ کے اُلو نہیں....!"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں گورنر بنا دینے کے بعد گورنری کا امتحان لیا جاتا ہے۔"

"زیرولینڈ کے گورنر حاکم نہیں، محکوم ہوتے ہیں۔"

"آدمیوں سے زیادہ بہتر گورنر تو تم خود ثابت ہو سکتے تھے۔"

"مگر میں محض ایک طوطا ہوں۔"

"لیکن اس گھوڑے سے بہتر ہو جو اپنی بات آدمیوں تک نہیں پہنچا سکتا تھا۔ اس کے باوجود بھی گورنر تھا۔"

"باتوں میں وقت ضائع نہ کرو، جہاں لے جائے جا رہے ہو، چلے جاؤ۔ یہ لوگ اس عالم میں بھی تمہارا اتنا احترام کر رہے ہیں کہ تم بیٹھ گئے تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض ہی نہیں کیا۔"

"تم بھی میرے ساتھ چلو تو کتنا اچھا ہو۔" جیمسن بولا۔

طوطا اس بات کا جواب دینے کی بجائے پھر سے اُڑ گیا۔ پھر جیمسن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے

اٹھتے دیکھ کر مسلح آدمیوں نے کھیل کو جہاں تہاں چھوڑا اور پتے سمیٹ کر خود بھی چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔

سفر پھر شروع ہو گیا۔ اس بار آدھے گھنٹے تک چلتے رہنا پڑا تھا۔ ایک جگہ رک کر جیمسن کی آنکھوں پر پھر چرمی تسمہ چڑھا دیا گیا اور دو آدمی اس کے بازو پکڑ کر اُسے آگے بڑھانے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ دوبارہ دیکھنے کے قابل ہوا تھا۔ یعنی چرمی تسمہ آنکھوں پر سے ہٹا دیا تھا۔ اُس نے خود کو ایک بہت بڑے ہال میں پایا جہاں دیواروں پر دنیا کے نامی گرامی آرٹسٹوں کی پینٹنگز آویزاں تھیں۔ مسلح آدمی اُسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے اور وہ ٹہل ٹہل کر اُن تصاویر کا جائزہ لینے لگا۔ اب اُس کے ہاتھ بھی آزاد تھے۔ مسلح آدمی ہتھ کڑیاں اتار لے گئے تھے۔ ذرا ہی سی دیر میں اُس کا انہماک بڑھ گیا۔ اُسے فن مصوری سے بھی دلچسپی تھی۔

دفعتاً قدموں کی چاپ سنائی دی اور وہ چونک کر مڑا اور پھر اس کی باچھیں کھل گئیں۔ رینا اور سارہ تیزی سے قدم اٹھاتی ہوئی اُس کی جانب بڑھتی آرہی تھیں۔

"تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو؟" رینا نے قریب پہنچ کر درشت لہجے میں پوچھا۔

"بدنصیبی محترمہ رینا کہ تم مجھے نہیں پہچان سکیں۔"

"میں نہیں پہچانتی۔"

"اور یہ محترمہ سارہ ہیں۔"

"پھر اس سے کیا؟ یہاں سے چلے جاؤ۔ یونٹ کا گورنر تصاویر دیکھنے آرہا ہے۔"

"میں جیمسن ہوں۔ تم نے مجھے سیاہ فام دیکھا تھا۔ مسٹر علی عمران کے ساتھ۔"

"اوہ.... تو تم وہ ہو...." سارہ آگے بڑھ کر اُسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "بے شک ناک نقشہ وہی ہے۔"

"کچھ بھی ہو، تم یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ ورنہ ہم سے جواب طلب کر لیا جائے گا۔" رینا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔"

"کہیں مجھے کسی کو بلانا نہ پڑ جائے۔" رینا جھنجلا کر بولی۔

"ضرور بلاؤ میں تو نہیں جاؤں گا۔"

Digitized by Google

"گولی مار دی جائے گی، گورنر آرہا ہے اور یہاں ہم دونوں کے علاوہ اور کوئی قدم بھی نہیں رکھ سکتا۔"

"ایسی بھی کیا بے مروتی محترمہ رینا.... اور محترمہ سارہ آپ بھی تو کچھ بولئے۔"

"میں کیا بولوں یہ غلط نہیں کہہ رہی۔"

"اچھا تو پھر جسے دل چاہے بُلا لو۔ میں نہیں جاؤں گا۔"

رینا، سارہ کو وہیں چھوڑ کر تنتناتی ہوئی چلی گئی اور جیمسن مُسکرا کر بولا۔ "ابھی محترمہ رینا کو حقیقت معلوم ہو جائے گی۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ اس وقت یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں آنے والا تھا۔"

"تم کہاں سے آئے ہو؟"

جیمسن کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پھر کئی قدموں کی چاپ سنائی دی۔ رینا دو مسلح آدمیوں سمیت واپس آئی تھی۔ جیسے ہی اُن کی نظر جیمسن پر پڑی انہوں نے ایڑیاں بجا کر اُسے سلیوٹ کیا۔ رینا اور سارہ حیرت سے ایک دوسری کو دیکھنے لگیں۔

ایک مسلح آدمی نے اونچی آواز میں کہا۔ "لیڈیز.... ہز ایکسیلنسی جیمسن بفٹی دی گورنر آف یونٹ الیون۔"

دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور پھر سب سے پہلے رینا کی آواز نکلی تھی۔ اس نے تصاویر کے بارے میں کسی گراموفون ریکارڈر کی طرح بجنا شروع کر دیا تھا۔ سارہ بھی بے حد سنجیدہ ہو گئی تھی۔ دفعتاً جیمسن کو ہنسی آگئی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر رینا سے کہا۔ "بس کرو.... میں اِن تصاویر کے بارے میں خاصی معلومات رکھتا ہوں۔"

وہ خاموش ہو گئی اُس کے ہونٹ سختی سے بھنچے ہوئے تھے۔

"میں تم دونوں میں بڑی تبدیلیاں محسوس کر رہا ہوں۔" جیمسن نے کہا اور رینا بولی۔

"یس یور ایکسی لنسی! ہم اپنی اس تبدیلی پر مسرور ہیں۔ اب ہماری آنکھیں کھلی ہیں اور اب ہم دل و جان سے اِن لوگوں کے ساتھ ہیں۔"

"کک.... کیا مطلب؟"

"یہ واحد تنظیم ہے جو ساری دنیا کو دُکھوں سے نجات دلا سکتی ہے اور اَب ہم چاہے جہاں رہیں تنظیم کے وفادار رہیں گے۔"

"کیا تم سچ کہہ رہی ہو؟"

"یس یور ایکسی لنسی، ہم اس بارے میں قطعی سنجیدہ ہیں اور اَب دنیا کی کوئی طاقت ہمارے خیالات نہیں بدل سکتی.... ساری دنیا کے عوام کو جو فریب دیا جارہا ہے اُس کا پردہ ہم پر فاش ہوچکا ہے۔ لیکن کیا آپ کے خیالات نہیں بدلے یور ایکسی لنسی۔"

"ہرگز نہیں۔" جیمسن سر ہلا کر بولا

"پھر آپ گورنر کیسے بن گئے۔؟"

"مجھے تو پکڑ کر زبردستی گورنر بنادیا گیا ہے۔"

"اور یہ آپ کے حق میں بہتر ہوا ہے.... آپ کے دونوں ساتھی کہاں ہیں؟"

"وہ مزدور بنادیئے گئے ہیں۔"

"میں اُن کے لئے دکھی ہوں۔ وہ بھی راہِ راست پر آجاتے تو بہتر تھا۔"

جیمسن کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ واقعی سنجیدہ ہے۔ یا یہ محض حکمتِ عملی کا مظاہرہ ہے۔

"کیا تم بھی موزئیل رینا سے متفق ہو۔" جیمسن نے سارہ سے پوچھا۔

"میں رینا سے متفق ہوں یور ایکسی لنسی۔"

"کیا تم لوگوں کی برین واشنگ ہوئی ہے۔"

"یہی سمجھ لیجئے۔" رینا نے کہا۔ "ہمارے دماغ بے حد گندے تھے۔ لہذا ہم اس واشنگ پر بے حد مسرور ہیں۔"

"بہت خوب لیکن شائد تمہیں میرا حشر نہیں معلوم۔"

"میں نہیں سمجھی.... منیجر...."

"منیجر.... کیا مطلب؟"

"دراصل میں زیرولینڈ کی اصطلاح استعمال کر گئی تھی۔ آپ منیجر ہی ہیں۔ لفظ گورنر تو آپ کو اپنی پوزیشن سمجھنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔"

"میں اَب بھی نہیں سمجھا۔"

"زیرولینڈ میں گورنمنٹ یا گورنر کا کوئی تصور نہیں ہے۔ یہ الفاظ شہنشاہیت کے دور سے تعلق رکھتے ہیں۔ جمہوریت کے ساتھ لفظ حکومت لغو ہے.... اسے حکومت کی بجائے نظامت ہونا چاہئے۔ ہم اپنے لئے آقا نہیں منتظم منتخب کرتے ہیں.... منتظم حکم نہیں دیتے مشورہ دیتے ہیں۔ حکم سے آدمی کو ازلی بیر ہے۔ ہزارہا سال سے اپنے دل سے حکم اور حکومت کے لئے کینہ پالتا آیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پہلے قوم کے خادموں کو خوشی خوشی منتخب کرتا ہے اور پھر جب وہ حاکم بن جاتے ہیں تو انہیں گالیاں دینا شروع کردیتا ہے حکم اور حکومت کے خلاف لاشعور میں بیٹھی ہوئی نفرت اُسے گالیاں دلواتی ہے جسے اُس نے خود منتخب کیا تھا.... اس لئے زیرولینڈ نے حکومت کو نظامت میں بدل دیا ہے.... وہاں حاکم نہیں ناظم ہوتا ہے۔ اس طرح تم گورنر نہیں منیجر ہو۔"

"آہا.... اس پر تو میں نے کبھی غور نہیں کیا تھا۔ واقعی جمہوریت کے ساتھ لفظ حکومت لایعنی ہے۔ لاشعور کے کسی نہ کسی گوشے میں یہ بات ضرور ہوتی ہوگی کہ ہمارے ساتھ فراڈ ہوا ہے.... ہم ایک ایسے شخص کو چنتے ہیں جو خود کو ہمارا خادم کہتا ہے۔ لیکن وہ حاکم بن بیٹھتا ہے۔ واہ کیا نکتہ ہے۔"

"ہر سمجھ دار آدمی ان خیالات سے متفق ہوجائے گا۔ اَب کیا تم اِسے برین واشنگ کہو گے؟"

"ہرگز نہیں.... یہ تو منطقی دلیل ہے۔ میں بھی اس حد تک متفق ہوسکتا ہوں، لیکن کچھ دیر پہلے میرے ساتھ جو برتاؤ ہوا ہے میری سمجھ میں نہیں آیا۔"

"مجھے بتاؤ شاید میں سمجھا سکوں۔"

"وہ مجھے یہاں ہتھکڑیاں لگا کر لائے تھے۔"

"کیا تم سے کوئی غلطی سرزد ہوئی تھی۔"

"ہاں ایک معمولی سے غلطی جو خود اُن کی ایما پر ہوئی تھی۔ خود میں نے فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مجھے وہ کام کرنا چاہئے یا نہیں۔"

"یہی آپ کی غلطی تھی۔" سارہ بول پڑی اور رینا نے کہا۔ "دراصل تم ابھی نئے نئے ہو۔ ورنہ تمہیں خود ہی اپنے لئے کوئی سزا تجویز کر لینی چاہئے تھی۔ یہاں یہی ہوتا ہے۔ ناظم اپنی کسی غلطی پر خود کو ایسی سزا دیتا ہے کہ سب کو علم ہوجائے کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے....

Digitized by Google

کل ہی میں نے ٹیلی ویژن پر یونٹ نمبر آٹھ کے گورنر یا ناظم کو دیکھا تھا۔ اس کی پتلون کا ایک پائینچہ گھٹنے کے اوپر سے غائب تھا۔ زیرو لینڈ کے باشندوں نے سمجھ لیا ہو گا کہ اس سے کوئی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اب وہ کم از کم ایک ہفتے تک ڈیڑھ پائینچوں کی پتلون پہنے رہے گا اور اپنے فرائض بھی انجام دیتا رہے گا۔"

"یعنی ہتھ کڑیاں لگی ہونے کے باوجود بھی میں گورنر ہی تھا۔"

"بالکل.... ورنہ تم یہاں بحیثیت مہمان کیوں نظر آتے اور میرا خیال ہے کہ تم اب یہیں رہو گے۔ کیونکہ یہ گورنر کا سیکریٹریٹ ہے.... ہم دونوں سیکریٹری ہی کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ تم دونوں مجھے احساس دلاتی رہو گی کہ مجھے کس معاملے کو کس طرح نپٹانا چاہئے۔ غلطیوں کی سزا کے لئے مستقل طور پر کوئی ایک رویہ اپنالوں گا۔ مثلاً پیچھے لال رنگ کا فیتہ دُم کی طرح لٹکا لیا کروں گا۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہو گی۔" سارہ مسکرا کر بولی۔

"اُس گوریلے کا خیال دل سے نکالا نہیں۔" جیمسن نے اُس سے پوچھا۔

"میں نجی زندگی سے متعلق کسی سوال کا جواب دینے یا نہ دینے کا حق محفوظ رکھتی ہوں۔" سارہ کسی قدر ناگواری سے بولی۔

"اگر اس سے تمہارے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے تو میں معافی چاہتا ہوں۔"

"کوئی بات نہیں۔

"یہ ہوئی نا بات۔" رینا خوش ہو کر بولی۔ "ووٹ دینے والے لاشعوری طور پر یہی چاہتے ہیں کہ منتخب ہونے والے اسی سطح پر آجائیں۔"

"لیکن میں تو نامزد گورنر ہوں۔"

"ہم سب فی الحال تجرباتی دور سے گزر رہے ہیں۔ بعض یونٹوں میں الیکشن بھی ہوتے ہیں۔ پہلے تمہیں یہاں تربیت دی جائے گی پھر کسی دوسرے یونٹ میں جا کر الیکشن لڑو گے۔ تربیت ضروری چیز ہے۔ یہ کیا کہ ایک معمولی کلرک کو کلرکی کا امتحان دینا پڑے۔ ایک پولیس کانسٹیبل رنگروٹی کا دور گزارے بغیر کام سے نہ لگایا جائے لیکن ترکاریوں کے آڑھتی، بے مروت، جاگیر دار

Digitized by Google

اور گاوُدی قسم کے تاجر براہِ راست اسمبلیوں میں جا بیٹھیں اور قانون سازی فرمانے لگیں اور اُن ہی میں سے کچھ کابینہ کے ارکان بن جائیں۔"

"واقعی تم تو میری آنکھیں کھولے دے رہی ہو۔ سوچنے کی بات ہے کہ نچلی سطح پر امتحانات اور ٹریننگ کا چکر چلتا رہے اور اوپر جس کا دل چاہے پہنچ جائے۔ بس جیب بھاری ہونی چاہئے۔ نہ کوئی امتحان اور نہ کوئی ٹریننگ.... واہ بھئی زیرو لینڈ.... خواہ مخواہ کہا جاتا ہے کہ یہ جرائم پیشہ لوگوں کی ایک بین الاقوامی تنظیم ہے۔"

"ہر نئی چیز کے لئے پہلے اسی طرح غلط فہمیاں پھیلائی جاتی ہیں۔ کاش تمہارے باس کو بھی عقل آجاتی۔ خیر کوئی بات نہیں جسمانی مشقت ذہن کی کھڑکیاں کھول دے گی۔"

"ناممکن مائی ڈیئر.... چکنے گھڑے ہمیشہ چکنے گھڑے ہی رہتے ہیں خواہ ان پر سے کتنا ہی پانی کیوں نہ گزر جائے۔"

"تو تم مجھ سے متفق ہو نا؟"

"بالکل.... کوئی بے مغز آدمی ہی تم سے اختلاف کر سکے گا۔"

"کیا تم اپنی اس تبدیلی کو برین واشنگ کہو گے؟"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہ تو غور و فکر کے دروازے کھولنے والی چیز ہوئی۔"

"اچھا تو اَب کبھی بھی برین واشنگ کا نام نہ لینا۔ یہ اصطلاح مخالف کیمپوں کی پیدا کردہ ہے۔ تنظیم کسی کی بھی مخالف نہیں۔ اُس کا رویہ مثبت ہے۔"

"یہ بات بھی سمجھ میں آگئی۔" جیمسن نے سر ہلا کر کہا۔

دفعتاً تیز قسم کی گھنٹی کی آواز ہال میں گونجنے لگی اور رینا نے جیمسن سے کہا۔ "چلو لنچ کا وقت ہو گیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ یہاں کا سارا عملہ ایک ہی میز پر لنچ کرے گا اور تم جو گورنر ہو تم بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہو گئے۔

"میرے لئے بڑی خوشی کی بات ہو گی۔"

غار کے قریب پہنچے تو سنگ نے کہا۔ "میری ساری محنت برباد ہو گئی ہو گی۔"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران بولا۔

"اب اندر کچھ بھی نہیں ہوگا۔ بڑی محنت سے وہ سب کام کی چیزیں جمع کی تھیں۔ اب افسوس ہو رہا ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لایا تھا؟"

"یعنی تمہارا خیال ہے کہ ہماری وجہ سے تھریسیا کو تمہاری اس کمین گاہ کا سراغ ملا۔"

"پھر کیا سوچوں، اُس نے پہلے یہاں کیوں چھاپہ نہیں مارا؟"

"یہ بھی ٹھیک کہتے ہو۔"

وہ غار میں داخل ہوئے اور سنگ کا خیال بالکل درست نکلا۔ گھاس کے سارے ڈھیر بکھرے پڑے تھے اور لوٹ کا مال غائب تھا۔

"تم نے دیکھا۔" سنگ، عمران کو اپنی چھوٹی چھوٹی مگر بے حد چمکیلی آنکھوں سے گھورتا ہوا بولا۔

"اب تو واقعی مجھے بھی افسوس ہو رہا ہے یہاں اپنی آمد پر۔"

سنگ کچھ نہ بولا.... رسی کا لچھا اُس نے اپنے کاندھے پر ڈال رکھا تھا.... تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "تم ٹھہرو.... میں ابھی آیا۔"

جدھر سے وہ لوگ آئے تھے ادھر ہی لوٹ گیا۔ عمران جوزف سے متعلق تشویش میں مبتلا ہو گیا تھا کیونکہ ابھی تک اُس کی واپسی نہیں ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد سنگ واپس آگیا لیکن رسی کا لچھا اب اس کے کاندھے پر نہیں تھا۔ شاید اُسے اور کہیں چھپا آیا تھا۔ عمران نے اُس سے اِس کے بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔

"کیا وہ ابھی تک واپس نہیں آیا؟" سنگ نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے تشویش ہو گئی ہے۔"

سنگ صرف سر ہلا کر رہ گیا۔ اُس کا ذہن شاید کہیں اور تھا۔ آنکھوں کی چمک کچھ بڑھی ہوئی سی لگ رہی تھیں۔ دفعتاً ہاتھ ہلا کر بولا۔ "آخر وہ خود کو سمجھتی کیا ہے۔ اَب میں اُسے دیکھ لوں گا۔"

عمران نے اُس پر اچٹتی ہوئی سی نظر ڈالی اور اٹھ گیا۔ غار سے باہر نکل کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔ آخر جوزف کدھر نکل گیا تھا۔ کہیں کسی دشواری میں نہ پڑ گیا ہو۔

اُس نے پھر سنگ کی آواز سُنی جو اُس کے عقب میں کھڑا کہہ رہا تھا۔ "ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"جوزف پھلوں کی تلاش میں گیا تھا تمہیں اندازہ ہے کہ وہ کس طرف گیا ہوگا۔" عمران نے اُس سے پوچھا۔

"تب تو ہو سکتا ہے کہ وہ مچھلیاں پکڑنے لگا ہو۔" سنگ نے جواب دیا۔

"تمہارا دماغ اپنی جگہ ہی پر ہے یا نہیں۔؟"

سنگ نے قہقہہ لگایا اور بولا۔ "تم سمجھتے ہو شاید اس چھاپے نے مجھے گہرا صدمہ پہنچایا ہے۔"

"باتیں تو اسی طرح کی کر رہے ہو۔" عمران نے کہا۔

"تم سمجھے نہیں۔ مچھلیاں دیکھ کر اُس نے پھلوں کی تلاش ملتوی کر دی ہوگی۔ یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر دو چھوٹی چھوٹی جھیلیں ہیں۔ جنہیں ایک پتلی سی نالی ملاتی ہے۔ اُسی نالی سے بے شمار مچھلیاں ہر وقت ادھر سے اُدھر ہوتی رہتی ہیں۔ اگر مشق ہو تو انہیں بہ آسانی پکڑا جا سکتا ہے۔"

"چلو.... دیکھیں۔" عمران بولا۔

"ویسے مجھے یقین ہے کہ ہم پھر جدا کر دیئے جائیں گے۔" سنگ نے کہا۔

"دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو تم مجھے وہ جگہ دکھاؤ....!"

دونوں چل پڑے۔ یہاں زمین پر زیادہ گھنی روئیدگی نہیں تھی۔ زیادہ تر پتھریلی چٹانیں نظر آتی تھیں.... وہ نشیب میں اتر رہے تھے۔ قریباً دو فرلانگ مسطح زمین پر چلنے کے بعد دو اونچی چٹانوں کی درمیانی دراڑ سے گزرے اور دوسری طرف پہنچتے ہی جوزف انہیں نظر آگیا۔ اس نے مچھلیاں ضرور پکڑی تھیں لیکن اب پالتھی مارے بیٹھا نہ جانے کیا کر رہا تھا۔ کئی بڑی مچھلیاں کسی بیل کے ڈنٹھل میں پروئی ہوئی قریب ہی پڑی تھیں اور جوزف کی پشت اُن کی طرف تھی۔

عمران اور سنگ اس سے تھوڑی ہی دور کھڑے تھے لیکن اُس کے انہماک میں کمی نہ ہوئی۔

دفعتاً عمران نے اُسے للکارا۔ "اَبے یہ کیا ہو رہا ہے؟"

جوزف اچھل پڑا اور اُن کی طرف مڑ کر دانت نکال دیئے۔ اس کے ہاتھ میں ایک پمفلٹ نظر آیا۔ شاید وہ اتنے.... انہماک سے اسی کا مطالعہ کر رہا تھا۔

"یہ کیا ہے؟ عمران نے پوچھا۔

"ارے باس.... بس کیا بتاؤں.... میں تو زیرولینڈ کے بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔ یہ تو بڑے اچھے لوگ ہیں۔ بڑی عجیب باتیں کرتے ہیں۔ جو سمجھ میں بھی آجاتی ہیں۔"

Digitized by Google

"ہاں،ہاں.... میں جانتا ہوں۔ حکومت اور نظامت کا چکر ہوگا۔ تجھے یہ پمفلٹ ملا کہاں سے۔؟"

"وہی طوطا دے گیا تھا۔" جوزف ہنس پڑا اور سنگ کی زبان سے بے ساختہ ایک گندی سی گالی نکل گئی۔

پھر جوزف سنجیدگی سے بولا۔ "کیا وہ سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔"

"کیوں نہیں؟ کسی نے کوئی جرم کیا اور تھانے دار اُس کے آگے ہاتھ جوڑے کھڑا گھگھیا رہا ہے کہ جنابِ عالی میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ خدا کے لئے یہ ہتھ کڑیاں پہن لیجئے۔ میرے بال بچے آپ کو دعادیں گے.... دیکھئے اگر آپ نے انکار کیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ ادھر مجرم کہہ رہا ہے۔ میں چھ ماہ سے پہلے خود کو گرفتاری کے لئے پیش ہی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ اغواہ کا کیس ہے اور میں نے ابھی تک مغویہ سے اظہارِ عشق تک نہیں کیا۔ جایئے چھ ماہ بعد آیئے گا۔"

"نہیں باس۔ تم اسے پڑھو اور سنجیدگی سے غور کرو۔"

"چل بے.... نہیں تو دو چار ہاتھ جھاڑ دوں گا۔"

جوزف نے بُرا سا منہ بنایا اور مچھلیاں اٹھا کر اُن کے ساتھ چلنے لگا۔

"باس.... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر دنیا والے اتنے نادان کیوں ہیں۔ انہیں مجرم کیوں سمجھتے ہیں جو ان ہی کی بھلائی کے لئے کچھ کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں تجھے کسی درخت سے اُلٹا لٹکا دوں گا۔ کیا تجھے کی گولو کی زیارت گاہ یاد نہیں رہی۔ بیچارے سیدھے سادھے آدمیوں کو کس طرح بیوقوف بناتے تھے۔ پڑھے لکھے لوگوں کے لئے اُن کے پاس دوسرا حربہ یہ پمفلٹ ہے۔ کسی نہ کسی طرح اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں.... تو کیا یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں نے یہ چکر اس لئے چلایا ہے کہ دنیا کی فلاح کے لئے کچھ کریں گے۔"

"پمفلٹ سے تو یہی معلوم ہوتا ہے۔"

"ہر طرف خوبصورت الفاظ کے جال پھیلے ہوئے ہیں اور انسانیت مسلسل گمراہ ہو رہی ہے۔ بکواس بند کر اور اپنے کام سے کام رکھ۔ ہم یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان کا طلسم توڑ دیں نہ کہ اس میں پھنس جائیں۔" عمران نے کہا اور پمفلٹ اس کے ہاتھ سے چھین کر پُرزے پُرزے کر دیا۔ غار میں پہنچ کر انہوں نے آگ پر مچھلیاں بھونی تھیں اور پیٹ بھر لینے کے بعد پھر کھلے میں نکل آئے

تھے.... جوزف کے چہرے پر عجیب سی بیگانگی طاری تھی۔ سنگ نے آہستہ سے کہا۔ "اب اسے الگ ہی رکھو۔"

عمران نے نئے پُر تشویش نظروں سے جوزف کی طرف دیکھا اور سر کو خفیف سی جنبش دی.... پھر اس سے پوچھا۔ "کیا تم مچھلیاں کھانے کے بعد کچھ گرانی سی محسوس کر رہے ہو۔"

"شاید.... میرا سر بھاری ہو رہا ہے۔"

"تو تم جا کر غار میں آرام کرو....!"

"بہت اچھا باس۔" جوزف نے کہا اور غار کی طرف مڑ گیا۔

"ہمیں کسی ایسی جگہ چلنا چاہئے جہاں آس پاس کوئی درخت بھی نہ ہو۔" سنگ نے عمران سے کہا۔

عمران نے آہستہ سے سر ہلا کر ایک جانب چلنا شروع کر دیا۔ دونوں خاموشی سے راستہ طے کرتے رہے اور ایسی جگہ جا پہنچے جیسی چاہتے تھے۔ سنگ کچھ دیر ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا پھر بولا۔ "وہ ہم دونوں کو اکٹھا نہیں رہنے دے گی۔ لہٰذا اس مہلت کو غنیمت جانو۔"

"سوال یہ ہے کہ کریں کیا.... تم نے غور کیا وہ جانوروں تک سے ہماری نگرانی کرا رہی ہے۔ صرف وہی ایک طوطا نہ ہوگا۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ بہر حال مجھے جس جگہ کی تلاش تھی شاید میں نے اس کا سراغ پالیا ہے۔" سنگ آہستہ سے بولا۔

"کس جگہ کی تلاش تھی؟"

"جہاں سے اس سارے کاروبار کو چلانے کے لئے بجلی فراہم ہوتی ہے۔"

"پاور پلانٹ۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"ہاں.... تقدیر مجھے اس اندیکھے گڑھے کی طرف لے گئی تھی اور میں اس میں گر پڑا تھا۔"

"لیکن.... اُس گڑھے میں تو کچھ بھی نہیں تھا۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میں نے مشینوں کے چلنے کی آواز سنی تھی اور وہ کچھ زیادہ دور بھی نہیں معلوم ہوئی تھیں اور یہ آواز ایک ایسے سوراخ سے آرہی تھی جس کا قطر کم از کم چھ انچ ضرور رہا ہوگا۔"

"اس سے تو مشینیں دکھائی بھی نہیں دی ہوں گی۔"

Digitized by Google

"نہیں، اسکی گہرائی عمودی تھی۔ میں نے ہاتھ ڈال کر دیکھا تھا۔ تہہ سے ہاتھ نہیں لگا تھا۔"

"آہا.... تو تم گڑھے کی تہہ میں لیٹے ہوئے یہی کر رہے تھے۔"

"ہاں.... میں وہ دل خوش کُن شور سن رہا تھا۔ یقین کرو، میں پاور پلانٹ تک پہنچ گیا ہوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ سنگ نے کچھ دیر اُسے بغور دیکھتے رہنے کے بعد کہا۔ "لیکن اُس سوراخ میں نہ تم گھس سکتے ہو اور نہ میں۔"

عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "ڈائینامائٹ"

"وہ کہاں سے فراہم ہوں گے؟" سنگ نے تردد آمیز لہجے میں کہا۔ "میں نے بہتیری ضروری چیزیں اکٹھا کرلی تھیں۔ بس ڈائینامائٹ ہی ہاتھ نہیں لگے۔"

"میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں سے دستیاب ہوں گے لیکن سر سے کفن باندھ کر چلنا پڑے گا۔" عمران نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو، بس جگہ کی نشاندہی کردو۔"

"جہاں سے تم پہلے مجھے یہاں تک لائے ہو، وہیں چلنا ہوگا۔ مجھے اندھیرے میں راستے کا اندازہ نہیں ہو سکا تھا۔"

"تمہارے چلنے کی ضرورت نہیں بس تم نشان دہی کردو۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ وہ سارا سامان زیبرا مین کی نگرانی میں رہتا ہے۔"

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

عمران اُسے بتا ہی رہا تھا کہ زیبرا مین کے زیرِ نگرانی اسٹور تک کیسے پہنچ سکے گا کہ اچانک کسی ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔

پھر ہیلی کوپٹر بھی دکھائی دے گیا۔ خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا اور اُس کا رخ اُنہی دونوں کی طرف تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ اُن پر جھپٹا مارے گا۔ دونوں بڑی پھرتی سے زمین پر گر گئے اور ہیلی کوپٹر اُن پر کسی سیال کی بوچھاڑ کرتا ہوا گزر گیا۔ عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اُسے برفاب سمندر میں دھکا دے دیا ہو.... اور پھر شاید وہ منجمد ہی ہوجانے کی کیفیت تھی جو اُس کے ذہن پر طاری ہوتی چلی گئی تھی۔ پھر پتہ نہیں کتنی دیر بعد اس کے کانوں میں جوزف کی آواز پڑی اور اس

نے آنکھیں کھول دیں لیکن فوری طور پر اٹھ نہ سکا۔ جسم و ذہن اب بھی شل ہو رہے تھے۔

جوزف اس پر جھکا ہوا کہہ رہا تھا۔ "ہوش میں آؤ باس.... تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

"سنگ کہاں ہے؟" عمران نے کمزور سے آواز میں پوچھا۔

"پتا نہیں باس.... اُوہ کیا یہ اُسی کی حرکت ہے؟"

عمران نے سر کو نفی میں جنبش دے کر کہا۔ "وہ میرے ساتھ ہی تھا۔ ایک ہیلی کاپٹر سے ہم پر گیس پھینکی گئی تھی۔ شاید وہ اُسے اٹھالے گئے۔"

"جہنم میں جائے۔" جوزف سر جھٹک کر بولا۔ "تم تو اٹھو۔"

عمران نے اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار کامیاب ہوگیا۔ جسم بُری طرح دکھ رہا تھا۔

جوزف اُسے اٹھا کر غار کی طرف لے چلا۔ ساتھ ہی وہ آہستہ آہستہ کہتا جارہا تھا۔ "تم میری اُس وقت کی باتوں کا کچھ خیال نہ کرنا باس.... مجھے اس سے کیا غرض کہ دنیا میں کیا ہورہا ہے یا کیا ہونا چاہئے۔ میری دنیا تو تم ہی ہو.... صرف تم.... اگر تم جہنم میں بھی چھلانگ لگاؤ گے تو جوزف مگونڈا کو ساتھ ہی پاؤ گے۔"

"شکریہ جوزف۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "کیا تم اب بھی مزدوروں کے اس کیمپ تک پہنچ سکتے ہو جہاں سے ہم آئے تھے۔"

"کیوں نہیں باس.... ضرور پہنچ سکتا ہوں.... شہر میں راستہ بھٹک سکتا ہوں! لیکن جنگل میں ناممکن.... حالانکہ ہم اندھیرے میں وہاں سے بھاگے تھے لیکن یقین کرو کہ میں دوبارہ ٹھیک اسی جگہ پہنچ سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، اب عمل کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

دونوں غار میں واپس آگئے۔ عمران اسی گڑھے کے بارے میں سوچ جارہا تھا جس میں سنگ ہی گرا تھا لیکن سوال یہ تھا کہ اس میں اترا کس طرح جائے۔ پتا نہیں سنگ نے رسی کا لچھا کہاں چھپایا ہو۔ واپسی پر وہ اُس کے کاندھے پر پڑا ہوا تھا اور غار پر چھاپے کا انکشاف ہوتے ہی وہ اُسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور واپسی پر رسی کا لچھا اس کے کاندھے پر نہیں تھا۔

Digitized by Google

سنگ جاگا تو اپنے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے پائے۔ فرش پر اوندھا پڑا ہوا تھا۔ سر گھما کر ادھر اُدھر دیکھا اور پھر اُس کے دیوتا ہی کوچ کر گئے کیونکہ بائیں جانب تھوڑے ہی فاصلے پر زیبرا مین کھڑا نظر آیا تھا۔

اُس نے آنکھیں بند کرلیں۔ یہاں آنے کے بعد وہ کئی بار اپنے ارادے کے بغیر ادھر سے ادھر ہو چکا تھا لیکن اُس کے ہاتھ پہلے کبھی اس طرح نہیں باندھے گئے تھے۔ دفعتاً کسی جانب سے ایک نسوانی آواز آئی۔ "تو تم ہوش میں آگئے۔" سنگ کچھ نہ بولا۔

"ہاں.... تم ہوش ہی میں ہو اور میری آواز بھی تمہارے کانوں تک بخوبی پہنچ رہی ہے۔"

اور تھریسیا کی آواز پہچانتے ہی اُس کی ذہنی بے حسی ایک لخت رفع ہوگئی۔ سارے جسم میں گرم گرم سی لہریں دوڑنے لگیں اور وہ کسی اسیر چیتے کی طرح غرایا۔ "سب کچھ سن رہا ہوں۔"

"اور غالباً زیبرا مین بھی تمہارے قریب ہی موجود ہے۔"

"ہاں اُسے بھی دیکھ رہا ہوں۔"

"اب بتاؤ کہ تم نے اور سامان کہاں کہاں چھپا رکھا ہے۔"

"تم تو سب جانتی ہی ہو۔ تلاش کرو.... آخر اُس غار میں تمہاری ہی نشان دہی کی بناء پر تو عمران کو رسی کا لچھا ملا تھا اور اس کے بعد تم نے سارا سامان اٹھوا لیا تھا۔"

"اگر میں باخبر نہ ہوتی تو تم اسی گڑھے میں ایڑیاں رگڑ کر مر جاتے اور تمہاری آواز کسی تک نہ پہنچ سکتی۔"

"بہت بہت شکریہ۔" سنگ نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"فضول باتیں بند کرو۔" تھریسیا کی آواز آئی۔ "فوراً تفصیل سے نشان دہی کرنا شروع کردو۔ میرے کئی خاص آدمی غائب ہیں۔ وہ تمہارے ہی ہتھے چڑھے ہوں گے۔"

"تو پھر اعتراف کرلو کہ تم ہر آن مجھ پر نظر نہیں رکھ سکیں۔"

"اگر میں اعتراف بھی کرلوں تو تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟"

Digitized by Google

"تسکین پہنچے گی کہ میں نے تمہیں کئی بار ڈوج دیا ہے۔"

"میں تمہیں ایک اور موقع دیتی ہوں۔ اگر تین گھنٹے بعد تم نے سب کچھ اُگل نہ دیا تو زیبرا مین تمہیں دو حصوں میں تقسیم کردے گا لیکن میرا خیال ہے کہ تم ایسی موت مرنا کبھی پسند نہ کرو گے۔"

"میں تمہیں کچھ بھی نہ بتاؤں گا۔ اس لئے مہلت نہ دو۔ زیبرا مین سے کہو کہ میری ٹانگیں چیر دے.... زندگی کا یہ آخری تجربہ میرے لئے خاصا حیرت انگیز اور انوکھا ثابت ہوگا۔"

"تین گھنٹے کی مہلت دی جاتی ہے۔" ایک ایک لفظ پر زور دے کر کہا گیا.... اور پھر سناٹا چھا گیا۔ زیبرا مین خاموش کھڑا سنگ ہی کو گھورے جا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے کسی بھی لمحے میں اُس پر جھپٹ پڑے گا۔ سنگ نے آنکھیں بند کرلیں۔ گلوخلاصی کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔

یہ بھی ایک غار ہی تھا لیکن اس کے فرش کی سطح کو بڑی مہارت سے ہموار کردیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد زیبرا مین بھی باہر چلا گیا اور سنگ آنکھیں بند کئے پڑا رہا۔ شاید ہی کبھی اُس پر کوئی ایسا وقت پڑا ہو۔ رہائی کی کوئی اُمید نہیں تھی زندگی اور موت کے درمیان صرف تین گھنٹے کا فاصلہ.... لیکن وہ سنگ ہی تھا.... اُس نے سوچا کیوں نہ یہ تین گھنٹے خواب غفلت میں بسر کردیئے جائیں اور ذرا ہی سی دیر میں وہ سچ مچ سو گیا.... اور اس وقت تک نہیں جاگا جب تک جگایا نہیں گیا۔ زیبرا مین نے اس کی گردن دبوچی اور اٹھا کر کھڑا کردیا۔ سنگ نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ کیونکہ سامنے ہی تھریسیا کھڑی نظر آئی تھی.... "میں نے کہا کہ تمہیں ہڈیوں اور گوشت کے ملغوبے کی شکل میں بھی دیکھ لوں۔"

"شکریہ، ایسے دل کش چہرے نظروں کے سامنے ہوں تو کون بدبخت مر جانا چاہے گا؟"

"اگر تم اب بھی ان جگہوں کی نشان دہی کردو جہاں تم نے چوری کا مال چھپایا ہے تو تمہاری جان بچ جائے گی۔"

"جان بچانا کون چاہتا ہے میری جان.... اس فیل پچھاڑ کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ایک گندہ ہاتھ میں لے لو اور میرا قیمہ کرکے رکھ دو۔ لیکن اس سے پہلے میری ایک خواہش پوری کردو۔"

تھریسیا نے زیبرا مین کو اشارہ کیا اور وہ سنگ کی طرف بڑھا ہی تھا کہ غار کے دہانے کی طرف

سے گرجدار آواز آئی۔ "ٹھہرو۔"

دونوں چونک پڑے۔ زیبرا مین جہاں تھا، وہیں رہ گیا اور پھر انہیں ایک عجیب الخلقت جاندار نظر آیا۔ اس کے سارے جسم پر سیاہ رنگ کی کیچڑ لپٹی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کسی دلدل سے برآمد ہو کر سیدھا اُسی طرف چلا آیا ہو۔ زیبرا مین آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔ مینڈک نما شے کا رخ اسی کی طرف تھا۔ دفعتاً وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ انداز خوف زدگی ہی کا سا تھا۔ تھریسیا کا ہاتھ تیزی سے بلاؤز کے گریبان کی طرف گیا ہی تھا کہ جنگلی بیلوں کا ایک بہت بڑا ڈھیر اُس پر آپڑا۔ یہ ڈھیر بھی گویا اڑتا ہوا غار کے دہانے ہی کی طرف سے آیا تھا۔ تھریسیا جو اس کے لئے تیار نہیں تھی۔ جھونک میں آکر دوسری طرف الٹ گئی.... اور دوبارہ اٹھنے کی کوشش میں بیلوں کے ڈھیر میں اس بُری طرح الجھی کہ اٹھ ہی نہ پائی۔ ادھر زیبرا مین نے کسی پاگل کتے کی طرح غرانا شروع کر دیا تھا۔ پھر یک بیک مینڈک نما شے پر ٹوٹ پڑا لیکن وہ اس کی گرفت سے نہ صرف پھسل گئی بلکہ بڑی پھرتی سے پلٹ کر اپنی اگلی ٹانگیں جوڑیں اور اُس کی گردن پر بھرپور وار کیا۔ عجیب سی آواز غار میں گونجی تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کوئی چیز چٹاخ سے ٹوٹی ہو۔

زیبرا مین جہاں تھا وہیں رہ گیا اور پھر جو اُس نے کسی ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح تڑپنا پھڑکنا شروع کیا ہے تو غار میں بھونچال سا آگیا.... سنگ خاموش پڑا پلکیں جھپکائے بغیر یہ سب کچھ دیکھے جارہا تھا، تھریسیا اٹھ کھڑی ہوئی تھی لیکن خود کو بیلوں کے جھکڑ سے ابھی تک آزاد نہیں کرا پائی تھی۔ اس کا چمکدار اور ننھا سا پستول بلاؤز کے گریبان سے نکل کر دور جا پڑا تھا۔ سنگ کی نظر اُس پر پڑی اور وہ پیٹ کے بل آہستہ آہستہ اس کی جانب کھسکنے لگا۔

مینڈک نما شے کے جسم پر لپٹی ہوئی کیچڑ غار کے سطح فرش پر جگہ جگہ پھیل گئی تھی.... زیبرا مین کا جسم اب ساکت ہو چکا تھا.... ادھر تھریسیا کا پستول سنگ نے چھاپ لیا تھا۔ ویسے شاید اَب اُسے پستول کی سدھ ہی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ کیچڑ میں لتھڑی ہوئی مینڈک نما شے آہستہ آہستہ تھریسیا ہی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تھریسیا نے بیلوں کے جھاڑ جھنکاڑ سمیت غار کے دہانے کی طرف چھلانگ لگائی لیکن باہر نہ نکل سکی۔ کیونکہ ایک لمبے تڑنگے سیاہ فام آدمی نے اس کا راستہ روک لیا تھا۔

مینڈک نما شے بڑی تیزی سے اس کے پیچھے لپکی اور پھر دو ہی جستوں میں اُسے جالیا....

Digitized by Google

لیکن تھریسیا اُس کی گرفت سے نکل کر پھر پلٹ پڑی۔ اسی دوران میں وہ بیلوں کے پیچاک سے بھی نجات پاگئی تھی۔

"شٹ اَپ۔" دفعتاً تھریسیا گرجی اور جہاں تھی وہیں کھڑی ہو گئی۔ وہ دونوں بھی رُک گئے۔ سیاہ فام آدمی روشنی میں آگیا تھا۔

"مجھے تم تینوں کو تمہاری بے خبری ہی میں ختم کر دینا چاہئے تھا۔" وہ دانت پیس کر بولی۔

کیچڑ میں لتھڑا ہوا آدمی جو کچھ دیر پہلے ایک بہت بڑا مینڈک معلوم ہوتا رہا تھا۔ ہنس پڑا۔

"لیکن اَب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔" تھریسیا نے کہا۔

"جوزف تم ذرا میرے ہاتھ کھول دینا۔" سنگ بولا۔

"ضرور کھول دو...." تھریسیا ایک طرف ہٹتی ہوئی بولی۔ "بلکہ میں خود ہی کھولے دیتی ہوں اور اُس کے بعد میں تم تینوں کو مار ڈالوں گی۔"

"ارے نہیں تم کہاں تکلیف کرو گی۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا اور سنگ سے کہا۔ "آرام سے لیٹے رہو۔ میں ذرا ان محترمہ سے دو دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

"ابے، نہیں کوئی حماقت کر بیٹھے گا۔" سنگ نے جھنجھلا کر کہا۔

"چپ چاپ پڑے رہو۔" عمران غرایا۔ "میں یہاں تمہارے لئے نہیں آیا تھا۔ تم تو اتفاقاً مل گئے۔ ہاں محترمہ ٹی.... تھری.... بی آخر تم نے ہم لوگوں کو یہاں کیوں الجھایا ہے۔"

"میں نے تو تمہیں واپس بھجوادیا تھا۔ تم خود ہی آپھنسے ہو۔"

"میں یہ پوچھنے آیا تھا کہ آخر تم نے مجھے ان جہازوں کی تباہی کا ذریعہ کیوں بنایا تھا؟"

"اس لئے کہ تم دونوں افریقوں کے لئے معتبر تھے۔" تھریسیا نے کہا اور پھر ہنسنے لگی۔

"کیا حقیقتاً اس سارے کھڑاگ کا مقصد محض اس حربے کے اثر انگیزی کا تجربہ کرنا تھا۔"

"ہمارے منصوبے کثیر المقاصد ہوتے ہیں۔"

"کثیر المفاسد زیادہ موزوں لفظ ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"یہی سمجھ لو.... بحر حال اَب میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"یہ کیا چیز تھی؟" عمران نے مُردہ زیبرا مین کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

"اِسے مار کر اکڑ نہ دکھاؤ۔ ابھی ایسے درجنوں موجود ہیں۔"

"اگر ایسے ہی ہیں تو سب میرے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ فکر نہ کرو۔ لیکن یہ بول بھی سکتا تھا۔ مواکازی کے فراہم کردہ گونگوں میں سے نہیں تھا۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔"

"تم کسی سفید فام آدمی پر اس قسم کا تجربہ نہیں کر سکتیں اور یہ بیچارہ سفید فام ہی تھا۔ شاید ہاتھی پچھاڑ قسم کے زبیرامین دو چار دن سے زیادہ زندہ نہیں رہتے لہٰذا تم نے اس پر صرف زبیرامین کا میک اپ کرایا تھا تاکہ وانڈیریوں کو قابو میں رکھ سکو۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟" تھریسیا نے لاپرواہی سے کہا۔

"فرق یہ پڑتا ہے کہ اس وقت تمہارے سامنے کیچڑ میں لتھڑا ہوں۔ یہ انتظام میں نے اس لئے کیا تھا کہ طاقت ور زبیرامین کی گرفت سے پھسل جاؤں۔ اگر یہ یقین ہوتا کہ یہ محض دکھاوے کا زبیرامین ہے تو اس کی کیا ضرورت تھی۔ صاف ستھرا آ کر اس کی گردن کی ہڈی توڑ دیتا۔"

"آخر تم چاہتے کیا ہو؟"

"اپنی اور اپنے ساتھیوں کی واپسی، جن میں وہ دونوں عورتیں بھی شامل ہیں۔"

"تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جیمسن کی بھی برین واشنگ ہو چکی ہے۔ وہ تینوں ہی تمہارے ساتھ جانے سے انکار کر دیں گے۔"

"میں ہر حال میں انہیں واپس لے جاؤں گا۔"

"بہت خوب۔" تھریسیا تلخ لہجے میں بولی۔ "تمہاری گفتگو کا انداز بتا رہا ہے جیسے تم نے مجھ پر فتح پالی ہو۔"

"میں نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ ویسے کیا تم بتا سکتی ہو کہ تم نے اس تجربے کا ڈھونگ کیوں رچایا تھا؟"

"ڈھونگ.... کیا مطلب؟"

"یہ مہلک شعاع تمہاری حالیہ ایجاد نہیں ہے۔ آج سے تین سال پہلے تم لوگوں نے اس کا کامیاب تجربہ برازیل کے جنگلوں میں کیا تھا۔ اور اس کا علم تمہاری تنظیم کے دس افراد کے علاوہ اور کسی کو نہیں تھا۔"

"اگر مجھے یہ بتادو کہ تمہیں اس کا علم کیونکر ہوا تو میں وعدہ کرتی ہوں کہ تم دونوں کے ساتھ

جیمسن، رینا اور سارہ کو بھی یہاں سے صحیح و سلامت نکال دوں گی۔" تھریسیا نے کہا۔ اُس کی آنکھوں میں تحیرزدگی پائی جاتی تھی اور جوزف سنگ ہی کو گھورنے لگا تھا۔

"اس کی طرف مت دیکھو۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ "وہ بیچارہ اُن دس افراد میں شامل نہیں تھا۔"

"یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے، یہ نکل جائے گی۔" سنگ حلق پھاڑ کر چیخنے لگا۔

"میں کہتا ہوں خاموش پڑے رہو۔ ہماری بہت پرانی جان پہچان ہے۔"

"اسے تو میں ایک حقیر کیچوا بنا کر رکھ دوں گی۔" تھریسیا بولی۔

سنگ نے سن لیا اور تھریسیا کو ننگی گالیاں دینے لگا۔ عمران نے جوزف کو للکارا۔ "اُس کا منہ بند کر دو۔ میں خواتین کی شان میں گستاخی نہیں پسند کرتا۔"

"فضول باتیں نہیں۔" تھریسیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"اچھا بھئی .... رہنے دے.... یہ چچا کو مادر پدر آزاد ہی دیکھنا چاہتی ہیں۔" عمران نے جوزف کو روکتے ہوئے کہا اور جوزف کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔ وہ سمجھا تھا۔ شاید اسی طرح سنگ کے خلاف دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل جائے۔ وہ بوتل اب تک اس کے اعصاب پر سوار تھی جسے عمران نے سنگ کی وجہ سے توڑ دیا تھا۔

"مجھ سے صرف کام کی بات کرو۔" تھریسیا پھر بولی۔

"کیسی کام کی بات۔ ارے اب تم میری قیدی ہو۔" عمران بہت زور سے چہکا۔

"صرف یہ بتادو کہ اس تجربے کے بارے میں تمہیں کس طرح علم ہوا تھا۔"

"اُن نو آدمیوں میں سے تین مر چکے ہیں۔" عمران مسکرا کر بولا۔ "باقی بچے چھ۔"

"تم یہ بھی جانتے ہو؟"

"اور شاید اِس تجربے کے ڈھونگ کے اصل مقصد سے بھی واقف ہوں۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" تھریسیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

"حوالے کے لئے صرف اتنا ہی کہوں گا کہ افریقہ کا ایک ملک ایٹمی طاقت بننا چاہتا ہے۔"

"اوہ....!" تھریسیا مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ اس نے دانت بھی پیسے تھے۔ پھر اچانک جوزف نہ صرف اُچھل پڑا بلکہ اس کے حلق سے ایک بے ساختہ قسم کی چیخ بھی نکلی۔ عمران کی بھی یہی

Digitized by Google

کیفیت ہوئی تھی لیکن وہ جوزف کی طرح چیخا نہیں تھا۔ صرف بوکھلا کر رہ گیا تھا۔

جوزف اُچھل کر بیلوں کے ڈھیر میں اُلجھا اور چاروں خانے چت گرا.... کھوپڑی نے فرش سے ٹکرا کر زور دار آواز پیدا کی تھی۔ اس لمحے میں تھریسیا نے ایک لمبی جست لگائی اور بالکل ایسا لگا جیسے وہ فضا میں تیرتی ہوئی غار کے دہانے سے باہر نکل گئی ہو۔ عمران نے اُسی بوکھلاہٹ کے عالم میں اُسے پکڑنے کی کوشش کی اور جوزف سے اُلجھ کر اُسی پر ڈھیر ہو گیا۔ سنگ کا قہقہہ غار میں گونجا اور پھر وہ عمران کے لئے ایک صفت نسبتی قسم کی چکیلی سی گالی پر قناعت کر کے رہ گیا۔

"لونڈے ہو۔" اُس نے مایوسی سے کہا۔ "حد سے بڑھی ہوئی خود اعتمادی اسی طرح ذلیل کراتی ہے۔"

"تم ان معاملات کو نہیں سمجھ سکتے۔" عمران اٹھتا ہوا بولا۔ پھر اُس نے جوزف کو بھی اٹھایا تھا.... جوزف کی آنکھیں بند تھیں اور وہ زور زور سے سر جھٹک رہا تھا۔ ساتھ ہی کہتا جارہا تھا۔

"خدا غارت کرے اس کتے کے پلے کو جو میرے پیروں تلے آگیا تھا۔"

"اچھا بس جلدی سے ہوش میں آجا۔ وقت کم ہے۔ ورنہ اگر اَب اس نے گھیرنے کی کوشش کی تو دشواری میں پڑیں گے۔" عمران نے کہا۔

"تم میرے ہاتھ کیوں نہیں کھول رہے۔" سنگ غرایا۔

"ہاں.... اچھا...." عمران اٹھ کر تیزی سے سنگ کی طرف بڑھا اور اُس کے نیچے ہاتھ ڈال کر تھریسیا کا چمک دار پستول نکال لیا۔ اس پر سنگ چیخنے لگا تھا۔

"کیا کر رہے ہو؟ اس پر میں نے قبضہ کیا تھا۔"

"تم نے قبضہ کیا تھا تو چھین لو مجھ سے۔" عمران پستول کو اُلٹ پلٹ کر دیکھتا ہوا بولا.... پھر اُس نے سنگ سے کچھ دور رہتے ہوئے جوزف سے کہا۔ "پہلے اس کے ہاتھ کھول دو۔"

"گن گن کر بدلے لوں گا۔" سنگ بولا۔

"تم اس کی دھمکی سن رہے ہو باس؟"

"پرواہ مت کرو، کھول دو.... یہ ابھی کی بات نہیں کر رہا۔ یہاں سے صحیح و سلامت بچ نکلنے کے بعد کی دھمکی ہے۔"

سنگ کچھ نہ بولا۔ جوزف نے اس کے ہاتھ کھول دیئے اور عمران بولا۔ "اب تم دونوں بائیں

Digitized by Google

جانب سے چلے جاؤ۔ اسٹور ادھر ہی ہے۔ میں دہانے کے قریب ٹھہروں گا۔"

"پستول کے میگزین میں زیادہ سے زیادہ چھ گولیاں ہوں گی باس، محتاط رہنا۔"

"یہ پستول نہیں ہے۔ تم فکر نہ کرو، جو کہہ رہا ہوں اُس پر عمل کرو۔ ڈائنا مائٹ، بیٹری اور تاروں کے لچھے۔ جلدی کرو۔"

سنگ خاموشی سے جوزف کے ساتھ چلا گیا اور عمران غار کے دہانے کے قریب ایسے زاویے پر جم گیا کہ روشنی میں نہ رہے۔

باہر اندھیرا پھیلا ہوا تھا.... عمران نے پستول کا ایک بار پھر جائزہ لیا اور مطمئن انداز میں سر کو جنبش دے کر اندھیرے میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے نشیب میں چند سائے حرکت کرتے نظر آئے اور عمران نے تھریسیا والا پستول سیدھا کر لیا یہ حقیقتاً پستول نہیں بلکہ زیرو لینڈ والوں کا مختصر ترین مگر انتہائی تباہ کن حربہ الیکٹرو گس تھا۔

دہانے کی جانب حرکت کرنے والے سائے بڑی احتیاط سے غار کے دہانے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اور اندھیرے میں اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اُن کے پاس کس قسم کا اسلحہ ہوگا۔ لہذا عمران انہیں للکارنے کا خطرہ نہیں مول لے سکتا تھا۔ اس نے الیکٹرو گس کا ٹریگر دبا کر اُسے نصف دائرے کی شکل میں حرکت دی اور متحرک سائے آوازیں نکالے بغیر اچھل اچھل کر دور جا گرے۔ صرف ان کے گرنے کی آوازیں سنائی دی تھیں اور پھر وہ آپس میں گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے۔ عمران نے طویل سانس لی اور اُدھر دیکھنے لگا جدھر سنگ اور جوزف گئے تھے۔

اچانک غار میں اندھیرا ہو گیا۔ عمران پھرتی سے دوسری طرف گھوما اور الکٹرو گس کا رخ بھی ادھر ہی کر دیا۔ ٹھیک اسی وقت سنگ کی سرگوشی سنائی دی۔ "احتیاطاً اندھیرا کیا ہے.... تم یہیں ٹھہرو۔ بہتیری کام کی چیزیں یہاں موجود ہیں۔"

"اتنا کچھ نہ سمیٹ لینا کہ اٹھا کر چل ہی نہ سکیں۔"

"یہ مجھ پر چھوڑ دو۔"

تھریسیا کیچڑ میں لت پت بھاگی تھی۔ اُسے خدشہ تھا کہ کہیں عمران تعاقب میں نہ چل پڑا ہو۔ ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں سمٹ کر غار کی جانب نظر رکھتے ہوئے بلاؤز کے گریبان میں ہاتھ

ڈالا لیکن الکٹروگس موجود نہیں تھا۔ وہ تو اُس کی بے خبری ہی کے عالم میں گر گیا تھا۔ اس انکشاف سے مزید بدحواسی طاری ہوئی اور اُس نے اٹھ کر ایک جانب دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ اُس وقت بُری طرح گھر گئی تھی اگر اپنے ایک فن کو بروئے کار نہ لاتی تو ان دونوں سے چھٹکارا ناممکن ہوتا۔ اور یہ فن تھا "صوتی مغالطہ" کتے کے پلّے کی آواز اُس نے خود نکالی تھی لیکن جوزف نے ایسا محسوس کیا تھا جیسے کوئی کتے کا پلا اس کے پیروں کے نیچے آ گیا ہو۔ وہ بوکھلا کر اچھلا اور اپنے ہی لائے ہوئے بیلوں کے جھاڑ جھنکار میں اُلجھ کر گر پڑا۔

عمران کو تو اُس کے اِس فن کا تجربہ پہلے بھی ہو چکا تھا لہٰذا اُس نے اضطراری ردِ عمل پر تھوڑی ہی دیر میں قابو پالیا تھا۔ لیکن پھر بھی تھریسیا گرفت میں نہیں آئی تھی کیونکہ وہ خود ہی چکنی مٹی کے کیچڑ کی وجہ سے بام مچھلی ہو رہا تھا۔ بہر حال تھریسیا نکل آئی تھی اور اب اُسے فکر تھی کہ الکٹروگس جو اُس دوران غار ہی میں گر گیا تھا ان لوگوں کے ہاتھ نہ آ جائے۔ وہ بھاگم بھاگ قریب ہی کے ایک اور غار میں داخل ہوئی اور ایک جگہ کھڑی ہو کر کسی میکنزم کو حرکت دی۔ دوسرے ہی لمحے اوپر سے ایک کیج نیچے آیا تھا جس کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی اور کیج پھر اوپر اٹھتا چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد وہ ایک بڑے عالی شان کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ پہلی نظر میں اسے باور کر لینا دشوار ہی ہوتا کہ اُسے کسی پہاڑی کو اندر سے تراش کر بنایا گیا ہوگا۔

تھریسیا نے بڑی پھرتی سے اپنا کیچڑ میں لتھڑا ہوا لباس تبدیل کیا اور انٹر کوم کا سوئچ آن کر کے بولی۔ "راؤل.... پوسٹ نمبر تین پر گڑبڑ ہے۔ عمران اور جوزف نے سنگ کو رہا کرانے کی کوشش میں پوسٹ کے نگران کو مار ڈالا.... انہیں وہاں سے نکلنے نہ دو.... کاش.... وہاں ایک الکٹروگس بھی گر گیا تھا تمہیں محتاط رہنا چاہئے۔ الیکٹروگس اُن کے قبضے میں نہ جانے پائے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔ "فوراً انتظام کیا جاتا ہے۔"

"مجھے باخبر رکھنا۔"

"بہت بہتر مادام۔"

وہ مضطربانہ انداز میں ٹہلنے لگی تھی۔ دس منٹ بعد انٹر کوم سے آواز آئی۔ "پہلے دستے کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی مادام، اس لئے دوسرا دستہ روانہ کر دیا گیا ہے۔"

Digitized by Google

"بہت محتاط رہو.... کہیں الیکٹروگس اُن کے ہاتھ نہ لگ گیا ہو۔"

"بہت بہتر مادام۔"

تھریسیا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ اور پھر تھوڑی دیر میں اسے اطلاع مل گئی کہ پوسٹ نمبر تین پر بھیجے جانے والے پہلے دستے کا صفایا ہو چکا ہے اور اس کے افراد الیکٹروگس ہی کا شکار ہوئے تھے۔

"دوسرا دستہ ان تینوں کی تلاش میں ہے۔" انٹر کوم سے آواز آئی۔ اور تھریسیا پیر پٹخ کر بولی۔ "تم سب ناکارہ ہو۔ اب ان کا سراغ ملنا ناممکن ہے۔"

"دوسرا دستہ گیلی مٹی کے نشانات پر اُن کے تعاقب میں ہے مادام۔"

"یہ دوسری بیوقوفی کی بات کر رہے ہو۔ سنگ اور عمران کوئی نشان نہیں چھوڑ جائیں گے کہ تم ان تک پہنچ سکو۔ پورے یونٹ کے نگرانوں کو ہوشیار کر دو۔ جنگل کا چپہ چپہ چھان مارو۔ الیکٹروگس اُن کے قبضے میں نہیں رہنا چاہئے۔"

"بہت بہتر مادام۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

لیکن کچھ دیر بعد تھریسیا غصے سے پاگل ہو گئی۔ اس بار انٹر کام پر اطلاع ملی تھی کہ گیلی مٹی کے نشانات کا تعاقب کرنے والے بالآخر کیچڑ میں لتھڑی ہوئی گھاس کے اُس چھوٹے سے بنڈل تک پہنچ گئے تھے جو ایک سوراخ میں گھسنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور اُس بنڈل کی حقیقت یہ تھی کہ جس ڈور سے اُسے باندھا گیا تھا۔ اُس کے دوسرے سرے پر ایک بڑی سی سیاہ چھپکلی کی کمر بندھی ہوئی تھی۔

"تم سب بالکل گدھے ہو۔" تھریسیا انٹر کام کے سامنے دہاڑی۔ "میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے نشانات چھوڑنے کی غلطی ہرگز نہیں کر سکتے۔ اب تمہارے فرشتے بھی اُن کا سراغ نہیں پا سکیں گے لیکن اگر صبح تک وہ الیکٹروگس میرے پاس نہ پہنچا تو تم سب سے نپٹ لوں گی۔"

"ہم سارا یونٹ چھان ماریں گے مادام۔" انٹر کام سے آواز آئی۔

اسی طرح دو گھنٹے گذر گئے لیکن ان لوگوں کا سراغ نہ مل سکا۔ آخر تھریسیا خود نکل کھڑی ہوئی۔ کیج سے نکل کر غار کے دہانے کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ایسا محسوس ہوا جیسے زلزلہ آ گیا

ہو۔ لڑکھڑائی تھی۔ اگر سنبھل نہ گئی ہوتی تو منہ کے بل گرتی۔ ٹھیک اسی وقت برقی روشنی بھی غائب ہوگئی تھی۔

مگر اُس وقت وہ کیا دھماکہ تھا۔ بوکھلا کر غار کے دہانے کی طرف دوڑی پھر پلٹ آئی اور ٹٹولتی ہوئی اُس جگہ پہنچی جہاں کیج سے اتری تھی۔ کیج کی سلاخوں سے ہاتھ جا لگا۔ گویا کیج اس کے اترنے کے بعد اوپر واپس نہیں گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ برقی نظام فیل ہوگیا ہے دھماکہ پھر یاد آیا اور وہ اندھیرے میں گرتی پڑتی غار کے دہانے کی طرف بھاگی۔

کھلے میں نکل کر اُس نے اپنے آدمیوں کا شور سنا۔ وہ بدحواسی کے عالم میں مختلف غاروں سے نکل رہے تھے.... تھریسیا مضطربانہ انداز میں پوسٹ نمبر تین کی طرف دوڑتی رہی۔ اسی پوسٹ کے قریب ایک چھوٹا سا فے گراز ہر وقت موجود رہتا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد فے گراز فضا میں بلند ہو رہا تھا اور پھر جلد ہی اُس خدشے کی تصدیق ہوگئی جس نے اُسے مضطرب کر رکھا تھا۔ اُس جگہ سے شعلے نکل رہے تھے۔ جہاں اس یونٹ کا پاور پلانٹ تھا۔

"سب کچھ تباہ ہوگیا۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ "لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ پاور پلانٹ تک پہنچ سکے ہوں۔"

اُس نے فے گراز کے کنٹرول بورڈ پر سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور ایک اسکرین روشن ہوگئی۔ اب فے گراز اس مقام کی طرف حرکت کر رہا تھا جہاں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اسکرین پر وہ جگہ آہستہ آہستہ قریب ہوتی جا رہی تھی اور پھر جہنم کا وہ دہانہ اُسے بالکل صاف نظر آنے لگا جس کے شعلے آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔

"سب کچھ تباہ ہوگیا۔" وہ ایک بار پھر کراہی.... اور کنٹرول بورڈ کے اس بٹن کو دبایا جس کا تعلق بیٹری سے چلنے والے لاسلکی نظام سے تھا۔ اُس نے یونٹ نمبر گیارہ کے اُس دستے سے رابطہ قائم کیا جو بیٹری سے چلنے والے وائرلیس کو آپریٹ کرتا تھا۔

"ٹی تھری بی کالنگ.... یونٹ الیون۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ فوراً دوسری طرف سے جواب ملا۔ تھریسیا پھر بولی۔ "یونٹ کا پاور پلانٹ کسی طرح تباہ ہوگیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ نظام بھی ناکارہ ہوگیا جو ہوائی حملے سے بچاؤ کرتا تھا۔ راؤل کو آگاہ کرو کہ اپر لیول کے سارے افراد

Digitized by Google

کو یہاں سے نکال لے جائے۔ اس سے پہلے ساری تعمیرات کو ڈائنامائیٹ کر دیا جائے.... راؤل سے کہو کہ اپر لیول کے افراد کو یونٹ نمبر آٹھ میں لے جائے.... اُوور.... اینڈ آل۔"

سوئچ آف کر کے تھریسیا نے فے گراز کا رخ بھی دوسری طرف موڑ دیا۔ نیچے تھوڑے ہی فاصلے پر شعلے لپک رہے تھے اور پتھر چیخ رہے تھے۔

دوسری صبح وہاں دھوئیں اور شعلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا۔ بے شمار سیاہ فام وانڈری اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے پھر رہے تھے۔ ان ہی میں یہ تینوں بھی شامل تھے۔ اُن کی پچھلی رات والی کوشش بار آور ہوئی تھی۔ پوسٹ نمبر تین سے حاصل کئے ہوئے سامان کی مدد سے انہوں نے پاور پلانٹ کو تباہ کر دیا تھا۔ یہی نہیں بلکہ تھریسیا کی زبانی یہ خوش خبری بھی سُن لی تھی کہ ہوائی حملے سے بچاؤ کا نظام بھی پاور پلانٹ کی تباہی کی بناء پر ناکارہ ہو چکا ہے۔ شاید یہ خوش خبری ان تک نہ پہنچتی اگر سنگ کی دور اندیشی نے اُسے اسٹور سے ایک سفری ٹرانس میٹر بھی اٹھا لانے پر مجبور نہ کر دیا ہوتا۔ اسی ٹرانس میٹر پر انہوں نے تھریسیا کا وہ پیغام سنا تھا جو یونٹ نمبر گیارہ کے کارکنوں کو دیا گیا تھا۔ اسی پیغام میں یہ اطلاع بھی شامل تھی کہ ہوائی حملے سے بچاؤ کا نظام ناکارہ ہوگیا ہے۔

"لیکن اب جیمسن کو کہاں تلاش کریں باس؟" جوزف نے کہا۔

عمران کچھ نہ بولا۔ شاید اُس کے ذہن میں پہلے سے ہی یہ سوال موجود تھا۔

"اگر یہ حقیقت ہے کہ وہ اُس کی بھی برین واشنگ کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی تو وہ بھی اَپر لیول والوں ہی کے ساتھ یونٹ نمبر آٹھ میں منتقل کر دیا گیا ہوگا۔" سنگ ہی نے کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "پچھلی رات تم سے بہت بڑی حماقت سرزد ہوئی تھی۔"

"مجھ سے؟" عمران نے چونک کر کہا۔

"ہاں.... خواہ مخواہ بکواس شروع کر دی تھی۔ اُسے نکل جانے کا موقع مل گیا۔"

"میں صرف اپنے ایک خیال کی تصدیق چاہتا تھا اور وہ ہوگئی تھی۔" عمران طویل سانس لے

کر بولا۔

"کس خیال کی؟"

"اس ساری ہڑبونگ کا مقصد، میری دانست میں ایک بڑی طاقت کی توجہ کو ایک اہم مسئلے کی طرف سے ہٹانا تھا۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

میرا خیال ہے کہ تھریسیا آج کل کسی بڑے معاوضے پر جنوبی افریقہ کی سفید فام حکومت کے لئے کام کر رہی ہے۔"

"کیا بات ہوئی؟"

"جنوبی افریقہ ایٹمی طاقت بننا چاہتا ہے۔ اُسے ری پروسسنگ پلانٹ کی ضرورت ہے لیکن اُس کی نسل پرست پالیسی کی بنا پر ساری دنیا میں اس کی مخالفت ہو رہی ہے۔ بڑی طاقتیں بھی اس کے حق میں نہیں ہیں کہ ایٹمی طاقت بنے۔ لیکن ایک بڑی طاقت اسے ایٹمی طاقت بنانا چاہتی ہے۔ اُس کے لئے وہ چوری چھپے جنوبی افریقہ کی سفید فام حکومت کی مدد کرنا چاہتی ہے۔ دوسری بڑی طاقت کو اس کی سُن گن مل گئی تھی۔ لہذا اس کے بحری جہازوں نے اُن راستوں کی نگرانی شروع کر دی جن سے یہ کالی مدد جنوبی افریقہ تک پہنچنے کا امکان ہو سکتا ہے۔ غالباً تھریسیا یہ چاہتی تھی کہ تباہ کُن ایٹمی شعاع کا قصہ سن کر نگرانی کرنے والے جہاز تنزانیہ کی طرف دوڑ پڑیں اور وہ راستہ صاف ہو جائے۔ جس سے ری پروسسنگ پلانٹ چوری چھپے جنوبی افریقہ پہنچایا جانے والا تھا۔

سنگ تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد بولا۔ "تمہارا یہ نظریہ درست بھی ہو سکتا ہے۔"

"پتا نہیں اس دوران میں اُسے اپنے مقصد میں کامیابی بھی ہو سکی یا نہیں؟"

"جہنم میں جائے۔ میرا مشن تو ناکام ہو گیا۔" سنگ بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"کون سا مشن؟"

"میں ٹنگانیکا کے اُس پار اسلحہ سمگل کرنا چاہتا تھا۔ میرا کروڑوں ڈالر کا نقصان ہوا ہے۔"

"اب کیا یہیں بیٹھے رہیں گے باس؟" دفعتاً جوزف بولا۔

"نکل چلنے کی کوئی تدبیر کرو۔"

"جب تو ہی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا تو میں کیا کر لوں گا۔ میں اس سر زمین پر اجنبی ہوں۔"

Digitized by Google

سنگ نے شانے سکوڑے اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے کہا۔ "میں نہیں جانتا کہ اس ٹرانس میٹر کا دائرہ کار کتنا ہے لیکن پھر بھی ٹرائی کرتا ہوں۔"

"کسے ٹرائی کرو گے؟" سنگ نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"جنرل کیو کو۔"

"اب اُسے تمہاری کسی بات پر یقین نہیں آئے گا۔"

"سنو.... پچھلی رات والے دھماکے کی گوما میں ضرور ریکارڈ کیئے گئے ہوں گے۔ آج کل اس بیس کی تمام تر توجہ اسی طرف ہو گی۔ میں اسے آگاہ کروں گا کہ جس نظام کے تحت حملہ آور جہاز تباہ ہو جاتے تھے۔ وہ غیر موثر ہو چکا ہے۔ اگر یقین نہ آئے تو پہلے پائیلٹ لیس جاسوسی طیارے ادھر بھجوا کر دیکھ لے۔"

"ہو سکتا ہے" سنگ نے سر ہلا کر کہا۔ "لیکن میری واپسی کس صورت میں ہو گی۔؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں جنگل سے نکال کر تمہاری طرف سے آنکھیں بند کر لوں گا لیکن اگر کبھی میرے ملک میں دکھائی دیئے تو ہمارے درمیان اعلانِ جنگ کی تجدید ہو جائے گی۔"

"یہ نہایت طاقتور ٹرانس میٹر ہے، تم بخوبی اپنا پیغام کی گوما تک پہنچا سکو گے۔" سنگ نے کہا۔

"تو پھر جلدی کرو باس۔" جوزف بولا۔ "یہ وانڈیری قبائل ذرا ہی سی دیر میں پاگل ہو جاتے ہیں۔ اُن کا کچھ اعتبار نہیں۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو، میں ان کے لئے تنہا کافی ہوں۔"

"ہاں ٹھہرو۔" سنگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "الیکٹروگس بھی تم میرے حوالے کر دو گے۔"

"پہلے تو مجھے جنرل کیو سے رابطہ قائم کرنے دو۔"

"یہ ناممکن ہے۔" سنگ نے کہا۔ "پہلے الیکٹروگس۔"

عمران اچھل کر پیچھے ہٹا۔ اور الیکٹروگس نکال کر اُس کا رخ سنگ کی طرف کرتا ہوا بولا۔ "کیوں نہ میں تمہیں ختم ہی کر دوں۔"

"ضرور.... ضرور۔" سنگ نے اُسے ٹرانس میٹر دکھا کر کہا۔ "میرے ہی ساتھ یہ بھی فنا ہو جائے گا۔ تمہاری آخری اُمید۔"

"میری تجویز بھی تو سنو۔" جوزف جلدی سے بول پڑا۔ "الیکٹروگس کے لئے قرعہ اندازی کیوں نہ ہو جائے بعد میں۔"

"مجھے منظور ہے۔" سنگ بولا۔

پھر عمران جنرل کیو سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اپنی کارگزاری سنا کر جاسوسی طیارہ بھیجنے کی تجویز پیش کی تھی جو منظور کرلی گئی۔

سارے احتیاطی مراحل سے گزرنے کے بعد لمبی پرواز والے ہیلی کوپٹروں کی آمد شروع ہوئی۔

جنرل کیو خود آیا تھا.... اور تنزانیہ کے فوجی جیمسن اور دونوں فرانسیسی عورتوں کو چاروں طرف تلاش کرتے پھرے تھے لیکن ان کا کہیں سراغ نہ مل سکا۔

ادھر الیکٹروگس کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت ہی نہیں آنے پائی تھی۔ کیونکہ اچانک ایک جگہ سنگ کو وہی ایک درجن عورتیں نظر آگئیں تھیں جن سے بچتا پھر رہا تھا۔ بس پھر جو بھڑک کر بھاگا ہے تو اُس کی واپسی بھی نہیں ہو سکی تھی۔

ختم شد

ابن صفی کی عمران سیریز کی نئے سٹائل میں طباعت مکمل ہو چکی ہے۔ جسے قارئین نے بہت پسند کیا ہے۔ حصوں والی تمام کتب مکمل جلدوں کی صورت میں پیش کی گئی ہیں۔ انفرادی ناولوں کو بھی اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ کتب کے اوریجنل نمبر برقرار رکھے گئے ہیں تاکہ قارئین کو اپنی لائبریری مکمل کرنے میں آسانی ہو۔ مکمل فہرست پیش خدمت ہے۔

عمران سیریز

جلد نمبر 1

1- خوفناک عمارت
2- چٹانوں میں فائر
3- پراسرار چیخیں

جلد نمبر 2

4- بھیانک آدمی
5- جہنم کی رقاصہ
6- نیلے پرندے
7- سانپوں کے شکاری

جلد نمبر 3

8- رات کا شہزادہ
9- دھوئیں کی تحریر
10- لڑکیوں کا جزیرہ
11- پتھر کا خون

جلد نمبر 4

12- لاشوں کا بازار
13- قبر اور خنجر
14- آہنی دروازہ

جلد نمبر 5

15- کالے چراغ
16- خون کے پیاسے
17- الفانسے
18- درندوں کی بستی

جلد نمبر 6

19- گمشدہ شہزادی
20- حماقت کا جال
21- شفق کے پجاری

Digitized by Google

جلد نمبر 7

22- قاصد کی تلاش

23- رائی کا پربت

24- پاگل کتے

جلد نمبر 8

25- پیاسا سمندر

26- کالی تصویر

27- سوالیہ نشان

جلد نمبر 9

28- خطرناک لاشیں

29- گیند کی تباہ کاری

30- چار لکیریں

جلد نمبر 10

31- چالیس ایک باون

32- آتشدان کا بت

33- جڑوں کی تلاش

جلد نمبر 11

34- عمران کا اغوا

35- جزیروں کی روح

36- چیختی روحیں

37- خطرناک جواری

38- ظلمات کا دیوتا

جلد نمبر 12

39- ہیروں کا فریب

40- دلچسپ حادثہ

41- بے آواز سیارہ

42- ڈیڑھ متوالے

جلد نمبر 13

43- بلی چیختی ہے

44- لوبولی لا

45- سہ رنگا شعلہ

46- آتشی بادل

جلد نمبر 14

47- گیت اور خون

48- دوسری آنکھ

49- آنکھ شعلہ بنی

جلد نمبر 15

50- شوگر بینک

51- تابوت میں چیخ

52- فضائی ہنگامہ

جلد نمبر 16

53- تصویر کی اڑان

54- گیارہ نومبر

55- مناروں والیاں

56- سبز لہو

جلد نمبر 17

57- بحری یتیم خانہ

58- پاگلوں کی انجمن

59- ہلاکو اینڈ کو

جلد نمبر 18

60- پہاڑوں کے پیچھے

61- بزدل سورما

62- دست قضا

63- ایش ٹرے ہاؤز

جلد نمبر 19

64- عقابوں کے حملے

65- پھر وہی آواز

66- خونریز تصادم

67- تصویر کی موت

جلد نمبر 20

68- کنگ چانگ

69- دھوئیں کا حصار

70- سمندر کا شگاف

71- زلزلے کا سفر

72- بلیک اینڈ وائٹ

جلد نمبر 21

73- نادیدہ ہمدرد

74- ادھورا آدمی

جلد نمبر 22

75- آپریشن ڈبل کراس

76- خیر اندیش

77- پوائنٹ نمبر بارہ

78- ایڈلاوا

جلد نمبر 23

79- بیموکیسل

80- معصوم درندہ

81- بیگم ایکس ٹو

82- شہباز کا بسیرا

جلد نمبر 24

83- ریشوں کی یلغار

84- خطرناک ڈھلان

85- جنگل میں منگل

86- تین سنکی

جلد نمبر 25

87- آدھا تیتر

88- آدھا بٹیر

Digitized by Google

جلد نمبر 26

89- علامہ دہشت ناک
90- فرشتے کا دشمن
91- بیچارہ شہ زور
92- کالی کہکشاں

جلد نمبر 27

93- سہ رنگی موت
94- متحرک دھاریاں
95- جونک اور ناگن
96- لاش گاتی رہی

جلد نمبر 28

97- خوشبو کا حملہ
98- بابا سگ پرست
99- مہکتے محافظ

جلد نمبر 29

100- ہلاکت خیز
101- زیبرا مین
102- جنگل کی شہریت

جلد نمبر 30

103- مونالیزا کی نواسی
104- خونی فنکار

جلد نمبر 31

105- موت کی آہٹ
106- دوسرا رخ
107- چٹانوں کا راز
108- ٹھنڈا سورج
109- تلاش گمشدہ
110- آگ کا دائرہ
111- لرزتی لکیریں

جلد نمبر 32

112- پتھر کا آدمی
113- دوسرا پتھر
114- خطرناک انگلیاں

جلد نمبر 33

115- رات کا بھکاری
116- آخری آدمی

جلد نمبر 34

117- ڈاکٹر دعاگو

جلد نمبر 35

118- جونک کی واپسی

جلد نمبر 36

119- زہریلی تصویر

جلد نمبر 37

120- بیباکوں کی تلاش

Digitized by Google